[1] یہ نام سہوا لکھا گیا ہے در واقع میں ثعالبیہ ہے جیساکہ تذکرۃ المذاہب میں مذکور ہے اور مورد الفاضل میں اسکی جگہہ ثانیہ ہے۔

حاشیہ

[1] دیصانیہ بکسر الدال المہملہ و مثنات تحتانیہ ساکنہ و صاد مہملہ بعدہا الف ... نون و یا نسبتہ ۱۲

[1] شفا ہے قاضی عیاض میں اُن جگہ طیارہ بھی لکھا ہے ۔ ۱۲

التماس مولف

حامداً و مصلیا

مسلمانون کے واسطے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اونکو اپنے یہان کے تمام نہین تو علی الاکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر کے مذہب مین امتیاز حاصل رہے۔ اس فن کی جامع او مفصل کتاب اردو اور فارسی مین تو آجتک لکھی ہی نہین گئی یا لکھی گئی ہے تو ہم تک نہین پہونچی۔ عربی مین بھی یہانتک تلاش کی گئی تو فرقہائے اسلام کے حال مین ایجالی بیان نہین ملا۔ مجھکو علم کلام سے بہت دلچسپی ہے اس فن مین مینے کئی کتابین لکھی ہین جب عقاید نسفی کی شرح زبان اُردو مین لکھنے لگا تو اوس کے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا یہانتک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصہ ذخیرہ فراہم ہوگیا جسکو مرتب کرکے ایک کتاب کی صورت مین کرلیا اور اوسکا نام **مذاہب الاسلام** رکھا۔ اس فن مین ایسی کافی و وافی کتاب کا تیار ہوجانا محض تائید ایزدی ہے۔ ورنہ مین کہان اور اوس گلشن ہمیشہ بہار کا سرمایہ کہان۔ اگر شایقین تلاش کرین گے تو مین امید کرتا ہون کہ وہ اس جامعیت کے ساتھ مذاہب اسلام کے بیان مین کسی زبان مین کوئی کتاب نہین پائین گے یہ میرا بیان اپنی تعلی کے لیئے نہین بلکہ واقعات کا اظہار مقصود ہے۔ معاش کی صعوبت۔ افلاس کی نکبت۔ آمدنی کی قلت خرچ کی کثرت۔ اہل دولت کی ناقدردانی و نخوت۔ اور ناحق کوشون کی عداوت اس کام پر ہمت نہین بندھنے دیتے تھے مگر محض اپنے شوق سے بزرگان قدرشناس کی تحسین کی امید پر اس سخت کام کو پورا کرتا رہا۔ سختی و نرمی سردی و گرمی گذرتے ہین اور گذر جائینگے اگلے دن مین تھوڑا میری یادگار رہجائے گی اور کبھی نہ کبھی اسی کی بدولت اون بزرگون کی جنہون نے تصنیف و تالیف سے ملک و ملت کی مدد کی ہے معنوی ہمنشینی نصیب ہوجائے گی۔ مذاہب کے بیان مین اس قدر بصیرت کا حاصل ہونا جو کہ محققین سابقین اور مدققین متاخرین کی تحقیقات

سے مطابق ہے (اور ایک بہت بڑے کتب خانہ کی چھان بین گزشتہ کے بعد حاصل ہوسکتی ہے بشرطیکہ وقت مساعدت کرے اور حصول کمال کا شوق بھی ہو) علوم اسلامیہ کی طرف سے اس بے اعتنائی کے زمانہ مین غنیمت ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے واسطے جن کتابون کو پڑھا اور اون سے حالات کا اقتباس کیا اونکی فہرست کے پیش کرنے سے اپنا لاف تبحر جتانا مقصود نہین بلکہ یہ اظہار مطلوب ہے کہ یہ کتاب کس مادے اور صورت سے تیار ہوئی ہے۔ مینے احتیاطاً ہر اہم اسناد۔ واقعہ کا حوالہ حتی الوسع بقید نام وجلد کتاب اس کتاب کے ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اسطرح مینے اپنا وہ فرض ادا کر دیا ہے جو بحیثیت ناقل میرے ذمے تھا میرا مقصود اس تحریر سے صرف مذاہب اسلامیہ کے حالات کا لکھنا مقصود ہے۔ کسی مسئلہ عقاید کا تفصیل اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی برائی اپنی جانب سے پیدا کرنا مقصود نہین جیسا کہ میری بے رو ورعایت تحریر سے ثابت ہوگا۔

صحاح ستہ۔ معارف ابن قتیبہ۔ شرح عقاید عضدی مولفہ علامہ جلال الدین دوانی۔ مقاصد حسنہ۔ دین خالص مولفہ نواب صدیق حسن خان۔ حجج الکرامہ۔ شرح الشرح عقاید ملا جلال فتح الباری۔ عروہ مولفہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی۔ تمہید فی اصول الدین مولفہ شیخ ابو المعین نسفی خبیۃ الاکوان۔ شذورات الذہب۔ شرح مواقف۔ اشعۃ اللمعات۔ معرب۔ تعریفات مولفہ سید شریف۔ ہدایۃ فی اصول الدین مولفہ محمد بن ابو بکر رازی۔ تاج المکلل۔ فواتح سبع عقود الجمان۔ تیسیر الوصول الی جامع الاصول۔ شرح حاوی۔ شرح مختصر۔ شرح فرایض مولفہ سید شریف۔ نہایت الارب فی معرفت قبائل العرب۔ احیاء العلوم۔ شرح رسالہ مباحثیہ مولفہ ملا نظام الدین۔ اثولوجیا لے محمد بن عمر حسین رازی۔ حسن العقیدہ مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ فتح البیان۔ مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار۔ بحر المذاہب۔ درمختار۔ بہجۃ العلوم۔ سیرۃ النعمان۔ صراط المستقیم شرح سفر السعادت۔

تقصار جیود الاحرار ترجمہ مشکوٰۃ از مولانا عبد الحق دہلوی ۔ مرأت جہان نما ۔ جوہرۃ الاسیجوجیر
تحفۃ الاخلا ۔ معتمد مولفہ تورپشتی ۔ فلاح سلسلۃ الذہب ۔ شرح مسلم الثبوت مولفہ بحر العلوم ۔
ہمایۂ مشہور ۔ کیمیائے سعادت ۔ بحر الرائق ۔ فتاویٰ مولوی عبد الحی صاحب ۔ سواد اعظم
کتاب الہند مولفہ ابوریحان بیرونی ۔ نہایۃ العقول مولفہ امام رازی ۔ تذکرۃ الفقہا ۔ شرح عقائد
ازالۃ الخفا ۔ عقد الجید ۔ توضیح المذاہب ۔ مواہب لدنیہ ۔ تمہید ابوشکور سالمی ۔ بدیع المعانی
فی شرح عقیدۃ الشیبانی ۔ معتقد المنتقد ۔ مرأت الجنان شروح و حواشی عقیدۃ السنوسیہ مسمیٰ بہ
اُمّ البراہین و نبذۃ التوحید ۔ اربعین امام رازی ۔ شرح عمدۃ النسفی مولفہ علامہ نکساری ۔ عمدۃ البرکۃ
مولفہ علامہ نسفی ۔ کتاب الاوائل مولفہ ابوہلال عسکری ۔ کشف الغمہ عن افتراق الامہ ۔ شمس بازغہ
صدرا ۔ شرح اشارات مولفہ محقق طوسی ۔ شفا مولفہ شیخ الرئیس ۔ ملل و نحل شہرستانی ترجمہ
فارسی ملل و نحل از مصطفےٰ بن خالق داد ۔ عمدہ اہل التوفیق والتسدید ۔ تفسیر کبیر کشاف اصطلاحات
الفنون ۔ تاریخ ابوالفدا ۔ نزہۃ الالباب ۔ کشف الغمہ عن جمیع الامہ ۔ محاضرات الابرار ۔ اشرف
الوسائل الی فہم الشمائل ۔ تاریخ اعثم کوفی ۔ نبراس مولفہ میر باقر داماد ۔ نہج البلاغۃ ۔ قرۃ العینین
تاریخ کامل ابن اثیر ۔ غنیۃ الطالبین ۔ ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین بطور شرح مختصر ۔ منتہی المقال
توضیح المقال ۔ شم العوارض ۔ منتہی الارب ۔ تنزیہ الانبیا والائمہ ۔ ازالۃ الغین ۔ تہذیب
مصائب النواصب ۔ کتاب شافی ۔ مسالک شرح شرائع ۔ مجمع البحرین ۔ استغاثہ ۔
معارف شرح صحائف ۔ شرح عقیدۃ الوسطی ۔ لواقح الانوار ۔ نخبۃ الدہر ۔ آثار البلاد عزنی ۔ تعریبات
الشافیہ لمرید الجغرافیہ ۔ طبقات الفقہا ۔ تکمیل الایمان ۔ طبقات شافعیہ ۔ طبقات الحفاظ
ذہبی ۔ طبقات الحنفیہ ۔ نفحات الانس ۔ اسعاف الراغبین ۔ بستان المحدثین ۔ جلدین
ملمعہ دانشوران ۔ رحلہ ابن بطوطہ ۔ رحلہ ابن جبیر ۔ کشف الظنون ۔ آثار الاذہار ۔ منہج المقال
میزان ذہبی ۔ صلح الاخوان ۔ حدائق الحنفیہ ۔ فتاوائے ابراہیم شاہی ۔ تذکرۂ خواص الامہ مولفہ
ابن جوزی ۔ خطط الآثار ۔ مجمع الاحباب ۔ مصفےٰ شرح موطا ۔ مفتاح النجا ۔ نزل الابرار ۔ مکتوبات

شاہ ولی اللہ صاحب۔ مختصر کتاب المؤمل۔ رسالہ خلافیات ماتریدیہ و اشاعرہ۔ جوہر العصل
کتاب مناقب امام شافعی۔ میزان شعرانی۔ مؤید الافاضل۔ تذکرۃ المذاہب۔ ریاض النطق
کتاب العرش۔ صواعق محرقہ۔ کتاب کشی۔ خلاصہ۔ تاریخ سرجان مالکم۔ تحفہ اثنا عشریہ
فوائد الفیش۔ صحاح۔ قاموس۔ طبقات دول اسلامیہ مولفہ ذہبی۔ رسالہ امام احمد حنبل
در جہمیہ۔ رسالہ عربی موسومہ علماء اسلام کے ساتھ کلام آہی واقع ہونے کے ذکر میں رسالہ
ابن تیمیہ کلام الٰہی کی تحقیق میں۔ آثار الامرا۔ مرآت الاسرار۔ رسالہ قشیریہ۔ کشف المحجوب
عمدۃ الطالب۔ انجمن آرائے ناصری۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ۔ روضۃ الصفا۔ تاج اللغۃ
تاریخ علامہ ابن خلدون۔ نزہۃ الجلیس۔ تاریخ الخلفا۔ وفیات الاعیان۔ ارشاد مولفہ ابو المعالی
کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان۔ درر الاصداف۔ جامع الفنون۔ بیان المعرب
فی اخبار المغرب۔ تاریخ یمن مولفہ نجم الدین عمارہ یمنی۔ فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ۔ لطائف
اخبار الاول۔ روضتین۔ ابجد العلوم۔ جامع التواریخ۔ قلائد الجواہر فی احوال اسواہر۔ منتخب
التواریخ۔ تذکرہ نجوم السما۔ مجالس المومنین۔ تذکرۂ ریاض الشعرا۔ تذکرہ نشتر عشق۔ تذکرۃ
الاولیا۔ فتاوے خانیہ۔ کتاب الترغیب والترہیب۔ مصباح الہدایت۔ تاریخ الخمیس
تاریخ طبری۔ تفسیر کشاف۔ مختصر منہاج السنۃ۔ مروج الذہب۔ کشکول بہائی۔ شرح تجرید۔
اتحاف الرریہ۔ شرح عقائد نسفی مولفہ علامہ تفتازانی۔ خرائج الجرائح۔ مجموعہ واجدیہ۔ اصول کافی
کلینی۔ ناسخ التواریخ۔ طبقات مناوی۔ فصول مہمہ۔ نور الابصار۔ مولید اہل البیت۔
نجوم الزاہرہ۔ تاریخ فرشتہ۔ شرح فقہ اکبر مولفہ ملا علی قاری۔ شرح فقہ اکبر موسوم بضوء الاکثر
مولفہ قضمی۔ شرح فقہ اکبر مولفہ مولوی عصمت اللہ۔ حاشیہ بر حاشیہ قدیمہ از ملا نظام الدین
فتوحات مکیہ۔ فتاوے عزیزی۔ شامی۔ طحطاوی۔ جامع الاصول۔ فتح القدیر۔ عنایہ شرح
مسلم الثبوت مولفہ مولوی ولی اللہ۔ رسالہ عقائد مولفہ سلیمان بن عبد الوہاب۔ شرح طوالع
الانوار مولفہ عبید اللہ بن محمد فرغانی۔ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار۔ مولفہ شمس الدین بن محمود

اصفہانی - لسان العرب - ارشاد المسلمین - سبحۃ المرجان - الہامیہ - تفہیمات - رسالۃ العقیدہ مولفہ ملا باسو جیالسی - مراصد الاطلاع - ہدیہ مہدویہ مولفہ ابو رجا محمد - نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض - رسالہ ملا علی قاری دربارۂ مہدویت سید محمد جونپوری ایکن سے ایک رسالہ عبد المنان کے اور رسالہ کے ردمیں ہے جو اوس نے سید محمد کی مہدویت کے اثبات لکھا ہے اور ایک فتوے ہے موسوم بہ تنبیہ الغافلین سید محمد کی مہدویت کے رد میں - ایثار الحق علی الخلق - کتاب العقل والنقل مولفہ ابن تیمیہ - مرقات شرح مشکوٰۃ - برہان قاطع دبستان المذاہب - نظم الفرائد - تفسیر عزیزی پارۂ الم - تاویل الاحادیث - سیر المتاخرین فتوحات اسلامیہ - کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبد الوہاب - خطیرۃ القدس - نزہتہ الناظرین فی مسجد الاولین والآخرین - تاریخ گلزار شاہی - کشکول محمد علی شیرازی - جلاء العینین - تفسیر سید احمد خان صاحب - محاضرات - تہذیب الاخلاق گجرات اینڈ گجراتی مولفہ بہرام جی - امپیریل گزیٹیر آف انڈیا رسالۂ شیخ ابو جعفر طوسی دربیان عقائد اثنا عشریہ - تاریخ وصاف - تاریخ نگارستان - روضۃ الاحباب - تاریخ الفی - کتاب بحار الانوار مولفہ علامہ مجلسی - تمدن عرب - ترجمۂ تاریخ فرخ آباد مولفہ ارون صاحب - جلد سوم تاریخ ہندوستان مولفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب - نفح الطیب عن غصن الاندلس الرطیب - بہجۃ العالم - نفائس الفنون فی عرائس العیون - انسائکلوپیڈیا برٹانیکا اخبار الاعیان - اعتماد - ترجمان وہابیہ - خطط فی احوال الصحاح الستہ - کتاب میسر رسالہ جواب ڈاکٹر منبر مولفہ سید احمد خان - جام جم مطبوعہ طہران - وصایائے خواجہ نظام الملک - حبیب السیر تعریفات شیخ ابو نصر کی - حقائق الانوار فے دقائق الاسرار مولفہ امام رازی - لب الالباب فی تحریر الانساب مولفہ جلال الدین سیوطی - اتحاف ذوی الالباب بشوارد لب الالباب جمہرۃ النسب مولفہ حافظ ابو محمد علی بن احمد - اکبر نامہ مولفہ ابو الفضل - حیات افغانی - جام جہان نما مولفہ مولوی قدرت اللہ - تاج الاقبال تاریخ بھوپال - اطلس ہائے مرتبۂ انگریزی و ترکی - کتاب فقہ مالکی مصنفہ ابو محمد عبد اللہ بن ابی زید قیروانی - شرح کتاب الازہار -

مجھکو اسمین سب سے زیادہ تر کتابون کے پڑھنے کا اتفاق کتب خانہ ریاست رامپور ملک روہیلکھنڈ
مین ہوا جس کے افسر اعلیٰ جناب مولانا حکیم حافظ **محمد اجمل خانصاحب بہادر**
خلف مرحوم و مغفور حکیم محمود خانصاحب دہلوی اور منصرم **حافظ احمد علیخان صاحب**
خلف اصغر علی خانصاحب ابن علی بخش خانصاحب ہین اور انکی علم دوستی کی وجہ سے
اس کتب خانہ مین ہر قسم کی نایاب کتابون کے ذخیرے کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہے
اللھم زد فزد۔ خاکسار **محمد نجم الغنی خان** ساکن محلہ مدرسہ شہر رامپور ملک روہیلکھنڈ
ابن مولوی عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی عبد الرحمن خان ابن مولانا
حاجی محمد سعید صاحب شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

الٰہی مین بندہ خطا وار ہون | جو کچھ ہو سزا دی سزاوار ہون
نظر کر نہ بیشتی کردار پر | سیہ کاریون سے مری درگزر
وہ دل دے جو شیدا کسی کا ہو | ترا ہو کے اصلا کسی کا نہ ہو
ترا ذکر دن رات کرتا رہے | تجھی پر شب و روز مرتا رہے
شراب محبت سے پر جوش ہو | تری یاد مین خود فراموش ہو
جدھر چشم بینا اٹھائے نظر | ترے حسن کا جلوہ آئے نظر
سبب تجھ سے سمجھے ذرات حاجت روا | تجھی سے سمجھے جو کچھ ہو دعا
سمجھے جلانے ہر دم سمیع و بصیر | تجھی سے کرے عرض مافی الضمیر
سوا تیرے سمجھے وہ دنیا کو ہیچ | زمین و فلک پست و اعلیٰ کو ہیچ
رہے بادۂ عشق سے نیم مست | نہ ہوسکے کبھی عہد روز الست
پس مرگ بھی یاد کرتا رہے | نہ ہو ہوش پر ہوش تیرا رہے
ہر اک سے جدا سب سے بیگانہ ہو | تری شمع وحدت کا پروانہ ہو
زمانے کے جھگڑے بھلائے رہے | تری روز و شب لو لگائے رہے
خوشی ہو کہ ہو کاہش درد و غم | ترا شکر کرتا رہے دم بدم
گوارا ہے تنگدستی سب مجھے | مبارک مری فاقہ مستی سب مجھے
مگر ای خداوند عرش برین | نہ دکھلا امیرون کی چین جبین
نہون لغو باتون سے کان آشنا | نہ کہنا پڑے جا و بیجا بجا
قناعت دی زمان جو ہے سے مجھے | پھرا پھیرے وزیر نہ در در مجھے
تلاش نعم مین حیران کر | نہ مجھے کاسہ لیس امیران کر
مین بندہ ترا ہون تو پروردگار | تجھے فکر میری مجھے تجھ سے کام
دم غیر ہر دم بھرون کس لئے | کسی کی خوشامد کرون کس لئے

رہ دین میں دے استقامت مجھے
تزلزل نہو تا قیامت مجھے

نعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد کہ الطاف سے جسکے رام
خدا بھیجتا ہے درود و سلام

کوئی اوسکے تئیں پیکر تصویر
خدا نے دیا ایسا پیغمبر حسین

اگر دیکھے وہ شکل حسن تمام
بہشتی ہو دوزخ کی آتش حرام

نکالے جو دونک قدم سے بصر
ازل سے ابد تک سب آئے نظر

زبان تھی گویا زبان خدا
زبان آپکا ہے بیان خدا

وہ وحی سے تبلیغ احکام کی
زہے یا نطق قرآنی اسلام کی

بتاتے تھے اعتقاد خاص و عام
زبان پر تھا علم لدنی تمام

نہ کوشش ورق کی ضرورت نہ تھی
کوئی جیسے خط و کتابت نہ تھی

بیان کی وہ توحید حق میں دلیل
ہوئے سنکے کفار و مشرک ذلیل

ہوئے بعث کفر کے آپ چراغ
سحر آئے کھلانے دین باغ باغ

یہی چاہیے سبکو کہنا مدام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

مدح نواب معلی القاب ناصیہ ہفت کشور بارقہ ہفت اختر نواب حامد علی خانصاحب بہادر دام اقبالہ والی ریاست رامپور ملک روہیلکھنڈ

کیا اس زمانے کو جسنے تمام
بعہد خداوند عالی مقام

جہان عطا آسمان کرم
سلیمان نژاد و سکندر حشم

سزاوار اورنگ فرماندہی
در تاج اقبال شاہنشہی

رعایا کے غمخوار و فریاد رس
ستم دیدہ مخلوق کے دادرس

یہی خلق کہتی ہے نیل و نہار	کہ حامد علیخان عالی تبار
یونہی حکمران تا قیامت رہین	رعایا کے سر پر سلامت رہین

الہ ایسا کرے کہ یہ ہدیہ مختصر عمدۃ الامرا زبدۃ الفضلا مخدومی و مکرمی مولانا حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب سلمہ اللہ تعالے خلف ملک الاطبا بسلالۃ الحکما حکیم محمود خان صاحب مرحوم دہلوی کی توجہ سے بندگان نواب صاحب بہادر کے ملاحظہ مین گزر کر شرف قبولیت حاصل کرے حکیم صاحب موصوف کو اہل اسلام کے علوم قدیمہ خصوصًا عربیہ کے ساتھہ ذاتی دلچسپی و شیفتگی ہے اور اس کساد بازاری کے وقت مین اہل علم کی تعظیم و قدر کرتے ہین —

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل علم تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہین (۱) صوفیہ یہ علم انسانی نبی کی متابعت سے حاصل کرتے ہین (۲) اشراقین یہ علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بدون حاصل کرتے ہین (۳) مشائین یہ عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہین (۴) متکلمین کتاب و سنت اور اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہین اور یہ ۷۳ فرقے ہین جنکا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہے افترقت الیہود علی احدی و سبعین او اثنتین و سبعین فرقۃ وافترقت النصاری علی احدی و سبعین او اثنتین و سبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقۃ یعنی یہود اکہتر یا بہتر اور نصاری بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجائیگی اس حدیث کو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا روایت کیا ہی اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف ابن مالک سے یون ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہو گئے جن مین سے ایک جنت مین اور ستر دوزخ میں اور نصاری بہتر فرقے ہوگئے کہ اکہتر آگ مین ہین اور ایک جنت مین قسم ہے اوس خدا کی جسکے قبضہ قدرت مین تعالی ذات محمد ہے

تحقیق میری امت بہتر فرقے ہو جاویگی جن مین سے ایک فرقہ جنتی ہے
اور بہتر دوزخی اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص کا لفظ مرفوع یہ ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان
منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین
ملۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول
اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وقال غریب۔ یعنی میری امت کے لوگون پر
وہی آویگا جو بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہو نگے اونکے یہان تک کہ اگر کسی نے اون مین سے
اپنی مان کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت مین بھی کوئی شخص پیدا ہو جاویگا
کہ وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے میری امت تہتر فرقے ہو جاویگی
سب آگ مین جاوینگے مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون ہین ای رسول خدا
فرمایا وہ طریقہ میرا ہے اور میرے اصحاب کا ہے احمد اور ابو داود کا لفظ معاویہ سے
یون ہے قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا ان من کان قبلکم من اہل الکتاب افترقوا
علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ہذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین فرقۃ ثنتان وسبعون فی
النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ۔ یعنی ہم مین آنحضرت صلعم کھڑے ہوئے اور
فرمایا خبردار ہو کہ جو تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ بہتر فرقے ہو گئے اور قریب ہے
کہ یہ امت تہتر فرقے ہو جاوے کہ بہتر نار مین جاوینگے اور ایک جنت مین وہ جماعت ہے
لفظ جماعت کا اطلاق اہل سنت پر اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے اور ابن عدی نے
ابو ہریرہ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے۔ یہود کے اکہتر فرقے بن گئے اور نصاری
بہتر۔ میری امت کے تہتر فرقے ہو جاوینگے۔ بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو صحیح
حسن کہا ہے اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیحین مین اسی مضمون کی حدیث
ابو ہریرہ سے روایت کی ہے پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول مین یہ ایک بڑی حدیث ہے

سعد ابن ابی وقاص اور ابن عمرو اور عوف ابن مالک نے مثل اسکے روایت کی ہے
اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابو امامہ اور ابن مسعود اور حضرت عمر اور
حضرت علی اور عویمر اور ابو درداء اور واثلہ اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص اور معاویہ
رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایتیں آئی ہیں اور ابو ہریرہ بھی اسکے راوی ہیں
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ محققین
حدیث نے اسکو اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول و تیسیر الوصول
اور مقاصد حسنہ اور جمع الجوامع اور کتاب بیہقی وغیرہ میں ان روایات کو اون
کتب صحاح حدیث وغیرہ سے نقل کیا ہے تو اسکی صحت میں کلام نہیں۔ مجھے مولوی شبلی
صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ اونہوں نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۰۳ میں بعض اپنی اغراض
سے اس حدیث کو کیوں موضوع قرار دیا کوئی بھی دلیل اسکی موضوعیت کی مولوی صاحب
نے نہیں بیان کی۔ اس حدیث کے طرق بہت ہیں اور ائمہ حدیث نے اسکو صحیح مانا ہے
اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو غریب کہا ہے سو اسکا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے
میں اسکی روایت ایک ہی راوی سے ہوئی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے
ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے پھر حسن لذاتہ پھر حسن لغیرہ۔ اور تمام طریقوں میں بہتر فرق
تہتر فرقوں میں آیا ہے نہ بہتر میں اگرچہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی بواسطہ انس سے مروی
ہے اس مضمون کی بھی نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت
بہتر فرقے ہوجائے گی سب دوزخ میں جاوینگے مگر ایک فرقہ اور یہ جماعت ہے مگر شیخ
عبد الحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ اس روایت کا اعتبار اون بہت سی روایات کے
مقابل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ سیوطی نے بھی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے امت
محمدی کے ۷۳ فرقے ہوجانیکے باب میں نقل کی ہے سو بھی صحیح روایت ہے اور یہی

۱ دیکھو جلد دوم دین خالص ۱۲ ۲ دیکھو شرح سفر السعادت ۱۲

وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادہ نے لکھا ہے کہ در باب افتراق امت بہ ہفتاد و دو فرقہ
ہیچ ثابت نشدہ مطلب یہ ہے کہ تفرق امت ۷۳ فرقوں پر ثابت ہو سکے ۔
اور اگر یہ ثابت کیا جاوے کہ مصنف سفر السعادہ کی مراد یہ ہے کہ تفرق امت کے
باب میں مطلقاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور جو کچھ اس معاملہ میں آیا ہے وہ سب
موضوع ہے تو یہ قول انکا کیسے معتبر ہو سکتا ہے جبکہ اکثر ثقہ محدث حدیث افتراق
امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہیں اور بہت سے طریقوں سے مروی ہوا ہے شاید
مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو یہیں سے اڑایا
اگر صاحب سفر السعادہ یہ کہتے ہیں کہ امت محمدی کا ۷۳ فرقے ہونا کسی حدیث سے
ثابت نہیں مولوی صاحب نے ایک [illegible] اپنی رائے سے کہا ہے ۔

ثانیاً یہود کے اکثر و اظہر فرقے فقانیہ و عیسویہ و سامریہ تھے انہیں میں سے
برشکانیہ و سامریہ ہیں یہ فرقے بڑے ہیں انہیں سے بہت [illegible] نکلے جن میں سے
بعض بت پرست ہیں اور بعض آفتاب و ماہتاب و نجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم
کہتے ہیں بت کو وثن کہتے ہیں تمثال کو اس لفظ میں سب رسمے معبود باطلہ داخل ہیں جیسے
بت شجر وغیرہ اور بڑے فرقے نصاریٰ کے تین ہیں ملکانیہ نسطوریہ یعقوبیہ
باقی فرقے انہیں میں سے نکلے ہیں شہرستانی نے ان سب فرقوں کا ذکر ملل و نحل میں
کیا ہے ان احوال کی حکایت سے ہمکو کچھ غرض نہیں ہے ۔ مگر اس ضمن میں
اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیوں میں تین مذہب خاص کر سب سے بڑے
تصور کئے جاتے ہیں ایک رومن کاتھولک یعنی رومی کلیسا جن کے نزدیک دین کا
سب سے بڑا امام اور حضرت عیسیٰ کے خاص الخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور
کیا جاتا ہے جو اٹلی کے قدیم شہر رومہ میں رہتا ہے تعداد کے لحاظ سے عیسائیوں
میں رومی کلیسا کے لوگ زیادہ ہیں مگر اس مذہب والوں کی سلطنت نہیں پہلے سے بہت

کمی اور ضعف آگیا ہے صرف ایک سلطنت یعنی فرانس کی امین بہت زبردست باقی ہے دوسرا مذہب گریک چرچ یعنی یونانی کلیسا ہے اس فرقہ کے سب عیسائی بادشاہ روس کو مسیح کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے ہین اور اس کے کل احکام دینی و دنیوی کو واجب التعمیل جانتے ہین اور جو عیسائی ان احکام کی تعمیل سے اعراض و انکار کرے اوسے اپنی جماعت سے خارج اور بیدین تصور کرتے ہین تیسرا مذہب پراٹسٹنٹ ہے اس فرقے والونکا زور آجکل زیادہ ہے اور چھوٹی بڑی کئی سلطنتیں رکھتے ہین انگلستان و جرمن دو سلطنتین انمین بہت زبردست ہین اس مذہب مین بہت سے فرقے شاخ در شاخ مثل لوتھرن اور کلونسٹ اور ایفائیڈ چرچ اور پریزبٹیرین اور چرچ آف انگلینڈ وغیرہ وغیرہ کے پیدا ہو گئے ہین۔

تنبیہ ان حدیثونمین اشکال ہے دو طرح پر ایک یہ کہ انمین اکثر اشخاص امت محمدی پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثون مین آیا ہے کہ یہ امت مرحوم ہے اور جنت مین سب سے زیادہ یہی امت ہوگی یہانتک کہ وہان دو ثلث اس امت کے لوگ ہونگے او ایک ثلث مین باقی امتین اسکا جواب بعض لوگون نے یہ دیا ہے کہ مراد امت سے اس جگہہ امت دعوت ہے نہ امت اجابت اور مراد امت اجابت سے وہ لوگ ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین۔ جلال الدین دوانی شرح عقاید عضدیہ مین کہتے ہین کہ ظاہر مراد امت اجابت ہے نہ امت دعوت اسلئے کہ اکثر جب حدیث مین اسطور پر بیان ہوا ہے تو اوس کلام سے مراد اہل قبلہ ہین۔ انتہی واقعی حدیث مذکور مین امت اجابت قرار

شرح الشیخ عقاید جلالی کی یہ عبارت ہے والمتعارف من لفظ الامۃ امۃ الاجابۃ لا الدعوۃ وہم الذین آمنوا بہ علیہ الصلوۃ والسلام وہو الظاہر ان اکثر ورد فی الحدیث علی ہذا الاسلوب ای لفظ امتی اریدبہ اہل القبلۃ فکذا ہہنا۔ ۱۲

دینا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث خاص آنحضرت کی ہے امت کے تفرق کے بیان میں
وارد ہوئی ہے چنانچہ اس میں لفظ امتی سے امت حضرت موسے اور حضرت عیسی
کا شمار اس میں داخل کرکے معین فرمایا ہے انکے واسطے اور حدیث ہے انہ
قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسی علی احدی وسبعین فرقة
وبعد عیسی علی اثنین وسبعین فرقة وستفرق امتی من بعدی ثلثة وسبعون فرقة اگر سب
فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اضافت کفار شمار کرینگے تو تہتر وشئے
کیونکر ہونگے پس اگرچہ کفار بھی امت دعوت میں لیکن معلوم ہوا کہ یہان مراد امت
سے امت اجابت ہے جنہون نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے امتی
کہکر اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے دوسرا اشکال بابت[1] تعیین فرقہ ناجیہ
کے ہے ہر فرقہ کو یہ گمان ہے میں ناجی ہون اور غیر ناری سے سبھی ہر کسی نے
اپنی اپنی دلیلیں لکھی ہیں جو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں فرقہ ناجیہ وہ
فرقہ ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیہ واصحابی یہ لفظ اوسی شخص پر صادق
آتا ہے جسکے عقیدے وعمل میں کوئی بدعت ظاہر ومخفی نہیں ہے بلکہ [illegible] کے عقائد
واعمال ویسے مطابق سنت مطہرہ وسیرت صحابہ کے ہیں کسی نے یون ہی کہا ہے
کہ فرقہ ناجیہ ہر فرقے کے صحیح ہیں کسی نے کہا اہل بیت صالحات ہیں لیکن اصل بات یہ ہے
کہ کوئی فرقہ خاص نہیں ناجی وہی گروہ ہے جو کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اسکے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور کسی طرح کی بدعت وہوا میں مبتلا نہیں جس طرح
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ ایک عربی نے شرائع
اسلام کو حضرت سے دریافت کرکے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی
ہذا شیئا ولا انقص منہ یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں
ہے جو آپنے فرما دیا ہے میں اوس پر نہ کچھ زیادہ کرونگا اور نہ اوس سے کچھ کم کرونگا

[1] ملحق الامت میں تعیین فرقہ ناجیہ کے باب میں پوری بحث کی ہے ۱۲

اس پر حضرت نے اوسکو جنتی فرمایا تھا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعوے
نجات کا کرے اور اوسکے عقاید و اعمال خلاف طریقہ حضرت اور سیرت صحابہ کے
ہون تو وہ دعوی اوسکا باطل ہے اسلام کے تہتر فرقو نمین سے وہ کون فرقہ
ہے جو اپنے آپکو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہین جانتا ہے ایکنا مہیہ
مذہب شاعر کہتا ہے سے ناجی بجز از فرقۂ اثنا عشری ہے ؛ لیکن تصدیق اس
دعوے کی یا تکذیب اوسکی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جسکا عقیدہ و عمل ما انا علیہ و اصحابی
کے موافق ہوا اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیۂ کی طرف سے اوسکے عقیدے
و عمل مین نہ آوے گو بعض تقصیرات فرعیہ اوس سے صادر ہو جاتی ہون وہ ناجی ہے اور
جسکا عقیدہ و عمل اوسکے مخالف ہو وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت و صحابہ مین کسی عمل
و عقیدے مین کوئی بدعت نہ تھی اگرچہ بعض افراد سے طاعت مین قصور و فتور وا رتکاب
فجور ہو جاتا تھا ابن حزم نے زیادت الا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعوے
انکا صحت کو نہین پہونچا نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع ۔ بعض علما
فرماتے ہین کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالف نص و احادیث
صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اہل اسلام کا مخلد فی النار نرہیگا اور اگر
مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار مین رہیگا پھر نجات پائیگا تو یہ بات
مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقہ ناجیہ مین سے
نار مین نجاوے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہین اس بات پر کہ فساق مومنین چندے
نار مین جاوینگے سو یہ شبہ قدیمہ ہے اہل علم نے اس کے چار پانچ جواب لکھے ہین جو
کہ شرح و حواشی عقاید ملا جلال مین مذکور ہین اونمین سے زیادہ ارجح و اقوی اس
جواب کو کہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے شق ثانی کو اختیار کرکے یعنی
مراد دخول ہے من حیث الاعتقاد اور فرقہ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد نہوگا

کو بسبب بعض تقصیرات عمل کے آگ میں جائیں دوسرا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا جسکو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہیں جو کہ مطلقاً نار میں نہ جائینگے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث العمل بلکہ بے وصول عذاب داخل جنت ہونگے اونکی معصیت خواہ عفو ہو جاوے یا شدائد موت وقبر واہوال قیامت میں محو ہو جاوے یا شفاعت حضرت سے وہ سارے ذنوب محو ہو جاویں غزالی کا یہ کہنا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب وکتاب و بے شفاعت بہشت میں جاویگا کافی نہیں تھا اسلئے کہ اس صورت میں دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تھا لہذا محققین متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرماکر تقریر مسطور کی ہے۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ کلہا فی النار کے معنی کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر ایک فرقے کے افراد سے آگ میں جائیگا پس اس عبارت سے مراد ایجاب کلی ہے پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کرنی سے یہ ایجاب کلی رفع ہوا اور رفع ایجاب کلی ایک جزئی کے ساتھ بھی صادق ہو سکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے پس اس صورت میں معنی الا واحدۃ کے یہ ہونگے کہ ہر ہر فرد اس فرقہ کی دوزخ میں داخل ہوگی گو بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہوں اس صورت میں اشکال دفع ہوگیا اور فرقوں غیر ناجیہ اور فرقہ ناجیہ میں وجہ امتیاز اسی قدر ہوتی کہ غیر ناجی فرقے سارے داخل دوزخ ہونگے اور یہ فرقہ سارا دوزخ میں نجاویگا لیکن فرقہ ناجی کا امتیاز اور فرقوں سے اعمال کے ساتھ نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اعمال سب میں مشترک ہیں پس امتیاز کا باعث صرف عقائد کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ کہ اس جواب کا مرجع بھی طرف جواب اول کے ہوتا ہے اور سب سے بہتر ایک اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث میں بھی اسکے استعمال کی شہادت موجود ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ کلہا فی النار سے مراد بطلان ہے

چنانچہ جب کہتے ہین فلان چیز فے النار ہے تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل
چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے العذار فے النار یعنی زنا نذرانی باطل ہے اور سورۂ
نسا مین ہے ان الذین یاکلون اموال الیتامے ظلما انما یاکلون فے بطونہم نارا جو
لوگ کہاتے ہین مال یتیمونکا ناحق سوا اسکے نہین کہ کہاتے ہین اپنے پیٹو نمین کہانا
باطل اور حرام نار سے مراد یہان چیز باطل اور حرام ہے اسلیے کہ یتیم کا مال حقیقت
مین آگ نہین اور مجاز پر اسواسطے حمل نہین کرتے کہ یہ جو کہا ہے کہ پیٹون مین کہاتے
ہین یہ قول اس سے انکار کرتا رہا ہے کہ یہان مجاز مراد نہین پس حدیث مذکور مین
کلہم فے النار سے یہ مراد ہوگی کہ تمام فرقے باطل پر ہین گو ایک عقیدہ اور ایک
عمل کی وجہ سے ہون یا دو کی اور فرقۂ ناجی سے کہ نہ عقیدے مین بطلان ہے نہ
عمل مین مگر چاہیے کہ فرقۂ ناجی کی تخصیص اس بات کیساتھ کردی جائے کہ نہ
اونکے عمل مین بدعت ہے نہ عقیدے مین اور یہی منشا ہے جواب دوم کا یعنی بالبطلان
کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کردیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ اونکے
اعتقاد مین کسی طرح کا فتور نہین پس اس صورت مین یہ جواب پہلے جواب کی طرف
رجوع کریگا اسی واسطے کہا ہے کہ اقوے وارجح وہی جواب اول ہے اور شیخ
علاء الدولہ سمنانی عروہ مین کہتے ہین کہ اسلام کے تمام فرقے اہل نجات ہین اور
حدیث مین مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے انتہی مراد ساری فرقہاے
اسلام کے اہل نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزائے معاصی کے دوزخ
مین رہکر بالآخر اوس سے نجات پائینگے اور بہشت مین داخل کیے جائینگے اور
ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت مراد لینے مین وہی قباحت ہے جو امام غزالی کے
جواب مین بیان ہوی پس بہتر جواب وہی ہے جو محققین متاخرین نے امام غزالی
کے جواب مین اصلاح کرکے بیان کیا ہے ۔

علم فقہ اور طبقات فقہا

علم فقہ اکثر صحابہ کا شعار تھا جیسے خلفائے اربعہ اور باقی عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابی ابن کعب اور زید بن
ثابت اور ابودردا اور بی بی عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن عمرو ابن
عاص اور ابن الزبیر اور ابو موسے اور ابو سعید خدری اور ابوہریرہ اور جابر
بن عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور بہت سے تھے مگر فقہ انکے سوا دوسرے
صحابہ سے بھی منقول ہوا ہے جیسے ابو ذر غفاری اور حذیفہ اور سلمان اور عبادہ
بن صامت اور ابو مسعود اور فضالہ اور اسامہ اور خالد اور معاویہ اور عمرو
بن عاص اور ام سلمہ اور اسما بنت ابو بکر اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور انمین
سے جنکے فتاوے شہرت کو پہونچگئے وہ نو ہین حضرت عمر حضرت علی ابن مسعود
اور ابی ابن کعب اور زید اور ابو موسے اور ام المومنین عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس
اور انمین سے بھی زیادہ مشہور یہ تین شخص ہوئے عبد اللہ بن مسعود زید بن ثابت عبد اللہ
بن عباس اہل مدینہ کا فقہ مین زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر پر اعتماد تھا اور
اہل مکہ کا ابن عباس کی رائے پر اور اہل کوفہ کا حضرت علی اور عبد اللہ ابن مسعود
کی رائے پر اور اہل مصر ابو موسے اشعری اور عمران بن حصین کی رائے پر تھے اور
شام مین معاذ اور ابو دردا وغیرہ تھے بعد اسکے ریاست علم فقہ تابعین کو پہونچی چنانچہ
صحابہ کے بعد مدینہ مین سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور خارجہ
بن زید اور سلیمان بن یسار اور عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ اور ابو بکر بن عبد الرحمن
بن حارث تھے اور مدینہ کے جو سات فقہا مشہور ہین وہ یہی ہین اور اسی طبقہ
مین سے مدینہ مین یہ لوگ بھی تھے سالم بن عبد اللہ اور ابو سلمہ ابن عبد الرحمن اور
ابان ابن عثمان اور قبیصہ بن ذویب وغیرہ اور جنھون نے انکی متابعت کی اونکا بھی
اسی طبقہ مین شمار ہے جیسے عمر بن عبد العزیز اور علی بن حسین اور یحیی بن سعید اور

ابو الزناد اور زہری اور ربیعہ وغیرہ پھر فقہ تبع تابعین کی طرف منتقل ہوا پس مدینے اور
اور ماجشون اور امام مالک بن انس اور اونکے اصحاب اور مکہ مین عبید بن عمیر اور
عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار
وغیرہ تھے پھر فقہ ابن ابی نجیح اور ابن جریج اور سفیان بن عیینہ اور مسلم بن خالد اور سعید
بن سالم وغیرہ کو پہونچا پھر امام ابو عبد اللہ شافعی اور اونکے اصحاب کی طرف منتقل ہوا
اور کوفہ مین ابن مسعود کے اصحاب علقمہ اور عبیدہ اور مسروق اور اسود اور عبد الرحمن
بن یزید اور عمرو بن شرحبیل اور شریح قاضی وغیرہ فقہ کے استاد تھے اور اونکے
بعد عامر شعبی اور ابراہیم نخعی انکے بعد حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان
اور منصور بن معتمر وغیرہ تھے اور بعد انکے ابن شبرمہ ابن ابی لیلے اور حسن بن ابی
صالح اور شریک بن عبد اللہ اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور ان دونونکے
اصحاب تھے اور بصرہ مین حسن اور ابن سیرین اور مطرف بن عبد اللہ اور جابر
بن زید اور ابو قلابہ پھر قتادہ اور ایوب اور یونس اور سلیمان تیمی اور
ابن عون اور عثمان بتی پھر حماد بن زید اور ابن سلمہ اور یحیی بن سعید اور
ابن مہدی تھے اور شام مین ادریس خولانی اور شہر بن حوشب اور ابن ابی زکریا اور
رجا بن حیات اور عبادہ بن نسی اور مکحول وغیرہ تھے اور یمن مین طاوس اور وہب
بن منبہ وغیرہ تھے اور مصر مین یزید بن ابی حبیب و عمرو بن حارث اور لیث بن
سعد وغیرہ تھے پھر اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور اونکے اصحاب اور
خراسان مین ضحاک بن مزاحم اور ابراہیم صایغ اور عبد اللہ بن مبارک اور
اسحاق بن راہویہ اور بغداد مین امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب
اور امام احمد ابن حنبل پھر ابو ثور اور ابو عبید قاسم بن سلام پھر داؤد اور محمد
بن جریر وغیرہ ان فقہا مین سے ہر طبقہ مین اگرچہ ہر ایک فقیہ فقہ مین نامور تھا

مگر یہہ بھی باعتبار شہرت کے انمین بڑا تفاوت ہے

اختلاف مذاہب کی ابتدا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ کیعہد مین علم کلام کوئی فن منفرد و مدون نہتا جب مسائل اعتقادیہ مین کوئی
سوال کسی کو پیش آتا تو حضرت سرور عالم سے اور اونکے وصال کے بعد انکے
اصحاب سے حل کرلیتے جب قرن گزرگئے تو عقاید مین مکالمات بہت پیدا ہونے
لگے بلکہ مکالمات سے مجادلات پر نوبت پہونچی اور مسلمانون نے یہانتک عقاید
مین کلام کیا کہ اونکے مقالات کا علم کلام[1] نام ہوگیا بعض کہتے ہین کہ اسکی [illegible]
کلام الٰہی کے باب مین ہین کہ وہ قدیم ہے یا حادث غرض کہ اسی طریق پر چلتی ہی
کہ حسن بصری نے ریاست علم مین شہرت حاصل کی اور اونکے شاگرد واصل نے
ایک مسئلہ خاص مین سرعام اوستاد کے ساتھہ مخالفت کی حسن نے اوس سے
فرمایا اعتزل عنا اسلئے واصل نے اونسے علیحدگی اختیار کی اور استقلال سے
لئے ایک مجلس قایم کی اور ایک بڑا جتھا اوسکے متبعون کا ہوگیا اور وہ معتزلہ
کہلانے لگے اور چونکہ معتزلہ خدائے تعالی کی صفات کا انکار کرتے تھے اسلئے
سلف اونکو معطلہ کہنے لگے اور معتزلہ نے سلف کا لقب صفاتیہ رکھدیا
کیونکہ یہ اللہ کے لئے صفات ازلی ثابت کرتے تہے جیسے علم ارادہ۔ قدرت حیات

---

[1] کشف الظنون کی جلد ثانی مین مذکور ہے کہ علم کلام وہ علم ہے جسکی وجہ سے عقاید دینیہ کو دلائل کے
ساتہہ ثابت کرنے اور نیز شبہات رفع کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور علم کلام کے
موضوع کے بارے مین متقدمین و متاخرین نے اختلاف کیا ہے۔ متقدمین یہ کہتے ہین کہ علم کلام
کا موضوع اللہ پاک کی ذات و صفات ہین انمین سے بعض کی یہ رائے ہے کہ موضوع اوسکا وجود
من حیث ہو موجود ہے۔ اور متاخرین کہتے ہین کہ علم کلام کا موضوع معلوم ہے اس حیثیت سے
کہ اوسکے ساتہہ عقاید دینیہ کا ثابت کرنا متعلق ہو اور تعلق عام ہے اس سے کہ قریب ہو یا بعید اور دین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا دین ہے ۔۔

سمع بصر کلام جلال اکرام جود انعام عزت عظمت اور صفات ذات اور صفات فعل مین فرق نہین کرتے تہے دونون کو مساوی سمجھتے تھے اسی طرح صفات خبریہ ثابت کرتے تہے اور وہ یہ ہین ہاتہ پاؤن منہ وغیرہ انہین تاویل بالکل نہین کرتے تہے چونکہ یہ صفات اخبار مین وارد ہوی ہین اسلئے انہین صفات خبریہ بولتے تہے پہر بعض سلف اثبات صفات الٰہی مین تشبیہ کی حد مین داخل ہوگئے یعنی محدثات کی صفات کے ساتہ ان صفات کو مشابہ جاننے لگے بعض نے صرف اون صفات پر اقتصار کیا جنپر افعال دلالت کرتے ہین اور بعض صفات خبریہ مین مقتضائے لفظ کے مطابق تاویل کرنے لگے اور بعض نے تاویل کرنے سے توقف کیا اور کہنے لگے کہ ہمارے عقل کہتی ہے کہ اللہ کسی شے کے مشابہ نہین وہ بے مثل ہے اور جو اس قسم کے الفاظ قرآن و حدیث مین آئی ہین اونکے مفہوم ہمکو معلوم نہین جو اوسنے مراد ہے وہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور نہ ہمکو یہ حکم ہے کہ ان الفاظ کے معانی اور حقیقت سمجھنے کی کوشش کرین بلکہ ہمکو تو اس بات پر اعتقاد رکہنے کا حکم ہے کہ اللہ بے مثل ہے مگر متاخرین کہنے لگے کہ ان الفاظ کا ظاہر پر جاری کرنا اور اونکی تفسیر کرنا چاہیے جیسا کہ کتاب و سنت مین وارد ہین اور تاویل سے تعرض نکرنا چاہیے اور نہ ظاہر پر توقف کرنا چاہیے پس یہ متاخرین تشبیہ خالص مین مبتلا ہوگئے جو یہود کا طریق تہے اور یہ اعتقاد سلف کے خلاف تہا مگر بعض شیعہ نے بہت غلو اور تقصیر سے کام لیا غلو اونکا یہ تہا کہ اپنے ائمہ کو اللہ کیساتہ تشبیہ دینے لگے اور تقصیر یہ کہ اللہ کو بعض مخلوق کے ساتہ تشبیہ دی مگر جب معتزلہ اور متکلمین کے مقالات زیادہ شہرت پکڑ گئے تو بعض شیعہ غلو اور تقصیر کو چھوڑ کر معتزلہ سے ملگئے

لہ مراد سلف سے اصطلاح شرح مین والا و بالذات عصر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے پہر ثانیا و بالعرض زمانہ تابعین کا پہر عہد تبع تابعین کا اور نہایہ مین ہے کہ سلف اور خلف کے درمیان فرق یہ ہے کہ سلف صالحین سے مراد تابعین کا صدر اول ہے اور خلف وہ لوگ ہین جو تابعین کے بعد نیک لوگ گزرے ہین اور صدر الشریعہ نے کہا ہے کہ سلف کی مراد صحابہ اور علمائے مجتہدین متقدمین ہین

اون سلف میں سے جو تاویل وتشبیہ کی طرف متوجہ ہوئے یہیں مالک بن انس
احمد بن حنبل۔ سفیان اور داؤد اصفہانی یہانتک کہ عبداللہ بن سعید بن
کلاب اور ابو العباس قلانسی اور حارث بن اسد ابوعبداللہ محاسبی کا دور
شروع ہوا اگرچہ یہی سلف کی چال ڈہال پر تھے مگر علم کلام سے مزاولت کرنے
لگے اور عقاید سلف کی تایید دلائل کلامیہ اور براہین اصولیہ سے کی اور
اب علم کلام ترقی کرنے لگا اور زبانی کلام سے نوبت تحریر کو پہونچگئی اور عقلوں
کے تصرف اسمیں بڑہنے لگے بعض نے کتابیں بنائیں اور بعض درس وتدریس میں
مشغول ہوگئے یہانتک کہ ابو علی جبائی اور اوسکے تلمیذ رشید شیخ ابو الحسن اشعری کے درمیان
ایکبار مسئلہ صلاح واصلح میں مناظرہ ومباحثہ ہوگیا اور جب اوس مباحثہ میں
جبائی لاجواب ہوگیا تو اشعری اور جبائی مین علحدگی ہوگئی اور اشعری نے
رشتے لئے ایک علیحدہ مجلس مقرر کرلی اور مسند تعلیم وتعلم پر بیٹھ گئے اور بہت
لوگ ونکی اتباع کرنے لگے اور اب صفاتیہ اشعریہ کہلانے لگے اشعری مذہب اعتزال
کو چھوڑکر طریق ابو محمد عبداللہ بن سعید المعروف بابن کلاب پر چلے اور انہین
کے قوانین پر مسائل صفات وقدر مین کلام کیا اور مذہب سلف کی تایید قاعدہ
کلابیہ پر کی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے کہ عبداللہ بن کلاب کے متبعون کو
کلابیہ کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے کہ صفات باری تعالی نہ قدیم ہین نہ حادث
اور اوسکے صفات نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات ہین اور قرآن مین جو آیا ہے
الرحمن علی العرش استوی یہان استوی سے مراد یہ ہے کہ ٹہیرا نہین اور اللہ تعالی
ہمیشہ سے عرش پر ہے حالانکہ اوسکے لئے کوئی جگہ نہین اور قرآن کے لئے حروف
نہین اور طبقات شافعیہ مین لکہا کہ ابن کلاب اعلی درجہ کے متکلمین مین سے
اور اہل سنت مین سے تھے اور ابو الحسن اشعری ایک تو انکے طریق پر چلے

اور دوسرے حارث محاسبیؒ کے[له] ابن کلاب کا انتقال سال دو سو چالیس
ہجری کے بعد ہوا ہے اور حارث محاسبی نے امام شافعی کی صحبت پائی تھی
اور تصوف اور حدیث اور کلام مین مسلمانونکے امام تھے انہین کی طرف اکثر متکلمین
صفاتیہ منسوب ہین انکا شمار شافعیہ کے طبقہ اولے مین ہے بغداد مین ۲۴۳ھ مین [illegible]
ملک عدم ہوئے۔ نفحات الانس مین مذکور ہے کہ حارث محاسبی نے چالیس برس
تک اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات دوزانو بیٹھے رہے مگر کسی چیز سے
ٹیک نہ لگائی امام فخر الدین رازی نے سورۂ انعام کی تفسیر مین تفسیر کبیر کے اندر لکھا ہے
کہ جب اشعری اور جبائی مین بغض و خصومت زیادہ بڑھی تو اشعری نے اپنے
استاد کے تمام مقالون پر اعتراض کئے اور روز بروز اشاعرہ و معتزلہ مین سلسلہ خصومت
بڑھتا رہا معتزلہ نے اپنی تقویت اور طرف ثانی کی تضعیف کے لئے براہین حکمیہ کو
عقائد مین داخل کرنا شروع کیا اور اپنے مدعا پر اونسے استدلال کرنے لگے
اسلئے معتزلہ کے مطالب کلامیہ دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ سے خلط ملط ہوگئی
اور رفتہ رفتہ یہانتک فلاسفہ کی اتباع اور حکمت کے مسائل کا مادہ انمین بڑھا
کہ عقل کو نقل پر ترجیح دینے لگے۔ جہان ظواہر آیات و احادیث انکے معقول
کے مخالف ہوتین اونکی تاویل و توجیہ کرتے اشاعرہ نے اونکے مقابلہ مین
اتنا مبالغہ کیا کہ ظواہر آیات و احادیث سے ذرا تجاوز نہین کرتے اور تاویل
کا دروازہ بند کردیا۔ اوس دن سے مسلمانون مین مذاہب مجسمہ اور عقائد مشبہ
پیدا ہوگئے۔ اور معتزلہ کی وجہ سے براہین فلسفیہ کو رد کرنے اور اونکی مذمت

له طبقات شافعیہ کی عبارت عربی یہ ہے عبد اللہ ابن سعید ابو محمد المعروف بابن
کلاب بضم الکاف وتشدید اللام کان من کبار المتکلمین ومن اہل السنة وبطریقه وطریقة
الحارث المحاسبی اقتدی ابو الحسن الاشعری ۱۲ منه

بیان کرنے لگا اور رفتہ رفتہ یہ چرچا ہوا کہ جہان علم حکمت کا ذکر کیا جاتا وہ مجلس مذموم سمجھی جاتی۔ اور جس قدر مسلمانون کے خیالات مین وسعت ہوتی گئی عقائد مین بھی مذاہب پیدا ہوتی گئی۔

پس یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میری امت ۷۳ فرقے ہوجا گی ایک معجزہ ہے اسلئے کہ جو کچھ فرمایا تھا وہ بے کم وکاست ظہور مین آیا۔

ابن حزمؒ نے ملل ونحل کہا ہے اہل اسلام کے پانچ فرقے ہین ایک اہل سنت دوسری معتزلہ اور انہین مین قدریہ داخل ہین تیسرے مرجیہ اور انہین مین جہمیہ وکرامیہ کا شمار ہے چوتھے شیعہ پانچوین خوارج انہین مین آزارقہ واباحیہ ہین پھر ایک فرقہ انہین سے کئی فریق ہوگیا بڑا افتراق اہل سنت کا فروع مین ہوا اور تھوڑا سا اعتقادات مین فتوے مین چار مذہب ہو گئے حنفی شافعی مالکی حنبلی اعتقاد مین تین گروہ ہو گئے اشعری ماتریدی حنبلی یہی چار فرقے سوائے اہل سنت کے سوا انہین سے کسی کا خلاف اہل سنت سے ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب۔ مرجیہ کے فرقوں مین اہل سنت سے قریب وہ ہین جنکا قول ہے کہ ایمان کہتے ہین دل اور زبان دونون سے تصدیق واقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض وشرائع اسلام ہین ایمان مین داخل نہین۔ اور انہین اہل سنت سے بعید دو فرقے ہین ایک اصحاب جہم بن صفوان جنکا قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اگرچہ مومن کفر وتثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ کے بھی ہو تب بھی ایمان نہین جا سکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے۔ دوسرے اصحاب محمد بن کرام جنکا قول یہ ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمۂ شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہین پس اگر کوئی شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اوسکا

ملخص و کذا فیض الباری شرح صحیح بخاری ۱۲

ایمان باطل نہین ہوسکتا جب تک باقی اثر باقی ہے ۔ اسی طرح اور باقی
فرقونکا ذکر کیا ہے غنیۃ الاکوان مین لکھا ہے کہ معتزلہ مین اہل سنت سے
قریب وہ ہین جو کہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہین ۔ اور بعید اونکے
اصحاب ابو ہذیل علاف ہین اور مذاہب شیعہ مین اہل سنت سے قریب اصحاب
حسن بن صالح ہین جنکا فرقہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ مین شمار پاتا ہے
اور انمین سے بعید فرقہ امامیہ ہے رہی غلاۃ انکے سو وہ سرے سے مسلمان ہی نہین
بلکہ اہل ردت و شرک ہین اور قریب فرقہ خوارج مین اصحاب عبد اللہ بن یزید اباضی
ہین اور بعید اونکے ازارقہ ہین ۔ رہے بطیخیہ اور وہ جو منکر کسی شے کے قرآن
مین سے ہین اور اجماع کے مخالف ہین جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ باجماع امت
کفار ہین انتہی واضح رہے کہ ہمنے فرقون کے بیان مین شرح مواقف وغیرہ
کی طرز اختیار کی ہے اسی واسطے ہمنے جہمیہ کو جبریہ مین اور کرامیہ کو قدریہ
مین اور مریسیہ[1] کو مرجیہ مین ذکر کیا ہے وعلی ہذا القیاس ۔ صاحب اشعۃ
اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس امت کا ۷۳ فرقون پر حدیث صحیح
سے ثابت ہے اس طرح کہ معتزلہ کے ۲۰ فرقے ہین اور شیعہ ۲۲ اور خوارج
۲۰ اور مرجیہ ۵ اور نجاریہ ۳ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور ناجی
یعنی اہل سنت وجماعت کا ۔ اور غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے کہ ۷۳
فرقونکی اصل یہ دس فرقے ہین اہل سنت خوارج شیعہ معتزلہ مرجیہ
مشبہ جہمیہ ضراریہ نجاریہ کلابیہ اہل سنت کا ایک فرقہ ہے اور خوارج
کے ۱۵ فرقے ہین اور شیعہ کے ۳۲ اور معتزلہ کے ۶ اور مرجیہ کے ۱۲
اور جہمیہ ضراریہ نجاریہ کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے اور مشبہ کے تین فرقے

[1] شذرات الذہب مین بھی ابن اہدل سے نقل کیا ہے کہ فرقہ مریسیہ مرجیہ مین کا ایک فرقہ ہے جو منسوب ہے طرف بشر مریسی کے

ہین کل ۷۳ فرقے ہوگئے اور لوگون نے ان ۷۳ فرقون کی اصول ۶ فرقے قرار دیے ہین جنکے یہ نام ہین جہمیہ قدریہ شیعہ حروریہ مرجیہ جبریہ اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہین اس حساب سے ۷۲ فرقے ہوگئے اور صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادہ مین سب فرقونکی اصول چھہ ہی فرقے قرار دیے ہین اور یہ نام لکھے ہین جبریہ قدریہ شیعہ خوارج معطلہ مشبہہ اور شیخ ابوالحسن اشعری نے اصول دس فرقے قرار دیے ہین شیعہ خوارج معتزلہ مرجیہ جہمیہ ضراریہ کلابیہ حسینیہ بکریہ مجسمہ اور امام فخر الاسلام نے بزدوی الکلام مین اونکی چھہ قسمین ان نامونکے ساتھ مقرر کی ہین شیعہ نجاریہ قدریہ جبریہ مرجیہ مجسمہ۔ اور محمود الغزالی نے اپنے رسالہ مین اور ابن السلیج نے تذکرۃ المذاہب مین اور محمد صالح ابن محمد شریف خیرآبادی نے مؤید الافاضل مین نام فرقون کی اصول یہی چھہ فرقے ذکر کئے مگر انہون نے بجائے مجسمہ کے جہمیہ کو ذکر کیا ہے۔ اور مؤلف بحر المذاہب نے بھی انکے مطابق ذکر کیا ہے اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کئے ہین مگر یہ قلمی نسخے ایسی لکھی ہوئے ہین کہ اکثر نام ایک نسخہ کے دوسرے کے مطابق نہین بلکہ صحیح بھی نہین پڑھے جاتے اور چونکہ اونکی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اسلئے اور مشتبہ ہوگئے ہین اور صحت نہین ہوسکتی اور یہ حالت اون کاتبون کی وجہ سے زیادہ بڑھگئی ہے جو محض فارسی خوان ہوتے ہین تفصیل ان فرقون کی اس طرح ہے ۔

شیعہ

علویہ ابدیہ شیعیہ اسحاقیہ زیدیہ عباسیہ امامیہ ناوسیہ متناسخیہ لاعنیہ راجعیہ متربصیہ

خوارج

ازرقیہ اباضیہ ثعلبیہ خازمیہ خلفیہ کوزیہ کنزیہ معتزلیہ میمونیہ محکمیہ اخنسیہ شمراخیہ

مؤید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین لکھا ہے کہ انکے علاوہ سات فرقے
اور ہین دہریہ ۔ صابئیہ ۔ اباحیہ ۔ باطنیہ ۔ براہمیہ ۔ اشعریہ ۔ کرامیہ ۔ اور
صاحب لغت نے کہا ہے کہ فرقہائے اسلام کی اصول یہ آٹھ فرقے ہین ۔
معتزلہ ۔ شیعہ ۔ خوارج ۔ مرجیہ ۔ نجاریہ ۔ جبریہ ۔ مشبہ ۔ اہل سنت
وجماعت ۔ اور تفصیل انکی یون ہے ۔ معتزلہ کے ٢٠ فرقے ہین ۔ واصلیہ
عمریہ ۔ ہذیلیہ ۔ نظامیہ ۔ اسواریہ ۔ اسکافیہ ۔ جعفریہ ۔ بشریہ ۔
مزداریہ ۔ ہشامیہ ۔ حابطیہ ۔ حدثیہ ۔ صالحیہ ۔ معمریہ ۔ ثمامیہ ۔ خیاطیہ
جاحظیہ ۔ کعبیہ ۔ جبائیہ بہشمیہ ۔ اور شیعہ ٢٢ فرقے ہین جنمین سے یہ ١٨
غلاۃ کہلاتے ہین ۔ سبائیہ ۔ کاملیہ ۔ مغیریہ ۔ بنانیہ ۔ جناحیہ ۔ منصوریہ
خطابیہ ۔ غرابیہ ۔ ذمیہ ۔ ہکمیہ ۔ سالمیہ ۔ زراریہ ۔ نعمانیہ ۔ یونسیہ ۔ زرامیہ ۔
مفوضہ ۔ نصیریہ ۔ اسماعیلیہ ۔ جو قرامطہ اور باطنیہ بہی کہلاتے ہین ۔ باقی
چار فرقے یہ ہین ۔ جارودیہ ۔ سلیمانیہ ۔ بتریہ ۔ یہ تینون زیدیہ ہین اور امامیہ
جنہین اثنا عشری بہی کہتے ہین ۔ اور خوارج ٢٠ فرقے ہین محکمہ ۔ بیہسیہ ۔
ازارقہ ۔ نجدات ۔ اصفریہ ۔ اباضیہ ۔ میمونیہ ۔ حمزیہ ۔ شعیبیہ ۔ حازمیہ
خلفیہ ۔ اطرافیہ ۔ معلومیہ ۔ مجہولیہ ۔ صلتیہ ۔ ثعالبہ ۔ یہ دسون
عجاردہ کہلاتے ہین ۔ اخنسیہ ۔ معبدیہ ۔ شیبانیہ ۔ مکرمیہ ۔ یہ چارون فرقے

تتمہ حاشیہ صفحہ ٢٢

بنسخہ تذکرہ اور مؤید مین نادقیہ ہے ١٢ ۔ بنسخہ تذکرہ اور مؤید مین واقعیہ ہے ١٢

حاشیہ صفحہ ٢٣

اور تذکرہ مین نہاقیہ ہے ١٢ ۔ بنسخہ مؤید اور تذکرہ مین باہیہ ہے ١٢ ۔ بنسخہ مؤید اور تذکرہ مین سعریہ ہے ١٢

ثعالبیہ کی شاخ ہین اور مرجیہ کے ۵ فرقے ہین ۔ یونسیہ ۔ عبیدیہ
غسانیہ ۔ ثوبانیہ ۔ ثومنیہ ۔ اور نجاریہ کے تین فرقے ہین برغوثیہ ۔
زعفرانیہ ۔ مستدرکہ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور اہل سنت وجماعت
ہے ۔ جہمیہ جبریہ ہین اور کرامیہ حشویہ مشبہ ہین اور ان فرقومین بعضے
قدریہ بھی ہین ۔ یہ تہتر فرقے جو مشہور ہین انھین بھی کئی فرقے مثل شاخون
کے ظاہر ہوے ہین جو شخص جس فرقہ کا کام کریگا اسمین شمار پائیگا
اور ان شاخونکی وجہ سے شمار فرقون کا تہتر سے بڑھگیا ہے ۔ میر سید شریف
نے تعریفات مین لکھا ہے اہل اہوا سے مراد وہ اہل قبلہ ہین جنکا عقیدہ اہل
سنت کا سا نہین اور وہ جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور
مشبہ ہین اور انمین سے ہر ایک کے بارہ فرقے ہین اس صورت مین تہتر
فرقے ہوگئی مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہین اسلئے کہ اسی قدر فرقومین اہل اسلام
کے فرقونکا حصر نہین ہے تہتر سے بہت زیادہ تعداد ہوگئی ہے اور آنحضرت
نے جو تہتر کا عدد فرمایا ہے وہ غالباً انحصار کیلئے نہین بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے
اب غور کرو کہ عامہ مصنفین نے انحصار بڑی بڑی گروہ اسلام کا نو فرقون مین کیا ہے ۔
اہل سنت وجماعت ۔ شیعہ ۔ معتزلہ ۔ خوارج ۔ مرجیہ ۔ نجاریہ ۔ جبریہ ۔ قدریہ ۔ مشبہ

فرقہ اہل سنت وجماعت

انمین بھی باہم اختلاف پیدا ہوکر کئی فرقے اور مذہب ہوگئے ہین ۔ مین مناسب
سمجھتا ہون کہ ان مذاہب کے بیان سے پہلے فروع اور اعمال مین اختلاف پیدا ہونیکی

ہوٰی عبارت ہے خواہش مذموم سے اور اہل ہوٰی ایک فرقہ معین نہین بلکہ جو مخالف سنت کے
بتاویل فاسدہ ہو وہ اہل ہوٰی ہے ۔ منتخب مین ہے کہ اہل ہوٰی وہ لوگ ہین جو طریقہ اہل سنت وجماعت
سے کجروی کرین اور اہل قبلہ ہون یعنی آپکو مسلمان کہتے ہون ۱۲

کیفیت بیان کردن عقائد و اصول مین اختلاف واقع ہونی کا حال پہلے مذکور ہو چکا ہے
یاد رکھو کہ اختلاف مسائل شرعی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے
بعد پیدا ہوا ہے تاج الدین اسمٰعیل قونوی شارح حاوی کا بیان ہے کہ پہلا
خلاف جو صحابہ مین واقع ہوا وہ ایک فرائض کے مسئلہ مین ہوا ہے چونکہ ادسمین
اُنمین بہت مختلف ہوئین اسلئے اوسکا نام مسئلہ خرقا ہے ایک شخص مرا اور
ایک بہن ایک ماں ایک جد اوسکے وارث رہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ماں
کو ثلث ترکہ دینا چاہیئے اور مال کو جو کچھ باقی بچے وہ دادا کا ہے۔ اور عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہن کا نصف اور باقی مین سے ماں کا تہائی ہے اور جد کا
دو تہائی ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل مال کے تین حصے کرکے
ہر ایک کو ایک ایک حصہ دینا چاہیئے اور حضرت ولایت پناہ رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ بہن کا نصف ہے باقی نصف دادا اور ماں کو دینا چاہیے اور زید بن ثابت
نے کہا کہ ماں کا تہائی ہے اور باقی مین سے دادا کا دو تہائی اور ہمشیر کا تہائی
قاضی عضد نے شرح مختصر مین لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مسئلہ
عول مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن مسعود کے مخالف تھے۔ اور شرح
فرائض مین میر سید شریف نے لکھا ہے کہ جسنے اول مسئلہ عول کا حکم کیا وہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ ہین اور شرح مختصر مین یہ بھی لکھا ہے کہ ایک حاملہ عورت کو
حضرت عمر نے طلب کیا اوسکا حمل ساقط ہو گیا حضرت عثمان اور عبد الرحمن
ابن عوف نے حضرت عمر سے کہا انما انت مودب لا نری علیک شیئا یعنی بے
شک تم صاحب ادب ہو تم مین ہم کوئی نقصان نہین پاتے اور حضرت علی نے کہا
ان کان عثمان قد اجتہد فقد اخطاء وان لم یجتہد فقد غشک یعنی اگر
حضرت عثمان نے اجتہاد کیا تو خطا کی اور اگر اجتہاد نہین کیا تو تمہین

دہوکا دیا اور روز بروز خلاف کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور مجتہد بڑہنے لگے
مگر چوتہی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تہی یہانتک کہ بغداد
کو لشکر چنگیز خانی نے پامال کردیا اور سلطنت اعلی اسلام کی برباد ہوگئی تو
لوگون کی رائے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اسلیے کہ یہ مذاہب اور مذاہب
کی بہ نسبت کسیقدر مدون ہوچکے تہے مگر ابتک کوئی تقلید کو واجب
نہین جانتا تہا بلکہ عوام کے لئے تقلید کو مستحسن خیال کرتے تہے اور اسکے حق مین تقلید
نکردہ جانتے تہے بعد اسکے علم کی کمی ہونے اور جہل کے پہیلنے سے تقلید
کی ضرورت نے ترقی کی اور علماے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پہیل گئے اور
ان مذاہب کی تقلید معتبر ہوگئی اور بعض اہل تحقیق جو تقلید کے محتاج نہ تہے
وہ خاص اس ضرورت سے تقلید مین پڑگئے کہ عامۂ خلق اونسے منحرف ہوجاتے
اور برا سمجہانے لگے اور پہر بہی بعض ایک مذہب پر چلنا اپنے لیے پسند کرتے
تہے اور نہ اور لوگون کو اپنے فتوون پر پابند ہونیکی خواہش رکہتے تہے لفظ
اہل سنت عموما ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذاہب متبوعہ
جیسے مذہب سفیان ثوری اور داود ظاہری کو بہی شامل ہے اہل سنت کا انحصار
انہین چار گروہ مین نہین ہے انہین سے سفیان ثوری کا مذہب اونکے سکوت
مین چہپ گیا ہے تاج المکلل مین لکہا ہے کہ فرج بن برقوق چرکسی نے جسکا لقب
ناصر ہے اور ٨٠١ ہجری مین پیدا ہوا تہا چارون مصلی بیت الحرام مین
قایم کیے ہین — اور مجتہدان مذاہب اربعہ مین سے اول امام ابو حنیفہ
نعمان بن ثابت ہین ٨٠ مین پیدا ہوے نعمان نام تہا ابو حنیفہ کنیت
امام اعظم لقب مگر کنیت حقیقی نہین ہے امام کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تہا یہ
کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی ابو الملة الحنیفہ قرآن مین خدا نے

مسلمانون سے خطاب کرکے کہا ہے واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا یعنی تابع ہو جاؤ
دین ابراہیم کے جو مستقیم تہا امام نے اس نسبت سے اپنی کنیت ابو حنیفہ اختیار
کی اور وہ بار اونکو عہدہ قضا اختیار کرنے کی تکلیف دیگئی جو کہ شرائط موجود
نہین ہوسکتے اونہون نے انکار کیا اول بار کوفہ مین یزید بن عمر بن ہبیرہ نے جو
مروان حمار کی طرف سے کوفہ کا گورنر تہا اونکو اس عہدہ کی اختیار کرنیکے
لیے کہا اور انکار کرنے پر اونکو سو کوڑے اس طرح لگوائے گئے کہ دس دن تک
ہر روز دس کوڑے لگوائے جاتے تہے اور دوسری بار بغداد مین منصور دوانقی
خلیفہ بغداد نے اونکے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا امام نے انکار کیا تو تیس کوڑے
لگوائے اور بعض کہتے ہین کہ سو کوڑے لگوائے اور قید کردیے گئے اور قید ہی مین ۱۵۰ھ مین وفات پائی
ثابت مہرگان کے دن حضرت علی علیہ السلام کی خدمت مین فالودہ لیکے گئے تہے
اونہون نے ثابت کے حق مین دعا کی تہی دعا کی برکت سے اونمین اور
اونکی اولاد مین علم پیدا ہوا ثابت کے باپ کا نام زوطا ہے اور زوطا
دراصل کابل کا یا بابل کا یا انبار کا رہنے والا تہا کہ غلامی کا طوق اوسکی
گردن مین پڑگیا اور قبیلہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی ایک عورت نے خرید
لیا اسلئے امام کا خاندان موالی بنی تیم اللہ کہلاتا ہے پہر زوطا آزاد ہو
گیا تہا اور ثابت اوسکی حالت اسلام مین پیدا ہوئے تہے مگر خطیب
مورخ بغداد نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے

ف دیکہو تاریخ ۱۲ سه طبقات الحفاظ مین ذہبی نے کہا ہے مات سنة خمسین ومائة وقیل سنة ۱۵۱ وقیل سنة ۱۵۳ اور عقود الجمان
مین لکہا ہے اتفقوا علی انه رضی الله عنه مات سنة مائة وخمسین وحکی انه مات سنة احدی وخمسین وغلطوا قائله ۱۲
سه عقود الجمان مین لکہا ہے زوطا بضم الزاء وسکون الواو وفتح الطاء بالف تانیث مقصورة کما
ذکره الامام النووی فیکون علی وزن موسی اور طبقات حنفیہ مین فتح زا کے ساتہہ ہے اور تاریخ ابو الفداء
مین لکہا ہے کہ اس نام مین طا بے نقطہ ہے ۱۲ سه نہایت الارب فی معرفة قبائل عرب مین لکہا ہے
کہ بنو تیم اللہ ایک بطن ہے بکر بن وائل سے اور وہ عدنانیہ مین سے ہے اور تیم اللہ کا سلسلہ نسب یو

گو ہم کبھی کسی کی غلامی مین نہین آئے اور بعضون نے امام ابو حنیفہ کا
نسب یون بیان کیا ہے کہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور ابو
مطیع نے اونکو نسل عرب سے شمار کیا ہے اور سلسلہ نسب یون بیان کیا ہے
نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحیے بن زید بن اسد بن راشد انصاری اور نجاح
ابو اسحاق نے شجرۂ نسب کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے نعمان بن ثابت
بن کاوس بن ہرمز بن بہرام امام صاحب شاگرد ہین حماد کے اور حماد
ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی علقمہ کے اور علقمہ عبد اللہ بن مسعود صحابی
کے امام صاحب کی طرف ایک وصیت اور ایک عقائد کا مختصر سا رسالہ منسوب
ہے فقہ اکبر جسے کہتے ہین اور ایک مسند بھی اونکی طرف منسوب ہے جو قاضی
القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف سے ہے کہ ۶۶۵ھ مین

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۷ و حاشیہ صفحہ ۲۸

[illegible]

کہیں اسکا ذکر تک نہین ہے اس کتاب کی جسقدر نسخہ مین ہو نہین سب آٹھوین صدی مین [illegible] اور اسکے بعد

اوسکو رواج دیا تھا اور امام اعظم کی مسانید کو کہ علمای سابق نے مرتب
کی تھین اس مسند مین جمع کردیا ہے چنانچہ خود خطبہ مین اس بات
کی تصریح کی ہے اون مسانید سابق مین سے دو مسند جو بہت مشہور تھین
ابتک متداول ہین ایک مسند یعقوب بن حارثی کی دوسری مسند حسین بن
محمد بن خسرو کی **فائدہ**

درمختار مین امام ابوحنیفہ کے بہتسے اوصاف لکھے ہین اونمین یہ بھی لکھا ہے
یحکم بمذہبہ عیسی علیہ السلام یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے موافق عیسی
علیہ السلام حکم کرینگے اور حلبی محشی نے اسکا مطلب یون بیان کیا
ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور اونکا اجتہاد
امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑے گا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد
امام شافعی کے مدعی ہونگے سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی
کے لکھا ہے کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ بولنا ہرگز لائق نہین
ہے ایسی باتون سے منقبت ثابت نہین ہوتی بلکہ قائل کی مذمت ثابت ہوتی
ہے حضرت عیسی علیہ السلام معصوم مطلق ہین اور امام ابوحنیفہ مجتہد
ہین اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب کو پہونچتا ہے یہی وجہ ہے
کہ اونکی صاحبین نے اکثر مین دو ثلث احکام سے اونکا خلاف کیا ہے تو کیونکر تقلید

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸

اسکے علاوہ ابومطیع بلخی جو اس کتاب کا راوی ہین حدیث و روایت مین چندان مستند نہین بس ایسی مشتبہ کتاب جسکا
ثبوت صرف ابومطیع کی روایت پر منحصر ہے محدثانہ اصول پر قابل تسلیم نہین میرا خیال ہے کہ ابومطیع بلخی نے ایک رسالہ
مین بطور خود عقائد و مسائل قلمبند کئے تہے رفتہ رفتہ وہ امام صاحب کیطرف منسوب ہوگیا اس خیال کی تائید
اس سے ہوتی ہے کہ علامہ ذہبی نے عبر فی اخبار من غبر مین ابومطیع کا جہان ذکر کیا ہے ان
لفظون سے کیا ہے کہ صاحب الفقہ الاکبر جسکے متبادر معنی یہی ہین کہ خود ابومطیع اوسکے
مصنف ہین میرا یہ بھی خیال ہے کہ فقہ اکبر کی موجودہ ترتیب و عبارت ابومطیع کے زمانہ
سے بھی بہت بعد کی ہے ۱۲ منہ

کرے وہ شخص جو معصوم ہے کبھی خطا نہین کرتا اوس شخص کی جسکی صفت
مخطی و مصیب ہے امام صاحب کی فضیلت ایسی ہی اصل چیز کے ساتھ ثابت
کرنا جسنے تنقیص انبیا علیہم السلام کی لازم آتی ہے کیا ضرور ہے جبکہ اونکے
فضائل و انکے ہی شمار کو جو دہین علمای محققین نے کتابین تصنیف کی ہین
اگر امام ابوحنیفہ ایسی افترا کو سنتے تو قائل کی نسبت کیا فتوے دیتے
دوسرے امام مالک ابو عبد اللہ بن انس بن مالک بن ابو عامر اصبحی
ہین کہ ۹۳ھ مین مدینہ کے اندر پیدا ہوے ابو عامر صحابی تھے اور یہ انس
بن مالک غیر ہین اون انس بن مالک سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خادم تھے شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین انکا ذکر نہین
کیا ہے باوجودیکہ اور تینون ائمہ کا حال بیان کیا ہے مدینہ مین انکا مکان وہ تھا
جو مکان ابن مسعود کا تھا اور مسجد نبوی مین اوس مقام پر بیٹھا کرتے
تھے جہان حضرت عمر بیٹھتے تھے احیاء العلوم مین انکے زہد وسلوک
کی بہت سی حکایتین لکھی ہین امام مالک نے ابتداے عمر مین علم نہایت
تنگدستی کی حالت مین سیکھا تھا اپنے مکان کی چھت اوکھیڑتے اور اوسکی
کڑیان فروخت کرکے کتابین خریدتے بعد اسکے اونکی جانب دولت
نے ایسا رخ کیا کہ نہایت امارت اور خدم وحشم کے ساتھ رہنے لگے
۱۷ برس کی عمر مین مسند افادہ پر قدم رکھا تھا اور مجلس مین اونکے
اعلی درجہ کا ہیبت و وقار ہوتا تھا سفیان اور بشر حافی اونکے مجلس
مین حاضر ہوتے اور اونکی شاگردی کو فخر جانتے تھے امام مالک
سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام صاحب
نے فرمایا کہ اس زندیق کو مار ڈالو کہ اسکے کلام سے بہت سے

سے فتنے پیدا ہونگے اور ایک آدمی نی اونسے دریافت کیا کہ استویٰ علی العرش کے کیا معنی ہین اونہون نے بہت غور کے بعد جواب دیا الکیف منہ غیر معقول والاستواء منہ غیر مجہول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ اور فرمایا کہ اس شخص کو ہماری مجلس سے نکال دو کہ یہ صاحب بدعت ہے انہون نے حدیث مین کتاب جمع کرکے موطا نام رکہا ہے انہوان نے اول موطا مین دس ہزار حدیثین لکہی ہین پہر آہستہ آہستہ انتخاب کرتے رہے اور موجودہ حالت تک نوبت پہونچی اور وہ جب تک زندہ رہے موطا مسودہ ہی رہا اسیلئے اوسکی نسخے مختلف طرح کے ہین کہ ہر ایک نسخہ کی ایک علحدہ طور پر ترتیب ہے بستان المحدثین مین سولہ نسخون کا حال بیان کیا ہے سوائے موطا کے کوئی کتاب اسوقت ایسی موجود نہین جو تبع تابعین کی تالیف سے ہو اہل حدیث کہتے ہین کہ جب حدیث اونکی روایت سے ثابت ہو وہ نہایت صحیح ہے۔ جب ہارون الرشید حج کو گیا تو امام مالک سے موطا کو سنا اور تین ہزار دینار رشید نے اونکو دئے اور یہ استدعا کی کہ آپ میرے ہمراہ چلئے میرا ارادہ ہے کہ مسلمانون کو اس کتاب پر جمع کرون جیسا کہ حضرت عثمان نے مسلمانون کو قرآن پر جمع کیا تہا امام مالک نے جواب دیا کہ یہ بات مناسب نہین اسلئے کہ حضرت سرور عالم کی وفات کے بعد اونکے اصحاب جابجا ملکون مین پہیل گئے تہے اسلئے ہر شہر والونکے پاس علم ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور امام مالک نے مدینہ کو نہ چہوڑا اور وہین ۱۷۹ھ مین انتقال کیا منصور نے انکو حکم دیا تہا کہ آپ طلاق مکرہ کے باب مین حدیث نہ بیان کیا کیجے۔

[illegible marginal handwritten note]

پھر منصور نے دہوکہ دہی کے راہ سے ایک آدمی کو انکے پاس بہیجا کہ یہ مسئلہ دریافت کرے انہوں نے برملا لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ جسپر دباؤ ڈالکر طلاق دلوائی جائے تو یہ طلاق حقیقت مین واقع نہین ہوتی منصور نے انکو کوڑون سے پٹوایا ابن حزم نے لکہا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک کے مذہب نے عالم مین بوجہ ریاست و سلطنت کے رواج و امتیاز پایا ہے ـ

تیسری امام شافعی ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب مین سائب جنگ بدر مین مسلمان ہوئے تہے پس شافعی باپ کی طرف سے مطلبی مین اور ماں کی طرف سے ہاشمی جرجانی فقیہ حنفی نے لکہا ہے کہ مالکیہ اونکی اس نسبت کو تسلیم نہین کرتے بلکہ اونکو ابو لہب کے غلام کی اولاد قرار دیتے ہین یہ جرجانی کا تعصب ہے اور یہ بہتان اونہوں نے اس پر باندہا ہے کہ لوگ امام ابو حنیفہ کو غلام کی اولاد بتاتے ہین امام شافعی ۱۵۰ھ مین مقام غزہ یا عسقلان مین پیدا ہوئے تہے اور وہ دو برس کے تہے کہ اونکو مکہ کو لیگئے وہین نشو و نما پائی پندرہ برس کی عمر مین انکو انکے استاد مسلم بن خالد زنجی نے افتا اور تدریس کی اجازت دیدی تہی پہر مدینہ کو گئے اور امام مالک کے شاگردی اختیار کی اور جب تک وہ زندہ رہے اونہین کے دامن فیض مین تربیت پاتے رہے امام شافعی علم کلام کی مذمت بیان کیا کرتے تہے اور انساب اور ایام عرب کے بڑے ماہر تہے اصول فقہ مین تصنیف کی اولیت اونکو حاصل ہے

لـه دیکہو تیسیر الوصول ۱۱ ـ شـه دیکہو کتاب مناقب امام شافعی مولفہ ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی ۱۲

مجھ محبت حبش کی کہ حدیث مین آیا ہے کہ قیامت مین سورہ بقرہ اور سورہ
تبارک آے گی مین سنے جواب دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انکا ثواب آیگا اور
قرآن مین آیا ہے وجاء ربک والملک صفاً صفاً مین سنے کہا کہ اس سے مراد
ہے کہ اللہ کی قدرت آئیگی - امام احمد کا مذہب ہے کہ قرآن غیر مخلوق
ہے جب اونسے کہا گیا کہ اس سے تشبیہ لازم آتی ہے تو بولے کہ اللہ یکتا ہے
کوی اوسکی شابہ نہین جب وہنون سنے یہ رای ظاہر کی کہ قرآن غیر مخلوق ہے
تو معتزلہ کے زور اور رسوخ کی وجہ سے ماہ رمضان ۲۱۹ھ مین کہ خلیفہ معتصم عباسی
کا عہد تھا ۲۹ کوڑے لگوائے گئے اور قید کیے گئے تاکہ اپنے اس
قول سے پہر جائین مگر یہ اپنے قول سے نہ پھرے اور قرآن کو مخلوق نہ کہا
متوکل انکی بہت تعظیم کرتا تھا ایک روز متوکل سے ایک شخص سنے بیان کیا
کہ احمد حنبل آپکے باپ دادا کو زندیق کہتے ہین اور اونکو برای سے یاد کرتے ہین
متوکل نے جواب دیا کہ مامون نے ایسی باتین ملا دی نہین کہ لوگونکو اوسپر اعتراض
کرنے کی گنجایش ہوی اور ابو اسحاق معتصم محمد بن ہارون الرشید جنگجو تھا اوسکو
کلام مین بصیرت نہ تھا اور میری بہای واثق باللہ ہارون بن معتصم کے حق مین
جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اوسکے لئے مستحق ہے اور حکم دیا کہ اس شخص کے
دو سو کوڑے لگائے جائین جس افسر کو اس حکم کی تعمیل کے لئے متعین کیا
تھا اوسنے بجائے دو سو کے پانسو کوڑے لگوائے متوکل سنے اس زیادتی کا سبب
دریافت کیا تو اوس افسر نے عرض کی کہ دو سو تو آپکی تعمیل حکم کے موجب لگائی
ہین اور دو سو خدا کی رضامندی کے لئے لگائی اور سو اس وجہ سے لگائے
کہ اوسنے امام احمد جیسے نیک آدمی پر افترا کیا تھا - امام احمد کی بہت
سی تصنیفین ہین اونمین سے ایک تفسیر ہے کہ نہایت بسط سے لکھی ہے اور کتاب

الزہد اور کتاب الناسخ والمنسوخ اور کتاب المنسک الکبیر اور کتاب المنسک الصغیر
اور کتاب حدیث شعبہ اور کتاب فضائل صحابہ مین اور کتاب فضائل حضرت ابوبکر
مین اور کتاب فضائل حسنین مین اور کتاب تاریخ مین اور کتاب الاشربہ مگر
یہ کتابین متوسط درجہ پر ہین - دوسرے محدثین کی کتابین ان بیانات مین انکی
کتب سے کم نہین بلکہ تفوق تھا - کیونکہ ایک بہت ضخیم مسند بھی انکی تالیف
سے ہے کہ جسکو بطور بیاض کے اپنی حیات مین جمع کیا تھا اور ترتیب و
تہذیب نہین کرنے پائے تھے کہ ۷۷ برس کی عمر مین ۲۴۱؁ مین بغداد مین عہد
خلافت متوکل مین انتقال کر گئے اونکے بعد اونکے بیٹے عبد اللہ پھر ابوبکر
قطیعی نے جسنے اس کتاب کو عبد اللہ سے روایت کیا تھا کچھ اس مسند مین زیادہ
کیا اور حسن بن علی نے اس کتاب کو اجزا پر تقسیم کیا یہ حسن وہ ہے جسنے
قطیعی سے اس مسند کو روایت کیا ہے امام کے بیٹے نے اگرچہ اس کتاب
کی ترتیب تہذیب کی ہے مگر خطائین بھی بہت سی کی ہین کہ انہون کو شامیون
مین اور شامیون کو مدنیون مین درج کر دیا ہے - اس مسند مین کل چالیس ہزار
اور بقولی تیس ہزار حدیثین ہین اور امام احمد نے اسکو ساڑھے سات لاکھ
احادیث سے انتخاب کیا ہے اور اسمین اٹھارہ مسندین اور ایک سو بہتر اجزا
پر منقسم ہے - امام ابو حنیفہ کا مذہب امام احمد کے بالکل موافق ہے کہین تھوڑا
سا فرق ہے اور امام شافعی کا مذہب زیادہ تر امام احمد کے مذہب کے
مخالف ہے ایک سو پچیس مسئلے اصول مسائل مین سے ایسے مین کہ اونمین
امام احمد امام ابو حنیفہ کے ساتھ موافق ہین اور شافعی کے ساتھ مخالف نواب
صدیق حسنخان نے تقصار وغیرہ مین نقل کیا ہے کہ علم حدیث مین کسی کو وہ حق
حاصل نہین جو امام احمد حنبل کو ہے اور اونکے مذہب مین جتنے ائمہ حدیث

شیخ موصوف ابو علی جبائی کے شاگرد تھے اور مذہب اعتزال مین نہایت
متعصب تھے اور چالیس برس تک معتزلی رہے یہانتک کہ معتزلہ کے مقتدا
مانے گئے پھر شیخ موصوف اپنے استاد سے پھر گئے جیسا کہ ہم قبل اس کے
بیان کر چکے ہین اور اعتزال کو چھوڑ دیا اور بغداد مین داخل ہوئے اور ذکریا
ساجی وغیرہ سے علم حاصل کیا لکھا ہے کہ جب اعتزال سے بیزار ہوئے تو
اول اپنے گھر مین ۱۵ دن تک بیٹھے رہے اور لوگون سے نہین ملے بعد
اسکے جامع مسجد مین گئے اور ممبر پر چڑھکر کہا ای مسلمانون اس عرصہ مین کہ مین
تم سے مخفی رہا تو غور کرتا رہا مگر کوئی دلیل ایسی نہین پائی کہ جسکی وجہ سے مین
ایک شے کو دوسری شے پر ترجیح دے سکتا یہانتک کہ خدائے پاک نے مجھے
ایسے اعتقادات کی جانب ہدایت کی جنہین مین نے اپنی کتب مین لکھا ہے
اور مین نے اپنے اگلے اعتقادات کو چھوڑ دیا اور وہ کتابین جو اہل سنت کے
مذہب پر لکھی تھین مسلمانون کو دیدین۔ طبقات شافعیہ مین خطیب بغدادی
سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن اشعری متکلم نے بہت سی کتابین معتزلہ اور جہمیہ
اور خوارج اور تمام اقسام اہل بدعت کے رد مین لکھی ہین ابن صلاح نے
اپنے طبقات مین ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن کی تصنیفات سے ۵۵
کتابین ہین اور وہ بصرہ کے رہنے والے تھے بغداد مین سکونت اختیار کر لی تھی اور وہین ۳۲۴ھ
یا ۳۳۰ھ یا ۳۳۳ھ ہجری مین انتقال ہوا ہے۔ ابو اسحاق اسفرائنی نے حکایت
کی ہے کہ شیخ ابو الحسن ابو اسحاق مروزی سے فقہ سیکھتے تھے اور ابو اسحاق
اونسے علم کلام سیکھتے تھے اور ابو بکر ابن فورک نے طبقات متکلمین مین
لکھا ہے کہ اشعری فقہ مین شافعی کے مذہب پر تھے اور یہ جو بعضے مالکیہ

طبقات الفقہا مولفہ تاج الدین عبد الوہاب سبکی ۱۲

ہب کہتے ہین کہ وہ مالکی نہے یہ وہم ہے وہ شافعی ہی تہے معتزلہ اشعریہ کو
ماتریدیہ ہی کہتے ہین ابن جوزی کہتے ہین کہ ابو ذرعبدالرحمن بن احمد نے اول
مذہب اشاعرہ کو حرم مین داخل کیا اور وہان رواج دیا۔ ماتریدیہ
ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی کی طرف منسوب ہین جو تین واسطے
امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہین اور فقہ مین حنفی المذہب تہے انکے زمانہ مین ریاست
مذہب امام ابوحنیفہ کی انپر منتہی ہوی ابو منصور کنیت تہی فقہ ابوبکر احمد جوزجانی
شاگرد ابوسلیمان جوزجانی سے حاصل کی طبقات الحنفیہ[*] مین لکہا ہے کہ انہون
نے اس بات کو مسلمانون پر مقرر کر دیا تہا کہ جو لوگ طالبعلمی کے لئے تکلیف
اوٹہائین انکی حاجات کو پورا کرین یہانتک کہ اگر انکی حاجات کے پورا کرنے مین کمی کرین
تو اوسکا پورا کرنا اونپر قرض سمجہا جائے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دیجائے تو وہ قرض
رہتی ہے اور یہ بات خاص اونکے مختارات مین سے تہی کتاب التوحید
کتاب المقالات کتاب بیان فساد رای المعتزلہ کتاب رد امامت بعض روافض
کتاب رد قرامطہ کتاب الرد علی ادلہ الکعبی کتاب رد اصول خمسہ محمد باہلی وغیرہ
انکی تصنیفات مشہور ہین علاوہ انکے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف
کی کہ اپنا نظیر نہین رکہتی بلکہ اس فن مین جو تصنیفات پہلی ہو چکی ہین
کوئی اسکی برابری نہین کر سکتی ماترید سمرقند مین ایک محلہ کا نام ہے
جسمین آپ رہا کرتے تہے بعض کہتے ہین کہ سمرقند کے شہرون مین سے
ماترید بہی ایک شہر کا نام ہے ۳۳۳ھ مین وفات پای سمرقند مین دفن کئے
گئے اور دین پناہ تاریخ وفات ہے۔

حنابلہ امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کے متبعوں کا نام ہے

[*] طبقات کفوی کا مؤلف کے ہاتہ کا نسخہ میری نظر سے گزرا ہے جو نسخہ مسودہ معلوم ہوتا نہایت دقت سے پڑہا جاتا مؤلف
مرید شاہ آفندی کا ایک شاگرد ہے ۱۲

اشعریہ اور ماتریدیہ اور حنبلیہ بیچ مسئلہ تکوین اور استثناء در ایمان اور حدوث
و قدم کلام لفظی وغیرہ میں اختلاف ہے باقی میں اتفاق سو مسئلہ اختلافیہ
میں مالکی اور شافعی لوگ امام ابو الحسن اشعری کے تابع ہیں اسوجہ سے انکو
اشعریہ کہتے ہیں۔ اور حنفی لوگ امام ابو منصور ماتریدی کے قول کے تابع ہیں
اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتے ہیں۔ اور امام احمد حنبل کے مقلد لوگ حنبلی
کہلاتے ہیں اس طریقے کے کچھ لوگ تمام مسائل میں مقلد امام موصوف کے ہیں انکی میں
میں معتقد تاویل صفات کے نہیں۔ نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ
جو لوگ خاص متبع ہیں وہ آپ کو ہرگز حنبلی نہیں کہتے ہیں کہلاتے انکا لقب
محدث اور خطاب اہل سنت ہے۔ شہرستانی نے ملل و نحل میں کہا
ہے کہ اصحاب حدیث اہل حجاز ہیں اور وہ لوگ ہیں یاران مالک
بن انس۔ یاران محمد بن ادریس شافعی۔ یاران سفیان ثوری۔ یاران احمد بن حنبل
یاران داؤد بن علی اصفہانی۔ انکو اہل حدیث اسوجہ سے کہتے ہیں کہ انکا سارا
اہتمام حدیث حاصل کرنے اور نقل کرنے کی بابت تھا اور تمام احکام کی بنیاد نصوص
پر رکھتے تھے جب تک اثر و خبر مل سکتی تھی قیاس جلی و خفی کی طرف رجوع
نہیں کرتے تھے۔

اور اصحاب رائے اہل عراق ہیں اور وہ امام ابو حنیفہ کے یاران ہیں
محدث ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اہل الرائے کی سرخی سے ایک باب
باندھا ہے۔ اور عنوان کے نیچے یہ نام لکھے ہیں۔ ابن ابی لیلی۔ ابو حنیفہ
ربیعۃ الرائے۔ زفر۔ اوزاعی۔ سفیان ثوری۔ مالک
بن انس۔ ابو یوسف قاضی۔ محمد بن حسن۔ ابن قتیبہ نے ۲۷۶ھ میں وفات
پائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تیسری صدی تک مذکورہ بالا

اون اہل الرائے کے لقب سے مشہور ہے اور اس لقب کیساتھ اول دل جنکو امتیاز
حاصل ہے وہ ربیعۃ الرائے ہین جو امام مالک کے استاد اور شیخ الحدیث ہے
رای کا لفظ انکے نام کا جز بنگیا ہے اور تاریخ و اسماء الرجال کی کتابون مین ہمیشہ
انکا نام ربیعۃ الرائے لکہا جاتا ہے اصل یہ ہے کہ جو لوگ علم حدیث کے
درس تدریس مین مشغول ہوے انمین دو فرقے قائم ہو گئے۔ ایک وہ جنکا
کام صرف حدیثون اور روایتون کا جمع کرنا تہا وہ حدیث سے صرف من
حیث الروایت بحث کرتے تہے یہانتک کہ انکو ناسخ و منسوخ سے بھی سروکار
نتہا دوسرا فرقہ حدیثون کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لحاظ سے
دیکہتا تہا اور اگر کوئی نص صریح نہین ملتی تہی تو قیاس سے کام لیتا تہا اگرچہ
یہ دونون حیثیتین دونون فریق مین کسی قدر مشترک تہین لیکن وصف غالب
کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز تہا پہلا فرقہ اہل الروایۃ اور اہل الحدیث
اور دوسرا فرقہ مجتہد اور اہل الرائے کے نام سے پکارا جاتا تہا امام مالک
سفیان ثوری اور اوزاعی اسلئے اہل الرائے کہلائے کہ وہ محدث ہونیکے
ساتھ مجتہد مستقل اور بانی مذہب تہے لیکن چونکہ ان لوگون مین بھی معلومات
حدیث اور قوت اجتہاد کے لحاظ سے اختلاف مراتب تہا اسلئے اضافی طور
پر کبھی اس فرقہ مین سے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث
کہتے تہے مثلاً امام مالک کی بہ نسبت امام ابو حنیفہ پر مجتہد اور اہل الرائے
کا لقب زیادہ موزون تہا اور چونکہ وہ عام محدثین کے برخلاف روایت
مین درایت سے بھی کام لیتے تہے اسلئے انکی نسبت اس لقب کو زیادہ شہرت ہوی

عقائد ماتریدیہ کی تفصیل یون ہے

اسباب علم (یعنی یقین) بلحاظ جریان عادت الٰہی ظاہر مین تین ہین اول حواس خمسہ ظاہرہ

کہ سمیع اور بصیر اور شم اور ذوق اور لمس ہین گو کبھی بعض موقعون پہ کسی نوع

حاشیہ صفحہ ۱۴

سلہ علم کے یہ معنی لینے کی وجہ یہ ہے کہ اس فن مین اون عقاید سے بحث کیجاتی ہے جو دین اسلام کی اصولی باتون سے متعلق ہوتے ہین اور جن پر شیوع اور اثبات شرع کا دارومدار ہوتا ہے اور جو باتین ایسی ہوتی ہین اونکا اذعان کامل اور عقیدہ جازم ہوتا ہے اگرچہ عرف علما مین اسکا اطلاق بہت سے معانی پر ہوا کرتا ہے چنانچہ (۱) ادراک مطلقا تصور ہو یا تصدیق یقینی ہو یا غیر یقینی (۲) تصدیق مطلقا یقینی ہو یا غیر یقینی (۳) تصدیق یقینی (۴) یقین و تصور مطلقا (۵) تعقل (۶) توہم تعقل و تخیل (۷) ادراک کلی مفہوم ہو یا مسئلہ (۸) ادراک مرکب تصور ہو یا تصدیق وغیرہ وغیرہ مگر متکلمین کے یہان تمام کا اطلاق سوائے یقین کے کسی اور معنے مین نہین اور علم کی تعریف مین بھی اختلاف ہے (۱) معتزلہ کہتے ہین کہ علم نام ہے اعتقاد کرنے شے کا جس حالت پر وہ ہے ضرورت سے یا دلیل سے ور جس حالت سے مراد یہ ہے کہ واقع کے مطابق ہو اوسکے خلاف نہو اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ممتنعات جنکو نفس الامر مین ثبوت نہین وہ اشیا مین داخل نہین ہین اور تمنے علم کی تعریف مین شے کو ہی لیا ہے تو ممتنعات کا علم اس تعریف سے خارج ہوجائے گا ہان لغت کی روسے ممتنع بھی ایک شے ہے مگر اصطلاح کے مطابق اوسپر شے کا اطلاق نہین ہوسکتا (۲) ابوالحسن اشعری کہتے ہین علم وہ صفت ہے کہ جسکے ساتھ قائم ہو اوسکا عالم ہونا واجب کردے اور اشعری نے یون بھی تعریف کی ہے کہ علم ادراک معلوم کا ہے مطابق واقع کے مگر دونون تعریفون مین علم اور معلوم ماخوذ ہونیکے وجہ سے دور ہے اور مطابقت واقع سکے بھی قید رہاچہ ہے اسلئے کہ جو علم واقع کے مطابق نہو وہ جہل ہے نہ علم (۳) علمائے ماتریدی کے نزدیک جو تعریف عمدہ اور معتبر ہے وہ اسطرح ہے علم ایک ایسا وصف ہے کہ جسکے ساتھ وہ قائم ہوتا ہے اوس موصوف پر بسبب اوس وصف کے مذکور ظاہر ہوجاتا ہے اور مذکور سے مراد وہ شے ہے جسکا ذکر زبان یا دل کے ساتھ ہوسکے اس صورت مین تمام مفہومات داخل تعریف ہینگے خواہ وہ بالفعل ذہن مین موجود ہون یا نہون غرض نکہ بعیسان شے کا مرادف ہر اور حیوانات مطلق کی صفات اس تعریف سے نکل گئی اگرچہ بوجہ اونکے انسان کو حالات معلوم ہوجاتے ہین مگر ادن صفات سے اپنے موصوفون کو کوئی فائدہ کشف و علم کے قبیل سے حاصل نہین ہوتا اسیطرح انسان کی بھی وہ کل صفات نکل گئین جن سے اظہار و کشف کا کوئی تعلق نہین ہے اور ظہور سے یہان کمال و انتہا درجہ کا ظہور ہے اور اس صورت مین تقلید اور جہل مرکب و ظن اور شک اور وہم سب نکلے جاتے ہین کیونکہ انمین انکشاف تام نہین ہوتا اور یہ تعریف علم مطلق کی ہے جس کی تقسیم طرف قدیم اور حادث اور تصور اور تصدیق اور ضروری اور کسبی اور احساسی اور عقلی اور تفصیلی اور اجمالی وغیرہ کے ہوتی ہے اور علم قدیم مخصوص ہے خداوندکریم کی ذات پاک کے ساتھ اور علم حادث علم مخلوق کا ہے

ـے سبب سے جس منطقی کرلی ہے جیسا بہینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اور صغرا وہی جبرین

حاشیہ متعلق صفحہ ۴۱

انسان کے علوم از قسم تصور ہون یا از قسم تصدیق بعض ضروری ہین اور بعض کسبی یا اکتسابی کسبی وہ علم ہے جو کسب یعنی غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے نظری اسکا مرادف ہے مگر ان لوگون کے نزدیک جو کہتے ہین کہ کسب اکتساب کا طریقہ بجز غور و فکر کے کوئی اور ایسی شئے نہین جو ہماری قدرت مین ہو اگرچہ الہام اور تعلیم اور ایسے ہی تصفیہ باطنی بہی کسب کے طریقے ہین مگر ہماری حد اختیار سے خارج ہین اور جو یہ تجویز کرتے ہین کہ سوائی فکر و غور کے شاید کسب کے اور بہی ایسے طریقے ہون جو ہماری قدرت و اختیار مین ہونیکے قائل ہون مگر ابہی ہمکو اونپر اطلاع میسر نہین ہوئی ہے تو اونکے نزدیک نظری اکتسابی سے خاص ہے اور اکتسابی کو استدلالی بہی کہتے ہین مگر بعض کی رائے یہ ہے کہ استدلالی وہ ہے جو صرف دلیل مین غور و فکر کرنے سے حاصل ہو اور دلیل مین غور و فکر کرنیکے علاوہ جس مین جو اس خمسہ ظاہرہ کے استعمال سے بہی فائدہ اوٹہاتے ہون وہ اکتسابی ہے تو ہر اکتسابی استدلالی ہے اور برعکس نہین — اور جس علم مین غور و تامل درکار نہو اوسے ضروری کہتے ہین اور بہی تعریف بدیہی کی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ضروری اوس علم کو کہتے ہین جسکا حصول انسان کے اختیار مین نہو اور اس معنی کی رو سے بدیہی ضروری سے خاص ہوجاتا ہے پس ضروری پہلے معنی کی اعتبار سے استدلالی کا مقابل ہوتا ہے اور دوسرے کے اعتبار سے اکتسابی کا مگر علماے کلام کی عام رائے یہی ہے کہ ضروری بدیہی کا اور نظری کسبی اور اکتسابی کا مرادف ہے اور اکتساب و استدلال اور اکتسابی و استدلالی ایک چیز ہے اور علوم ضروری کی تین قسمین ہین (۱) وجدانیات یہ وہ ہین کہ جنکا علم انسان کو خود اپنے نفس یا اپنے قوائے باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہو جیسے اس بات کا علم کہ ہم ذی وجود ہین یا خوف اور غضب اور لذت اور الم اور بہوک اور پیاس کا علم (۲) حسیات اور اسی مین تمام تجربیات اور متواترات اور مشاہدات بہی داخل ہین (۳) بدیہیات یعنی وہ قضایا کہ عقل مجرد اونکے تصور سے حکم لگا دیتی ہے اور کسی حس یا غیر حس کی استعانت کی ضرورت نہین پڑتی — اور متکلمین کہتے ہین کہ ضروری اور کسبی علم حادث کی قسمین ہین اور منطقی کہتے ہین کہ علم مطلق کے اقسام ہین پس متکلمین کے نزدیک اللہ تعالی کا علم ضرورت اور کسب کے ساتھ متصف نہین ہوسکتا بلکہ ان دونون مین واسطہ ہے اور منطقیین کے نزدیک ضروری مین داخل ہے بوجہ نہ موقوف ہونے کے نظر پر ۱۲ منہ

کو ملحق جاننا ہے مگر یہ نادر ہے والنادر کالمعدوم پس غالبا عدم موانع کی صورت
مین حس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اسلئے حس کو مفید علم یقینی و قطعی جانتے
ہین دوم عقل گو عقل بھی کبھی بسبب مزاحمت وہم وخیال کے یا بسبب
لحاظ کرنے شرائط برہان کے خطا کرتی ہے لیکن چونکہ اکثر موانع نہونیکی صورت
مین یقین حاصل ہوتا ہے اسلئے عقل بھی مفید علم یقینی و قطعی ہے سوم خبر
ہے کہ حق تعالی نے واسطے حاصل ہونے سامع کے مافی الضمیر متکلم پر الفاظ کو
وضع کیا ہے لیکن احتمال کذب متکلم کبھی قصداً اور کبھی خطاءً بسبب قصور فہم اور
حافظے وغیرہ کے البتہ مانع حصول علم یقینی ہوتا ہے اسلئے خبر مطلق اسباب
علم یقینی سے نہین بلکہ ظنیات سے ہی البتہ جس خبر مین احتمال کذب باقی نہو
اوس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور خبر صادق دو قسم پر ہے (۱) خبر متواتر
جو ایسی جماعت سے حاصل ہوے ہو کہ عقل کے نزدیک اونکا اتفاق کذب پر
بالبداہت ممتنع ہو اور اس جماعت نے اسی طور سے جماعت اول سے یقین
حاصل کیا ہو وہکذا یہانتک کہ وہ خبر کسی ایک حس پر منتہی ہو (۲) خبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ استدلال کے بعد تصدیق ہوی ہے پس چونکہ نبوت اور
عصمت دلیل سے ثابت ہوی احتمال کذب کا عمداً اور خطاءً دور ہوا اسلئے خبر
احاد مین ظنیت راوی کی وجہ سے ہے نہ خبر رسول ہونیکی جہت سے اور خبر مشہور
سے بسبب احتمال کذب کے علم الیقین حاصل نہین ہوتا۔

اسباب علم مین سے اعلی واقوی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اوسمین کسی
طرح خطا کا احتمال بسبب عفت و عصمت جناب اقدس کے نہین ہے واجب
سے ممکن تک اور ازل سے ابد تک اوس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اوسکے بعد
حس ہے کہ خطا کا احتمال اگرچہ اسمین نہین ہے لیکن اشیائے محسوسہ خصوصاً

اونکے ظاہر پر مقصور ہے بعد اسکے رتبہ خبر متواتر کا ہے کہ اوسکی بنا اور منتہی بھی
حس پر ہے و لیس الخبر کالمعاینہ پھر عقل ہے اسلئے کہ رایون کا اختلاف عقلا
مین بہت ہوتا ہے ۔ اور الہام اولیا چونکہ مختص بخواص ہے اور متکلمین اسباب
علم عام سے بحث کرتے ہین اور نہ اوسکے ساتہ کوئی ایسی علامت موجود ہوتی ہے
جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ من عند اللہ ہے اور حجت ہونیکی قابل اور مطابق واقع
کے ہے اور نیز الہام مین مزاحمت وہم و خیال اور کدورات نفسانی و شیطانی
مانع حصول علم یقینی ہے گو ملہم علیہ کو اوسپر پورا اعتماد ہو جائے مگر بغیر قراین خارجیہ کے
نفس الہام ظنیت کے رتبہ سے نہین نکلتا اسلئے اسباب علم مین سے نہین شمار
کیا جاتا ۔

اور عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ عالم کی چیزونکی حقیقت ثابت ہے اور علم اس مسئلہ
کا یقینی ہے فقط وہم و خیال نہین یعنی پانی پانی ہے اور آگ آگ ہے یہ نہ کہ اگر پانی
کو مثل آگ کے سمجہو تو آگ ہوجائے اور آگ کو مثل پانی کے سمجہے تو پانی ہوجائے جیساکہ
عقیدہ سوفسطائیون کا ہے ۔ اور عالم یعنی جو کچہ سوائے ذات و صفات خدا کے
ہے حادث ہے عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین کیونکہ اوسمین تغیر و تبدل
ہین اعیان و اعراض ۔ اعیان اون ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی
مین دوسری چیز کی ہستی کی تابع نہون انکی دو قسمین ہین (۱) غیر مرکب
جیسے جوہر اور جوہر فرد اور جزو لایتجزی بھی کہتے ہین کیونکہ اسکی تقسیم نہین
ہوسکتی (۲) مرکب اجزائے لایتجزی سے جسے جسم کہتے ہین اسمین طول
و عرض و عمق تینون امتداد ہوتے ہین جن مین تقسیم ہوسکتا ہے ۔ اعراض اون ممکنات
کو کہتے ہین جو اپنی ہستی و قیام مین اجسام کے محتاج ہون جیسے رنگ کپڑے
کے اور مزہ سیب کے اور بو پہول کے اور سردی پانی کے اور گرمی آگ کے اور افعال

اختیاری حیوان کے بغیر موجود نہین ہوسکتے اور تمام اعراض حادث ہین جیسے
کا حادث ہونا مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً سیاہی کے بعد سفیدی یا گرمی
کے بعد سردی یا نور کے بعد ظلمت پیدا ہوجاتی ہے مثلاً سفیدی جاکر سیاہی
آجاتی ہے یا کسی بدن مین سردی آنے سے گرمی دور ہوجاتی ہے اور یہ بات
ہوچکا ہے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا نہین ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض
قدیم نہین ہین اور یہی مدعا ہے اور اعیان بھی سب حادث ہین کیونکہ
عین یا تو جسم ہے یا جوہر فرد پس ہر جسم اور جوہر کو حرکت اور سکون عارض ہے
کیسلئے کہ اوسکے واسطے مکان یا حیّز یعنی ٹھہرنے کی جگہ تو ضرور ہے پس اگر
اس آن سے پہلے بھی اس حیّز یا مکان مین تھے تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور
حرکت و سکون بسبب عرض ہونیکے حادث ہین پس یہ جسم اور جوہر کہ جنکو حرکت
اور سکون عارض ہے حادث ہین ورنہ لازم آئیگا کہ حوادثات ازل مین پائے جاوین
اور قدیم کہلاوین اور یہ محال ہے پس جب اعیان اور کل اعراض کا حادث ہونا
ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہوگیا کیونکہ کل عالم انہین دو مین منحصر
ہے اور عالم کا عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہے جو موجود ہے کیونکہ
اوسنے عالم کو پیدا کیا اور وجود عطا کیا پس جو ایسا ہوگا وہ موجود ہوگا واجب الوجود
ہے یعنی خود بخود ہے اوسنے سبکو بنایا ہے اوسکو کسینے نہین بنایا نہ ہونا اوسکا
ممتنع ہے کیونکہ اگر ممکن الوجود ہو تو صانع کی طرف محتاج ہوگا اور احتیاج عالم
کے پیدا کرنے والے کیلئے منافی ہے یکتا ہے اسلئے کہ اگر آسمان و زمین مین
بہت سے معبود ہوتے تو انتظام بگڑ جاتا کیونکہ اگر دو ہوتے تو دونون قدرت
والے ہوتے یا ایک عاجز ہوتا تو جو عاجز ہوتا وہ خدائی کے لائق نہوتا اور دونون
قدرت والے نہین ہوسکتے کیونکہ آپس مین مخالفت کسی کے مارنے اور زندہ کرنے

ہیں مثلاً ممکن ہے پس دونوں میں سے ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑتا اگرچہ
بالفعل آپس میں اتفاق ہو ۔ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا
کیونکہ واجب الوجود ہے پس محال ہے کہ قدیم نہو ۔ علیم ہے کہ ہر جزئی و
کلی کو ازل سے ابد تک جانتا ہے کیونکہ افعال اوسکے استوار و مستحکم ہیں پس
فاعل ایسے افعال کا عالم ہے اور ہر جزو کل پر ممکنات سے ازل ہی
سے قدرت رکھتا ہے کیونکہ تمام مقدورات کو اوسکی ذات مقدس کی
طرف برابر نسبت ہے پس بعض کے ساتھ اوسکی قدرت کا متعلق ہونا
اور بعض کے ساتھ نہیں ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ محال ہے ۔ زندہ ہے اوسکے
لئے علم و قدرت اور ارادہ ثابت ہے اور یہ بدون حیات کے ممکن نہیں
اور یہاں مراد حیات سے بقا اور وجود ایسی حالت کے ساتھ ہے کہ اشیاء
کو ادراک کر سکے اور اون پر قدرت حاصل ہو نہ وہ معنی مراد ہیں جو
حیات سے عرف میں سمجھے جاتے ہیں یعنی قوت حس و قوت تغذیہ اور وہ
قوت جو اعتدال نوعی کے تابع ہوتی ہے اور اوسکے طفیل تمام قوای حیوانی
حاصل رہتے ہیں ۔ مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے فعل اور ترک فعل اوسکے اختیار
میں ہے کیونکہ عالم پہلے نہ تھا پھر دوسرے زمانہ میں اوسکو ایجاد کیا پس زمانہ
سابق میں عالم کو ایجاد نکرنا اور زمانہ لاحق میں ایجاد کرنا دلیل اس امر کی ہے
کہ حق تعالی مختار ہے ۔ بے زبان کے گویا ہے بے کانونکے شنوا ہے بے آنکھوں کے
بینا ہے کیونکہ گونگا اور بہرا اور اندھا ہونا نقص لائق خدائی کے نہیں ۔
اور سننے اور دیکھنے کی صفات اوسکے لئے علیحدہ ثابت ہیں مسموعات اور
مبصرات کے جاننے کا نام سمیع و بصیر نہیں ۔ اور اوسکا کلام حروف اور
آواز سے مبرا ہے کیونکہ یہ دونوں حادث ہیں اور حق تعالی قدیم ہے

اور یہ بات محال ہے کہ ذات قدیم محل حوادث ہو بلکہ کلام الہی ایک معنی
ہے جو اوسکی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہین اور جو
کلام اِس کلام نفسی پر دلالت کرتا ہے وہ کلام لفظی ہے اور کلام لفظی حروف اور
اصوات سے مرکب ہوتا ہے اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے کہ صفت ازلی
ابدتک اوسکو حاصل ہے اوسکے سبب سے جس سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے سو یہ
کلام الہی اِس سبب سے ہے کہ اُسکی صفت ہے اور اوسکے ساتھ قائم ہے
اور یہ الفاظ اور عبارات قرآن کی جو کلام لفظی ہے انکو کلام الہی اسواسطے کہتے
ہین کہ یہ سوا خدا کے کسی اور کی تالیف اور تصنیف نہین ہے بلکہ انکو خاص اللہ تعالے
نے اپنے کلام نفسی کے سمجھنے کے لئے نہایت فصیح و بلیغ زبان عربی مین کہ
جسکا مثل بنانا طاقت بشری سے باہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے
اور قرآن کا اطلاق کلام نفسی اور کلام لفظی دونون پر ہوتا ہے اور غیر مخلوق
قرآن نفسی ہے نہ لفظی۔ اور خدائے تعالی کے کلام مین تین مضمون ہین امر
و نہی و خبر اور حق تعالے صاحب ارادہ ہے اور ارادہ حادث نہین ہے
قدیم ہے۔ اور ارادہ الہی متعلق ہوتا ہے ہر موجود سے خواہ وہ عین ہو یا
عرض خیر ہو یا شر کفر ہو یا اسلام۔ طاعت ہو یا معصیت ارادہ اور امر
الہی دو متغائر چیزین ہین اور ہر ایک دوسرے سے منفک ہے چنانچہ
اللہ تعالے کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم نہین کرتا اور کبھی حکم کرتا ہے اور ارادہ
نہین کرتا۔ اور کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم بھی کرتا ہے۔ اور نہ کبھی نہ ارادہ کرتا ہے
نہ حکم کرتا ہے پس حکم خدای تعالے مستلزم ارادہ کو نہین اور نہ کلی مستلزم

سلہ کلام نفسی کے معنی بیان کرنے مین علمائے حنفیہ کی عبارتین مختلف ہین پس کبھی اوس سے معنی انہین الفاظ
وعبارات کے مراد رکھتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ وہ ایک صفت ہے بسیط قدیم اللہ تعالے
کی ذات کے ساتھ قائم ۱۲ منہ

عدم ارادہ کو بلکہ حکم کیا ہے کافہ انام کو واسطے اسلام اور طاعت کے اور نہی
فرمائی ہے کفر و معصیت سے اور ارادہ کرتا ہے اسلام مومن کا اور کفر کافر کا اور بغیر
ارادہ الٰہی کے کوئی چیز موجود نہیں ہوسکتی اسلیے کہ قدرت ایجاد کی بنسبت
ہر ممکن کے برابر ہے۔ اختلاف اوقات سے مختلف نہین ہوتی ارادہ وہ ہے
کہ تخصیص کرتا ہے موجودات کی ایک معین وقت اور معین کیفیت اور معین کیفیت
وغیرہ کے ساتھ اور جس چیز کا کہ حق تعالیٰ ارادہ کرتا ہے بے شک واقع ہوتی ہے
تخلف مراد الٰہی سے محال ہے کہ مستلزم عجز کو ہے اور جس چیز کے عدم وقوع
کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے تعلق ارادہ کا اوسکے ساتھ محال ہے ورنہ عجز یا جہل
لازم ہو۔ اور جائز ہے کہ حکم کرے واسطے اظہار عصیان یا کسی دوسری
حکمت کے واسطے پس اگر خدا چاہے کہ کسی شخص کو ہدایت فرمائے
تو کسی کی قدرت نہین کہ اوسکو گمراہ کرسکے ورنہ کوئی دوسرا خدا غالب آویگا اور
اگر خدا چاہے کہ کسی کو گمراہ رکھے تو کسی کی مجال نہین کہ اوسکو ہدایت کرسکے
اور سب کمال کی صفتین اوسکی ذات مین موجود ہین اور نقصان و زوال کی چیزونسے
اوسکی ذات پاک منزہ ہے اور صفات اوسکے قدیم و باقی ہین جیسے اوسکی
ذات قدیم ہے اور باقی ہے۔ اور کوئی چیز حادث اوسکی ذات مین قائم
نہین ہوتی کیونکہ قدیم محل حوادث نہین ہوتا۔ اور یہ سب صفات اوسمین یون
نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ انکی صفات متعلق بہ
اعضا و جوارح و حواس و روح و دل ہین اور اللہ تعالیٰ ان چیزون سے بری
ہے اور با این ہمہ سب صفات کامل طور پر اوس مین موجود ہین اور ان صفات
کے قدم سے انکے متعلقات کا قدم لازم نہین آتا کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ
صفت قدیم ہو اور اوسکا تعلق حادث اور ان صفات کے تعلقات مین

تغیر آنے سے صفات مین تغیر نہین آتا اور اسکی صورت یہ ہے کہ اعتبار
علم معلوم سے متعلق ہوگا تو اس صفت کے تعلق مین تغیر آئیگا کیونکہ معلوم
کے وجود سے پہلے کسی سے متعلق نہ تہا۔ اسی طرح صفت خالقیت کا تعلق
بہی مخلوقات کے تغیر سے متغیر ہوگا اور یہ سب صفات قائم ہین ذات الٰہی
کے ساتہ اور قدیم ہین مگر نہ عین ذات الٰہی ہین اور نہ اسکی مغائر یعنی منفصل ہین
اس صورت مین قدم غیر اور تعدد قدما کی قباحت نکل گئی۔ اور ایک صفت خدا
کی دوسری صفت کی نہ عین ہے اور نہ غیر ہے۔ اور صفات خدائے تعالی
کی متماثل و متجانس و متضاد نہین ہین اسلئے کہ یہ سب محدثات کی نشانیان ہین
اور اللہ تعالی کی صفات محدث نہین ہین اور حق تعالی کی صفات ذات اور صفات
فعل مین فرق نہین ہے صفات ذات صفات حقیقی اور کمالی ہین اوسکی ذات
مقدس سے انکا انفکاک محال ہے اور صفات کمال آٹھ ہین حیات۔ علم۔ قدرت
ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ تکوین۔ اور صفات فعل صفات ذات کے آثار ہین فی
الحقیقت انکے ساتہ متصف ہونا کمال نہین بلکہ انپر قادر رہنا کمال ہے مثلاً پیدا کرنا حقیقت
مین کمال نہین ہے بلکہ اسپر قدرت حاصل ہونا کہ جس زمانہ مین اسکی ضرورت ہو
وقوع مین آسکے یہ کمال ہے پس یہ ممکن نہین کہ حق تعالی ایک زمانہ مین تو پیدا کرسکتا
ہو اور دوسرے زمانہ مین پیدا نہ کرسکتا ہو۔ یہی حال قوت اور مشیت اور فعل و رزق
وغیرہ صفات فعل کا ہے۔ اور اللہ تعالی کی صفتون مین ترتیب نہین کہ ایک سے
دوسری پہلے پیدا ہوی ہے۔ جیسے بندون مین پہلے زندگی آتی پیچہے علم پہر قدرت
آتی کیونکہ اسمین حدوث لازم آتا ہے۔ اور پروردگار عالم کا جسم نہین ہے۔

لہ قرآن اور احادیث مین جو اللہ تعالے کے حق مین مونہہ اور ہاتہ اور قدم اور ساق اور لب اور انگلی اور
فوقیت اور استوا علی العرش اور نزول اور آنا وغیرہ الفاظ وارد ہین اس مین دو صورتین ہین ایک کہ یہ الفاظ اپنے
معانی ظاہری پر محمول ہین اور کیفیت اور تفصیل انکی اللہ ہی خوب جانتا ہے دوسری تاویل کرتے ہین مثلاً

یعنی محل وعرض و محل نہین رکھتا اور نہ جوہر یعنی جزو لا یتجزی ہے جس سے جسم بنتا ہے اور نہ عرض ہے کہ قائم بالغیر ہو جیسے رنگ[۱] و بو اور نہ صورت رکھتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو ممکن اور محتاج طرف صانع کے ہوگا اور یہ محال ہے اور نہ مرکب ہے یعنی اوسکی ذات کے واسطے نہ اجزای ترکیبی ہین کہ کئی چیزون سے ملکر بنی ہو نہ اجزاے تحلیلی کہ اوسکی ذات کا نصف و ربع وغیرہ ہو سکے کیونکہ اگر مرکب ہو تو محتاج ہوگا اجزا کی طرف اور محتاج ممکن ہوتا ہے نہ رنگین ہے نہ اوسمین کوئی مزہ ہے نہ کسی قسم کی بو ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفات ہین اور جو ذات جسمیت سے منزہ ہو اوسکے لئے انکا ثابت کرنا محال[۱] ہے اور نہ وہ معدود ہی کہ اوسکو گن سکے گن سکے ہین اسلئے کہ وہ ایک ہے اور ایک عدد مین داخل نہین اور نہ محدود ہے

حاشیہ صفحہ ۵۰

استوا سے استیلا اور ید سے قدرت اور وجہ سے ذات اور قدم سے قدم بعض مخلوقات الہی کا اور اللہ کے نزول اسکی رحمت کا نزول ہے ایون ہی کثرت اور اصبع سے تصرف مراد ہے ملا نظام الدین شرح رسالہ بازیہ مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی جسم اسلئے نہین ہے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اجزای حقیقیہ سے کہ وہ اجزاے لا یتجزی ہین جیسا جمہور متکلمین کا مذہب ہے اور مشائین کے نزدیک ہیولی اور صورت سے ہین اور اصحاب اتصال کے نزدیک جو ہیولے کے منکر ہین جسم اجزای تحلیلیہ متعداریہ سے مرکب ہوتا ہے کیونکہ ہر مرکب محتاج ہوتا ہے طرف اجزا کے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۵۱

[۱] محمد بن عمر حسین رازی نے کتاب اثولوجیا مین لکھا ہے واعلم انہ ثبت انہ تعالی منزہ عن الجسمیۃ والحصول فی الحیز امتنع ان یکون اللون القایم بہ لونا ساریا فی ذات منبسطۃ علی سطحہ ففی ذلک اللون اجنبیۃ بخلاف ما شاہدنا من الاجسام فحینئذ لا یکون تلک الصفۃ لونا بل صفۃ اخری مخالفۃ لما یعقل من اسم اللون و ذلک یفید نفی الالوان علی الوجہ الذی عقلناہ ۔ یعنی جبکہ ثابت ہوچکا کہ اللہ پاک جسمیت سے اور اس سے کہ کسی جیز مین حاصل ہو تو یہ بات ممنوع ہی کہ اوسکی ذات کے ساتھ قائم ہونے والا رنگ اوس قسم کا ہو جو ایسی ذات مین سرایت کرتا ہے جو جسم کے سطح پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے پس اوس رنگ مین ایسی ہیئت ہے جو مخالف ہے اوس چیز کے جسے ہم جسم مین دیکھا کرتے ہین پس ایسی حالت مین اوس صفت پر رنگ کا اطلاق درست نہین ہوسکتا بلکہ یہ ایک علیحدہ چیز اور مخالف ہے اوسکے جو رنگ کے نام سے سمجھی جاتی ہے اور اس سے رنگ کا نہونا ذات الہی مین ثابت ہوگیا ۱۲

کہ حد و نہایت رکہتا ہو اسلیے کہ حد اور غایت اوس چیز کی ہوتی ہے جسکا حصر اور انتہا ہو سکے جیسے نقطہ خط کی حد ہے اور خط سطح کی اور سطح جسم کی پس اللہ تعالیٰ کی کوئی شکل نہین اور نہ کسی طرف ہے یعنی نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ آگے ہے نہ پیچھے نہ دا ہے نہ باتین اور نہ کسی مکان مین ہے کیونکہ اگر کسی مکان مین ہو تو جسم محتاج ہوگا اور ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے اور نہ عرض پس مکان مین نہوگا اور نہ کسی زمانہ مین ہے یعنی زمانہ شامل اور محیط اوسکا نہین کیونکہ جب زمانہ نہتھا تب بہی وہ موجود تہا اور اب کہ زمانہ ہے اب بہی وہ موجود ہے مثلاً یہ نہین کہہ سکتے کہ خدا کا کچہ برس کا یا ہزار برس کا ہوا اور کوئی اوسکا ذات وصفات مین مثل و مانند نہین نہ کوئی اوس کا شریک ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت و پیدائش و تدبیر مین اور نہ کوئی اوسکا مخالف ہے ہم جنس یا غیر جنس سے اور نہ کوئی اوسکے کامون مین معین و مددگار ہے اور نہین جائز ہے کہ حق تعالے حلول کرے اپنے غیر مین کیونکہ غیر مین در آنا صفات جسم سے ہے اور نہ اپنے غیر کیساتہ متحد ہوسکتا ہے اتحاد کے معنے یہ ہین کہ دو شے ایک ہوجاتین بغیر زیادتی اور کمی کے اور یہ محال ہے اور اللہ تعالے متصف بالمحال نہین ہوتا نہ کیفیات نفسانی جیسے بہوک پیاس رنج و راحت وغیرہ کے ساتہ متصف ہے اور نہ لذات عقلی کے ساتہ اوسکا متصف ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے کہ نافرمانی کفار سے چاہیئے کہ متالم بہی ہو اور یہ بہ اللہ تعالے پر جائز نہین

تتمہ حاشیہ صفحہ ۵۱

سلہ اثولوجیا تی محمد بن عمر حسین رازی مین ہے واما سائر الکیفیات مثل الالوان والطعوم والروائح فالقول باثباتہا لہ تعالی یستبعدہ العقل لان ہذہ صفات الاجسام فکان اثباتہا للذات المنزہۃ عن الجسمیۃ محال ۱۲

اسلیے کہ حال سب کا ظاہر ہووے اللہ پر دو چیز کہ پہلے سے اوسپر ظاہر نہ تھی جس طرح
کہ آدمی مین تبدیل رائے ہوتی ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالی کا جہل ثابت ہوتا ہے
اور فعالی و تکوین جمیع موجودات یعنی جواہر و اعراض اور اونکے افعال و حرکات و سکنات
حق تعالے سے ہے ممکن نہین کہ کوئی کسی چیز کو پیدا کر سکے یا کسی چیز کے پیدا کرنے مین کوئی
اور حق تعالی کا شریک ہو یا اوسی کسی چیز کا پیدا کرنا اپنی مخلوقات مین سے کسی
کے تفویض کیا ہو پس سب خیر و شر اور نفع و ضرر اور حسن و قبح اوسکے قضا و قدر سے[1]
ہے — انسان کو چاہیے کہ کوشش کرے منافع کے حصول اور مضار کے دفع کرنے
مین بقدر امکان کے پہر باوجود اسکے لایق ہے یہ کہ یقین کرے اس بات کا کہ اوسکی
طرف وہی پہونچتا ہے جو کچھ اللہ نے مقدر کیا ہے اور بندونکے کامونکا پیدا کرنے
والا وہی ہے اسلیے کہ خالق سب چیزون کا وہی ہے اور افعال و اعمال بھی بندونکے
سب چیزونمین داخل ہین بندے اپنے افعال کے کاسب ہین خالق نہین اور نہ شریک
خلق ہین — کسب کے یہ معنی ہین کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ مصمم کرتا ہے تو خدائے تعالے
اوسمین فعل پیدا کر دیتا ہے کسب کی وجہ سے کاسب کو استقلال حاصل نہین ہوتا
اور خلق کی وجہ سے خالق مستقل ہوتا ہے پس کفر و ایمان اور طاعت و عصیان
اور نیکی و بدی بندونکی اللہ کے ارادہ اور مشیت اور حکم و تقدیر سے صادر ہوتی
ہے لیکن خدای تعالی کفر و معصیت سے راضی نہین اور نیکی سے راضی ہے —

---

[1] منہ و الاکثر شرح فقہ اکبر مولفہ شیخ نعمی مین مذکور ہے کہ مقضی کا متغیر ہونا اس بات کا موجب نہین کہ قضائے الٰہی مین بھی تغیر پیدا ہو اسلیے کہ انسان چار قسم کے ہین (۱) جنکی ابتدا و انتہا دونون کی سعید ہونے پر قضائے الٰہی جاری ہوی جیسے حضرت علیؓ اور امام حسنؓ و حسینؓ (۲) جنکی ابتدا و انتہا دونون کی شقی ہونے پر قضائے الٰہی جاری ہوی جیسے ابوجہل (۳) جنکی ابتدا مین سعید اور انتہا مین شقی ہونے پر قضائے الٰہی جاری ہوی جیسے شیطان و بلعم (۴) جنکی ابتدا مین شقی اور انتہا مین سعید ہونے پر قضائے الٰہی جاری ہوی جیسے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و ساحران فرعون ۱۲

خواہش کرنی اور پیدا کرنا اور ہے اور راضی ہونا اور رضا وہ ہے کہ حکم دے کہ کرو اور ارادہ
ہوتا ہے کہ حکم دیتا ہے اور نہین چاہتا ہے کہ واقع ہو بسبب کسی حکمت کے کہ اوسکو
سوائے حق تعالے کے دوسرا نہین جانتا مگر باوجود اسباب کے کہ سب ارادہ تقدیر
الٰہی سے ہے بندون کو بھی اعمال مین اختیار دیا گیا ہے کہ بندے اپنے کام اپنے
ارادے و اختیار سے کرتے ہین نہ جبر و اضطرار سے کہ اوسی کے سبب ثواب پاتے ہین
اور اوسی پر عذاب ہوتا ہے بندے کے افعال اختیاریہ اللہ تعالی کے مقدور ہین اختراع
کی وجہ سے اور بندے کے مقدور ہین تعلق کے سبب سے کہ اوسکو اکتساب کہتے
ہین اللہ تعالی کی قدرت موثرہ ہے اور بندہ کی قدرت کاسبہ اور غیر موثرہ پس افعال
اختیاریہ جب بندہ کے اپنی قدرت کی طرف منسوب ہوتے ہین تو کسب کہتے ہین اور
جب اللہ تعالی کی ذات پاک سے نسبت کئے جاتے ہین تو خلق کہتے ہین پس
بندہ کے مکسوب اور اللہ تعالی کے مخلوق ہونگے اللہ تعالی بندے کے افعال اختیاریہ
کو اوسکے ارادہ کے موافق پیدا کرتا ہے اگر وہ نیک کام کرنے کا قصد کرتا ہے تو فعل
خیر کی قدرت و استطاعت اوسمین موجود کر دیتا ہے اور اگر بری کام کا ارادہ کرتا ہے
تو اسکے کرنیکی قدرت اوس مین پیدا کر دیتا ہے بندہ آپ ہی فعل خیر کی قدرت کو
ضائع کر دیتا ہے اسلئے ذم اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے غرضکہ بندہ کاسب ہے اور کسی
قدر اختیار رکھتا ہے اسی کا معتقد ہونا چاہئے کہ خلق خدا سے ہے اور عمل بندے
سے فرق اتنا ہے کہ عمل نیک اوسکی رضا ہے اور بد کام اوسکی رضا اور خوشنودی
کے خلاف ہے اسکی مثال یون سمجھنا چاہئے کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ
بازار کو جا اور فلانی چیز لے آ تجھے اختیار ہے کہ زبردستی چھین لا یا دام دیکر خرید لا
اگر دام دیکر لاوے گا تو ہم خوش ہونگے اور جو زبردستی چھین لاویگا تو ہم ناخوش
ہونگے اس صورت مین اگر اوسنے خلاف مرضی اپنے مالک کے کام کیا تو قطعاً

سزا پانی کا سزاوار ہے اسی طرح حق تعالی نے بندون کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے
کہ وہ اوس اختیار سے اچھے اور برے دونون طرح کے کام کا قصد کر سکتے ہین اور
یہ بھی کہدیا ہے کہ اچھے کام ہونے سے ہم راضی ہین اور بدکام ہماری نارضامندی
کا باعث ہین اب بندہ جیسا کام کریگا ویسا اوسکا بدلہ پاویگا اور یہ عین عدل و
انصاف ہے حقیقت کار امر متوسط ہے درمیان جبر و قدر کے دلیل اسکی
کی شریعت ہے مگر جو معتقدات مین بحث کرتے ہین اور انکو دلائل عقلی سے
ثابت کرتے ہین جب تک کوئی بات معقول نہ ٹہرے تصدیق نہین کرتے وہ اس
امر متوسط کے ادراک مین حیران ہین ۔ اور اللہ پر کوئی شے واجب نہین ہے
لطف ٹہرنہ ثواب و عذاب ہر چیز کا بدلہ دینا اور روزی پہونچانا اوسکا احسان
ہے ہمارا استحقاق اوسپر کچہ نہین ہے اگر وہ عوض ندے اور روزی پہونچائے
تو اوسپر قباحت لازم نہین کیونکہ ساری مخلوقات اوسکی مملوک ہے اور مملوک
کا مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے کہ اوسکے حق مین بہتری اور لطف و مہربانی اور
رعایت مصلحت مالک پر واجب ہوی ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا نکرتا کیونکہ اوسکو
دنیا و آخرت مین خسارا ہے دوسری اوسکا کسی بندہ پر احسان و امتنان ثابت
نہوتا کیونکہ اگر اوسنے کسی کو دین و دنیا کی نعمتین دین تو اوس چیز کو کیا جو اوسپر واجب
تہی تیسرے ابوجہل لعین اور نبی علیہ السلام پر اللہ کا احسان برابر ہوتا تو کچہ زیادہ
شکرگزاری حضرت پر واجب نہوتی اوسنے جو دونون کے لئے اصلح تہا وہ کیا
اپنے واجب سے فارغ الذمہ ہوا ۔ اور اللہ کے کامونمین کچہ غرض نہین کیونکہ
غرض والا محتاج ہوتا ہے اوبہا وجود اسکے اوسکا ہر ایک کام لاکہون حکمتون سے
بہرا ہے کہ کوئی اوسکو دریافت نہین کرسکتا اور اوسکے فوائد و منافع واسطے
خاص و عام کے ہین نہ واسطے اوسکی ذات مقدس کے کہ اوسکو کسی چیز کی احتیاج نہین

کہا سکتا کیونکہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہونا ممتنع ہے اور رویت حق تعالیٰ کا
امکان ہے لیکن دخول جنت سے اول واقع نہ ہوگی بعد دخول جنت مومنات
البتہ حق تعالیٰ کی رویت سے مشرف ہونگے اور رویت کے طریقے
ایک یہ کہ ایسی اچھی طرح انکشاف ہوجاتا ہے کہ عقل کے ذریعہ سے اتنا یقین
پیدا نہیں ہوسکتا ہے گویا کہ اپنی آنکھ سے دیکھا ہے یہ دیکھنا ستر ہا بار سے کہ
ایسا دیکھنا بغیر پردے اور مقابلہ اور جہت اور رنگ اور شکل کے ہوتا ہے دوسرا
طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قسم کی صورت پر کسی کو نظر آوے جیسا دنیا میں دیکھا
جیسا کہ احادیث صحیحہ میں صورتوں کا دیکھنا آیا ہے اس حدیث میں اللہ تعالیٰ
کو اپنی آنکھ سے رنگ اور شکل اور مواجہہ کے ساتھ دیکھینگے جیسا کہ خواب میں کبھی
واقع ہوتی ہے مگر جنت میں رویت الٰہی ایسی بالمشافہ ہوگی کہ دنیا میں زندگی
کے اندر کبھی ایسی نہیں ہوئی یہی دو طریق معلوم ہیں اور ان پر ہمارا ایمان ثابت ہے
اگر اللہ اور رسول کا رویت سے کچھ اور مطلب ہے تو ہمارا اس پر بھی ایمان
ہے اگرچہ ہم واقف نہیں کہ وہ خاص کیا بات ہے اور جو یہ ہے کہ رویت
کے لئے جو شرائط مثلاً کثیف وجہت مکان و صورت مقابلہ قرب بعید مسافت

ملہ شرح عقیدۃ الوسطی ابن عبد اللہ نے لکھا ہے کہ اہل حق کے نزدیک رویت عبارت ہے ادراک خاص سے جو مرئی سے
متعلق ہوتا ہے ایک خاص تعلق کے طور پر کہ اللہ اسکو بسبب جاری رکھنے عادت کے محل میں پیدا کردیتا ہے پس
یہ رویت مقابلہ اور جہت وغیرہ کو نہیں چاہتی بلکہ اوسکے لئے ایسی محل کا ہونا چاہئے جسکے ساتھ
رویت قائم ہوسکے آنکھ سے شعاع نکلنے کی بھی ضرورت نہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ رویت عبارت
اس سے ہے کہ آنکھ سے شعاع نکلے اور یہ اونکے نزدیک جسم روشن ہے کہ وہ آنکھ سے نکلکر جسم
مرئی سے ملجاتا ہے اور اوسکا ملنا جسم مرئی سے ضروری ہے جب مرئی نہایت قریب ہو تب بھی
نہیں دیکھ سکتی جس طرح نہایت بعید ہونیکی وجہ سے نہیں دیکھ سکتی ہے اور اسی طرح جب پردہ غلیظ
مرئی پر ڈال دیا جاتا ہے تب بھی نہیں دیکھ سکتی اسلئے کہ اس وقت شعاع نفوذ نہیں کرسکتے ۱۲ منہ
سلہ دیکھو حسن العقیدۃ مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ ۲

محال ہوتی تو سوال حضرت موسیٰ کا مشعر غفلت تھا مسئلہ دینی سے اور ایسی
غفلت انبیا علیہم السلام سے محال ہے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام رویت
الٰہی کو محال جانکر سوال کرتے تو سفاہت لازم آتی اور سفاہت سے انبیا منزہ
ہین اور اللہ تعالیٰ نے جو پہاڑ کے ٹھہرے رہنے پر اپنے دیدار کو معلق کیا تو معلوم
ہوا کہ دیدار الٰہی جائز ہے اسلیے کہ ٹھہر رہنا پہاڑ کا جائز ہے اور معلق اوپر
جائز کے جائز ہے — اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہین رات دن اسکی بندگی
مین مصروف رہتے ہین کبھی فرمان الٰہی کے بجالاتے مین سستی و کاہلی نہین
کرتے صاحب پروبال ہین حقیقت اونکی پروردگار کو ہی خدا ہی جانتا ہے سب
گناہان صغیرہ و کبیرہ سے بری ہین کوئی اونمین مرد یا عورت نہین چار فرشتے
اونمین سے اعلیٰ درجہ کے ہین ایک جبرئیل علیہ السلام جو پیغمبرون پر وحی لاتے
ہین دوسرے میکائیل علیہ السلام جو مخلوقات کو روزی پہونچاتے ہین تیسرے
اسرافیل علیہ السلام جو قیامت مین صور پہونکینگے چوتھے عزرائیل علیہ السلام
ہین جو روح کو قبض کرتے ہین — اور اللہ تعالیٰ کی کتابین ہین جو اسنے پیغمبرون
پر اتارین اور شمار انکا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہین مشہور چار کتابین
ہین جو پیغمبرونپر نازل ہوئین وہ یہ ہین توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر انمین سے قرآن شریف پر عمل کرنا ہر مسلمان پر
فرض ہے اور جتنی کتابین اسکے سوا نازل ہوئین وہ سب منسوخ العمل ہین
یعنی اور کتابونمین جو احکام قرآن شریف کے مخالف و متناقض
ہین اونپر عمل کرنا درست نہین اور نسخ مین بہت سی مصلحتین ہوتی ہین کیونکہ احکام
مصلحتونکے تابع ہوتے ہین اور یہ موافق اوقات کے بدلتے . جیسے کہ

جو کتابین اسوقت اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل مین اہل کتاب کی کتب
سماویہ کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہین جو لفظ یونانی بمعنی کتاب کے ہے پھر اسکے دو حصے ہین
(۱) عہد عتیق یعنی پرانی کتابین جسمین توریت زبور وغیرہ ۴۳ کتابونکا مجموعہ
ہے ان تمام صحیفونکے مجموعہ کو مجازاً توریت کہتی ہین انکو یہود اور عیسائی سب
مانتے ہین لیکن عیسائیون نے اس مجموعہ مین نو کتابین اور داخل کی ہین جنکی تسلیم
و عدم تسلیم مین انکے متقدمین و متاخرین مین بڑا اختلاف ہے یہود ان نو کتابون
کو نہین مانتے ہین (۲) عہد جدید کے مجموعہ مین ۲۷ کتابین ہین اول انجیل متی جس
مین حضرت عیسیٰ کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدایش سے لیکر موت تک
کے حالات کو تاریخ کے طور پر جمع کیا ہے دوم انجیل مرقس اسمین بھی مرقس نے
ابتدا سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی سرگذشت سنی سنائی بیان کی ہے سوم
انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے جسکو لوقا نے تالیف کیا ہے چہارم انجیل یوحنا
جسمین یوحنا حواری نے حضرت مسیح کا حال ابتدا سے انتہا تک لکھا ہے ان چارون تاریخون
کے زمانہ تالیف مین بڑا اختلاف ہے عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہین اور یہ
توریت و اناجیل اربعہ اصل توراۃ و انجیل منزل علی موسیٰ و عیسیٰ جنکا ذکر قرآن
شریف مین اکثر جگہ آیا ہے نہین وہ گم ہوگئی ہین بلکہ حسب اقرار علمائے اہل کتاب
تاریخ اور روزنامچے ہین کہ جسمین بہت عرصے بعد انبیا اور حضرت مسیح کے احوال
کو ابتدا سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل
کیا ہے اصل کتابین عبرانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے
انکے ترجمے یونانی اور لاطینی اور عربی وغیرہ مین ہوگئے ہین اور عہد جدید مین
انجیل کے ساتھ عیسائیون نے اور بھی بہت سے رسالے اور خطوط حواریون اور
غیر حواریون کے ملاکر اپنی کتب مقدسہ مین شمار کیا ہے اور سب کو واجب التسلیم

قرار دیا ہے ۔ اور ہونا کراماً کاتبین کا جو دو فرشتے ہیں دونوں شانوں پر نیک و
بد اعمال کی تحریر کرنے کے لئے حق ہے اور مسلط ہونا ملک الموت کا وقت
قبض ارواح کے حق ہے اور عذاب قبر کا فردوں اور بدکاروں کے لیے
اور نعمتیں عادلوں اور تقیدوں(?) کے لئے حق ہے اور منکر نکیر کا سوال حق ہے کہ
وہ دو فرشتے ہیں مہیب صورت نیلی پیلی آنکھوں والے قبر میں مردوں کے
پاس آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے اور رسول تیرا
کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر جواب موافق سوال کے دیا تو مانند دلہن
ہیں رہے اور مثل عروس خواب نوشین استراحت کرے اور قبر اوسکی ایک چمن
جہانے جنت سے معمور ہو اگر عہدہ جواب سے برآمد نہوی تو سختی عذاب
دیکھے اور قبر اوسکے حق میں ایک غار نار دوزخ سے ہو قبر سے مراد عالم
برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت میں واسطہ ہے اور اوسی کو عالم مثال کہتے ہیں
اور یہ عالم کہیں آسمان زمین پر کسی خاص جگہ نہیں بلکہ اس عالم حس کا دوسرا
پہلو وہ ہے قبر سے مراد یہاں دفن ہونا نہیں ہے تاکہ یہ کیفیت شامل ان لوگوں کی
نسبت بھی ہو جو دریا میں ڈوب گئے ہیں یا آگ میں جلکر مر گئے ہیں یا کسی جانور
نے اونکو کہا لیا ہے اور عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے مطلع ہونا
اوسکی کیفیت پر ضرور نہیں انسانوں کی جزا و سزا قبر کی یہ صورت ہے کہ جب انسان
لباس جسمانی اوتارتا ہے تو اوسکے اعمال اچھے یا برے ہوں تو مثل آکر دکھائی دیتے

ف شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ اس
بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس عالم عنصر کے سوا ایک اور عالم ہے عالم مثال ہے کہ جس میں اعمال و
اقوال وغیرہ اشیا اپنے مناسب ایک صورت خاص میں متشکل ہوتے ہیں اور اس عالم میں بیشتر اشیاء موجود ہوتی
ہیں تب اس عالم عنصری میں اوسی کے مطابق ظاہر ہوتی ہیں اور بہت سی چیزیں اوس عالم میں یہاں
سے نقل کر جاتی ہیں ۱۲ منہ

پھر جب جسم کو چھوڑ دیتا ہے اور نیک شخص ہوتا ہے تو وہ حظیرۂ قدس اور عالم
ملکوت کی طرف روح اعظم کی طرف اس طرح کھنچا جاتا ہے کہ جیسا لوہا مقناطیس کی طرف
کھنچتا ہے اور اسی حظیرۂ قدس کو بعضے رفیق اعلی کہتے ہیں پس وہاں اسکی ملائکہ مقربین اور
ارواح طیبین سے ملاقات ہوتی ہے اور اسکی جسمانی باتیں مٹ جاتی ہیں
اور اسکے اعمال و اخلاق اور اخلاص کو نہایت عمدہ صورتوں میں اسکو دکھایا جاتا ہے
اور جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اسکو آتی ہیں اور اسکی خواہش کے موافق نعمتیں
اسکے لیے متشکل ہوجاتی ہیں اور جو بد شخص ہے تو اسکے اعمال اسکو دکھائی
دیتے ہیں نہایت بری شکل بن کر اسکو عذاب کرتے ہیں اسکا بخل اور شہوت اور دیگر
[illegible] سانپ بچھو کی صورت میں ظاہر ہوکر اسکو ڈستے ہیں اور سر پر گرز
لگتے ہیں اور ظلمت ظلمانی میں جسکو سجین کہتے ہیں اسکو محبوس کیا جاتا ہے اور
وہاں اپنی نادانیوں سے رنج اوٹھاتا رہتا ہے اور اسی سجین و علیین کو
عالم قبر کہتے ہیں اور بعد مرنے کے قبروں سے مردوں کا زندہ ہوکر اوٹھنا حق ہے
[illegible] وحوش بھی و جن و شیاطین و طیور و حشرات کل اوٹھینگے ظاہر ہے
جسنے اول عدم محض اور نابود محض سے پیدا کیا اور کچھ عدم سے وجود میں لایا وہ
دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے سباع و بہائم وغیرہ سے بدلہ لیکر قصاص ہوگا
اور نابود کیے جائینگے اور جن و انس و شیاطین ہمیشہ دوزخ یا بہشت میں رہینگے
اور عملوں کا تولا جانا حق ہے تاکہ مقدار نیکی و بدی کی بندوں کو معلوم ہو اور خدا
تعالی تو جانتا ہی ہے مگر یہ یاد رہے کہ اعمال کا وزن نہیں ہوگا بلکہ اعمال نامے ہونگے
یعنی جن کاغذوں میں بندوں کے اعمال لکھے ہونگے وہ وزن ہوکر اونکی کمیت
معلوم کیجاتیگی کیونکہ اعمال اعراض ہیں اور ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان ہے
مومن کو لازم ہے کہ ایمان ترازو کے ہونے اور اعمال کے تلنے پر لاتے مگر دریافت

حقیقت اور ادراک کیفیت کی جانب متوجہ ہو کہ کہاں قائم ہوگی اور اعمال کیونکر وزن
کیے جائینگے یا اعمالنامے وزن کیے جائینگے تو اونمین اوراق کی کمی بیشی اور لمبی
چوڑی اور انکی بھاری اور خط کے خفی وجلی ہونے اور سیاہی کی جہت اور عبارت
کے طول وقصر کی کیا کیفیت ہے — اور نامۂ اعمال مسلمانوں کے داہنے ہاتھ
مین سامنے سے اور کافرونکو پیٹھ کے پیچھے سے بائین ہاتھ مین ملنا حق ہے —
اور حساب لینا بندون سے ایک ایک ذرہ نیکی وبدی کا حق ہے — اور گواہی
اعضا کی حق ہے — اور حوض کوثر حق ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے قیامت کے دن ہوگا اور اوسکا پانی دودھ سے سفید تر اور اوسکی بو مشک
سے خوشتر ہوگی اور اوسمین تارے سے زیادہ اور روشن تر کوزے ہین جو کوئی
اوسکا پانی ایک دفعہ پئے گا پھر کبھی پیاسا نہوگا — اور پل صراط حق ہے کہ حق تعالی روز
قیامت کو ایک پل دوزخ کی پشت پر بال سے باریک تر اور تلوار کی باڑھ سے تیز تر
رکھے گا اور اوسپر سے سبکو گزرنا ہوگا — بعضے ہوا کی صورت بعضے آب روان
کی مانند بعضے تیز گھوڑے کی چال سے بعضے پیادہ چلنے والے کی رفتار سے بعضے
چیونٹی کی روش پر اوس پل کو طے کرینگے اور یہ سب تفاوت بقدر کمی بیشی
اعمال حسنہ کے ہر شخص کے گزرنے مین ہوگا جتنے نیک اعمال زیادہ ہین اتنا ہی
طے کرنا پل کا آسان ہے بعضے یہ بھی نہ جانینگے کہ پل تھا یا نہ تھا اور بعضے مجروح ہو کے
اور بعضے کٹ کر دوزخ مین گر پڑینگے — اور شفاعت پیغمبرون وعلما وصلحا کی
گناہگارون کے واسطے حق ہے مگر بعد اذن حق تعالے کے — اور جہان عدم شفاعت
کا ذکر آیا ہے وہان وہی شفاعت مراد ہے جو رب العالمین کے اذن ورضا کے
بغیر ہو — اور جنت ودوزخ حق ہین اور دونون پیدا ہوچکی ہین اب بھی موجود
ہین آدم وحوا کا قصہ دلیل قاطع ہے اسپر فنا نہو نگی ہمیشہ رہینگی البتہ بقدر

واحد قہار کے سبب میں واقع ہونے والی ہیں ۔ اور ایمان حق تعالیٰ پر فرض
ہے اور ادراک فرضیت کے لئے عقل کافی ہے اور شرع اوسکی موئد و موقف
ہے ۔ اور ایمان تصدیق قلبی اور انقیاد و اقرار زبانی کو کہتے ہیں تصدیق بغیر
انقیاد و اقرار کے مفید نہیں یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو کچھ کہ وہ خدا کے
پاس سے لائے ہیں اوسکو دل سے سچ جاننا اور [illegible] انقیاد اور انکی پیغمبری کو دل سے قبول
کرنا اور زبان سے اوسکا اقرار کرنا اور [illegible] ایمان کہلاتا ہے اور
اعمال ماہیت ایمان کا جز نہیں بلکہ تکمیل [illegible] ہیں اسی واسطے انکا
تارک دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا اور [illegible] اعمال میں کیفاً اور کماً دونوں طرح
کمی بیشی پیدا ہوتی ہے جیسے فرض کو ادا کرنا [illegible] دل اور اطمینان اور تمام آداب
کی رعایت کے ساتھ افضل ہے کیفیت میں نفل سے بلکہ اوس فرض سے بھی
بدرجہا افضل ہے جو ناقص طور پر ادا ہوا ہو اور دو فرض ادا کرنا [illegible] سے تعداد کی
رو سے ایک فرض کے ادا سے اسی طرح تمام فرض اور اوسکے ساتھ ساری
سنتیں اور نفل ادا کرنا صرف فرض سے ہر طرح بہتر ہے اور ایمان میں کمی اور زیادتی
نہیں ہوتی اسلئے کہ اگر تصدیق نہیں ہے تو مومن نہیں ہے اور تصدیق عبارت
ہے علم الیقین سے اور اس میں گنجایش گھٹنے بڑھنے کی نہیں نہ یہ کہ جو شخص اعمال
کا زیادہ پابند ہے وہ زیادہ مومن ہے جو گناہگار ہے وہ کم مومن ہے کیونکہ
جب اعمال جزو ایمان نہیں تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان میں کمی بیشی نہیں
ہوسکتی اور یہ بھی ایک معمولی سمجھ کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے
جو دل سے متعلق ہے اور اعمال جوارح کا کام ہیں اسلئے نہ ان دونوں سے
کوئی حقیقت مرکب ہوسکتی ہے نہ انمیں سے ایک دوسرے کا جز ہوسکتا ہے ۔
اور متعلق ایمان میں کچھ تفاوت نہیں ہے یعنی معتقدات [illegible] کے لحاظ سے سب مسلمان

اور ایمان و اسلام ایک چیز ہے دونوں میں تغایر نہیں ہے اسلام اور ایمان ایک ہوئی سے
پیدا ہوتے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتا دونوں میں تلازم ہے جب ایک کسی
پر صادق آویگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آویگا یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کی نسبت کہا
جاوے وہ مومن ہے اور مسلمان نہیں یا یہ کہا جاوے کہ وہ مسلمان ہے حقیقت میں مومن نہیں
اور ایمان یاس اسکو کہتے ہیں جو وقت سکرات موت کے جب آخرت کے احوال
نظر آتے ہیں اوس وقت کا ایمان لانا مقبول نہیں کیونکہ ایمان بالغیب چاہیئے اور ایمان
بالغیب نہیں ہے اور یہ کہنا کہ میں مومن ہوں ان شاء اللہ نہ چاہیئے کیونکہ اسمیں
ایمان میں شک پایا جاتا ہے اور شک ایمان میں روا نہیں اگرچہ یہ کلمہ تبرک و تادب کے
واسطے اور جہان کام خدای تعالی کے طرف حوالہ کرنا ہوتا ہے وہان بھی استعمال
کرتے ہیں مگر ایمان کے ساتھ تبرکا بھی اسکا استعمال درست نہیں ہے کیونکہ موہم شک ہے
ایمان پانچ قسم پر ہے (۱) ایمان مطبوع وہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) ایمان
معصوم وہ انبیا کا ایمان ہے (۳) ایمان مقبول وہ مومنوں کا ایمان ہے
(۴) ایمان موقوف وہ بدعتیوں کا ایمان ہے (۵) ایمان مردود وہ منافقوں کا
ایمان ہے اور گناہ کبیرہ کرنا بندہ مومن کو اصل ایمان سے نہیں نکالتا ہے یعنی
گناہ کبیرہ مومن کو کافر نہیں بناتا بلکہ فاسق و عاصی بناتا ہے اسلئے کہ تصدیق باقی
ہے اور گناہ کبیرہ کرنے والے مومن ہمیشہ دوزخ میں نہ رہینگے اگرچہ بے توبہ
مریں اور جب تک خدای تعالی چاہیگا بقدر مکافات ان گناہوں کے انکو دوزخ میں
رکھکر پاک و صاف کرکے پھر انکو بہشت میں داخل کریگا اپنے فضل و کرم سے یا جناب
شفیع المذنبین کی شفاعت سے اور مرتکب کبیرہ کی بخشش مشیت الہی پر ہے چاہے
گرفت کرے اور عذاب کرے اور چاہے وہ کبیرہ کو بے توبہ بطریق خرق عادت
کے بخشدے اور صغیرہ پر عذاب کرے مگر حق تعالی کفر و شرک کو نہیں بخشتا ہے

اور یہ بات شرعاً و عقلاً دونوں طرح ثابت ہے اور اللہ تعالی اپنے وعدہ کی موجب
مومن مطیع کو ایمان اور طاعت پر یقیناً ثواب دیگا اور وعدہ سے قطع نظر ثواب
دینا مطیع کو یا عذاب کرنا عاصی کا حق تعالی پر واجب نہیں ہے — اگر کسی نے ایک
کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے کبیرہ پر اصرار کیا تو یہ اوسکی مقبول ہے اور جسنے جمیع کبائر
سے توبہ کی اوسکو صغائر سے بھی توبہ کرنا ضرور ہے ورنہ احتمال عذاب باقی ہے
اور ظاہر کرنا حق تعالی کا لوگوں کے ہاتھوں کو لطف خرق عادت کی جائز ہے —
اور مبعوث ہونا انبیا کا واسطے بیان تھا سزاوار واجب الوجود کے ضرور تھا کیونکہ ہدایت
جانب واجب الوجود کی نسبت مخلوقات کے کہ باہم متغائر ہیں با واسطہ ہونا چاہئے اور جو
واسطہ دونوں کا برزخ ہو وہ انبیا علیہم السلام ہیں — پس اللہ تعالی نے اصلاح معاش
و معاد کے لیے محض از راہ تفضل جنس بشر سے انبیا و رسل کو واسطے معرفت کے
آدمیوں کو معرفت الٰہی سے کہ عقل اوسکے معلوم کرنے سے عاجز ہے آگاہ
کیا ہیں اور احکام الٰہی سے بہ نسبت واجب مندوب اور حرام مکروہ مباح کی
خبر دار کیا اور سب پیغمبروں کی معجزوں کے ساتھ تائید کی اور معجزے دلیل ہیں اونکی
سچے ہونے پر و معجزہ امر خارق عادت کو کہتے ہیں کہ اوس سے اظہار
صدق دعوی نبوت مقصود ہوتا ہے کیونکہ مخالف کو خدائے تعالی کی طرف سے ایسے

حاشیہ صفحہ ۶۸

له دیکھو مسئلہ الاسلام فی شرح عقیدۃ الاصول ۱۲ سه حاشیہ جوہرہ لامیہ وغیرہ میں ہے کہ کبیرہ گناہ جس پر قرآن یا حدیث میں صاف وعدہ دوزخ کا یا اللہ کے غضب کا دیا یا حد مقرر فرمائی ہے یا اوسکے فاعل کو شرع میں فاسق کہا گیا ہے یا اوس پر لعنت کی گئی ہے جیسے اللہ نے سارق پر لعنت کی ہے اور صغیرہ وہ کہ جس سے منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہیں کہا اور کبیرہ کا اطلاق اگرچہ کفر پر بھی آتا ہے مگر صغیرہ کے مقابل جو کبیرہ ہے اوس سے کفر مراد نہیں ہوتا ملکہ کفر اکبر الکبائر ہے — اور جوہر کبیرہ میں شیخ ابراہیم لقانی نے امام غزالی کی بسیط سے نقل کیا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں فرق نہ تسلیم کرنا صحت کے خلاف ہے ۱۲ منہ

امر مانکی قدرت سے تحقیق ہوئی بلکہ وہ عاجز ہوتا ہے اور طریقہ ہدایت کا از طرف خدای
عزوجل ہمیشہ ایسا ہی جاری رہا کہ ہر پیغمبر اور نبی اللہ کے زمانہ مین جس علم اور عمل
کی وجہ سے قوم کو ضلالت ہوئی تہی وہی معجزہ اوس نبی کو خاص کر عطا ہوا
جیسے حضرت موسیٰ کو ابطال سحر کا معجزہ تہا و حضرت عیسیٰ کو شفای امراض لاعلاج
مثل برص حقیقی اور کور مادرزاد کا اور ہمارے نبی کو فصاحت و بلاغت اور بواسطہ
خبر متواتر نسبت معجزات کی ہمارے حق مین اور بواسطہ حسن صحابہ کرام کے حق مین
عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف
بے شک رسول خدا ہین جو خدا کی طرف سے پیغام امر و نہی اور وعد و وعید کا
لاتے ہین اور سب سے بڑا معجزہ اونکا قرآن ہے جسکو اللہ تعالی نے آپ پر وحی کیا
تہا ۔ قرآن کی عبارت اتنی اعلی درجہ کی فصیح و بلیغ ہے کہ کوئی شخص فصحای عرب
سے باوجود معاندانہ ہونے اور دشمنوں کی کثرت کے بہی کسی چہوٹی سے
چہوٹی سورہ کی مثل نہین بنا سکا حالانکہ وہ لوگ فصاحت و بلاغت مین آنحضرت سے
کسی طرح کم نہ تہے کیونکہ جہان کے آپ رہنے والے تہے وہین کے وہ بہی بلکہ
مجتمع ہوکر بہی اوسکی مثل نہ بنا سکے باوجودیکہ اونکو عار دلا کر کہا جاتا تہا فاتوا بسورة
من مثله ان کنتم صادقین یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کی مانند تم بہی بنا لاؤ اگر تم سچے
ہو مقابلہ حروف سے مقاتلہ بسیوف اونکے نزدیک آسان تہا ۔ اور عدد انبیا اور رسل کا
دلیل قطعی سے ثابت نہین ہے پس ایمان لانے مین رسل اور انبیا پر عدد کا لحاظ کرنا
چاہیے کہ کفر نسبت بعض پیغمبرونکی اور اقرار نبوت بہ نسبت بعض کے کہ پیغمبر نہین تہے
عاید نہو پس عدد سے درگزر کرکے انبیا مین سے وہ جنکا ذکر قرآن مین وارد ہوا یا
متواتر حدیث سے ثابت ہوا صراحۃً اونکی نبوت کا اقرار کرنا چاہیے اور جنکا ذکر متواتر
مین نہین ہے انکی نبوت کا نہ اقرار کرنا چاہیے نہ انکار اول انبیا مین آدم علیہ السلام

مگر بعثت اول عرب کیجے جن و انس کی طرف ہے اور اونکے ذریعہ سے دوسری ملکون
تک رسالت پہونچی اسلیئے کتاب آپکی عربی زبان مین مذاق اہل عرب کیجے موافق
نازل ہوئی تاکہ اونکے ذریعہ سے اس کلام پاک کے دقائق اور معانی اور احکام
سلسلہ بسلسلہ اور ممالک مین پہونچ جاوین اگر ہر قوم کی لغت کی رعایت کیجاتی
تو اختلاف اور تحریف اور کمی بیشی اس حد تک اوس کتاب مین ہوجاتی کہ اصل مطلب
کا سمجھنا دشوار ہوجاتا اور جبکہ ایسی کتاب نازل ہوتی وہ بھی ہر قوم کے لغات
و معانی بلکہ مخارج حروف و لہجہ نہین جانتے ہے پس کلام مجہول الشان والمعنی
کو کس طرح اون قومون تک پہونچا سکتے — اور وحی مین رویت فرشتہ کی شرط
نہین ہے اور وحی نبی کا خاصہ ہے اور سب پیغمبر خدا کے حکم پہونچانے مین سچے
ہین اور جو امر و نہی کرتے ہین خدا کی طرف سے کرتے ہین نہ اپنے دل سے اور سب
انبیا پیغمبری پانے سے آگے بھی اور پیغمبری پانے کے پیچھے بھی اصلی اور طبعی
کفر اور گمراہی سے پاک اور محفوظ ہین اور کبائر بھی انبیا سے بعد نبوت عمداً صادر
نہین ہوتی اور سہواً گناہ کبیرہ سے بھی معصوم مطلق ہین کیونکہ ہم لوگ اونکی
اقتدا کے ساتھ مامور ہین جو کہ اونسے قول و فعل صادر ہوتے ہیں اوسمین کیونکہ وہ
چیز واقع ہوگی جو ناشایستہ ہو اور ہم اونکی اقتدا کے ساتھ حکم کیے جاوین اور جو
صغیرہ ایسے ہین کہ اونسے نفرت پیدا ہوتی ہے اور رذیلہ پن پایا جاتا ہے وہ
انبیا سے نہ عمداً سرزد ہوسکتے ہین اور نہ سہواً اسطرح معصوم ہین البتہ جو صغیرہ
ایسے نہین ہین وہ انبیا سے سہواً ممکن الوقوع ہین مگر اپنی خطا پر جمے نہین رہتے
اونکو غیب سے تنبیہ ہوجاتی ہے ہان اتنا ضرور ہے کہ سہو و نسیان اون اقوال
مین جو متعلق ہین ساتھ خبر دینے اور احکام الٰہی اور شرائع کے پہونچانے کے جائز نہین
کیونکہ اخبار خلاف واقع کذب ہے اور کذب سے انبیا کی عصمت واجب ہے

اسلئے کہ کذب سے اونکی اخبار سے وثوق اوٹھہ جاویگا مگر جس بات کا کہ حق تعالے
نسخ چاہتا ہے اوسکو فراموش کرا دیتا ہے اور یہ جائز ہے کہ انبیا کسی کار مباح کا
قصد کرین اور وہ اتفاقی طور پر معصیت ہوجائے اور انبیا کی اسی لغزش کو زلت
کہتے ہین اور جن جن انبیا سے زلات صرزد ہوئی ہین سب معاف کردی گئی ہین
اور نیز انبیا منزہ ہین اصل فطرت مین اخلاق رذیلہ سے مثل عجب حسد و حقد او جبن
اور بکر وغیرہ کے اسلئے کہ رذائل اخلاق معاصی قلب ہین جو معاصی اعضا سے
ہین اصل فطرت انبیا علیہم السلام کی ایسے مادہ فاصلہ اور جوہر علیہ سے واقع ہوئی ہے
کہ صدور ایسے معاصی کا جنکا تمام متلعین کے نسبت عید وارد ہے نا ممکن ہے
اور عطا ہوا ایسے مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ کا امر وہبی ہے اصل فطرت مین کسبی ورنہ

ہے کہ یہ اعتقاد کہ نبوت کسب سے حاصل ہو سکتی ہے کفر ہے ۱۲ منہ

کو ہی نوع بشر سے بحالت اکتساب ترقی کرتے ہوئی مدارج کمال مین اونکے رتبہ کو پہونچا ۔

اور معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری مین مع روح اور جسد مقدس کے مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اور وہانسے آسمان تک جہان تک کہ خدا تعالی نے چاہا حق ہے مسجد حرام سے مسجد اقصی یعنی بیت المقدس تک جانا قرآن سے ثابت ہے انکار اسکا کفر ہے اور اطباق سماوات سے گزرنا مین احادیث صحیحہ صریحہ مشہورہ وارد ہین انکار اسکا گمراہی و فسق ہے اور آگے اس سے جانا اور عجائبات طرح طرح کے مشاہدہ کرنا احادیث آحاد سے ثابت ہے انکار اسکا موجب محرومی ثواب اور درجات اخروی ہے اور معراج آسمانون کے اوپر مخصوص ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیجانا حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمانون کے اوپر اونکے حکم دنیا میں تھا ۔ اور آنحضرت کی سب امتون سے بہتر ہے اور اونکی شریعت سب شریعتون کی جامع ہے اور اونکا دین سب دینون کا ناسخ ہے اور اونکے اصحاب امت سے بہتر اور افضل ہین اور خلفای اربعہ سب اصحاب سے افضل ہین اور اونکی افضلیت بترتیب خلافت ہے یعنی پہلے حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذوالنورین پھر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین افضل ہین[1] ۔ اور فضیلت سے یہان معنی عند اللہ زیادتی ثواب کے لئے جاتے ہین اور کسی دوسری وجہ کی تفضیل مثلا کثرت علم و شرف نسب و شجاعت و مروت وغیرہ جنکو عرف مین فضیلت سمجھتے ہین یہان مقصود نہین ہے پس جسکو کثرت

---

[1] ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ مین لکھا ہے کہ کسی کو اس مین اختلاف نہین کہ حضرت علی حضرت عثمان کے بعد افضل ہین ہان اسمین اختلاف ہے کہ حضرت علی افضل ہین یا حضرت عثمان اور بعض سلف کو اسمین بھی اختلاف ہے کہ حضرت ابوبکر افضل ہین یا حضرت علی اسکو ابو عمر بن عبد البر نے اپنی کتاب صحابہ مین لکھا ہے وہذا یستدل فی انعقاد ولایۃ المفضول مع وجود الافضل ۱۲ منہ

ثواب کی وجہ سے تفضیل حاصل ہوا اوسکے لیے یہ بات معصیت کا موجب نہین ہے کہ غیر شخص
اوس سے کسی دوسری قسم کی صفت عرفی مین زیادہ ہو مثلا کوئی صحابی کثرت روایت
مین حضرت ابوبکر سے زیادہ ہو تو اس فضل جزی سے اونکے فضل کلی مین نقصان
نہین آتا کیونکہ من جمیع الوجوہ ایک صحابی کی تفضیل دوسرے صحابی پر محال ہے
اسلیے کہ تفضیل حضرت علی کی جہاد سیفی اور لسانی اور علم وقضا اور ہاشمیت خصوصا
زوجیت بتول مین صدیق اکبر پر قطعی ہے پس مراد تفضیل سے یہی ہے کہ جسکو نبی کے
ساتھ زیادہ مشابہت ہے ریاست امت کی معاملہ اور دین کی محافظت اور فتنہ و فساد
کے مٹانے اور احکام شریعت کے جاری کرنے اور ملکون مین اسلام پھیلانے اور
حدود و تعزیرات قائم کرنے مین کہ یہ باتین ثواب کی زیادہ افضل ہے اور خلفاے
اربعہ کے بعد باقی عشرہ مبشرہ یعنی طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و
سعید بن زید و ابو عبیدہ بن جراح صحابہ مین افضل ہین بعد عشرہ مبشرہ کے اون صحابہ کو فضیلت
حاصل ہے جو جنگ بدر مین شریک ہوئے ہے اور بعد اونکے اون صحابہ کو فضیلت
ہے جو جنگ احد مین شریک ہوئے تھے اور بعد اہل احد کے اہل بیعت رضوان کو فضیلت ہے اور
عشرہ مبشرہ اور بی بی فاطمہ [illegible] و خدیجہ اور عائشہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنتی ہین
اور اسلام مین [illegible] حضرت علی ہے اور بی بی فاطمہ سردار ہین سب بہشت کی عورتونکی
اور حسن و حسین سردار ہین جوانان اہل بہشت کے —
اور خلافت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس برس تک رہی بعد اوسکی بادشاہت

محققین اہل سنت نے خلافت عامہ کو سلطنت فرمان روائی مسلمین کے معنون مین لیا ہے اور خلافت خاصہ سے
مراد ہے ہجرت اور سابق الاسلام ہونا اور یہ باتین ائمہ اثنا عشری مین سوای حضرت علی کے ثابت نہین
اور لفظ امامت بھی کبھی خلافت عامہ کے معنی مین استعمال پاتا ہے اور چونکہ ایسی امامت اور خلافت کے لیے
ملک مین تصرف ساتھ غلبہ اور استحقاق اور حکم کے جاری ہونے کی ضروری ہے لہذا خلافت صرف خلفاے
اربعہ اور حضرت امام حسن مین منحصر ہے اور باقی ائمہ اہل بیت چونکہ تمام علوم دین اور ہدایت باطنی اور ارشاد

اور سرداری ہوگئی حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو برس اور چار مہینے اور حضرت
عمر کے دس برس اور چھ مہینے اور حضرت عثمان کی بارہ برس چند روز کم اور حضرت
علی کی چار برس اور نو مہینے ہے اس حساب سے خلافت چاروں خلفا کی انتیس برس
اور سات مہینے میں تمام ہوتی ہے اور پانچ مہینے جو باقی رہتے اونمیں حضرت
امام حسن خلیفہ رہے پس یہ بھی خلفا میں سے ہوے اور یہ خلافت اتنی ہے کہ نبوت
کے طور پر ہے اور رسول علیہ السلام کی نیابت سے جب خلافت راشدہ کا زمانہ گزر چکا
اور حکومت امارت کا دورہ شروع ہوگیا تو حضرت امام حسن نے معاویہ سے جو بر سر
نزاع تھے صلح کرلی اور خلافت سے کنارہ کش ہوگئے پس یہ صلح امام حسن کی مقبولیت
اور معاویہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے ـ اور امام حسین کا خروج خلافت راشدہ
کے دعوے کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ رعایا کو یزید کے پنجہ ظلم سے بچانے کے لئے گئے تھے تاکہ
اوسکا تسلط جمنے نہ پائے کیونکہ ابھی تک اوسکا پورا پورا تسلط نہیں ہونے پایا تھا اور
اہل مکہ و مدینہ و کوفہ نے بھی اوس کی برضا و رغبت بیعت نہ کی تھی اور حدیث میں جو
آیا ہے کہ بادشاہ ظالم سے تعرض نکرنا چاہیے یہ اوس صورت میں ہے کہ اوسکی سلطنت
بلا مزاحمت و منازعت جم چکی ہو اور خلفاے راشدین کے بعد سلاطین اسلام پر لفظ
خلفا کا استعمال مجاز اً ہے اور خلفاے اربعہ کی خلافت کا ثبوت اچھے بدیہیات سے
ہے جبکہ مفہوم خلیفہ کا اور اوسکی شرطیں ذہن میں تصور کریں اور چاروں خلیفہ کی سوانح

حاشیہ متعلق صفحہ ۷۵

طریقت میں پیشوا تھے اسواسطے امام کہلاتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ امامت جو خلافت کے معنی میں ہے
وہ انپر صادق آتی ہے کیونکہ امامت بمعنی خلافت کے لئے ملک میں تصرف شرط ہے اور کبھی امامت کے معنی
بادشاہت اور ریاست کے لیتے ہیں اسلئے کہ بادشاہ اگرچہ نیک سیرت نہو لیکن دین کے بعضی کاموں
جیسے جہاد اور تقسیم غنیمت اور اقامت جمعہ و عیدین میں پیشوائی رکھتا ہے ۱۲ منہ

عمری اور احوال تاریخی پر نظر ڈالیں تو عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ اونمیں خلافت کی
شرطیں ثابت ہیں اگر خلافت کے ثبوت کا خفا ہمیں کچھ ہے تو وہ دوسری معانی کی جہت
سے ہے جو مفہوم خلافت میں داخل کی گئی ہیں جیسے شیعہ عصمت اور وحی باطنی
امام میں ہونا شرط کرتے ہیں ورنہ یہ مسلمان بھی تھے عاقل بھی تھے بالغ بھی تھے
آزاد بھی تھے مرد بھی تھے اعضا کی درستی قریشی بھی تھے مجتہد بھی تھے
اورانہوں نے کافروں سے جہاد بھی کئے بلاد روم و عجم کو انہوں نے فتح کیا ہے
اور خلافت کے لئے استعداد کافی ہے اور جسقدر مخالفین نے اونپر افترا کیا ہے
عیب لگائے ہیں اوسکا مرجع امر مختلف فیہ ہے جسے سوائے اونکے اور مسلمان
صحیح نہیں جانتے ہیں — اور اگرچہ بزرگی صحابہ بعد انبیا ہونیکے صد درجے محفوظ تھی
مگر یہ نہ تھا کہ تمام صحابہ میں سے کوئی بھی قابل طعن نہو اسلئے کہ بعضے صحابہ سے
شراب خواری ثابت ہوئی ہے اور جناب سرورکائنات نے اونپر حد جاری
کی ہے اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت سے بی بی عائشہ پر تہمت زنا ثابت
ہوا اور اونپر حد جاری کی گئے اور ماعز اسلمی نے زنا کیا اور سنگسار کئے گئے
مگر اتنا ضرور ہے کہ بوجہ صحبت خیر البشر کے اونکی خطا میں قابل گرفت نہیں
دیکھو اللہ پاک نے حضرت آدم کے حق میں فرمایا ہے وعصی آدم ربہ فغوی یعنی آدم
نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوگیا اور حضرت یونس کی شان میں
فرمایا وہو ملیم یعنی وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا وجود اسکے حضرت آدم کو گنہگار اور
گمراہ کہنا کفر ہے اور حضرت یونس کے حق میں لفظ ملیم استعمال کرنا ناجائز اسوجہ
سے امتیون کو مناسب ہے کہ صحابہ کے حق میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں اگرچہ بر
خلاف خیر و خوبی کے منقول ہوا اس سے چشم پوشی کریں کیونکہ صحابہ محبین رسول
کے برا کہنے میں اگر دلائل قطعی کی مخالفت ہو تو کفر ہے جیسے بی بی عائشہ پر

تعالیٰ کے وجود کا باقی کا یا اور ضروریات دین کا انکار کرنا اور کفر کا التزام کفر ہے
اور اسکا لزوم کفر نہیں اگر مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد کر کے پھر اوسکا انکار کرے
اور یہ کہے کہ ہرچند وارد ہے مگر میں اسبات کو قبول نہیں کرتا یہ کفر کا التزام ہے اور
اگر نص کی تاویل کرے اگرچہ وہ تاویل حقیقت میں صحیح نہو مدلول ظاہر کو نہ مانے
تو یہ لزوم کفر ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جب کسی حکم منصوص کا جو نص قطعی ثابت
ہے تاویل باطل کے ساتھ انکار کرتے ہیں تو کفر لازم نہیں آتا یہی حال شیعہ
کا ہے کہ وہ دین محمدی کو تو اجمالاً ایمان لائے ہیں اور اونہوں نے اوس اجماع
سے جو خلفائے ثلثہ کے خلافت پر ہوا ہے اجماع سمجھکر نہیں انکار کیا ہے بلکہ ایک
شبہ اونکے دلمیں پیدا ہوگیا ہے جس سے اجماع کے منکر ہیں اور وہ شبہ یہ ہے
کہ علی مرتضیٰ نے بسبب تقیہ کے خلفائے ثلثہ کے ساتھ بیعت کی تھی اور حقیقت
میں اونکی خلیفہ برحق ہونے کے معتقد نہ تھے پس درحقیقت اجماع منعقد نہیں ہوا اگرچہ
یہ شبہ باطل ہے مگر اونکے عندیہ میں تو صحیح ہے اسلئے تکفیر سے رد کیا ہے پس
اس طرح کی باتیں بدعت ہیں کہ تاویل سے صادر ہوئی ہیں اور یہاں سے عدم
تکفیر خوارج کا بھی سر ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی
حق میں فرمایا ہے یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ یعنی دین سے
ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار میں سے اس سے مقصود نکل جانا امام برحق
کی اطاعت سے ہے اور حقیقت میں اسلام سے نکل جانا مراد نہیں
اور عموماً صحابہ اور خصوصاً شیخین کو برا کہنا کفر نہیں فسق ہے اسلئے کہ مسلمان کو
برا کہنا فسق ہے اور صحابہ اور دوسرے مسلمان اس حکم میں برابر ہیں بالفرض اگر
کوئی مسلمان خلفائے راشدین میں سے کسی کو قتل کر ڈالے تو بھی وہ دائرۂ اسلام
سے خارج نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ بُرا کہنا قتل سے کمتر ہے ہاں ان معاصی

کا حلال جاننا کفر ہے جس طرح ترک صلوٰۃ کفر نہین بلکہ ترک کو حلال جاننا کفر ہے [۱] تکفیر شیعہ ہمارے ائمہ متقدمین کی رائے نہین ہے اقوالہ متاخرین مین پہیل گئی ہے [۲] امر منقح اور قول مفتی بہ ومرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہون وہ کافر ہین شرکت اونکے ساتہ مثل شرکت اسلام کے جائز نہین اور جو ایسے نہون گو صحابہ کو برا کہتے ہون وہ فاسق ہین کافر نہین — اور یہ جو امام ابوحنیفہ وامام شافعی [۳] سے مروی ہے کہ شیعہ کے پیچہے نماز ناجائز ہے سو یہ بات انکے کفر کی وجہ سے نہین بلکہ اہل سنت کو اونکی اقتدا سے روکا ہے کیونکہ اونکی بدعت نے زور پکڑا تو اونکے ایمان مین شبہہ پیدا ہوا پس اہل سنت کو حکم دیا کہ انکے پیچہے نماز خراب ہوگی — اور کرامات اولیاء اللہ کی حق ہے اور کرامت ایسی فعل خارق عادت کو کہتے ہین جو نہ دعوی نبوت کے ساتہ مقرون ہوا اور نہ کفار کے مقابلہ مین واقع ہوا اور جس شخص سے کرامت صادر ہو وہ اللہ تعالے کی ذات وصفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری اور نشانی اوسکی یہ ہے کہ زہد اور تقوی اختیار کرے اور یاد حق مین ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقۂ سنت نبوی کے کوئی کام نکرے اعتماد اوسکا خدا پر ہو ما سوی اللہ سے بالکل قطع تعلق کیا ہو اور عشق ومحبت نے اوسکے ظاہر و باطن مین سرایت کیا ہو بالجملہ ولی کے واسطے مواظبت علی الطاعات شرط ہے اسی مواظبت کو عرف مین استقامت کہتے ہین پس اگر دین پر مستقیم نہوگا اور اوس سے کوئی خرق عادت صادر ہو تو وہ کرامت نہین بلکہ استدراج اور مکر اللہ ہے اور حق تعالی جب چاہتا ہے ولی سے کوئی بات کرامت کی کروا دیتا ہے ہر وقت اوس سے کرامت ظاہر نہین ہوتی اور یہی معنی ہین خرق عادت کے اگر ہر وقت اوس سے کرامت ہوا کرتی تو عادت ہوجاتی خرق عادت نام نرہتا

---

[۱] دیکہو بحر الرائق ۱۲ [۲] دیکہو فتاوی مولوی عبدالحی مرحوم جلد اول صفحہ ۱۴۵ و ۳۸۵ وغیرہ ۱۲ [۳] دیکہو فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ۱۲

اور خرق عادت کی بہت سی قسمین ہین جیسے کسی پوشیدہ بات کا ظاہر کرنا اور ظاہر کا پوشیدہ کر دینا اور دعا کا قبول ہو جانا اور مسافت بعیدہ کا تھوڑے سے عرصہ مین طے کر لینا اور مغیبات پر مطلع ہونا اور اونکی خبر بیان کرنا اور ایک وقت مین مختلف مقامو مین ظاہر ہونا اور حیوانات و نباتات و جمادات کا کلام سننا اور کہانے پینے کا حاجت کے وقت بلا سبب بہم پہونچا دینا اور پانی پر چلنا اور ہوا مین اوڑنا اور ایسی طاقت کا ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو اور کرامات اولیا اونکی نبی کے واسطے معجزہ شمار کیجاتی ہین کیونکہ ایسے لوگون سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اوس نبی کی صداقت کے لئے دلیل بین ہے۔ اور کوئی ولی نبی کے مرتبے کو اللہ تعالے سے قرب اور اوسکے نزدیک فضل و کرامت مین نہین پہونچتا کیونکہ ولی کے لئے پیغمبر پر ایمان لانا فرض ہے اور ولی مامون العاقبۃ نہین اور پیغمبر خوف خاتمہ سے بری ہے اور معصوم ہے اور ولی کا نفس بالذات معصوم نہین البتہ محافظت کرشیطان ہی کا ہونے بچا رہتا ہے اور پیغمبر کے پاس وحی آتی ہے فرشتونکا مشاہدہ کرتا ہے اور لوگون کے پاس پیغام پہونچانے کیلئے مامور ہے بخلاف ولی کے بلکہ اسپر تو دلیل کی بھی ضرورت نہین اسلئے کہ اولیا کو مرتبہ ولایت اللہ کی طاعت سے حاصل ہوتا ہے اور انبیا کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے چنانچہ قرآن مین خود اللہ تعالی فرماتا ہے من یطع الرسل فقد اطاع اللہ[1] اور کوئی آدمی اس مرتبہ کو نہین پہونچتا کہ احکام دینی اور تکالیف شرعی اوس سے ساقط ہو جائین بشرطیکہ عاقل و بالغ ہو خواہ کوئی نبی یا ولی ہو یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عذر شرعی احکام شرعی معاف نہین جس طرح اور سب پر فرض و واجب ہین اسی طرح ولی بنی پر بھی کیونکہ جس قدر خطابات تکلیف

---

[1] دیکھو سواد اعظم میں بحث افضلیت انبیا بر اولیا ۱۲

شرعی مین وارد ہین سب عام ہین کسی کی اوسمین خصوصیت نہین اور آیات قرآن اور احادیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے کیونکہ سب ظاہر قرآن و حدیث کے ساتہ مکلف ہین مگر جسکا کہ ظاہر سے پہیرنا بتواتر ثابت ہوا ہو اوسکی تاویل ہماے اسکے سوا جائز نہین جیسے شیعہ باطنیہ کہتے ہین کہ کتاب و سنت سے تسنیت وغیرہ تیمم اور نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و بہشت و دوزخ و قیامت غیرہ کے جو کچہ وارد ہوا ہے وہ ظاہر پر محمول نہین سب کے اور ہی معنی ہین اور جو معنی لغت سے مفہوم ہوتے ہین وہ شارع کی مراد نہین مثلاً حج سے مراد امام کی پاس ہونچنا ہے اور روزے سے مذہب کا مخفی رکہنا اور نماز سے امام کی فرمان برداری وغیرہ وغیرہ ــ مصباح الہدایت مین لکہا ہے کہ صوفیہ کے ساتہ جہوٹی مشابہت رکہنی والی ایک جماعت ہی جو باطنیہ اور مباحیہ کہلاتے ہین یہ کہتے ہین کہ احکام شرع کی پابندی عوام کے لئے ہے جو اشیا کی ظاہری باتونکے سوا کچہ نہین سمجہتے باریکیون اور حقائق و دقائق سے نابلد ہین اور خواص اور اہل طریقت کی سمجہ عالی ہی انکے لئے رسوم ظاہری کی قید ضرور نہین اسی لئے انہون نے کہا ہی کہ قرآن واحادیث کی معانی یہ نہین ہین جو الفاظ کی ظاہر دلالت سے سمجہی جاتے ہین بلکہ قرآن کو اللہ اور رسول اللہ اور اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا مثلاً اقیموا الصلوٰۃ کے یہ معنی نہین کہ نماز پڑہو بلکہ نماز مناجات ہے اللہ تعالیٰ سے حضور قلبی کیساتہ اور یہ قیام و قعود محض بیکار ہے اور روزی کے اصل یہ ہے کہ مال کی محبت بکلی دلسے نکال ڈالے اور حج کی اصل سیر الی اللہ تعالیٰ کی طرف اور مناسک کی اصل سیر فی اللہ مین اور اوسی مین خیال جمانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ملحدانہ باتین اصل شرع کی ہادم مین بلکہ انسے درحقیقت نبی علیہ السلام کی تکذیب ہوتی ہے ــ اور مدار شرع کا احکام ظاہری اور تکالیف خارجی پر ہے اگر باطنی طریقون اور ملعبین کا اعتبار کیا جاوے

تو یہ سب دنیا مین بیکار ہوئی جاتی ہین سب کا دارومدار شیون قلبی پر آکر ٹھہرتا ہے اور یہ
سے شریعت کا باطل کرنا ہے دوسرے جب قرآن کے معانی اللہ اور رسول اور اولیا
اور علما کے فرقہ باطنیہ کے سوا اور کوئی نہین سمجھتا تو پھر تمام خلق کے لئے قرآن
کا بھیجنا لغو اور بیکار ٹھہرتا ہے حالانکہ قرآن کے نزول سے مقصود ہدایت سب ہے البتہ
جو حقائق اور دقائق قرآن محققین ارباب سلوک سمجھتے ہین حق ہین لیکن وہ ظاہری معنے
کا انکار نہین کرتے بلکہ اونکو مانکر پھر اور دقائق نکالتے ہین کہ ظاہری مراد سے
متعلق ہوتے ہین اور اونکو اللہ تعالے نے قرآن مین رکھا ہے کیونکہ قرآن کے لئے
ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہے ۔ اور نسخ احکام بعد سید المرسلین خاتم
النبیین کے شرعا جائز نہین ہے ۔ اور مردے کو دنیا مین قیامت سے پہلے دوبارہ
جینا نہین ہے اور تناسخ ارواح کا یعنی یہ اعتقاد کہ انسان جیسا عمل کرتا ہے ویسی جزا
اوسی دنیا مین سطرح دیجاتی ہے کہ روح ایک جسم عنصری سے متعلق ہوتی ہے
اور پھر بعد رفع ہونے اس تعلق کے دوسرے جسم عنصری سے جو پہلے سے مغایر ہوتا ہے

متعلق ہوتا ہے باطل ہے کیونکہ (۱) مجرم کو سزا دیتے ہین تو اوسکو اول جرم
کی اطلاع دینا ضرور ہے کہ فلان جرم فلان وقت مین تو نے کیا تہا اوسکے عوض یہ
سزا دیجاتی ہے لیکن کوئی انسان اسبات کا علم نہین رکہتا ہے کہ مجہکو جو تکلیف لاحق
ہے فلان جرم کیوجہ سے ہے جو اس جسم کے حاصل کرنے سے پیشتر کسی اور جسم سے تعلق رکہنے
کی حالت مین سرزد ہوا تہا پہر ایسی بے خبر سزا سے کیا فائدہ ہے (۲) اگر تناسخ
سے تبدیل ابدان ہو کر انسان اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے تو بتلاتے شروع ہستی
مین انسان نے کونسا عمل کیا جسکی وجہ سے جسم انسانی حاصل کیا اور گائے گہوڑے
اونٹ دریائی نے کونسا عمل کیا جس سے ابتدا مین یہ جسم ملا پس ہر ایک نوع حیوانات
جدا جدا مخلوق ہے اور دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے (۳) اللہ تعالی
مجرمین کی زبانی کہتا ہے یلیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا کاش ہم پہیرے جاوین
اور نہ جہٹلاوین نشانیان اپنے رب کی (ایضا) ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل
صالحا اے رب ہمنے دیکہ لیا اور سن لیا اب ہمکو پہیر بہیج ہم کرین عمل اچہے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۸۳

[illegible]

[illegible]

پس اگر تناسخ ارواح واقع مین ہوتا تو اللہ تعالے اونکے جواب مین فرماتا کہ تم ارزو
پھر جلانے کی کرتے ہو تم کو تو کئے دفعہ دنیا مین لوٹا دیا ہے مگر ایسا نہین فرمایا ــــ
اور نیک کام کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے اور شرط اوسکی یہ ہے کہ فساد
پیدا ہونے کا خوف نہو اور قبول کر لینے کی توقع ہو ــ اور انبیا افضل ہین تمام ملائکہ
سے اور اولیا و زہاد کو فضیلت ہے عوام ملائکہ سے سوائے اون ملائکہ کے جو رسول
ہین اسلئے کہ حق تعالے نے جنت انسان کے لئے پیدا کی ہے ــ اور زندونکی دعا
مردونکے واسطے اور صدقہ دینا مردونکی طرف سے مردون کو نفع ہے ــ
اور خدا نے تعالے اپنے فضل و کرم سے دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور حاجتون
کو پورا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر چیز کے لئے سبب پیدا کیا ہے بعضی اسباب
ظاہر ہین بعضی چھپے ہین اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے
اونکی تاثیر اندازہ سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رہے آدمی کبھی کنکری سے
مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے ــ اندازے کو تقدیر کہتے ہین یہ دو تقدیرین ہین
ایک بدلتی ہے اور ایک نہین بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اوسکو معلق کہتے ہین اور
اور جو نہین بدلتی اوسکو مبرم کہتے ہین پس اللہ نے دعا کرنے اور صدقہ دینے کو تقدیر
کے رد کرنیکا سبب بنایا ہے بلکہ یہ بھی مقدر رکھا ہے کہ جب بندہ دعا کریگا اور صدقہ
دیگا تو نفع پہونچیگا بلا اوسکی دفع ہوگی اور تمام اسباب عالم باوجود قضا و قدر
الہٰی کے یہی حکم رکھتے ہین جیسے کہ ادویہ طبیہ شفا کے لئے اور بندونکے اعمال بہشت
و دوزخ مین داخل ہونیکے لئے تقدیر معلق کے تغیر سے اللہ کے علم مین تغیر نہین ثابت
ہوتا بلکہ بہ نسبت خلق کے تغیر ہوتا ہے ــ
اور پیدا کرنا حق تعالی کا ذریت حضرت آدم کو پشت آدم علیہ السلام سے اور توحید پر اونسے
میثاق لینا حق ہے اور میثاق لینا پیغمبرونسے واسطے تبلیغ کے اور نیز واسطے تصدیق

بعض سے بعض محقق ہے اور لوح و قلم اور جو کچھ اوس مین مسطور ہے حق ہے مگر اس
لوح کو کوئی تختی اور قلم کو کوئی قلم واسطی نہ سمجھیگا۔

امامت ریاست عامہ ہے اہل اسلام اور ذمیون وغیرہ کی دین و دنیا کے کامون کی حفاظت
کے لیے بطور نیابت کے رسول علیہ السلام کی طرف سے یعنی احیائے علم دین و اقامت
ارکان اسلام اور امر معروف و نہی منکر و جہاد۔ اور قضا اور اجرائے حدود وغیرہ جس
طرح نبی علیہ السلام کی ذات فائض البرکات سے انجام پاتے تھے اسی طرح یہ شخص
بھی جو منصب امامت کے ساتھ نامزد ہوا ہے انجام دیگا پس اگر کوئی بادشاہ نہو اور
اوسکا حکم نمانا جاوے وہ ہرگز امام نہوگا ہم کتنا ہی اوسے افضل فرض کرین اور جانین
کہ یہ فاطمی ہے اور معصوم بھی ہے اور اطاعت بھی اسکی واجب ہے اور اگر کوئی کافر
بزور شمشیر ملک پر قبضہ حاصل کرے اور شرع کے احکام اوٹھا دے اور تمام رعایا سے
خراج و باج لیتا رہے اور دین اسلام کی کام مین مصروف نہو وہ امام نکہلائیگا اور
جو امام مصلے پر بیٹھنے والا تسبیح ہاتھ مین رکھنے والا ہمیشہ کتب علمیہ کا مطالعہ کرنے والا
طلبا کو پڑھانے والا مشکل علمون مین کتابین تصنیف کرنے والا دقائق کا حل کرنے والا
اور خونریزی اور کفار سے مال چھیننے سے بچنے والا ہو اور اوسکے عہد مین بعض آدمی
بعض پر ظلم کرین اور قوی ضعیف کو ستاوین اور شریفون کو مفسدون کے ہاتھ سے آبرو
بچانی مشکل ہو تو ایسے امام کی احتیاج مسلمانونکو نہین کیونکہ جو کچھ امامت اور سلطنت کے
لیے ضروری ہے وہ اوس سے حاصل نہین ہوتا۔

بلحاظ دلائل نقلی اہل سنت کا قول ہے کہ مسلمانون پر قیامت تک واجب بالکفایہ ہے

امامت کے ثبوت کے تین طریقے ہین نص اختیار دعوت پہلے دونون طریقے ایسے ہین کہ انکی نسبت مسلمانون
مین اختلاف ہے امامیہ انکی ابطال پر متفق اور اہل سنت و جماعت اور معتزلہ اور خوارج اور زیدیہ بعد
صالحیہ سب کہتے ہین کہ دعوت بیعت کا طریقہ ہے مستفاد از نہایۃ العقول ۱۲ منہ

امام یعنی سلطان کا مقرر کرنا اسلئے کہ مکلفین کے کام نیز جیسے حدود کا قایم کرنا اور دفع
کرنا اور احکام شرع کے موافق فتوے دینا اور علوم دین کو پھیلانا اور ارکان اسلام
کا قایم رکھنا اور کفار کو عملداری اسلام سے بھگانا اور امر معروف ونہی منکر کرنا اور
اور دشمنوں پر چڑھائی کے لئے لشکر درست کرنا مال غنیمت اور خمس تقسیم کرنا اور جن بچون کا ولی
کوئی نہین ہے اونکی ولایت کرنا وغیرہ باتین سلطان سے وابستہ ہوتی ہین پس اوسکا
مقرر کرنا بھی مکلفین کی رائے پر واجب ہے اسلئے کہ مقدمہ ایسا واجب کا واجب ہوتا ہے جسکی
وہ واجب ہے نہ دوسرے پر پس وجود امام جانب خدا سے بحکم خدا واجب نہین
بلکہ جانب خدا سے اوسکا تقرر بہت سے مفاسد کا موجب ہے اسلئے کہ مخلوق کی رائین اور خواہشات
نفسانی مختلف ہوتی ہین پس ایک شخص کو یا کئی اشخاص کو تمام عالم کے انتظام کے
لئے تمام زمانون مین مقرر کرنا بڑی بڑی خرابیان پیدا کریگا طرح طرح کے جھگڑے اور
فساد کھڑے ہونگے امامت کمزور ہو جائیگی دشمن غلبہ کرینگے اور امام کو اپنی جان کے
خوف سے تقیہ کرنا اور مخفی ہونا پڑے گا بلکہ جان و مال معرض ہلاک مین آجاینگے
اور اسی وجہ سے مخلوق کے سامنے کبھی اپنی جان کو ظاہر نکرسکے گا ان قبایح پر خیال
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا تقرر خدا کے ذمہ جاننا اور اوسے الطاف الٰہی شمار
کرنا باطل ہے اگر نصب امام لطف الٰہی ہوتا جیسے کہ نبی کا ہونا لطف ہے تو اس شرط
سے ہوتا کہ امام کو تائید غیبی ہوتی اور مخالفین پر غلبہ حاصل ہوتا اور اظہار حق
کے لئے کوئی برہان اوسکے ساتھ ہوتی اور جبکہ کوئی ایسی بات امام کے ساتھ نہین ہے
تو پھر لطف الٰہی کیا ہوا اس سے یہ ثابت ہوا کہ امام کا نصب کرنا مکلفین پر واجب ہے کہ حاجت
کے وقت اپنی مصلحت کی موافق کسی کو اپنا رئیس بنا دین اور امام کے لئے نو شرطین شرط
ہین (۱) مسلمان ہو (۲) مرد ہو کہ اکثر مہمات امارت بدون عقل کامل اور
شجاعت وافر کے دشوار ہین اور یہ عورات مین معدوم ہین (۳) غلام نہو (۴)

عقل (۵) بلوغ کہ اسکے بغیر اپنے نفس پر بہی ولایت نہین ہو سکتی پہر ولایت عامہ کیونکر ہو سکتی ہے (۶) عدالت کہ فاسق اہل شہادت نہین ہے اور اہلیت امارت عامہ بالاتر اہلیت شہادت سے ہے (۷) قوم کا قریش ہو (۸) نا قص الاعضا یعنی گونگا بہرا اندہا نہو اسلئے کہ امام پر واجب ہی حکم دینا اسطرح کہ اوسکے معاملات مین شبہ نہ پڑے اور مدعی و مدعا علیہ اور مقر و مقرلہ اور شاہد و مشہود کی شناخت اور اونکا کلام سننا اوسکے واسطے ضروری ہے اور واجب ہے اوسپر مقرر کرنا اپنی طرف سے نائبون اور قاضیون کا شہرون مین اور لشکر کو جہاد مین حکم دینا اور یہ سب باتین سلامتی اعضا کی بدون ممکن نہین (۹) مجتہد ہو اور مجتہد ہونے سے صرف اسقدر مراد ہے کہ جن چیزون کی احتیاج ہی اونکا عالم ہو کیونکہ ضروری چیزونکا جاننا امام

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۷ او ۸۸

سلہ نہایۃ العقول فی درایۃ الاصول مین امام رازی نے لکہا ہی کہ امام مین ان ۹ صفات کا ہونا چاہیے (۱) مجتہد ہو اصول و فروع دین مین (۲) ذی رائے و صیانت ہو (۳) شجاع ہو (۴) صاحب عدالت ظاہرہ ہو اور یہ چارون صفات موقوف ہین ان چار صفات پر (۱) مرد ہو ۲ حر ہو ۳ بالغ ہو ۴ عاقل ہو - یہ آٹہون صفات بالاتفاق معتبر ہین اور نوین صفت یہ ہے کہ قریشی ہو اور یہ اہل سنت کی نزدیک معتبر ہے اور معتزلہ مین سے ابو علی جبائی اور ابو ہاشم کا بہی مذہب ہے اور جاحظ نے کہا ہے کہ قریشی ہونا جملہ معتزلہ کے نزدیک شرط نہین اور یہی رائے خوارج کی ہے ۱۲ منہ

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۸

سلہ تذکرۃ الفقہا مین کتاب السیر کے اندر امام کی صفات یون مذکور ہین وانا یصلح الامامۃ بالغ عاقل ذکر حر مسلم عدل مجتہد نقی سخی لو ضع الحقوق فی مواضعہا سائس مستقل تدبیر امر الرعیۃ اکثر رایۃ الاصابۃ شجاع مقدام حیث یجوز السلامۃ سلیم السمع والبصر والنطق والیدین والرجلین لم یتقدمہ داع مجاب لانہ لا یجوز امامان لا افضل منہ فی عصرہ حال قیامہ من ولد احد الحسنین - اور شرح مقاصد مین امام کے لئے حسب ذیل شرائط لکہی ہین مکلف ہو مسلمان ہو صاحب عدالت ہو حر ہو مرد ہو مجتہد ہو - شجاع ہو صاحب رائے و کفایت ہو کان آنکہ زبان درست ہو قریشی ہو ۱۲ منہ سلہ

دیکہو ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مقصد اول مسئلہ شروط خلافت ۱۲ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سکے لیے اہم مقاصد سے ہے کیونکہ تمام کاروبار اور احکام کے اجرا کا مدار سلطان پر
ہے اور جبکہ اوسکو اتنا علم نہو گا جس قدر سے حق و باطل مین تمیز کرسکے تو لا محالہ تمام
معاملات کو خبط کر دیگا خاص کر جبکہ خود احکام شرعی کو جاری کریگا اور اگر بنفس خود ان
کامون کو انجام نہ دیتا ہو تب بھی اسقدر واقفیت ضروری ہے کہ علما مین سے کوئی عالم متقی
پرہیزگار صاحب عدالت احکام شرعی کے جاری کرنیکے لیے مقرر کرے اگر خود اتنا تمیز
نرکھتا ہو تو کسی اچھے عالم سے ایسے عالم کے احوال کو دریافت کرے فائدہ
فتاوی ابراہیم شاہی مین مذکور ہے کہ بعض کے نزدیک امام کا مطاع ہونا شرط ہے اور
اکثر کا مذہب ہی کہ شرط نہین ہے اسلئے کہ امام کی اطاعت سب پر فرض ہے جو کوئی
اوسکی اطاعت نکریگا وہ گناہ گار ہے رعایا کی نافرمانی امامت کو نقصان نہین پہونچا سکتی
ہے پھر اگر غلبہ حاصل نہو تو یہ نافرمانی رعایا کی تمرد مین شمار ہوگی لیکن عدالت و قرشیت
مشروط ہین حالت اختیاری مین پس دیدہ دانستہ فاسق کو یا غیر قرشی کو اگر امام کرین
تو البتہ گناہگار ہون امامت اوسکی منعقد ہو جائیگی اور پھر اوسپر خروج جائز نہو گا اگر
تسلط کرکے فاسق یا غیر قرشی بادشاہ بن جاویگا تو وہ خود گناہگار ہو گا لوگون پر اطاعت
اوسکی فرض ہوگی اور خروج اوسپر حرام ہو گا اور شرط ہونا اسلام کا ساقط نہین ہوتا
ہے اسلئے کہ لفظ اولی الامر منکم غیر مسلم کو شامل نہین اور شرط ہونا ذکورت اور حریت اور
درستی اعضا اور اجتہاد کا مثل عدالت کے ہی پس اگر عورت یا غلام یا ناقص الاعضا
یا غیر مجتہد مسلط ہو جائے تو اطاعت اوسکی واجب ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اسلام کے سوا
امامت مین کوئی اور بات جیسا بنی ہاشم یا اولاد علی سے ہونا یا افضل زمانہ ہونا یا معصوم ہونا
شرط نہین جو قیدین شیعہ نے لگائی ہین اور امام فسق و فجور سے معزول نہین ہوتا بلکہ
مستحق عزل ہو جاتا ہے پس اس سبب سے مسلمانون کو چاہیے کہ اوس امام کو برطرف
کردین ہان اوسکو حتی المقدور اوس گناہ سے باز رکھین اور اوسکے نیکبخت ہونیکی

دعا کرین کیونکہ ہر طرف کے بیچ مین فتنہ عظیم کا ڈر ہے اور نماز ہر نیک و بد مسلمان کے پیچھے جائز و روا ہے —
اور مجتہد[ش] کبھی خطا بھی کرتا ہے اور اوس خطا مین معذور ہے اور حق و صواب بھی کرتا ہے اور اعتقاد کرنا چاہیے مسح موزہ کا حضر و سفر مین مسافر کو تین شبانہ روز اور مقیم کو ایک شبانہ روز — اور حلال[ش] جاننا گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اوسکا سبک جاننا کفر ہے اور شریعت سے کے ساتھ مسخر کرنا اور اوسکی اہانت کرنا کفر ہے اور کفر کے کلمے سے ہزل کرنا کفر ہے اگرچہ اوسپر اعتقاد نہو کیونکہ ہزل موجب سبک جاننے کا ہے اور جب گناہ کا سبک جاننا کفر ٹھرا تو سبک جاننا کفر کا بطریق اولی کفر ہے اور خدا کے رحمت سے نا امید ہونا کفر ہے اور خدا کے عذاب سے بیخوف ہونا کفر ہے — اور نبید

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۹ و ۹۰

[ش] امام کا معصوم ہونا خطا سے علم و اجتہاد مین ضرور نہین اور نہ گناہ کے صدور کا ممتنع ہونا امامت کی شرائط مین سے ہے البتہ امام بنانے کے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ صاحب عدالت ہو یعنی گناہ کبیرہ کا مرتکب اور صغیرہ پر مصر نہو اثنا عشریہ و اسماعیلیہ کا قول ہے کہ صحت امامت مین عصمت شرط ہے اور عصمت کے یہ معنی کہتے ہین کہ نہ تو خطا فہم مین ہو اور نہ گناہ عمل مین صادر ہوں پس انکے نزدیک امام کا ظاہر اور باطن دونون معصوم ہونا واجب ہے بخلاف اہل سنت کے کہ انکے نزدیک باطن کا اعتبار نہین صرف ظاہر مین صاحب عدالت ہو اور حضرات شیعہ کے مذہب کے موجب چونکہ عصمت ظاہری و باطنی خلق کو معلوم نہین ہو سکتی پس ناچار مقرر کرنا امام کا خدا کی طرف سے ہے نہ خلق کی طرف سے ۱۲ ماخوذ ملخصاً از شرح عقائد نسفی بزبان اردو مؤلفہ محمد نجم الغنی خان مؤلف مذاہب الاسلام ۱۲

[ش] عقد الجید مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے اجتہاد کی تعریف علمای حدیث مثلاً بغوی رافعی علامہ نووی وغیرہ نے ان لفظون مین کی ہے مجتہد وہ شخص ہے جو قرآن حدیث مذاہب سلف لغت قیاس ان پانچ چیزون مین کافی دستگاہ رکھتا ہو یعنی مسائل شرعیہ کے متعلق جسقدر قرآن مین آیتین ہین جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین جسقدر علم لغت درکار ہے سلف کے جو اقوال ہین قیاس کے جو طریق ہین قریب کل کے جانتا ہو اگر ان مین سے کسی مین کمی ہے تو وہ مجتہد نہین ہے اور اوسکو تقلید کرنی چاہیے ۱۲ ۱۲

منہ [ش] مبیضہ معتزلہ مین سے ایک فرقہ کا نام ہے جسکے نزدیک یہ ہے کہ ہمکو قدرت گناہ سے بچنے کی اور مامورات کی بجا لانے کی نہین اور نہ کوئی دنیا مین کسی چیز کا مالک ہے سب آدمی اسکے مال اور ملک و ازواج مین باہم شریک ہین کذا فی توضیح المذاہب ۱۲

ہے جسے ہندی مین بوزہ کہتے ہین بشرطیکہ لہو ولعب کے لیے یہ استعمال کیجائے حرام نہین ہے اور نبیذ یہ ہے کہ خرمے یا کہجور کو تنہا یا مویز کے ساتہ یا جو شہد گیہون جوار باجرہ وغیرہ غلہ کو پانی مین ترکرکے رکہدیتے ہین یہانتک کہ اوس مین تہوڑی سی تیزی آجائے اور اگر اتنا رہنے دین کہ جوش کہا کر مسکر ومکیف ہو جاوے تو حرام ہے یعنی بدلیل قطعی ویقینی اوسکا ترک فرض ہے۔

مذاہب ثلثہ کے بعض اختلافی عقائد مین تطبیق

اب خیال کرو کہ اعتقاد مین خلاف پیدا ہو جانیکے وجہ سے ابتدا مین اشعریہ ماتریدیہ حنبلیہ مین باہم کسی قدر تباین وتنافر تہا ہر ایک دوسری کے عقیدے مین قدح کرتا تہا لیکن انجام کو وہ اختلاف راجع طرف توفیق وتطبیق کے ہو گیا[۱]۔

فتاوی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مین مذکور ہے کہ اللہ تعالے نے علمای اہل سنت وجماعت کو دو چیزین عطا کی ہین (۱) ذہن رسا کہ بسبب اوسکے بات کی کنہ کو پہونچ جاتے ہین اور الفاظ پر نہین اٹکتے (۲) انصاف اور قلت حسد کہ اوسکی وجہ سے ہر ایک کے کلام کو بہلائی پر حمل کرتے ہین اور حتی المقدور تضلیل وتکفیر کسی کی نہین کرتے مثلاً ماتریدیہ صفت تکوین کے قائل ہین اور اسے صفت حقیقی قدیم جانتے ہین اور اشعریہ

[۱] جزو اول مواہب لدنیہ مین عنہ وحدیہ کی ذیل مین مذکور ہے قال ابو حنیفۃ یقع الزبیب والتمر ذا طبخ ادنی طبخ ثم اشتد حل شربہ ما دون السکر ۱۲ منہ

[۲] مربع المعانی فی شرح عقیدۃ الشیبانی مین مذکور ہے وکلہم علی الحق وان کان قد حصل الخلاف بین الشیخ ابی الحسن الاشعری شیخ اہل السنۃ من الشافعیۃ وبین الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی مسائل اخری من اصول الدین لکنہا یسیرۃ لا تقتضی تکفیرا ولا تبدیعا بل کل منہما علی صراط وقد نظم الشیخ تاج الدین السبکی رحمہ اللہ تعالے ہذہ المسائل المختلف فیہا فی ابیات فائقۃ یعنی اہل سنت کے تمام مذاہب حق پر ہین اگرچہ بعض مسائل عقائد مین درمیان ابو الحسن اشعری اور امام ابو حنیفہ کے کسی قدر اختلاف ہے مگر وہ اتنا معتد بہ نہین کہ تکفیر وتبدیع کسی کے ہوسکے بلکہ سب راہ راست پر ہین ان مسائل اختلافی کو شیخ تاج الدین سبکی نے نظم کیا ہے ۱۲ منہ

+ + + + + + + + + + + + + + +

+ + + + + + + + + + + + + + +

صفت تکوین کو اعتباری کہتے ہین صفت حقیقی نہین مانتے اور خیال کرتے ہین کہ تعلقات
قدرت اور ارادہ سے یہ صفت حادث ہوتی ہے جس طرح تمام صفات کے تعلقات
حادث ہین اوسی طرح یہ بھی حادث ہے پس علمائے اشعری علمائے ماتریدی کے
کلام کو جو صفت تکوین کے قدم کے قائل ہین اوس صفت کے مسدد پر حمل کرتے
ہین یعنی یہ سمجھتے ہین کہ جن صفات سے تکوین حادث ہوئی ہے اور وہ قدرت و
ارادہ ہے وہ قدیم ہین اور اس وجہ سے تکفیر و تضلیل نہین کرتے اسی طرح اشاعرہ
اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اور مراد اس سے کلام نفسی ہے نہ الفاظ
اسواسطے کہ الفاظ جو کیفیات اصوات غیر قارہ ہین اونکا حدوث بدیہی ہے اور بدیہی بات کا
انکار مناسب نہین اور حنابلہ کہتے ہین کہ الفاظ اگرچہ کیفیات اصوات غیر قارہ ہین
لیکن عدیم القرار ہونا وجود تلفظی مین ہے اور یہان یعنی الفاظ کا وجود دوسرا ہے کہ
وہ سامعین کی قوت متخیلہ مین ہے اور یہ وجود بطریق تجدد الامثال ہے کے لمبا قرار
رکھتا ہے مثلاً شیخ سعدی کی گلستان کو باعتبار اوسی وجود کے کہہ سکتے ہین کہ
مدت ۶۵۹ برس سے موجود ہے یعنی اونہین الفاظ کے ساتھ کہ منت خدای را
عزوجل الخ ہین پہلی پہل سعدی کے متخیلہ مین وجود حاصل کیا پہر دوسرے سامعین
کے متخیلہ مین وجود پایا اسی طرح ہمارے وقت تک اوسکو وجود حاصل ہوتا رہا پس
کلام لفظی الٰہی کا علم الٰہی مین کلام نفسی قدیم نام ہے پس حنابلہ کہتے ہین کہ کسی طرح بدیہی
کا انکار لازم نہین آتا بلکہ اس عموم بعض کو کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے ظاہر سے پہیرنا اور
کلام نفسی پر محمول کرنا فہم و فراست سے بعید ہے مگر اشعریہ اور ماتریدیہ نے جان لیا کہ حنابلہ کا
کلام سرسری طور پر ہے اسلئے اونکی تکفیر اور تضلیل نکی ـ اشعریہ کہتے ہین
کہ افعال مین حسن و قبح باعتبار اس معنی کی نہین ہے کہ افعال کی ذات کو حسن و قبح واجب
ہے ورنہ شرع مین نسخ جائز نہوتا اسواسطے کہ جو چیز بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اوس مین

اختلاف و تخلف نہین پیدا ہوتا اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ افعال کے لیے ورود شرع سے پیشتر کوئی حکم وجوب یا حرمت کا نہین بلکہ شرع نے وجوب و حرمت کو افعال مین بیان کیا ہے مگر نفس فعل مین ایک چیز ہوتی ہے کہ وہ وجوب کو چاہتی ہے جیسے نماز کہ اوسمین معبود کی مناجات ہے جسنے اوسکو واجب کیا ہے اور فعل ہی مین ایک ایسی چیز ہوتی ہے جو اوس فعل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے جیسے زنا کہ اوسکی وجہ سے انساب مین خلط واقع ہوتا ہے اور یہ بات زنا کی حرمت کو چاہتی ہے اور شارع حکیم ہے اوسکا کوئی حکم مصلحت اور حکمت سے خالی نہین کوئی حکم اوسکا فضول اور عبث نہین جس چیز مین اوسنے جو بات دیکھی اوسیکے مطابق اوسنے حکم دیا جو چیز حرمت کو چاہتی تھی اوس فعل کو اوسنے حرام کیا اور جو قابل وجوب تھی اوسے واجب کیا ہان بعض افعال کا حسن و قبح ہماری عقل ناقص مین نہین آسکتا اور ہماری ناقص قوتین مدرک نہین ہوسکتا اسلئے اشاعرہ نے افعال کے حسن و قبح ذاتی کا انکار کیا کہ عوام ناقص قوتون پہ بھروسا کرکے جادۂ ایمان سے بہک نجائین پس اشعریہ تکفیر و تضلیل نہین کرتے اسی طرح سے اشاعرہ صفات حق تعالی کو ذات حق تعالی پر زائد مانتے ہین اور کہتے ہین کہ قدمائی مستقلہ یعنی ذوات متعددہ کا ثابت کرنا کفر ہے اور ایک ذات کی قدامت ثابت کرکے اوس ذات قدیمہ کی صفات کو بالتبع قدیم ماننا کفر نہین پس وہ ذات تو بالاستقلال قدیم ہوئی اور اوسکی صفات بالتبع قدیم ٹہریں اور علمای ماتریدیہ نے قدمائی متعدد اور توصیفات متعدد سے احتراز کرکے کہا کہ صفات الٰہی ذات الٰہی کی نہ عین ہین نہ غیر اسلئے کہ اگر عین کہتے ہین تو صفات کی نفی لازم آتی ہے جو مذہب فلاسفہ اور بعض معتزلہ کا ہے اور اگر زائد مانتے ہین تو مخالفین کی طرف سے طعن و تشنیع کی بوچھاڑ متعدد قدما کی ثابت کرنے پر ہوتی ہے اسلئے عینیت اور غیریت دونون کی نفی کی اور اشاعرہ نے سمجھا کہ غیریت مستقلہ کی نفی مراد ہے جیسا کہ مسلک ہمارا ہی اور اون صفات

کا انکار مدنظر نہین اور اسی وجہ سے عینیت کی نفی کی ہے حالانکہ عینیت کی نفی
وہی حقیقت کی نفی ہے اور کسی چیز سے اوسکی حقیقت کو نفی کرنا سراسر سفسطہ ہے
اسی طرح علمای ماتریدی کہتے ہین کہ نیک کبھی بد ہو جاتا ہے اور بد کبھی نیک بن جاتا ہے
اور علمای اشعری کی رائے یہ ہے کہ نیک وہ ہے جو مان کے پیٹ ہی مین نیک ہو گیا
اور بد وہ ہے جو مان کے پیٹ ہی مین بد ہو گیا یعنی نیکی اور بدی یہ دونون انسان کے
نصیب مین پیدایش سے پہلے ہی مقرر ہو جاتی ہین دونون فرقون نے ایک
دوسری کے اغراض پر غور کرکے کلمۂ تضلیل سے زبان کو روکا اسلئے کہ ایک فرقے
نے انجام پر نظر کی اور دوسری نے وسط کا لحاظ کیا اور مبدل سعادت و شقاوت
کے قائل ہوئی غرضکہ ماتریدیہ و اشاعرہ مین خلاف لفظی ہے نہ معنوی ہر ایک کی منشا
جدا ہے یہی حال ہے انکے اختلاف کا ایمان مین کہ جمہور محدثین شافعیہ مالکیہ و حنابلہ
ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل تینون کو قرار دیتے ہین اور عمل کو ایمان کا کامل کرنے
والا سمجھتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور اقرار تصدیق کا ظاہر
کرنے والا ہے اسی وجہ سے وہ فرقے اپنے ایمان پر بھروسا نہین کرتے اور یہ سمجھتے ہین
انا مومن انشاء اللہ اور حنفیہ کو اپنے ایمان پر جزم ہے اسی لئے کہتے ہین انا مومن حقا
اسلئے کہ کمال ایمان مین کہ مراد عمل ہے بے شبہ ہے کہ ہے یا نہین اور نفس ایمان مین
کہ صرف تصدیق ہے کسی طرح کا شبہ نہین — اسی طرح امام احمد حنبل اور انکے
ساتھ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ایمان مخلوق نہین بلکہ علمای بخارا نے تو کہا ہے
کہ جو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسلئے کہ اس سے کلام الٰہی کا مخلوق ہونا لازم آتا ہے
اور محاسبی اور ابن کلاب عبد العزیز مکی اور امام ابو حنیفہ اور علمای سمرقند یعنی
ماتریدیہ یہ کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے کیونکہ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار
ہے اور یہ بندونکے فعل ہین اور بندی کے سارے افعال مخلوق ہین تو ایمان بھی مخلوق

ہو اشعری نے حنابلہ کے قول کی یون توجیہ کی ہے کہ جو یہ کہتے ہین کہ ایمان غیر مخلوق ہے تو مراد اونکی وہ ایمان ہے جو اللہ تعالی کی صفات مین سے ہے کیونکہ مومن اللہ کے اسمائے حسنی مین سے ہے اور اللہ کا ایمان یہ ہے جو اوسنے اپنی کلام قدیم کے ساتہ ازل مین اپنی وحدانیت کی تصدیق کی تھی اور اوسکی خبر دی تہی چنانچہ اللہ کا یہ قول اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے انني انا اللہ لا الہ الا انا مین ہی ہون اللہ کوئی معبود نہین سوا میرے اور یہان یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ کی تصدیق حادث ہے اسلیئے کہ اللہ مخلوق نہین جسکے ساتہ حادث قائم ہو سکے اور جو کہتے ہین ایمان مخلوق ہے اونکی مراد بندون کا ایمان ہے ابن ابی الشریف کہتے ہین کہ اسمین خلاف کرنا فضول ہے اسلیئے کہ جس ایمان کیساتہ تکلیف دی گئی ہے وہ دل کا فعل ہی اور اوسکے مخلوق ہونی مین کلام نہین اور جس ایمان پر اسم الہی دلالت کرتا ہی اوسکی قدیم ہونے مین اہل سنت کو شک نہین کیونکہ وہ اللہ تعالی کی صفات مین سی ہے جو قدیم ہین بعض ایک عالم نے ماتریدیہ و اشاعرہ کی خلافیات مین ایک مستقل رسالہ لکہا ہی جسمین چالیس مریدون کراندر چالیس ایسی مسئلے ذکر کئے ہین جن مین ان دونون مذہب کی علما مین خلاف ہے جو کہ اس محل کو یہ مناسب ہے اسلیئے مین بھی بطور انتخاب کے اون مسائل کو دکہاتا ہون —

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائی	علمائی اشعریہ کی رای
وجود اور ذات باری مین عینیت ہے یا غیریت	ذات باری اپنی وجود کی عین ہے اور عینیت سے مراد یہ ہے کہ وجود قائم بذاتہ ہے یعنی کسی غیر سے منتزع نہین ہے	وجود مقتضائی ذات ہی یعنی ذات باری تعالی وجود کی مقتضی ہے اس صورت مین غیریت ہوئی

مسائل خلافی	علمای ماتریدیہ کی رای	علمای اشعریہ کی رای
۲ وجوب عدمی ہے یا نہین	وجوب ذات الٰہی پر زاید نہین ہے اور نہ عدمی ہے اور نہ اعتباری	اعتباری ہے تو عدمی ہوا
۳ وجود زائد ہی ذات پر یا نہین	وجود واجب الوجود کی ذات پر زاید نہین ۔	زائد ہے ۔
۴ کیا بقا وجود مستمر ہی یا زائد ہے ذات پر	وجود مستمر ہے ذات پر زائد نہین ۔	صفت وجودی ہے زائد ہے ذات پر تو مستمر نہ ٹہیرا
۵ صفت قدرت کی تفسیر	قدرت اللہ تعالی کی صفت ازلی ہی اوسکے ارادے کے موافق متعلق ہوتی ہے یعنی اوس سے آثار اور تمکن کا صدور ہوتا ہے	ایک صفت موثرہ ہے جب مقدورات سے متعلق ہوتی ہے تو اونہین اثر کرتی ہے
۶ کیا صفت ارادہ مین محبت و رضا ہے یا نہین	صفت ارادہ مین محبت نہین اور ارادہ مستلزم رضا کو نہین	محبت ارادہ کے معنی مین ہے اسی طرح رضا یعنی تینون ایک چیز ہین ۔
۷ صفت سمع و بصر	صفت سمع اوس چیز سے متعلق ہوتی ہے جو مسموع ہوسکے اور بصر بہی اوسی سی متعلق ہوتی ہے جسکا دیکہنا صحیح ہو اور ان دونوں کا تعلق موجودات سی ہوتا ہے	ہر موجود سے یہ دونون صفتین متعلق ہوتی ہین یعنی اللہ تعالی ازل مین اپنی ذات اور تمام صفات وجودیہ سنتا اور دیکہتا تہا اسی طرح ہمیشہ اپنی ساری صفات وجودیہ اور تمام کائنات کو دیکہتا اور سنتا رہیگا خواہ وہ اصوات کے قبیل سے ہون یا غیر اصوات سے

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
صفت کلام	قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ سے شروع ہوا ہے بغیر کیفیت کے یعنی نہ آواز ہے نہ حروف	اللہ کا کلام امر واحد ہے اور کیفیت وحدت میں اختلاف کیا گیا ہے کچھ اشاعرہ یہ کہتے ہیں کہ یہ وحدت شخصی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وحدت نوعی ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ نوع واحد میں متحقق ہوئی ہے اور وہ خبر ہے —
۹ کلام نفسی سننے کے قابل ہے یا نہیں —	نہیں سنا جا سکتا	مسموع ہونا جائز ہے موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی ہی سنا تھا
۱۰ صفت تکوین صفت حقیقی ہے یا اعتباری	تکوین صفت ازلی ہے	تکوین اللہ کی صفت حقیقی نہیں اعتباری چیز ہے —
۱۱ اشیا کی تکوین کیا اللہ کے قول کن سے متعلق ہوتی ہے یا نہیں	وجود اشیا کا کن سے متعلق نہیں بلکہ وجود انکا فقط تکوین سے متعلق ہوتا ہے اور لفظ کن سے مجازاً سرعت ایجاد مقصود ہے	وجود اشیا کا اللہ کی کلام ازلی سے متعلق ہے اور کلمہ کن وسیر دلالت کرتا ہے —
۱۲ اسم عین مسمی ہے یا نہیں	اسم عین مسمی ہے خارج میں نہ مفہوم میں پس اسمای الٰہی قدیم ہیں	کبھی اسم عین مسمی ہوتا ہے جیسے اللہ اسلئے کہ وہ علم ہے ذات الٰہی کا

مسائل خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
		بغیر اسکے کہ اوس مین کسی معنی کا اعتبار کیا جائے اور کبھی اسم مسمی کا غیر ہوتا ہے جیسے خالق اور رازق کہ یہ ایسے اسما ہین کہ دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ اوسکو غیر کی طرف نسبت ہی اور ظاہر ہے کہ یہ نسبت ذات سی غیر ہے اور کبھی اسم ایسا ہوتا ہی کہ نہ وہ مسمی کا عین ہوتا ہے نہ غیر ہوتا ہے جیسے قدیر علیم کہ وہ ایسی صفات پر دلالت کرتا ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہین اور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ صفات حقیقی جو ذات الہی کیساتھ قائم ہین نہ ذات کی عین ہین نہ غیر ہین پس یہی حال ہوگا اوس [illegible] کا جسکے ساتھ ان صفات کا ہی [illegible] کیا جائے غرضکہ ثابت ہوا کہ [illegible] مسمی کا غیر ہے نہ [illegible] عین
بیان[13] قضا و قدر	قضا عبارت ہی اوس فعل [illegible] مضبوطی زیادہ ہو پس قضا صفات فعلیہ مین	[illegible] ہی اللہ تعالی کی ارادہ ازلیہ سے جو تعلق ہوتا ہے. مثلا [illegible]

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
	سے ہوتا [illegible] اور تقدیر کہتے ہین مخلوق کے اندازہ کرنیکو اس طور سے کہ مترتب ہو اوسپر اندازہ حسن و قبح اور نفع و ضرر اور [illegible] ثواب اور زمانی و مکانی ہونے [illegible] مخلوق کا اور ملا علی قاری نے [illegible] اکبر مین کہا ہے کہ قضا سے مراد [illegible] علم اجمالی ہے اور قدر سے مراد علم تفصیلی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قضا سے مراد قول کن ہے اور قدر سے مراد معین کرنا شے کا اوس علم کے مطابق جو اللہ کو اوسکے پیدائش کے بارے مین حاصل ہے	جس طور پر کہ وہ ہین اور ورود ارادہ مقتضی ہے نظام موجودات کا ترتیب خاص پر اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صفات ذات مین سے ہے اور قدر متعلق ہونا اس ارادہ کا ہے اشیا کے ساتھ اونکے خاص خاص اوقات مین اور مراد اس سے یہ ہے کہ قدر اشیا کی ایجاد کرنے کو کہتے ہین اونکی ذات و احوال کا ایک اندازہ معین کرکے

حاشیہ متعلق صفحہ ۹۷

صاحب مواقف نے کہا ہے کہ لفظ [illegible] نہین ہے کہ مدلول اسم [illegible] تمہید مین لکھا ہے کہ اللہ کے نام [illegible] مین [illegible] اگر [illegible] اور [illegible] مسمی ہے تو مسمی بھی [illegible] کی طرح متعدد ہوگا [illegible] ت مین اللہ کا تعدد [illegible] ثابت ہو اور غیر مسمی [illegible] اسلئے نہین کہ اس تقدیر پر [illegible] ایمان صحیح رہیگا اور نہ رسالت صحیح ہوگی اسلئے کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہین جو خالق ہے اگر اسم غیر مسمے ہو تو اللہ خالق کا غیر ہوگا اور وہ ہمارا خالق نہ ٹھہریگا اسیطرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہین اگر اسم غیر مسمی ہوگا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیر رسول ہونگے اور امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ یہ محض فضول ہے اسم لفظ مخصوص کو کہتے ہین اور مسمی وہ چیز ہے جسکے مقابلہ مین یہ لفظ بنا ہے اس صورت مین ہم کہتے ہین کہ اسم کبھی مسمی کا غیر ہوتا ہے جیسے لفظ دیوار حقیقت دیوار کی غیر ہے اور کبھی مسمی کا عین ہوتا ہے جیسے لفظ اسم یعنی جو اسم کا نام ہے اور اس لفظ کا جو ایسی معنی مستقل پر دلالت کرتا ہے جسمین زمانہ ملحوظ نہو اور اس قسم کے الفاظ مین لفظ اسم بھی داخل ہے کہ اوس سے بھی ایسی معنی سمجھی جاتے ہین جنمین زمانہ ملحوظ نہین اسلئے یہ اسم بھی نفس کا نام ٹھہرا [illegible] ہوگیا کہ اسم مسمی کا عین ہے ۱۲ منہ

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
متشابہات [۱۳]	پاؤن ہاتہ مونہہ وغیرہ جو ایسی صفات اللہ کی نسبت ثابت ہین حق ہین لیکن اصل اونکی معلوم ہے اور وصف مجہول ہے اور وصف پر مطلع ہوسکنے کی وجہ سے اصل کا باطل کرنا جائز نہین —	یہ الفاظ مجازات ہین معانی ظاہری سے
بیان توفیق [۱۵]	توفیق آسان کرنا اور مدد دینا ہی	طاعت پر قدرت کا پیدا کرنا ہے
تکلیف مالایطاق [۱۴]	جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو عقل یہ جائز نہین رکہتی کہ انسان اوسکے ساتہ مکلف ہوسکتا ہی	اشاعرہ جواز عقلی کے قائل ہین بعضی کہتے ہین کہ اشعری نے تکلیف مالایطاق کے جائز ہونے کی تصریح نہین کی ہے کیونکہ یہ ظاہر البطلان ہے بلکہ اونکے دو قولون سے تکلیف مالایطاق کا جائز ہونا لازم آگیا ہے۔
افعال الہی مین حکمت کا لزوم [۱۷]	اللہ تعالی کی افعال پر حکمت کا مترتب ہونا لازم ہے اور لزوم سے یہ مراد ہے کہ حکمت کا انفکاک افعال سے جائز نہین اور یہ اللہ تعالی کا فضل ہے کہ اوسکے کام حکمت سی خالی نہین اوسکے کامون مین حکمت کا ہونا کچہ اوپر واجب نہین —	اللہ تعالی کے افعال مین حکمت بطور جواز کے ہے لزوم کی طور پر نہین یعنی حکمت کا اونمین موجود ہونا ضروری اور لازمی بات نہین جائز ہے کہ اونمین حکمت نہو اور کچہ ہو

دیکہو [illegible]

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
[19] حکمت صفت ازلی اللہ تعالے کی ہے یا نہین	حکمت کے معنی علم اور احکام عمل کا مضبوط کرنا ہین اور حکمت اس معنی مین اللہ تعالے کی صفت ازلی ہے	حکمت بمعنی مذکور اللہ تعالی کی صفت ازلی نہین۔
[19] تخلف وعید کا صفت الٰہی مین جائز ہے یا نہین	تخلف وعید کا ممنوع ہے	عذاب عدل ہے اللہ کو اختیار ہے کہ وہ عاصی کو عذاب دے اور وہ مجاز ہے اسکا کہ معاف کر دے اسلیے کہ وعید مین تخلف ہونا نقصان نہین شمار ہوتا۔
[20] اللہ تعالی قبیح کام نہین کرتا اور اگر کرے تو کیا قبیح کہا جاتا ہے اور اسکا کام ہو سکتا ہے یا نہین	اللہ قبیح کام نہین کرتا اگر ایسا کریگا تو قبیح ہوگا عقل اس بات کو جائز نہین رکہتی کہ اللہ مومن کو ہمیشہ دوزخ مین ڈالے رکہے اور کافر کو جنت مین بہیجدے۔	اللہ تعالی کے افعال قبح کے ساتہ موصوف نہین ہوسکتے اگرچہ وہ قبیح کام کرے مگر اوسکا کام قبیح نہین کہلائیگا یہانتک کہ وہ انبیا کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو جنت مین بہیجدے تو یہ فعل بہی اوسکا قبیح نہوگا
[21] کفار کی بخشش عقلاً جائز ہے یا نہین	کفار کو بخشنا عقلاً ناجائز ہے	عند العقل جائز ہے
[22] حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی	اشیا مین حسن و قبح شرع کی ... نہین آتا بلکہ یہ باتین اونمین فی نفسہ	عقل اشیا کی حسن و قبح کو نہین درک کرتی بلکہ قبیح اوس فعل کو کہتے ہین

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
	موجود ہوتی ہے کہ عقل انکو ادراک کر لیتی ہے یا ان شرع انکو ظاہر کر دیتی ہے —	جسکو شرع نے ممنوع کر دیا ہو اور حسن وہ ہے جسکی نسبت شرع مین اجازت [illegible] پس اشیا کے حسن و قبح کا دار [illegible] شرع پر ہے [illegible] [illegible] اگر شرع ایسا کرتی کہ جن چیزون کو واجب و سنی ہمارے واسطے اچھا نام کیا ہے انہین برا قرار دیتی تو قضیہ بالعکس ہو جاتا کہ بری چیزین اچھی اور اچھی بری ہو جاتین —
۲۳ اللہ پر ایمان لانا واجب بالعقل ہے یا نہین	اگر اللہ انبیا کو نہ مبعوث کرتا تب بھی عقلون کے ذریعہ سے اللہ کی وجود اور وجوب اور حیات قدرت وغیرہ کی معرفت واجب ہوتی اور اسبات کی کہ وہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے	قبل بعثت نہ ایمان واجب ہے نہ کفر حرام ہے پس انکے نزدیک تمام عقل سے واجب نہین ہوتا اور نہ کفر کی حرمت عقل سے ثابت ہوتی ہی سارے احکام جو ایمان سے متعلق ہین وہ سمع سے حاصل ہوتے ہین —

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائے	علمائی اشعریہ کی رائے
۲۲ حقیقت ایمان میں اختلاف ہے	ایمان اقرار اور تصدیق ہے یعنی اقرار تصدیق کے لئے شرط ہے اور اوسکا رکن ہے حقیقت ایمان میں داخل ہے	جو گویائی پر قادر ہو اوسکے اقرار ایمان کے لئے شرط ہے حقیقت ایمان سے اقرار خارج ہے اوسکی صرف تصدیق ہے
۲۳ ایمان کم و بیش ہوتا ہے یا نہیں	کم و بیش نہیں ہوسکتا	کم و بیش ہوتا ہے ۔
۲۴ ایمان مقلد جائز ہے یا نہیں	جسنے ارکان دین مسئلہ توحید اور رسالت اور معاد وغیرہ کا اہل تقلید کے اعتقاد دیکھ کر اوسکا ایمان صحیح ہے	عقائد دین میں تقلید کافی نہیں صحت ایمان کیلئے یہ شرط ہے کہ ہر مسئلہ کو دلیل عقلی سے جانتا ہو مگر زبانی ادا کرنا اور دشمن سے مجادلہ کرسکنا شرط نہیں شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ ایمان مقلد معتبر نہیں اور اوسپر احکام دنیا و آخرت میں مرتب نہیں ہوسکتے ۔
۲۵ دلائل نقلیہ سے یقین حاصل ہوتا ہے یا نہیں ۔	بعض دلائل نقلیہ سے جزم و یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔	دلائل نقلیہ سے جزم و یقین حاصل نہیں ہوتا بلکہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے
۲۶ ایمان مخلوق ہے یا نہیں	ایمان غیر مخلوق ہے	ایمان مخلوق ہے

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائے	علمائی اشعریہ کی رائے
۲۹ ایمان و اسلام ایک چیز ہین یا نہین	دونون ایک ہین	دونون ایک چیز نہین
۳۰ ایمان کا اعتبار خاتمہ پر ہے یا نہین	جس شخص کے ساتہ اسوقت ایمان قائم ہے وہ فی الحال مومن ہے اگرچہ آخر عمر مین کافر ہو جائے اور جسکے ساتہ اسوقت کفر قائم ہے وہ فی الحال کافر ہے اگرچہ آخر عمر مین مومن ہو جائے	جو ایمان پر مرا وہ ہمیشہ مومن ہے اگرچہ فی الحال کافر تہا اور جو کفر پر مرا تو وہ ہمیشہ کافر ہے اگرچہ فی الحال مومن تہا۔
۳۱ سعادت و شقاوت بدلتی ہین یا نہین	سعید کبہی شقی اور شقی کبہی سعید ہو جاتا ہے۔	ایسا نہین ہوتا۔
۳۲ ایمان کیساتہ کلمہ انشاء اللہ کہنا جائز ہے یا نہین	جائز نہین۔	جائز ہے۔
۳۳ انبیا و رسل مرنیکے بعد حقیقت مین انبیا ہین یا انبیا کے حکم مین ہین	انتقال کے بعد ہی حقیقت مین انبیا ہین۔	رسالت و نبوت کی حکم مین ہوتے ہین حقیقت مین یہ منصب انکا باقی نہین رہتا۔
۳۴ مرد ہونا نبوت کے لئے شرط ہے یا نہین	نبی ہونیکے لئے مرد ہونا شرط ہے عورت نبی نہین ہو سکتی۔	مرد ہونا شرط نہین بلکہ عورت کی نبوت صحیح ہے۔

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
عوام انسان یعنی متقی لوگ عوام ملائکہ سے افضل ہین یا نہین۔	انسانون مین سے رسول جسقدر ہین وہ افضل ان ملائکہ سے جو رسول ہین اور رسل ملائکہ افضل ہین باقی تمام آدمیونسے اور عوام آدمی یعنی پرہیزگار افضل ہین عوام ملائکہ سے نہ خواص ملائکہ سے	رسل بشر افضل ہین تمام ملائکہ سے اور تمام ملائکہ افضل ہین تمام آدمیون سوای انبیا کے سو عوام آدمیون سے عوام ملائکہ افضل ہوے
قدرت حقیقی مین ضدین کی صلاحیت ہے یا نہین۔	قدرت واحد ضدین کی صلاحیت رکھتی ہے	ایک قدرت مین ضدین کی صلاحیت نہین بلکہ ہر ایک ضد کے لئے ایک علیحدہ قدرت ہوتی ہے
بندے کی قدرت مین تاثیر ہے یا نہین۔	اصل فعل اللہ کی قدرت و تکوین سے ہے اور اوس مین طاعت یا معصیت بندے کی قدرت کی وجہ سے آجاتی ہے	بندے کی قدرت کو اصل فعل مین تاثیر نہین بندے کے تمام افعال اللہ کی قدرت سے وقوع مین آتے ہین
ایقاع حال ہے یا معدوم محض ہے	ایقاع معدوم محض نہین بلکہ وہ نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور ایسی صورت کو حال کہتے ہین	معدوم محض ہے
مومن کے اعمال حالت ایمان کے اوسکے مرتد ہونیکے بعد جو اکارت ہو	جو مومن مرتد ہو جائے تو اوسکے دوبارہ مومن ہونیکے بعد اعمال ضائع شدہ عود نہین کرتے۔	لوٹ آتے ہین۔

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائے	علمائی اشعریہ کی رائے
جاتے ہین وہ بعد توبہ کے پھر عود کر آتے ہین یا نہین		
کفار کو واجبات کے ترک کرنیکی وجہ سے بھی عذاب دیا جائیگا یا نہین	کافر کو اوسکے کفر کا عذاب دیا جائیگا عبادت کے ترک کرنے کا عذاب نہین دیا جائیگا۔	عذاب کفر کے علاوہ اوسکو ترک عبادت کا عذاب بھی دیا جائیگا

بعد اسکے جاننا چاہیے کہ فروع مین قریب چار سو مسائل کے باہم مذاہب اربعہ کے اختلاف بتاتے ہین سو اختلاف بھی کچھ ایسا نہین ہے جس سے تبدیع و تضلیل کسی کی ہو بلکہ اوسکی بنیاد تدقیق و تعمیق پر ہے جب وس دقت و تعمق سے قطع نظر کر ڈالین اور جزئیات مجتہد فیہا مین غور و خوض نکرین تو امہات مسائل مین کوئی نزاع باقی نہین رہتا ہے بلکہ وہ نزاع شبیہ نزاع لفظی پڑتا ہے شعرانی مصری نے کتاب میزان مین اس اختلاف کو تشدید و تخفیف پر اوتارا ہے اور ترازو کے دونون پلون کو توجیہ و تاویل مناسب سے برابر کر دکھایا ہے پس حق انہین چار مذاہب تین اعتقاد کے درمیان دائر ہے[1]۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶

[1] ایقاع یعنی واقع کرنا معنی مصدری ہی اور تمام معانی مصدری انتزاعی چیزین ہین ۱۲ [1] حق کی دو قسمین ہین ایک حق متعین مثلاً دین اسلام حق متعین ہے دوسری حق دائر جیسے مذہب حنفی و شافعی حق دائر ہے حاصل یہ ہے کہ حق دائر اوسی کو کہتی ہین جو خود بھی حق ہو اور اوسکا غیر بھی حق ہو مثلاً روزہ و افطار مسافر کے حق ہین کہ دونون حق ہین اور قیام و قعود نماز نفل مین اور جہر و اخفا نماز منفرد مین کہ یہ حق دائر ہین اور حق متعین وہ ہے کہ وہ [illegible] بھی حق ہو اوسکا غیر حق نہو جیسے اصل نماز فرض ۱۲ منہ * * * *

فائده

فرقہ ظاہریہ کے امام داؤد بن علی بن خلف ہین جو داؤد ظاہری کہلاتے ہین انکو اہل علم نے جبل علم کہا ہے اور ابن حزم اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور مجد فیروز آبادی اور شوکانی بھی فرقہ ظاہریہ کے ارکین مین سے شمار کیا ہے داؤد اسحاق اور ابو ثور کے شاگرد ہین امام شافعی کو نہایت مانتے تھے دو کتابین بھی اونکے فضائل مین تصنیف کی ہین ریاست علم کی بغداد مین ان پر ختم ہو گئی اور انکی اصل اصفہان سے ہے کوفہ مین پیدا ہوئی تھے بغداد مین نشو و نما پائی تھی وہین فوت ہوئے اسحاق بن راہویہ کی باتون پر بہت رد کرتے تھے فرقہ ظاہریہ کا یہ نام اسلئے مقرر ہوا ہے کہ یہ لوگ قرآن و احادیث کے ظاہر احکام پر عمل کرتے ہین جو کچھ ظاہر مین انسے سمجھا جاتا ہے اوسی کو مانتے ہین دلیل سے بالکل منکر ہین داؤد شریعت مین قیاس کو ناجائز جانتے ہین اور جب قیاس کرنیکی طرف مضطر ہوئے اور اسکی ضرورت انکو پڑی تو اسکا نام دلیل رکھا انہون کی بہت سی مسائل مین ائمہ اربعہ سے اختلاف کیا ہے مثلاً داؤد کا قول ہے کہ سونے چاندی کے برتن مین پانی پینا منع ہے اور اوسمین کھانا رکھکر کھانا یا اور کام مین لانا جائز ہے اسواسطے کہ بخاری و مسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الذی یشرب فی آنیۃ الفضۃ انما یجرجر فی بطنہ نار جہنم جو شخص کہ پیتا ہے چاندی کی برتن مین کوئی چیز پینے کی سوا اسکے نہین کہ پلائیگا یہ پینا اوسکے پیٹ مین دوزخ کی آگ اور ابن عمر سے دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من شرب فی اناء ذہب وفضۃ او اناء فیہ شئ من ذلک فانما یجرجر فی بطنہ نار جہنم جو شخص کہ سونے یا چاندی کے برتن مین پیوی یا اوس برتن سے پیوے جسمین کچھ سونا یا چاندی لگی ہون پس سوا اسکے نہین کہ پلاویگا یہ پینا اوسکے پیٹ

سلہ دیکھو طبقات الفقہا مولفہ عبد الوہاب ۱۲

مین اگ دورخ کی۔ امام داؤد ظاہری سنہ ۔ مین پیدا ہوئے ہی اور سنہ مین انتقال کیا ہے

فرقہائے غیر اہل سنت و جماعت

معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجئیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔
مشبہ۔ پھر انہین سے بعض کا ترکب بعض سے ہوکر ہر فرقے سے کئی فریق پیدا ہوگئے
ہین مگر انکی ترتیب مین کوئی ایسا طریق مقرر نہین ہے جو کسی قانون منصوص یا قاعدہ
معین کے مطابق ہو بلکہ دو چار تصنیفین بھی ایسی نہین ملتین جو ان فرقونکے بیان مین
ایک روش پر متفق ہون سب نے ذکر مذاہب مین ایک طرح کی پابندی نہین کی ہے
جس طرح جس مذہب کو پایا ہے بلا کسی قانون اور اصول کے لکھڈالا ہے اور یہ ٹھیک
ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب مین کسی ایک مسئلہ کی وجہ سے متمیز ہے تو اوسی صاحب مذہب
نہین کہہ سکتے کیونکہ ایسے شخص کو بھی علیحدہ صاحب مذہب ماننا پڑیگا تو مذاہب دائرہ حصر و شمار
سے باہر ہو جائینگے مثلاً کوئی شخص احکام جواہر مین کسی ایک مسئلہ کیساتھ منفرد ہے تو
وہ صاحبان مذاہب کی گنتی مین نہین آسکتا تو اب ضرور ہوا کہ کوئی ضابطہ واسطے
مسائل اصول و قواعد کے مقرر ہونا چاہیے تاکہ وہ اختلاف اون مسائل کا مذہب
ٹھہرے صاحب ملل و نحل نے اپنی رائے سے حصر اس ضابطہ کا چار قواعد مین کیا ہے یہ
قواعد بڑے اصول ہین۔

پہلا قاعدہ۔ مسئلہ صفات و توحید صفات الٰہی ہے اسمین کئی چیزین شامل ہین۔
(۱) مسائل صفات قدیم الٰہی جنکا ایک جماعت نے اقرار کیا ہے اور کہا ہے
کہ اللہ کے لئے ایسے صفات ثابت ہین اور دوسری جماعت نے انکے ثبوت سے انکار
کیا ہے (۲) بیان صفات ذات و صفات فعل مین (۳) اللہ پر کیا چیز واجب
ہے اور کیا چیز اوسپر جائز نہین اور کون چیز اوسپر محال ہے۔
اس مسئلہ مین اہل سنت و مجسمہ و کرامیہ و معتزلہ کے درمیان اختلاف ہے۔

دوسرا قاعدہ مسئلہ قدر و عدل ہے اسمین مسائل قضا و قدر و جبر و اختیار و ارادۂ
خیر و شر اور مقدور و معلوم داخل ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک جبر ثابت ہین
اور دوسری جماعت اُنکی نفی کرتی ہے اس مسئلہ مین درمیان قدریہ و نجاریہ
و جبریہ و اہل سنت کے خلاف ہے —

تیسرا قاعدہ مسئلہ وعد اور وعید اور اسما اور احکام ہے یہ مشتمل ہی مسائل ایمان
اور توبہ اور وعید اور رجا اور تکفیر و تضلیل پر کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ
ثابت ہین اور دوسری جماعت کے نزدیک ثابت نہین اسمین مرجیہ اور وعیدیہ میں
خوارج اور معتزلہ اور اشعریہ کرامیہ اور اہل سنت مین خلاف ہے —

چوتھا قاعدہ مسئلہ سمع و نقل و عقل و رسالت و امامت ہے یہ قاعدہ مشتمل ہی
ان مسائل پر جیسے حسن و قبح اور اصلح و لطف اور عصمت نبوت پر جیسے شرائط امامت
اور امامت کا ایک جماعت کے نزدیک منصوص ہونا اور دوسری جماعت کا نص سے
انکار کرنا اور اثبات کا قائل ہونا کہ امامت کا انعقاد اجماع سے ہوتا ہے اور انتقال
امامت کی کیفیت اون لوگون کے نزدیک جو نص کے قائل ہین اور اثبات امامت
کی کیفیت اون کے نزدیک جو اجماع کے مقر ہین ان مسائل کا خلاف شیعہ اور خوارج
اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت مین ہے —

غرضکہ اصحاب مذاہب کی ترتیب بیان کرنیکے دو طریقے ہین —
ایک یہ کہ اصول مذہب کو مقرر کر کے ہر مسئلہ مین مذہب ایک فرقے کا بیان کرتے
ہین دوسرے یہ کہ اصحاب مذاہب کے اصول ٹھہرا کر ہر ہر مسئلہ مین اونکے مذاہب کو
ذکر کرتے ہین اس پچھلے طریقے سے اقسام کا ضبط اچھی طرح ہوتا ہے

معتزلہ

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حسن بصری رح کو یہ خبر پہونچی کہ مسلمانون مین ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی ہے

کہتے ہین کہ مرتکب کبیرہ نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر ہے بلکہ وہ ایک منزل
مین ہے درمیان منزل ایمان وکفر کے تو انہون نے کہا ہولاء اعتزلوا یعنی
یہ لوگ کنارہ کش ہوگئے ہین اجماع اسلام سی تب وہ فرقہ معتزلہ کہلانے لگا کیونکہ
علمای سلف نی اس کلیہ پر اتفاق کرلیا ہے کہ مکلف یا مومن ہے یا کافر پس قول بالواسطہ
سراسر اجماع کے مخالف ہے ۔ ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہ نام بعد حسن کے نکلا ہے ایسا
طرح پر کہ جب حسن مرگئی اور اونکی جگہ قتادہ بیٹھے تو عمرو بن عبید اور اسکے اصحاب نے
کنارہ کشی کی قتادہ نے اون لوگون کا نام معتزلہ رکھدیا اور بس تمام گروہ کا رئیس
اور پیشوا واصل ہے اس شخص نے احادیث اخبار کو حسن بصری سے سیکھا تہا اور علم
اعتزال کو عبداللہ بن محمد حنفیہ سی حاصل کیا تہا اوسکی نشست اکثر غزالون کی بازار مین ہوا کرتی
تہی جہان عورتین سوت بیچنے کو لاتی ہین تاکہ پارسا عورتون کو پہچانکر کچھ اون کو
صدقہ خیرات دیا کرے اسلئے اوسکا لقب غزال ہوگیا کیونکہ غزال زای معجمہ کے تشدید
کے ساتہ سوت والی کو کہتے ہین ورنہ خود وہ سوت بیچنے والا نہ تہا اس شخص کی گردن
بہت لمبی تھی یہانتک کہ عمرو بن عبید نے اسبات کا عیب اوس مین نکالا اور کہا ان
ہذہ عنقہ لاخیر عندہ یعنی جسکی گردن اتنی لمبی ہو اسکے پاس کوئی بھلائی نہوگی لیکن
جب واصل لائق فائق نکلا تو عمرو نے کہا میری فراست چوک گئی یعنی میری اٹکل مین
خطا ہوی ۔ واصل کی زبانسے حرف را مہملہ صحیح نہ نکلتا تھا معہذا نہایت فصیح
بلیغ تھا اسی وجہ سے اپنی بات چیت مین حرف را کو غین سے بدل دیتا تہا زبان پر
آنے ندیتا اوسکا ایک ہزار رسالہ ہے جس مین اوسنے حرف را کو ذکر نہین کیا ۔
اور یہ بات بہت کم ہے کہ کوئی شخص معتزلی ہو اور شیعہ نہو سو ایسے لوگ بہت تہوڑے
ہین اسی واسطے عامہ معتزلہ تفضیل جناب امیر کے شیخین پر قائل ہین اور معتزلہ نے

۱ دیکھو تاریخ یافعی واقعات ۱۳۱ھ ہجری ۱۲ ۲ شرح مقاصد مین ہے کہ شیعہ اور جمہور معتزلہ کہتے ہین کہ افضل بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی ہین ۱۲ منہ

اپنا لقب اصحاب عدل و توحید مقرر کیا ہے انکا عدل یہ ہے کہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے پر
مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب پہونچانا واجب ہے اور توحید انکی یہ ہے کہ نفی
صفات الوہیت ہین اور یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے بیشک عالم بھی ہے اور قادر بھی
ہے اور بصیر بھی ہے وغیرہ وغیرہ مگر صفت علم اور قدرت اور بصارت وغیرہ اوسکو
حاصل نہین ہے مطلب ان لوگون کا یہ ہے کہ صفات الٰہی ذات الٰہی سے جدا نہین
ہین بلکہ تمام ایک ذات ہی اور ایک ہی مفہوم کیونکہ اگر صفات باری تعالی کو اوسکی
ذات کا عین نہ مانا جاویگا تو بہت سے قدما و معبود ثابت ہوجاوینگے اور بخلاف اسکے
اس طرح علمای سنت و جماعت کہتے ہین کہ صفات الٰہی ذات حق تعالی کی عین
ہین عالم ہی ایک علم کے ذریعہ سے اور قادر ہے قدرت کے ذریعہ سے اور مرید ہے ارادہ کے وسیلہ سے اور سمیع
ہے سمع کے توسط سے اور بصیر ہے بصر کی وجہ سے اور حی ہے حیات کے سبب سے اور
مکون ہے تکوین کے ذریعہ سے اور دلیل انکی اسپر یہ ہے کہ اگر مثلاً علم اور قدرت
دونون عین ذات ہوتی تو علم اور قدرت ایک ہی چیز ہوجاتی علم بعینہ قدرت ہوتا اور
قدرت عین علم اور دونون سے جو کچھ مفہوم ہوتا وہ ایک ہی چیز ہوتی اور اسی پر باقی
صفات خیال کرلینا چاہیے معتزلہ مین سے جس قدر ابوالحسن کے قبل گزرے ہین وہ
اہل سنت کی تکفیر اسوجہ سے کرتے تھے کہ یہ لوگ اللہ کے لئے صفات ثابت کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اعمال عباد کا خالق اللہ ہے مگر پھر یہ بات جاتی رہی اور علمای
معتزلہ کے نزدیک صفات ذات اور صفات فعل مین اس طرح فرق ہے کہ جن
اوصاف الٰہی مین اثبات و نفی جاری ہوسکتی ہین وہ تو صفات فعل ہین جیسے کہتے
ہین کہ اللہ تعالی نے فلانے کے بیٹا پیدا کیا یا اوسکے بیٹا پیدا نکیا یا زید کو رزق بخشا
اور عمرو کو رزق نہ بخشا پیدا کرنا اور رزق بخشنا صفات فعل ہین اور جن مین نفی جاری
ہوسکے وہ صفات ذات ہین جیسے علم اور قدرت کہ یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ تعالی

عالم یا اور بعض ... ہے اور الٰہی نزدیک کلام اور ارادہ بھی صفات فعل مین داخل ہین
اور ابو الحسین اور جاحظ اور خیاط اور ابو القاسم بلخی اور محمود خوارزمی وغیرہ کی یہ رائے
ہے کہ ارادہ الٰہی صرف [illegible] ہونیکے نفعون کو جان لینا ہے اور اوسکا ارادہ
علم مین منحصر ہے اور بعض معتزلہ کہتے ہین کہ ارادہ اور امر الٰہی دونون متحد ہین اور
بعضون کے نزدیک ارادہ کو امر لازم ہے اور ابو الحسین بصری کی رائے یہ ہے کہ علم
الٰہی معلومات کی تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی مین حادث ہوتے
ہین اور تمام معتزلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور احکام معلل
ہین مخلوق کی مصلحتون کی رعایت کے ساتھ کوئی کام اللہ کا ایسا نہین جو غرض سے
خالی ہو اور غرض اونکی بندونکی بہتری اور بھلائی ہے اگر وہ غرض سے خالی ہون
تو بیکار ہونا لازم آتا ہے اور یہ محال ہے کہ حکیم کے کام عبث ہون — اور کہتے
ہین کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مرکب ہے حرف اور آواز سے اور حادث ہے قدیم نہین
ہے اسی واسطے اوسکی ذات پاک کے ساتھ قائم ہونا تجویز نہین کرتے بلکہ کہتے
ہین جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اوسے کبھی لوح محفوظ مین پیدا کر دیتا ہے اور کبھی
جبرئیل مین اور کبھی نبی مین اور انکے یہان کلام نفسی اور لفظی کی تفریق نہین اسلیے
قرآن کو مخلوق کہتے ہین اور انکا یہ مذہب ٹھہر گیا ہے کہ قرآن مجید خدا کا ایک جدید
کلام ہے جو رسول اللہ کی نبوت کیساتھ وجود مین آیا اور انکے نزدیک رضامندی
اور ناراضی اللہ تعالیٰ کی صفات نہین ہوسکتی ہین کیونکہ اللہ پر احوال متغیر نہین ہوتے
پس جہان اوسنے اپنی رضا اور غصے کا ذکر کیا ہے وہان مراد لی ہے جنت اور دوزخ
سے اور اہل سنت کی رائے یہ ہے کہ رضامندی اور ناراضی اپنی اصلی معانی مین خدا
کے صفات مین جنت و دوزخ اسنے مراد نہین — اور رویت الٰہی کا انکار کرتے ہین

۱؎ دیکھو حاشیہ تحفۃ المسترشدین ... ہجوری ۱۱۰۱ ۲؎ دیکھو [illegible] مولفہ محمد بن عمر حسین رازی ۱۲

اور کہتے ہین کہ رویت کیلئے شرائط درکار ہین حاسہ کا سالم اور مرئی کا جسم اور کثیف
ودرنگین ہونا نظر کے سامنے آجانے اوسکی رویت کا ممکن ہونا اور رائی و مرئی
مین مسافت کا متوسط ہونا کہ نہ نہایت دور ہو نہ بہت نزدیک اور مقابلہ دونون
مین ہونا اور حجاب درمیان مین نہونا اور یہ کہتے ہین کہ رویت بدون مکان و بدون جہت
کے یعنی بغیر ان شرائط مذکورہ بالا کے محال ہے اور اشیا مین حسن و قبح انکے
نزدیک عقلی ہے جیسا کہ رائی ماتریدیہ کی ہے مگر فرق یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک
حسن و قبح عقلی اس بات کو نہین چاہتا کہ بندی کیلئے اوسمین حکم الٰہی صادر ہو
اور معتزلہ کہتے ہین کہ حسن و قبح عقلی ہی اللہ تعالی کی طرف سے حکم کا موجب ہے
اسلئے کہ اوسکے سوا کوئی اور حاکم نہین ہے اگر بالفرض نہ شرع ہوتی نہ رسول
مبعوث ہوتے اور اللہ تعالے افعال ایجاد کرتا تب بھی یہ احکام اسی طرح واجب
ہوتے جسطرح شرع نے اب واجب کئے ہین اور معتزلہ کا قول ہے کہ بندہ خالق ہے
اپنے افعال اختیاریہ کا اور بعض افعال اوس سے بطریق مباشرت کے پیدا
ہوتے ہین اور بعض بطریق تولید کے معنی تولید کے یہ ہین کہ فاعل کے ایک فعل سے
دوسرا فعل واجب ہو جائے جیسے انگلی کا ہلنا واجب کر دیتا ہے چھلے کے ہلنے
کو اگرچہ اس دوسرے کام کا بندہ اصلا قصد نہین کرتا مگر موجد انکا بھی وہی ہوتا ہے
ہان اسقدر ہے کہ ایک اور فعل کا توسط ضرور ہوتا ہے اور چونکہ انکے نزدیک بندہ
اپنے افعال کا خالق ہے اسلئے جزا اون افعال کی حقیقۃً خدا پر حق بندونکا ہے
اور امر خیر اللہ کی ارادہ سے ہوتا ہے اور کفر و عصیان بندونکے باختیار خود ہوتے
ہین خدا کے ارادی اور مشیت کو اس مین دخل نہین بلکہ وہ ہر مخلوق سے ارادہ
اسلام و طاعت کا کرتا ہے چنانچہ امر کرتا ہے اسلام و طاعت کا اور جس چیز کی
نہی کرتا ہے کفر و معصیت سے اوسکی نسبت ارادہ نہین کرتا ہی اور اکثر معتزلہ

سب کہتے ہین کہ استطاعت یعنی قدرت فعل سے قبل ہوتی ہے اور بعض معتزلہ مثل
نجا ر اور محمد بن عیسی اور ابو عیسی وراق وغیرہ کا مذہب یہ ہی کہ قدرت فعل کیسا تہ ہوتی
ہے جو رائے اہل سنت کی ہے ۔ اور کہتے ہین کہ مقتول کی موت قاتل کے قتل سے
پیدا ہوتی ہے اسی طرح مسموم کی موت زہر دینے والے کے فعل سے بس موت بندے
کے افعال مین سے ہے خدا کا فعل نہین اگر قاتل اوسے قتل نکرتا یا زہر دینے والا
زہر ندیتا تو جو وقت موت کا اوسکی خدائی تعالی نے مقدر کیا تہا اوس وقت تک
جیتا قاتل نے تقدیر الٰہی کو بدل ڈالا اسی لئے اوسکا یہ فعل شرعًا وعقلًا مذموم ہوتا ہے اور
کعبی کے نزدیک مقتول کے لئے دو اجل ہین ایک قتل دوسری موت اگر وہ قاتل کے
ہاتہ سے مارا نجاتا تو اپنے وعدے تک یعنی موت کیوقت تک جیتا اگرچہ عمومًا معتزلہ
اسکے قائل ہین کہ مقتول اپنے وعدے پر جو خدانے اوسکے لئے مقرر کردیا ہے نہین مرتا ہے
فرق دونون رایونمین یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک تو قتل و موت دونون پر لفظ موت کا
اطلاق درست ہے اور کعبی کہتا ہے کہ قتل کو موت نکہنا چاہئے موت وہی ہے
جو اپنے وعدے پر مری مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہی اور بندے کے فعل
کا نام قتل اور انکے نزدیک تکلیف مالایطاق کے ساتہ بندے کا مکلف ہونا عقل ہی
تجویز نہین کرتی ۔ اور معتزلہ کہتے ہین کہ حرام رزق نہین کیونکہ رزق وہ مملوک ہی جسکو مالک
کہائے اور شارع نے اوسمین تصرف کرنیکا حکم بہی دیدیا ہو اسصورت مین شراب اور
سؤر جو کسی مسلمان کی مملوک ہامون رزق نہین ہوسکتے اسلئے کہ شارع نے انمین تصرف
کرنیکی اجازت نہین دی ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جس شخص نے عمر بہر حرام چیز
کہائی تو اوسنے رزق الٰہی نہین کہایا وہ اپنے طور پر مفت پالتا رہا حالانکہ ہر جاندار کو اللہ ہی
رزق پہونچاتا ہے اور ہدایت اور ضلالت انسان بطریق مباشرت کے پیدا کرتا ہے
اور پہر کامیابی انکی اسی مباشرت سے بطریق تولید کے پیدا ہوتی ہے خدا

تعالی سے پیدا کرنے کو امین دخل نہین ورنہ اللہ تعالی کی مشیت کو ادنسی تعلق ہے۔ اور
اصلح و لطف اور ثواب و عذاب اور الآم کا عوض یہ پانچ چیزین حق تعالی پر واجب ہین
اور بخل لازم آتا ہے اسلیے کہ جب اوسکے اختیار مین یہ ساری باتین ہین اور اونکے
واسطے کوئی مانع بھی نہین ہے تو پھر انکا ترک کرنا بخل کیونکر نہوگا اور یہ عیب ہے جس سے
ذات باری منزہ ہے اور کفار و فساق کو ہمیشہ دوزخ مین رکھنا اور کبھی عذاب
سے نجات نہ دینا بھی اونکے واسطے آخرت مین اصلح ہے اور اونکے اعمال کو باطل
کرنا اور اونپر لعنت فرمانا یہ دنیا مین اونکے لئے اصلح ہے اور کہتے ہین عرش سے
مراد ملک ہی اور کرسی سے علم اس آیت مین وسع کرسیہ السموات والارض کرسی کو علم
کے معنی مین کہتے ہین یعنی علم الٰہی مین آسمانون اور زمین کی سمائی ہے یہی رائے
شیعہ کی ہے[1] اور تمام معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر معدوم کی ذات و حقیقت باطل ہو
جائے تو اوسکا اعادہ محال ہے اور اہل سنت کے نزدیک اعادہ کی صحت اسپر موقوف نہین
کہ عدم مین ذات باقی رہے اور معتزلہ کی یہ بھی رائے ہے کہ اعادہ جواہر کا صحیح ہے
اور اون اعراض کا اعادہ جو باقی نہین رہتے ممنوع ہے اور جو اعراض باقی رہتے ہین
اور وہ متولدات مین سے نہین ہین تو اونکا اعادہ بالاتفاق صحیح ہے اور متولدات
کے اندازہ مین خلاف ہے۔ اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر نکیر کے
منکر ہین مگر صالحی کہتا ہے کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے میت کی واقع ہوگی اور اونکی
جبائی وغیرہ بعض معتزلہ اون فرشتون کا منکر و نکیر نام رکھنا ناپسند کرتے ہین علامات
قیامت کے منکر ہین یاجوج و ماجوج اور دجال کے خروج کے قائل نہین[2] بعض معتزلہ
کہتے ہین کہ میزان کا ہونا جائز ہے مگر ثبوت کے قائل نہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ
بات محال ہے اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وزن اور میزان کا ذکر ہے اوسکا

---

[1] دیکھو تمہید معین نسفی ۱۲ [2] دیکھو تذکرۃ المذاہب مولفہ ابن سراج ۱۲

مطلب ہے کہ پورا پورا انصاف کیا جائیگا ذرا فرق ہوگا اس بیان سے در اصل
ترازو مراد نہین کیونکہ اعمال اعراض ہین اونکا تُلنا ممکن نہین کیونکہ ہلکا بہاری ہونا
جواہر کے شان سے ہے اور خداتعالی ان سب کا عالم بھی ہے پہر تولنے کا کیا فائدہ
اور نیکی بدی کے صحیفے ہاتہون مین دینا بھی عبث ہے اور کراما کاتبین کے بھی منکر ہین اسلیے
کہ بندہ جو کچھ کرتا ہے اللہ اوس سے بخوبی واقف ہے اور محافظین کی وہان ضرورت
ہوتی ہے جہان علم حاصل نہ ہوسکے پس کراما کاتبین اوس صورت مین ہوتے کہ اللہ
تعالی جاہل ہوتا اور جو بندی کرتے اوسکا علم اوسے نہوتا اور حوض کو ثابت نہین کرتے
اور ابو الہذیل اور بشر بن معتمر پل صراط کے جواز کے قائل ہین مگر اوسکے وقوع کے منکر
ہین اور اکثر معتزلہ بالکل منکر ہین جواز کے بھی قائل نہین اور جبائی کے اقوال دیکہنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارہ مین متردد ہے اور دوزخ وجنت اب موجود نہین ہین
قیامت کو موجود ہونگی اور جب اللہ تعالی نفخۂ اولے کا حکم دیگا تو ساری اسمان و زمین
اور جنت و دوزخ اور ارواح فنا ہوجائینگے پہر قیامت کی دن اللہ دوبارہ اونہین پیدا
کریگا اور یہ کہتے ہین کہ حقیقت ایمان مین تصدیق کے ساتہ اعمال بھی داخل ہین اسلیے
انکے نزدیک مرتکب کبیرہ مومن نہین ایمان سے خارج ہے مگر ایسے شخص کو کافر
اسواسطے نہین جانتے کہ صحابہ اور قضاۃ مرتکب کبیرہ پر زنا اور شرب خمر وغیرہ مین
حد جاری کیا کرتے تہے اور اپنے ملک سے بدر نہین کرتے تہے اور نہ قتل کراتے
تہے اور اونکی لاشونکو مسلمانونکے مقابر مین دفن ہونے دیتے تہے حالانکہ کافر کے ساتہ
ایسے معاملات بالاجماع ناجائز ہین اور اسی کا نام اونہون نے منزلۃ بین المنزلتین
رکہا ہے منزلتین کفر وایمان ہوی اور درمیانی منزل فسق ہے پس ایسا شخص فاسق ہے
اور شرک کا بخشنا شرعًا وعقلًا ممتنع کہتے ہین جیسا کہ ماتریدیہ کا مذہب ہے

سلہ دیکہو تمہید معین نسفی ۱۲

اور گناہ کبیرہ بھی بغیر توبہ کے انکے نزدیک نہین بخشے جاینگے اور یہ تفسیر ما دون ذلک
لمن یشاء مین ذنوب کو توبہ کے ساتھ مقید کرتے ہین اور بعض معتزلہ کی رای یہ ہے
کہ جب بندہ کبائر سے اجتناب کرتا ہے تو اوسکے لئے عذاب ہونا جائز نہین بلکہ وہ واجب
الغفران ہے بعض شفاعت کی منکر ہین اور بعض حق غیر صاحب کبیرہ مین شفاعت جائز
رکھتے ہین انکے نزدیک تین قسم کے لوگون کی شفاعت ہوگی (۱) جو کبائر سے
بچتے ہین اور صغائر کا ارتکاب کرتے ہین تو انکی صغائر کی معافی کے لئے
انبیاء و ملائکہ کی شفاعت ہوگی (۲) جو کبیرہ کرکے توبہ کر لیتے ہین تو ایسون کی قبولیت
توبہ کے لئے انبیاء و ملائکہ کی شفاعت ہوگی (۳) جو کبائر و صغائر سے بچتے ہین
انکی شفاعت زیادتی ثواب کیلئے انبیاء و اولیا کی طرف سے ہوگی۔ غرض کہ عذاب
کبائر سے نجات پانیکے لئے شفاعت ہوگی اور اگر مرتکب کبیرہ توبہ کے بغیر مرجائیگا
تو ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور انکی رائے یہ ہے کہ ایمان باطن سے تعلق رکھتا ہے اور
اسلام ظاہر سے چنانچہ انکے نزدیک فاسق مسلم ہے نہ مومن شرح عمدہ نسفی مصنفہ
ملا نکساری مین کہ عامہ معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ارکان دین یعنی توحید و
نبوت و نماز و روزہ وغیرہ کا اعتقاد بطور تقلید کے رکھے تو ایسا شخص نہ مومن ہے
نہ کافر اور ابو ہاشم کے نزدیک کافر ہے تو اسکی رائے یہ ہے کہ جب دلیل عقلی سے
اعتقاد ثبوت کو پہنچے اوسوقت مومن تسلیم کرنا چاہئے اور معتزلہ میثاق لینے کے
منکر ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے کسی سے کلام نہین کیا نہ آدمؑ سے نہ نوحؑ
سے نہ ابراہیمؑ سے نہ موسیٰؑ سے نہ عیسیٰؑ سے نہ محمدؐ سے نہ جبرئیلؑ سے نہ میکائیلؑ سے

ف۱ اللہ نہین بخشتا ہی کمتر شرک سے جسکو چاہے ۱۲ ف۲ اربعین مین ہے اتفقت الامۃ علی اثبات الشفاعۃ
الا ان المعتزلۃ قالوا تاثیرہا فی ایصال زیادۃ النعم الی اہل الثواب و اصحابنا قالوا ذلک حق و
من جملۃ تاثیراتہا اسقاط العقاب عن اہل العقاب ۱۲ منہ

۔ اسرافیل سے علیہم السلام اور نہ حاملان عرش سے اور نہ انکی طرف دیکھیگا جیسا کہ بات نہیں کرتا ہے شیطان اور یہود و نصاری سے[1] اور معتزلہ کہتے ہین کہ عقل نہین تجویز کرتی کہ انبیا سے عمداً کبائر سرزد ہون اور انبیا مین سے کسی ایک کی فضیلت کے دوسری پر قائل نہین سبکو برابر جانتے ہین ۔ اور کرامات اولیا کا انکار کیا ہے اسوجہ کہ اولیا کی خرق عادت کے وقوع مین معجزے کے ساتھ اشتباہ ہوگا پھر اسصورت مین نبی اور غیر نبی مین تمیز کرنا مشکل ہے مگر ابو الحسین بصری معتزلی اور اوسکا شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہین اور معراج کے منکر ہین کہتے ہین کہ اوسکا ثبوت خبر احاد سے ہے اور خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے نہ اعتقاد کو مگر بیت المقدس تک جانیکے منکر نہین[2] اور انکے نزدیک مجتہد کی رای مین کبھی غلطی نہین ہوتی جیسا کہ عامۂ متکلمین اشاعرہ کی رای ہے ۔ اور انکا عموماً یہ قول ہے کہ ملائکہ علوی افضل ہین انبیا سے اور انکے نزدیک بندون پر امام کا مقرر کرنا عقلاً واجب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لئے نص نہین کی تھی اور امام کا قریشی ہونا مشروط نہین ہے ۔ اور انکے نزدیک عبادت کا ثواب سوا فاعل کے غیر کو نہین پہونچتا خواہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ مرکب ہو مال اور بدن سے کیونکہ قضا و قدر نہین بدل سکتی پس دعا لغو ہے کچھ اوس سے فائدہ نہین ہوسکتا کیونکہ جس بات کی دعا کیجاتی ہے اگر وہ مقدر کے مطابق ہے تو اوسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہوگی تو اوسکا موجود ہونا ناممکن ہے اسی سبب سے انکے مردے استغفار اور صدقات سے کہ نجات کا بڑا وسیلہ ہے محروم رہتے ہین ۔

[1] دیکھو غنیۃ الطالبین ۱۲ [2] عمدۃ العقائد مین ابو البرکات نسفی نے کہا ہے کرامات الاولیاء جائزۃ خلافاً للبھشمیۃ والی اسحاق من الاشعریۃ اس سے یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ سوای بہشمیہ کے اور فرقہای معتزلہ بھی کرامات اولیا کے قائل ہین اسمین شک نہین کہ بہشمیہ کا لفظ بیان نا مناسب واقع ہوا ہے اور کرامت اولیا کی ثبوت مین دلائل عقلی و نقلی نہایت بسط کے ساتھ ہمنے تذکرۃ السلوک مین لکھی ہین ۱۲ منہ

[3] دیکھو غنیہ ۱۲

اور ساری معتزلہ سوای کعبی اور ابو الہذیل اور ابو الحسین بصری کے یہ کہتے ہین کہ معدوم
بہی ایک شی ہے اور عالم واقع مین ثابت ہے مگر اسی قدر ہے کہ اوسکو وجود نہین
ملا ہے اگر وجود ملجای تو وہ موجود ہو جائے اوس مرتبہ کو انکے اصطلاح مین ثبوت
اور تقرر کا مرتبہ کہتے ہین اور دلیل انکی یہ ہے کہ ممکن اپنی وجود کے قبل یا تو واجب ہوگا یا
ممتنع اور ان دونو صورتون مین وجود کے وقت انقلاب لازم آتا ہے پس یہ غلط ہے
تو یہی رہا کہ ممکن اپنے وجود سے پیشتر بہی ممکن ہوگا اور امکان ایک ایسی صفت ہے
جسکے لیے موصوف کا ہونا ضرور ہے تو دیکہنا چاہیے کہ وہ ثابت ہے یا موجود اگر موجود
ہوگا تو پہر وجود اوسکو حاصل ہونا تحصیل حاصل ہے اسلئے یہ باطل ہے تو باقی یہ رہا کہ وہ ثابت
ہوگا یہی مدعا ہے یعنی ممکن اپنے عدم کیوقت مین ثابت ہے اور موجود نہین ہے اور
منشا اس قول کا یہ ہے کہ ان لوگونکے نزدیک وجود مین اور ماہیت مین فرق ہے
کہ ماہیت ہوتی ہے اور اوسکو وجود عارض نہین ہوتا یہی مرتبہ تقرر کا ہے اسکو
معدوم ثابت کہتے ہین مگر موجود نہین کہہ سکتے موجود جب کہینگے کہ اوسکو وجود
ملجاتے اور اس قسم کے معدوم مین ممکن کی قید اسواسطے لگا دیتے ہین کہ جو معدوم ایسا
ہو بلکہ ممتنع ہو اوسکو تقرر کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا وہ بالاتفاق کچہ چیز نہین اور
صوفیہ بہی اعیان ثابتہ کے عالم کی پیدایش سے قبل قائل ہین — اور اشاعرہ و
ماتریدیہ و حنابلہ کہتے ہین کہ معدوم کچہ بہی نہین ممتنع ہو یا ممکن کیونکہ انکے نزدیک
وجود اور نفس حقیقت یا ماہیت مین ذرا فرق نہین ہے پس جب وجود نہوگا تو ماہیت
بہی نہوگی اور یہ بات نامعقول ہے کہ ایک چیز سے عالم عدم مین وجود منفک ہو اور
پہر اوسکو کسی قسم کا ثبوت ہو اگر اوسکو عالم عدم مین تقرر حاصل ہوگا تو وہ ایک ہی
وقت مین موجود بہی ہوگی اور معدوم بہی ہوگی اور یہ بالکل خلاف قیاس ہے اسلئے
کہ وجود کے کوئی اور معنی ہی نہین سوائے ثبوت اور تحقق اور تقرر کے معدوم ہی

لینا اور اوسکے واسطے ثبوت بھی ڈھونڈھنا جو بلاشبہ حرکات و سکنات کو چاہتا ہے
بالکل سفسطہ ہے اور معدوم ثابت کی ابطال کی بڑی ضرورت اسلیئے ہے کہ اہل سنت
اس بات کے معترف ہین کہ اللہ تعالے کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہین اور معدومات
کی ثبوت کی صورت مین یہ جائز ہو جائیگا کہ بعض معدومات ثابتہ سے تو قدرت
کو تعلق حاصل ہووے اور بعض کیساتہ کسی خصوصیت کی وجہ سے نہو بلکہ علی العموم معدومات
ثابت مقدوریت کے دائرہ سے نکل جائینگے اسلیئے کہ جسکو عدم مین ثبوت حاصل ہوگا
وہ ازلی ہوگی پس قدرت الٰہی اوسکی ذات کے ساتہ کسطرح متعلق ہو سکتی ہے پہر اگر
قدرت کا تعلق اسنے مانا جائیگا تو اسقدر کہ وجود اوسنے عطا کیا تو خدای تعالے
ممکنات کا خالق اصلی اور موجد نہین بن سکتا اور نہ اوسکو کسی چیز کی ایجاد پر قدرت ہو
سکتی ہے اور بعض صریح ہے معتزلہ اہل سنت کیساتہ پانچ باتو مین بحث رکھتے ہین
(۱) مسئلہ صفات (۲) مسئلہ رویت (۳) مسئلہ وعد و وعید (۴) مسئلہ
ایجاد افعال (۵) مسئلہ مشیت ابن حزم نے ملل و نحل مین کہا ہی معتزلہ کا عمدہ کلام وعد اور وعید و قدر مین
ہیں جو کوئی یہ کہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور قدر کو ثابت کرے یعنی یہ کہے کہ بندی
کے ساری افعال اللہ کی قضا و قدر سے ہین اور آخرت مین اللہ کے دیدار ہونے
کا اقرار کرتا ہو اور جو صفات الٰہی قرآن و حدیث مین مذکور ہین اونہین ثابت کرے اور
صاحب کبیرہ کو دائرہ ایمان سے خارج نکرے وہ معتزلی نہین اگرچہ تمام عقائد مین
معتزلہ کے ساتہ موافقت رکہتا ہو یہ بیان مجمعاً معتزلہ کے عقائد کا ہے
بعض بعض باتو مین انمین آپس مین اختلاف ہے ابو ہذیل علاف نے دس مسئلو مین
اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور ابراہیم بن سیار نظام نے تیرہ مسئلو مین معتزلہ
کے ساتہ مخالفت کی ہے۔ اور بشر بن معتمر نے چہہ مسئلو مین اپنے اصحاب کا خلاف
کیا۔ اور معمر بن عباد سلمی نے چار مسئلو مین اپنے اصحاب سے مخالفت کی۔

اور ابو موسی مردار نے تین مسلوں مین اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے ہشام بن
عمرو فوطی نے سات مسلوں مین اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور عمرو بن بحر جاحظ
نے پانچ مسلوں مین اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ثمامہ بن اشرس نمیری
نے چھ مسلوں مین اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط
اور اوسکے تبع معتزلہ بغداد کہلاتے ہین اور محمد بن عبد الوہاب جبائی اور اوسکا
ابو ہاشم اور اون سکے تبع معتزلہ بصرہ مشہور ہین دس مسئلونکے اندر معتزلہ بغداد و
بصرہ مین اختلاف ہے اور جبائی اور اوسکے بیٹے مین مسئلہ احوال اور مسئلہ صلاح و
اصلح مین اختلاف ہے اور احمد بن جایط نے اپنے استاد نظام کے مذہب پر تین باتین
زیادہ کی ہین (۱) تناسخ کا قول (۲) آیات اور اخبار جسقدر رویت الٰہی کے باب
مین وارد ہین اونہین رویت عقل فعال پر حمل کیا (۳) قیامت کو مسیح محاسب ہونگے
اسلیے معتزلہ بہت سے فرقے ہوگئے ہین انمین سے ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے
اول واصلیہ ابی حذیفہ واصل بن عطا کے تبع ہین اسکے فرقہ حسینیہ بھی کہتے
ہین حسن بصری کی طرف منسوب کرکے اسکا اعتزال چار قواعد پر رکھا ہے اول
نفی صفات باری دوسرے قول بقدر تیسرے مرتکب کبیرہ درمیان منزل کفر و ایمان
کے ہے چوتھے مرتکب کبیرہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا ایک قول اوسکا یہ بھی ہے
کہ اصحاب جمل و صفین اور قاتلان حضرت عثمان اور جانبداران حضرت عثمان مین
سے ایک گروہ غیر معین مخطی ہے پس حضرت علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم مین
جنگ جمل کے بعد سے اہلیت شہادت کی نہین رہی تھی انکا قول متروک ہے حضرت
عثمان کا حال مرتکب کبیرہ کا سا ہونا جانتا تھا اور واصل حضرت علی کو حضرت
ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا تھا اگرچہ قائل امامت شیخین کا تھا پہلے واصل ہی نے
احکام شرعیہ کی تقسیم کی اور کہا کہ حق کے ثبوت کے چار طریقے ہین قرآن ناطق حجت

متفق علیہ اجماع امت اعقل حجت یعنی قیاس واصل نے اور بھی چند مسائل اور اصطلاحین
قائم کین مثلاً یہ کہ عموم وخصوص دو جداگانہ مفہوم ہین نسخ صرف امر ونواہی مین ہوسکتا
ہے اخبار و واقعات مین نسخ کا احتمال نہین ان مسائل کے لحاظ سے اصول
فقہ مین اولیت کا فخر واصل کیطرف منسوب کیا جاسکتا ہے لیکن اوسی قسم کی اولیت
ہوگی جس طرح نحو کے دو تین قاعدونکے بیان کرنے سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علی
علیہ السلام فن نحو کے موجد ہین ورنہ واصل ہی نے علم کلام[2] مین اول تصنیف کی تھی —
یہ شخص سنہ ۸۰ھ مین مدینہ مین پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۳۱ھ مین مرگیا —

دوم عمریہ یہ عمرو بن عبید کے اصحاب ہین جو شاگرد واصل بن عطا کا تھا اسکا
مذہب بھی مثل واصلیہ کے ہے مگر اس مسئلہ مین منفرد ہوا کہ اصحاب جمل وصفین اور
حضرت عثمان کے جھگڑے مین شریک رہے ہین وہ تمام فاسق ہین اور مسائل تقدیر مین
قدریہ کے مطابق ہے بلکہ بہت بڑھا ہوا ہے یہ عمرو منجملہ دعاۃ یزید ناقص بن ولید بن عبدالملک
بن مروان کے تھا ایام حکومت بنی امیہ مین پھر جب منصور خلیفہ عباسی والی ہوا تو
اوسکی امامت کا قائل ہوگیا سمعانی نے کتاب انساب مین کہا ہے کہ جبکہ
اختلاف ہوا کہ خوارج تو مرتکب کبیرہ کو کافر کہنے لگے اور ایک جماعت نے کہا اگرچہ
اونھون نے فسق کیا ہے مگر مومن ہین تو واصل نے دونون گروہ سے اختلاف
کیا اور کہا مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر تو حسن نے اپنی مجلس سے اوسے بدر کردیا
اور واصل نے بھی اونہین چھوڑ دیا اور عمرو بن عبید واصل کی صحبت مین شریک

---

[1] ان مسائل کو ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل مین واصل بن عطا کی طرف منسوب کیا ہے ۱۲

[2] کتاب الاوائل کی یہ عبارت ہے اول من صنف فی الکلام ابو حذیفہ واصل بن عطا قال ابو عثمان لم یعرف
فی الاسلام کتاب کتب علی اصناف الملحدین علی طبقات الخوارج وعلی غالیۃ الشیعۃ والمباینین
فی قول الحشویۃ فسبیل واصل بن عطا وکل اصل تجدہ فی ایدی العلماء فی الکلام وصنف الاحکام
نا ناسنہ ۱۲

ہو گیا اسلئے یہ دونون اور انکے متبع معتزلہ کہلانے لگے

سوم ہذلیہ یہ ابو ہذیل حمدان بن ہذیل علاف شیخ المعتزلہ کے پیرو ہین انہون نے

محمد

عثمان بن خالد طویل شاگرد واصل بن عطا سے علم حاصل کیا تہا اور استطاعت کو
ایک عرض منجملہ اعراض کے بتاتا تہا اور کہتا تہا کہ استطاعت صحت وسلامتی کا نام
نہین ہے اور کہتا تہا کہ افعال دل اور افعال اعضا مین فرق ہے اور اوسکا عقیدہ تہا
کہ بندے افعال دل اوسکی قدرت کے بدون موجود نہین ہو سکتے اور استطاعت حالت
فعل مین قدرت کے ساتہ ہوا کرتی ہے اور افعال اعضا کو بندے کی قدرت کے
بدون بہی جائز بتاتا تہا اور کہتا تہا کہ فعل اعضا سے قدرت مقدم ہوتی ہے اور کعبی
نے ابو ہذیل سے نقل کی ہے کہ اوسکا اعتقاد یہ تہا کہ اللہ تعالے کا ارادہ اوسکی مراد
سے غیر ہے اور دلیل اوسپر یہ ہے کہ ارادہ اوسکا شے کا پیدا کرنا ہے اور شی کے
پیدا کرنے مین اور نفس شی مین فرق ہے اور کہتا تہا کہ اللہ تعالے کو جو سمیع اور بصیر
کہتے ہین اوسکے یہ معنے ہین کہ وہ زمانہ آیندہ مین سنیگا اور زمانہ آیندہ مین دیکہیگا اسی
طرح لفظ غفور اور رحیم اور محسن اور خالق اور رازق اور آمر اور ناہی وغیرہ کے معانی
بیان کرتا تہا کہتا تہا کہ ساری طاعات کیا فرائض اور کیا نوافل ایمان ہین اور کہتا
تہا کہ باری تعالے عالم بعلم ہے اوسکا علم بہی اوسکی ذات ہے اور قادر بقدرت
ہے اوسکی قدرت بہی اوسکی ذات ہے الخ وغیرہ اور یہ عقیدہ اوسنے اقوال فلاسفہ
سے اخذ کیا تہا جنکا قول یہ ہے کہ ذات بیچون تمام جہتون سے واحد ہے اور کسی طرح
کثرت کو اوسمین راہ نہین اور صفات الہی سوای ذات الہی کے کوئی دوسری چیز
نہین جو اوسکے ساتہ قائم ہون جتنی صفات اوسکی ثابت ہون وہ یا تو سلوب ہین یا
لوازم ہین سلوب اون چیزون کو کہتے ہین کہ نسبت سلب کئے بدون باری تعالے
کی صفت نہین ہو سکین جیسے جسم اور جوہر اور عرض جب سلب کرنے لگا دو ہو جاتا ہے

اور اوسکی علامت یعنی حرف ھی لے آئے ہین تو اوسوقت یہ اللہ تعالے کی صفت واقع ہوسکتے ہین مثلاً اللہ تعالے نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے اور لوازم کی مراد یہ ہے کہ واجب الوجود کا وجود عین ماہیت ہے اور اوسکی وحدت حقیقی ہے فرق مذہب ابو ہذیل اور فلاسفہ مین یہ ہے کہ فلاسفہ تمام صفات کے نافی ہین اور ابو ہذیل ایسی صفات ثابت کرتا ہے جو اوسکی ذات کی عین ہیں یا ایسی ذات ثابت کرتا ہے جو صفات کی عین ہے دونون مین کوئی فرق نہین بتاتا ایک ہی کہتا ہے اور ابو ہذیل نے اللہ تعالے کو ایک ایسی ارادہ حادث کا مرید کہا تھا جسکے لئے کوئی محل نہین ہے اور اپنے زعم مین اللہ تعالے کو اس ارادہ کے ساتھ متصف جانتا تھا اور قول پہلے اوسی نے نکالا ہے پھر جو قائل اس کا ہوا اوس عقیدہ مخصوص مین ابو ہذیل کا متبع سمجھنا چاہیے اور کہا کہ بعض کلام الٰہی کے لئے محل معین ہے جیسے قول کن اور بعض کے واسطے محل ہے جیسے امر و نہی اور خبر اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب ایجاد ممکنات لفظ کن سے ہوئی ہے تو اوسکے واسطے محل کہا نسے نکلے گا پس اوسکے عقیدے کی روسے امر تکوین اور امر تکلیف مین فرق ہے یعنی اللہ تعالے کا کسی معدوم کو حکم دینا کہ موجود ہو جا جدا ہے اور بندونکو کسی کام کے کرنے کا حکم دینا یا کسی کام کے کرنے سے منع فرمانا یہ علیحدہ ہے پہلی مثال امر تکوین کی ہے اور دوسری امر تکلیف کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ ابو ہذیل کے نزدیک کلام الٰہی عرض ہے اور پھر اسکی دو قسمین ہین (۱) بعض عرض بے محل بھی قائم ہوسکتا ہے (۲) بعض عرض ایسا ہے کہ وہ محل کے ساتھ قائم ہو پہلی صورت کی مثال لفظ کن یعنی ہوے کہ وہ کسی موجود ممکن کے ساتھ قائم نہین ہوتا اسواسطے کہ سارے ممکنات کا حدوث اوسی کلمہ کے بدولت ہوا ہے تو وہ وجود مین کل مخلوقات سے مقدم ہوگا اور دوسری قسم کی مثال امر و نہی ہین کہ

متکلمین کے ساتھ قائم ہوتے ہین کہ یہی اوسکے محل ہین اور ابو ہذیل نے کہا ہے کہ اللہ
کے مقدورات منتہی ہین اب وہ نہ کسی شئے کے احداث پر اور نہ کسی شئے کی فنا پر قدرت
رکھتا ہے نہ کسی کے مارنے پر نہ کسی کے جلانے پر اہل جنت و دوزخ کی حرکات منقطع ہو کر
سکون دائمی ہو جائے گا اور اسی سکون مین لذات اہل جنت کے واسطے اور آلام
اہل دوزخ کے لئے جمع ہو جاوینگے چونکہ یہ مذہب جہم بن صفوان کا یہی ہے کہ جنت
و دوزخ فنا ہو جاوینگے اسلئے معتزلہ ابو ہذیل کو جہمی الآخرۃ کہا کرتے تھے اور ابو
ہذیل کہتا تھا کہ مرد مقتول اگر قتل نکیا جاتا تو بھی اوسی وقت پر مرجاتا علم نہ بڑہے
نہ گھٹے اور غائب بات حجت قائم نہین ہوتی مگر جب کہ بیس شخص خبر دین درمیان
اوسکے اور ہشام بن حکم کے احکام تشبیہ مین مناظرات ہوئے تنبیہ علاف نے
عدل اور توحید اور وعد و وعید اور منزلت بین المنزلتین کا نام اصول خمسہ رکہا تھا

چہارم نظامیہ یہ اتباع ہین ابراہیم بن سیار نظام (بہ تشدید ظا معجمہ)
کے جو ایام معتصم مین تھا اسنے فلسفی مین نظر کی تہی اور فلاسفہ کی بہت سی باتون
کو معتزلہ کے کلام مین ملا دیا تھا چند مسائل مین منفرد ہوا اور جسنے اول اہل قبلہ
کے تکفیر کی ہے وہ یہی نظام ہے اوسکی اسی قول سے کہ عالم کے تمام جواہر
ایک جنس سے ہین یہ بات لازم آتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افعال

منہ شرح مواقف مین لکھا ہے کہ فرقہ ہذیلیہ کہتے ہین بعض کلامہ تعالے لا فی محل وہو کن وبعضہ فی محل کالامر والنہی
والاستخبار اس قول مجمل کی تفصیل جو ہم نے بیان کی اسکے سمجھ لینے کے بعد تم کو معلوم ہو جائیگا کہ نواب صدیق
حسنخان کا کشف الغمہ مین یہ ترجمہ کرنا (اور کہا بعض کلام اللہ کا بے محل ہے جیسے قول کن اور بعضی بمحل ہے
جیسے امر و نہی) بالکل غلط ہے اصل مطلب سمجھنے سے اونکی بے خبری ظاہر ہوتی ہے اور نواب صاحب کہتے
ہین کہ ابو ہذیل امور آخرت مین ہم مذہب جہم کا تھا واضح رہے کہ جب ابو ہذیل نے یہ کہا
کہ اللہ تعالے کے مقدورات منتہی ہین اور اہل جنت و نار کی حرکات منقطع ہو کر سکون دائم ہو جائیگا
تو معتزلہ نے ابو ہذیل کا نام جہمی الآخرت رکھدیا اور بعضے کہتے ہین وہ قدری الاول جہمی الآخرۃ ہے ۱۲ منہ

افعال ابلیس کی مثل ہوں اور حضرت عمر اور حضرت علی کی سیرت حجاج کی طرح ہو اسلئے کہ اتحاد جنس مستلزم ہے اتحاد آثار کو اور یہ دونوں قول باطل ہیں اور کہنا تہا اللہ کو برائیوں پر قدرت نہیں ہے اوسکی قدرت سے سلب ہو جاینگے بعد یہ واقع ہوتی ہیں آخرت میں اہل جنت و دوزخ کے واسطے ثواب و عذاب میں کمی بیشی کر دینا اوسکی قدرت میں نہیں ہے اوسکے نزدیک اللہ تعالے کی بڑی تنزیہ ہر انہوں نے یہی تھی کہ اوں پر اوسکو قادر نہ سمجہنا چاہیے اور اللہ کے ارادے کی اسطرح تفصیل کی تہی کہ اوسکا ارادہ اپنے کاموں کے لئے یہ ہے کہ وہ اونکو اپنے علم کے موافق پیدا کرتا ہے اور بندونکے افعال کے لئے ارادہ الٰہی یہ ہے کہ وہ اونکو اونکے کاموں کے کرنیکا حکم دیا کرتا ہے بندونکے سارے افعال حرکات ہیں روح ہی انسان ہے رہا بدن سو فقط وہ ایک آلہ ہے اور روح ایک جسم لطیف ہے بدن میں اسطرح ساری ہے جیسے گلاب گل میں اور تیل تل میں اور گھی دودھ میں اور جو کام قدرت سے باہر ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اوسی کا فعل ہے۔ شمس بازغہ میں مقالہ ثانیہ کی پہلی فصل میں مذکور ہے کہ جب نظّام معتزلی متکلم کو ابطال جزو لایتجزی کی دلائل معلوم ہوے اور کوئی شبہ اونپر وارد نکرسکا تو اون دلائل کو اوسے ماننا پڑا اور اس بات کا اقرار کیا کہ جسم اس بات کے قابل ہے کہ جتنا چاہیں اوسے تقسیم کرسکیں کہیں کسی حد پر اوسکی تقسیم رک نہیں سکتی مگر اوسنے اوس میں تفریق نکی جو شئے میں بالفعل موجود ہوتا ہے اور جو بالقوہ موجود ہوتا ہے اسلئے یہ خیال کر لیا کہ جبکہ جسم میں انقسامات نامتناہی ممکن ہیں تو وہ اوس میں بالفعل حاصل ہیں کیونکہ جو انقسام ممکن ہوتا ہے وہ بالفعل ہوتا ہے اور یہی رائے سارے متکلمین کی ہے کہ تقسیم اون اجزا کی ہوتی ہے جو بالفعل موجود ہوں پس نظّام کے نزدیک جسم ایسے اجزا سے بنا ہے

ے مستفاد از تمہید ہفتم غنیۃ الطالبین ۱۲

جو بالفعل غیر متناہی ہین اور اس رائے پر یہ لازم آیا کہ جسم مین اجزائی لایتجزی نامتناہی ہین باوجودیکہ نظام نے بظاہر متکلمین سے جو پہلے کے منکر ہین اس رائے مین خلاف کیا تہا کہ جسم متعدد اجزائی لایتجزی سے بنا ہے اور محقق طوسی کی شرح اشارات کے نمط اول مین جو جوہریت اجسام کے بیان مین ہے مذکور ہے کہ نظام کے اس قول سے کہ جسم بے انتہا بار تقسیم ہو سکتا ہے دو مقدمے پیدا ہوتے ہین (۱) جسم مین اشیائی غیر منقسم موجود ہین (۲) جو چیز ایسی ہو کہ جسم مین موجود ہو اور منقسم نہو وہ قسمت قبول نہین کرتی۔ نتیجہ ان دونون مقدموں سے یہ نکلا کہ جسم شامل ہے ایسی چیزون کو جو قسمت قبول نہین کرتین اور یہی جزو لایتجزی کا مطلب ہے۔ فرق اون متکلمین مین جو اجزائے لایتجزی کے مقر ہین اور نظام مین اسقدر ہے کہ اونکے نزدیک جسم اجزائی لایتجزی متناہی سے مرکب ہے اور اسکی رائے کے موافق غیر متناہی سے اور وہ لوگ صریحاً اس بات کے قائل ہین کہ جسم اجزائے لایتجزی سے بنا ہے اور نظام نے اسکا اقرار تو نہین کیا ہے مگر اوسکے قول سے جسم کا اجزائی لایتجزی سے مولف ہونا لازم آگیا۔ صدرا کے فصل ابطال جزو لایتجزی مین مذکور ہے کہ جب اون لوگون نے جنکے نزدیک اجزائی لایتجزی متناہی ہین اصحاب نظام پر مناظرہ مین یہ اعتراض کیا کہ تمہارے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی محدود مسافت کو متناہی زمانہ کے بغیر قطع کر سکین حرکت کے وقت جسم کے ہر جزو کے لئے ضرور ہے کہ وہ اپنے حیز سے نکل کر دوسرے حیز مین داخل ہو اور جب جسم کا ایک جز ایک حیز کو چہوڑ کر دوسرے حیز مین جائے تو دوسرا جز اوس حیز مین آئے اسی طرح تمام اجزا اپنے اپنے حیز کو بدلین اور جب جسم مین اجزا غیر متناہی ہوے تو مسافت بھی غیر متناہی زمانہ مین قطع ہو سکیگی تو اصحاب نظام نے اس اعتراض کی جواب مین یہ کہا کہ متحرک طفرہ کرتا ہے طفرہ ایسے

کہتے ہین کہ متحرک ایک جزو مسافت سے دوسری جزو مسافت کو اس طرح
طے کرے کہ ان دونون جزون کے درمیان مین بہت سے اجزائے باتتناہی بھی
طے ہو جاتے ہین اور نظام جواہر کو اعراض مجتمعہ سے مولف بتاتا تھا اور کبھی کہتا
تھا کہ رنگ و مزہ اور بو وغیرہ سارے اعراض اجسام ہین امام فخر الدین رازی
جلد اول تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۲ مین کہتے ہین کہ یہ جو مشہور ہے کہ نظام کے نزدیک
آواز جسم ہے یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ نظام اذکیاء الناس
مین سے تھا اوسکی شان سے بعید ہے کہ وہ آواز کی نسبت کہے کہ وہ جسم ہے
چونکہ اوسنے کہا ہے کہ آواز کی پیدا ہونے کا سبب ہوا کا تموج ہے جہال نے یہ خیال کر لیا
کہ نظام کی مراد یہ ہے کہ آواز عین ہوا ہے ۔ اور نظام یہ اعتقاد رکھتا تھا
کہ اللہ نے ساری موجودات کو یکبارگی اسی حالت پر پیدا کیا ہے جس پر وہ موجود ہے
تقدیم و تاخیر انمین نہین ہوئی ہے کہ آدم علیہ السلام اپنے اولاد سے پہلے پیدا ہوئے
ہان یہ ضرور ہوا ہے کہ اللہ نے بعض موجودات کو بعض مین چھپا رکھا تھا تقدم و تاخر
کمون و ظہور مین واقع ہوا ہے ۔ کہتا تھا علم مثل جہل مرکب کے ہے اور ایمان مثل

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۲۲

ے طفرہ یعنی جست جست راہ چلنا ۔ ستارز ترجمہ ملل و نحل
شہرستانی مترجمہ مصطفے بن خالق داد ہاشمی عباسی اور
اور خبیئة الاکوان مین جو نواب صدیق حسنخان مرحوم
نے نظام کی نسبت کہا ہے واحدث القول بالطفرة
یعنی نظام نے طفرہ کا قول نکالا ہے یہ صحیح نہین اسلئے
الشیخ الرئیس نے شفا مین تصریح کر دی ہے کہ انیقورس
جو حکمای متقدمین یونان مین سے ہے اور اوسکا یہی
یہی مذہب تھا جو نظام نے اختیار کیا ہے معترضین
کے اعتراض سے بچنے کے لئے وہ طفرہ کا قائل ہوا
تھا اور عبارت شفا کی یہ ہے ولما شنع اصحاب التجزی

علی ہولاء والجاءہم الی مسئلة النعل والذرة والسلحفاة
واحوجہم الی التجاز التجأ انیقورس فقالوا بالطفرة
یعنی جبکہ اون لوگون نے جو کہتے ہین کہ جسم مولف ہے اجزاء
لا یتجزی متناہی سے ان لوگون پر تشنیع کیا اور کہا
کہ تمہارے مذہب پر لازم آتا ہے کہ چیونٹی ایک جوتی پر
چلے تو اوسکی مسافت کو قطع نکر سکے اور سانپ با وجود
تیزروی کے کچھوے تک نہ پہنچ سکے تو انہون نے اوس
جہت کی طرف پناہ پکڑی جسکی طرف انیقورس نے پناہ
پکڑی تھی اور طفرہ کے قائل ہوئے ۱۲ منہ

لوگ کے قرآن کا اعجاز فقط اس بات سے ہے کہ غیب کی خبر دی ہے زمانہ گذشتہ
اور آیندہ کے معاملات کو بیان کیا ہے اور نظم قرآن معجز نہیں ہے اللہ نے نہیں
کیا کہ عرب اوسکے جواب کا اہتمام کر سکیں ورنہ اون لوگوں سے ایسا ممکن تہا کہ
اوسکی عبارت سے اچھی عبارت تیار کر لیتے نظام کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب کو یہ قدرت تہی کہ وہ مثل قرآن کے
عبارت تیار کر لیتے اور ویسا کلام کہہ سکتے جب حضرت سرور عالم رسول ہو کر آئے

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۹

یہ بقیہ سلف کی تعلیق ہے کہ اونہوں نے کہا ہے کہ جس وقت
نفس علم میں کسی شے کے مفہوم کو حاصل ہوتا ہے نام علم و جہل
ہے کہ یہی مفہوم انکشاف اور ادراک کا موجب
ہوتا ہے یہاں تک تو دونوں شریک ہیں پھر فرق اور
امتیاز علم و جہل میں ایک خارجی وجہ سے ہوتا ہے اور
یہ ہے کہ علم میں وہ مفہوم جسے وجود ذہنی اور صورت ذہنی
کہتے ہیں اپنی اصل کا جسے اوس صورت کہا کرتے ہیں مطابق
ہوتا ہے اور جہل میں مطابقت نہیں ہوتی یاد رہے کہ حقیقت
شے کا وجود خارج میں عینی اور ذہن میں صورت کہلاتا
اور وجود خارجی کا وجود اصلی اور عینی بھی نام ہے اور وجود
ذہنی کا نام وجود ظلی اور غیر اصلی بہی ہے اشیا کی جسقدر
احکام و آثار مترتب ہوتی ہیں وہ سب وجود خارجی پر مترتب
ہوتے ہیں مثلاً آگ جو جلاتی ہے اور روشنی پیدا کرتی
ہے اوسکے ان سب آثار کا منشا یہی وجود خارجی ہے
اور صورت کی وجہ سے ذہن میں شے کو امتیاز حاصل
ہوتا ہے سارے متکلمین سوائے امام رازی اور اوسکے متبعین
کے وجود ذہنی کے منکر ہیں اسلیے کہ اگر وجود ذہنی کی کچھ
اصل ہو تو جب گرمی یا سردی کا خیال ذہن میں کریں تو
چاہیے کہ ذہن گرم یا سرد ہو جائے خلاصہ کلام یہ ہے

کہ جہل مرکب علم کی ضد ہے اسلیے اگرچہ اس میں
بھی پورا پورا اعتقاد اور یقین حاصل ہوتا ہے مگر واقع
کے خلاف ہوتا ہے بخلاف اوس یقین کے جو علم
میں ہوتا ہے کہ وہ واقع کے مطابق ہوتا ہے جہل
مرکب یا تو کسی شبہ کی وجہ سے طبیعت میں راسخ ہو
جاتا ہے یا کسی کی تقلید سے جم جاتا ہے اور ایسے اعتقاد
کو جہل مرکب اسلیے کہتے ہیں کہ یہاں دو جہل ہوتے
ہیں ایک تو یہ کہ شے کی جو حالت اصلی ہے اوسکے
خلاف جانتا ہے اور حقیقت واقعی سے واقف نہیں
ہوتا دوسرے اس بات کا بہی اعتقاد ہوتا ہے
کہ جسقدر علم اوس شے کا مجھکو ہے وہ صحیح ہے
اور اس شے کی حالت اصلی اور امر واقعی کو میں
جانتا ہوں نفس الامر کے خلاف جاننا ایک جہل ہے
اور پھر اعتقاد اس بات کا رکھنا کہ میں واقع کے مطابق
جانتا ہوں دوسرا جہل ہے ۱۲ ۱۲ سلف امام فخر الدین
رازی کی تالیفات سے زبان فارسی میں ایک کتاب
ہے جسکا نام اونہوں نے حقائق الانوار فی دقائق الاسرار
رکہا ہے اسمیں ساٹھ علوم کے چیدہ چیدہ مسائل
جمع کیے ہیں علم دلائل الاعجاز کی فصل سوم میں لکہا ہے

وا اللہ پاک نے اونسے یہ قدرت سلب کرلی ۔ اجماع اور قیاس کے حجت ہونے کا
منکر تہا متواتر کو محتمل الکذب جانتا تہا قدر مین بڑا غالی تہا کہتا تہا اللہ کو بندے کے
افعال اختیاری مین کوئی مداخلت نہین ہے وہ آپ مختار ہے اور تشیع کی طرف
مائل تہا صحابہ مین طعن کرتا تہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اکذب الناس کہتا تہا کہتا تہا
کہ حضرت فاطمہ دختر رسول کو مار پڑی وہ میراث عترت سے منع کی گئین اور اوسکا
قول یہ تہا کہ امام کے لیے نص واجب ہے اور نبی کی طرف سے حضرت علی کے حق
مین نص ثابت ہے مگر حضرت عمر نے اوسے چہپایا اللہ کی معرفت کو قبل ورود
شرع کے واجب ٹہراتا تہا اور یہی مذہب ابوہذیل علاف کا ہے اور نکاح
کنیزان دار الحرب کو حرام کہتا تہا نماز تراویح کو ناجائز بتاتا تہا میقات حج سے
منع کرتا تہا انشقاق قمر کا مکذب تہا رویت جن کو محال جانتا تہا یہ اعتقاد رکہتا
تہا کہ اسقدر مال کی چوری سے جسکی مقدار پر زکوۃ واجب ہوتی ہو فاسق نہین
ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص ایک سو ننانوی درم چاندی یا انیس مثقال سونا یا
چار اونٹ یا ۳۹ عدد بہیڑ بکری یا ۲۹ عدد گائے بہینس چرالے تو وہ فاسق ہوگا

حاشیہ تتمہ صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰

اعجاز قرآن فصاحت ہست ہیچ شکے نیست در آنچہ عرب
از مثل قرآن عاجز بودہ ہست و آن از دو حال
بیرون نیست یا ایشان پیش از بیرون آمدن
قادر بودہ اند بر نظم مثل قرآن یا نبودہ اند اگر قادر
بودہ اند بایستی کہ ایشان را از نظم قرآن ہیچ تعجب
نبودی بلکہ از عاجز بودن خویشتن متعجب بودندے
چرا کہ اگر پیغمبر گوید کہ معجزہ آن ہست کہ من دست بر سر نہم
و شما ہیچ کس دست بر سر نتوانید نہاد و مردم را ہیچ تعجب
نباشد از قدرت او بر ان فعل بلکہ از عجز متعجب شوند و چون
ایشان از نفس قرآن عاجز یافتند معلوم شد کہ قرآن فی
نفسہ معجز ہست بعد اسکے امام نے دلیل سے ثابت
کیا ہے کہ اعجاز قرآن کا نہ فقط لفظ کی وجہ سے ہے
اور نہ صرف معنی کے لحاظ سے بلکہ اوس مناسبات کی
وجہ سے ہے جو لفظ و معنی کے اشتراک کے سبب
حاصل ہے اور اسیکا نام ہمنے کمال فصاحت رکہا ہے
پس معلوم ہوا کہ قرآن کا اعجاز فصاحت کے سبب سے ہے
۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۰

سلہ عمدۃ بل التوفیق والتشدید کی عبارت یہ ہے قال
النظام کانت العرب تقدر علی النطق بمثلہ قبل بعثہ علیہ
الصلوۃ والسلام فلما بعث سلبوا القدرۃ ۱۲ منہ
میقات وہ جگہ ہے جہان احرام حج باندہا کرتے ہین اور وہ
پانچ مقام ہین ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن

اور طلاق کنایہ سے واقع نہیں ہوتی اگرچہ جی مین نیت طلاق ہی کیون ہو —
اور لیٹنے سے اگر سو گیا تو وضو نہین ٹوٹتا جب تک حدث نہو نماز فائت کو قضا لازم
نہین جانتا تھا محمد بن شبیب اور ابو شمر اور یونس بن عمران اور فضل حدثی اور احمد بن
حائط اوسکے اصحاب تھے —

پنجم اسواریہ ابو علی عمرو بن قائد اسواری کے متبع ہین یہ سب باتوں مین نظامیہ کے
موافق ہو گئے ہین مگر ایک اس بات مین مختلف ہین کہ جس امر کو اللہ جانتا ہے کہ نکریگا
اوسکے کرنے پر قدرت نہین رکھتا ہے اور انسان اوسکے کرنے پر قادر ہے

ششم اسکافیہ پیرو ابو جعفر محمد بن عبد اللہ اسکافی ہین وہ بھی نظام کے
موافق تھا ساری بدعات مین مگر اسبات کا قائل تھا کہ اللہ کو ظلم عقلا پر قدرت
نہین ہے ظلم اطفال و مجانین پر قدرت ہے —

ہفتم جعفریہ یہ متبع ہین جعفر بن مبشر اور جعفر بن حرب بن میسرہ کے یہ بھی نظامیہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳۰

ے نصاب زکوٰۃ سونے کے بیس مثقال یعنی ۷½ تولہ
وزن دہلی ہے اور نصاب چاندی ۲۰۰ درم یعنی ۱۴۰
مثقال یعنی ۵۲½ تولہ جسکے ۵۴ ۶/۷ روپیہ بحساب
فی روپیہ ۱۱½ ماشہ اور ۵۶ روپیہ بحساب ۱۱¼ اور ۵۴½
روپیہ پورے توڑ کے بحساب ۱۲½ ماشہ اگرچہ زیادہ یعنی بارہ ماشہ
سے کچھ کم ہے سونے چاندی کے سکون اور مال پر
اور اسباب تجارت پر جسکی قیمت نصاب کو پہونچی
ہو چالیسواں حصہ لازم ہے اور نصاب بھیڑ بکری
کی چالیس ہین زکوٰۃ ایک عدد ہے نر ہو یا مادہ
اور نصاب اونٹ کی پانچ ہین پس پانچ سے چوبیس تک
ایک بکری لی جاتی ہے اور نصاب گائے بھینس کی
تیس عدد ہین اس نصاب مین پوری برس ورکا

بچھ گائے یا بھینس کا واجب ہے کذا فی نہایۃ الاولی
۱۲ منہ ے نواب صدیق حسنخان نے حجۃ الاکوان مین
لکھا ہے وزعم ان من سرق مائتی دینار فما دونہا
لم یفسق اور کشف الغمہ مین لکھا ہے یعتقاد رکھتا تھا کہ دو سو
دینار یا اس سے کم کی چوری سے کوئی فاسق
نہین ہوتا ہے انتہی یہ اونکی غلطی ہے نظام ایسے
چور کو ضرور فاسق اعتقاد کرتا تھا کیونکہ دو سو دینار
تو بڑی رقم ہے اس سے کم بھی زکوٰۃ واجب ہے اوسکا
چور اوسکی نزدیک فاسق ہے کشف الغمہ عن فرق
الامہ کے مسائل کے سہو پر تعجب کرنا چاہیے کیونکہ یہ
نواب صاحب کی ایک ہفتہ کی توجہ کا نتیجہ ہے اور
اسپر نواب صاحب کو بڑا فخر و ناز ہے ۱۲ منہ

کے موافق ہین اور اس بات کے قائل ہین کہ اس امت کے فساق مین ایسے لوگ بھی ہین جو یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بھی بدترین شارب خمر سے حد کو ساقط بتاتے تھے انکا یہ اعتقاد تھا کہ گناہان صغیرہ کا عامل سے ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے موجب ہین اور ایک حبہ کا سارق بھی فاسق ہے ایمان اوسکا جاتا رہتا ہے اگر کوئی مرد کسی مرد کے ہاتہ کسی عورت کے پاس پیغام بھیجکر اوس سے بیاہ کرنا چاہتا ہے پھر وہ عورت اوسکے پاس آئی اور یہ اوس سے صحبت کرے بغیر نکاح کے تو اوسپر کچہ حد نہین آتی ہے یہ صحبت اوس عورت کے ساتہ نکاح ٹھیرے گی ۔

ہشتم بشریہ اتباع بشر بن معتمر ہین اسکا یہ قول تھا کہ جسم مین اعراض جیسے طعم و لون و رائحہ اور ساری ادراکات سمع و بصر وغیرہ جائز ہے کہ بطور تولد حاصل ہون غیر کے فعل سے جسطرح ہے کہ ان اعراض کے اسباب غیر کے فعل سے واقع ہوتے ہین اور تولید کا قول معتزلہ مین اسی سے پہیلا ہے اور قدرت استطاعت مصروف ہے طرف سلامت بدن و اعضا کے اور اسمین افراط کرتا تھا اور طرف فلاسفہ طبعین کے میل رکھتا تھا اور کہتا تھا اللہ تعالیٰ تعذیب اطفال پر قادر ہے لیکن جب ایسا کریگا تو ظالم ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے عیب اوٹھانے کے لئے اسکی یہ راے ہے کہ جب وہ کسی بچہ کو عذاب دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بچہ عاقل بالغ عاصی عذاب کا مستحق ہوگا غرض کہ اسکے نزدیک اللہ ظلم پر قادر ہے مگر جب وہ ظلم کرے تو یون تاویل کرکے اوسے عادل ماننا چاہتے اور اللہ کا ارادہ منجملہ اوسکے افعال کے ہے پھر ارادہ دو طرح پر ہے ایک صفت فعل دوسرا صفت ذات اور لطف مخزون کا قائل تھا مگر کہتا تھا اللہ نے اوس لطف کو اسلیئے پیدا نہین کیا ہے کہ اللہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳۱

سلہ عورت کے نکاح سے باہر کرنے کو طلاق کہتے ہین اور کنایہ ایسے لفظ کو کہتے ہین جو طلاق مین مستعمل ہے مگر صریح لفظ طلاق نہین ۱۲ منہ سلہ حدث بفتح اول و دوم وضو ٹوٹنا بے وضو ہونا ۱۲ منہ

پر پھر ثواب دینا واجب ہو جاتا اور پہلی توبہ متوقف ہے دوسری توبہ پر اور توبہ نفع نہیں کرتی مگر جب کہ پھر وہ کام نہ کرے اگر پھر وہی کام کیا تو پہلی توبہ نافع نہیں ہوتی

ہم مرداریہ یہ متبع ہیں ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح معروف بہ مردار تلمیذ بشر بن معتمر کے یہ شخص زاہد تھا اسکو راہب المعتزلہ کہتے تھے چند مسائل میں منفرد ہے جیسے یہ کہ اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے اس سے کچھ اوسکی ربوبیت میں نقص نہیں لگتا ہے جب ایسا کریگا تو ظالم اور کاذب قرار پائیگا یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ قرآن پر قدرت ہو سکتی ہے قرآن کی فصاحت و بلاغت لوگوں کو عاجز نہیں کرتی ہے بلکہ وہ اوس سے بہتر کلام لاسکتے ہیں قرآن کے مخلوق ہونے کے بارہ میں اسکو بڑا اصرار تھا اور جو قرآن کو قدیم کہتے ہیں کافر جانتا تھا ہی قول اسکا اصل معتزلہ ہے مسئلہ خلق قرآن میں اسکے زمانہ میں بات سے تشدد سلف پر جاری ہوئی اسلئے کہ وہ قائل قدم قرآن کے تھے کہتا تھا کہ جو آدمی دیکھنا اللہ کا آنکھ سے بلا کیف کہتا ہے وہ کافر ہے اور اسی طرح جو شخص سلطان سے ملابست رکھتا ہے یا خلق اعمال کا مقر ہے وہ بھی کافر ہے نہ اوسکو کسی مسلمان کی وراثت پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی اور مسلمان اوسکا وارث قرار پاسکتا ہے اور جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلوں سے بطور تولید کے سرزد ہو نہ بطور مباشرت کے

دہم ہشامیہ یہ متبع ہشام بن عمرو غوطی کے یہ شخص بڑا مبالغہ رکھتا تھا قدر میں کسی فعل کو بھی طرف اللہ کے منسوب نہیں کرتا تھا یہانتک کہ اس بات کا بھی منکر تھا کہ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں الفت دی ہی اور وہ واسطے مومنوں کے ایمان کو دوست رکھتا ہے اور اوسنے کافروں کو گمراہ کیا ہے اور جو آیات قرآن کی اسباب میں آئی ہیں اونکا معاند تھا اور حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہنے سے منع کرتا تھا اسلئے کہ وکیل کا رتبہ موکل سے کم ہوتا ہے حالانکہ وکیل اسمائے الٰہی میں

حفیظ کے معنو نہین ہے کما قال اللہ تعالی و ما انت علیھم بوکیل یعنی تو نہین ہے اونکا نگہبان اور اس بات کا بھی قائل تہا کہ اعراض اس بات پر دلالت نہین کرتے کہ اللہ تعالے اونکا خالق ہے اور نہ اسنے رسول کی رسالت پر دلالت ہوسکتی ہے بلکہ اجسام دلالت کرتے ہین اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ مردے کا زندہ کردینا اور عصا کا سانپ بن جانا دلیل صدق دعوی نبوت کی نہین ہوسکتی اس بات کا منکر تھا کہ دریا واسطے موسی علیہ السلام کے پہٹ گیا اور اونکا عصا سانپ بن گیا یا حضرت عیسی نے مردون کو زندہ کیا ہو یا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شق ہوگیا ہو اسی طرح کے بہت سے امور متواتر کا منکر تہا جیسے محصور ہونا حضرت عثمان کا اور مقتول ہونا انکا غلبہ سے کہتا تھا کچھ لوگ اسکے قاتل ہین سو یہ وہ لوگ ہین جو کہ عمال کے شاکی تہے وہ پہنچے اور اونہون نے حضرت عثمان کو مار ڈالا معلوم نہین کہ قاتل کون تھا ایک قول اوسکا یہ بھی تہا کہ طلحہ و زبیر و حضرت علی بن ابی طالب کچھ لڑنے کو نہین نکلے تہے جنگ جمل مین بلکہ مشورہ کے لئے باہر آئے تہے مگر دونون فریق کے جانبدارون نے ایک دوسرے کے ناحیہ مین مقاتلہ کیا اسکا بھی قائل تھا کہ شیطان انسان مین داخل نہین ہوتا ہے بلکہ وہ تو باہر سے وسوسہ ڈالتا ہے اور اس وسوسہ کو اللہ ابن آدم کے دل مین پہونچا دیتا ہے اور اوسکا یہ قول تہا کہ قرآن حرام حلال پر دلالت نہین کرتا اور کہتا تہا کہ اگر ایک آدمی نے اچھی طرح سے وضو کرکے نماز پڑہنا شروع کیا بہ نیت قرب خدا کے اور عزم کیا کہ نماز تمام کرے پہر رکوع و سجدہ بجالایا اور ان سب ارکان مین مخلص رہا مگر اللہ کو معلوم ہے کہ وہ اوس نماز کو آخر مین قطع کردیگا تو پہلی نماز اوسکی معصیت ہوئی اور انعقاد امامت کا زمانہ فتنہ و اختلاف ناس مین نہین ہوتا ہے اور امت جس وقت کہ مجتمع ہوکر ترک ظلم و فساد کرے

تب نہین وہ محتاج امام سائس کی ہو رہے پہر جبکہ نافرمان ناجر ہو کر اپنے ولی کو قتل کر ڈالے تو پہر عقد امامت کا کسی کے لئے نہین ہوتا ہے اسی بنیاد پر کہتا تہا کہ امامت علی مرتضیٰ کی منعقد نہین ہوئی اسلئے کہ وہ بیعت وقت فتنہ کے بعد شہادت حضرت عثمان کے وقوع مین آئی تہی یہی مذہب واصل بن عطا کا اور عمرو بن عبید کا بہی تہا اور کہتا تہا کہ جنت و دوزخ مخلوق و موجود نہین ہین کیونکہ اونکے بالفعل موجود ہونے مین کوئی فائدہ نہین اور جنت مین ازانہ کارت کا بہی منکر تہا یہ بہی کہتا تہا کہ نافع وضار اللہ کا نام نہین ہے اور نہ یہ کہو کہ اللہ نے کافر کو پیدا کیا ہے

یازدہم حابطیہ یا ای موحدہ[1] کے ساتہ احمد بن حابط کے متبع ہین اسنے ابراہیم بن سیار نظام کی صحبت پائی تھی اسکا قول ہے کہ خلق کے دو معبود ہین ایک خالق و معبود و قدیم ہے دوسرا مخلوق وہ عیسیٰ بن مریم ہین مسیح کو ابن اللہ اعتقاد کرتا تھا کہتا تہا کہ آخرت مین حساب کتاب خلق کا مسیح کرینگے اس آیت قرآن کا یہی مطلب ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام کیا لوگ یہی انتظار رکہتے ہین کہ آوے اونکے پاس اللہ ابر کے سایبانو مین اور کہتا تہا یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہوین رات کے چاند کی طرف دیکہکر فرمایا انکم سترون ربکم کما ترون ہذا القمر یعنی تحقیق تم دیکہو گے اپنے پروردگار کو جیسے کہ دیکہتے ہو اس چاند کو مراد اس سے عیسیٰ ہین اور اوسکا یہ اعتقاد تہا کہ دواب وطیور و حشرات مین یہانتک کہ مچہر اور پسو اور مکہی مین بہی انبیا ہوتے ہین مدلیل اس آیت کے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی کوئی امت نہین جسمین نہین ہوچکا کوئی ڈرانے والا و قولہ تعالیٰ و ما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم

---

[1] ای حابطیہ بالباء الموحدۃ فرقۃ من المعتزلۃ اتباع احمد بن حابط و ہو من اصحاب النظام کذا فی کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲

یعنی نہین کوئی چلنے والا زمین مین اور نہ کوئی پرندہ کہ اوڑے ساتہ دو بازوؤن اپنے کے مگر ایک ایک امت ہے تمہاری طرح اور بدلیل حدیث کہ عبد اللہ بن مغفل سے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلہا کلہا یعنی اگرنہوتی یہ بات کہ کتے ایک امت ہین امتوں مین سے تو البتہ حکم کرتا مین واسطے قتل کرنے ان سب کے اور قائل تناسخ کا بہی تہا اور کہتا تہا کہ اللہ کی روح نے آدم مین تناسخ کیا ہے ایک یہ بہی اعتقاد رکہتا تہا کہ اللہ نے ابتدا ساری خلق جنت مین پیدا کی تہی جو کوئی جنت سے باہر نکلا وہ اپنی معصیت کی سبب سے نکلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بسبب تعدد نکاح کے طعن کرتا تہا کہتا تہا کہ ابو ذر غفاری حضرت سے زیادہ عابد تہے۔

دوازدہم حدثیہ پیرو فضل حدثی شاگرد نظام کے ہین انکا مذہب بہی حابطیہ کا سا ہے تناسخ کے معتقد ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اس جہان کے علاوہ ایک اور جہان مین ابتدا حیوانات کو عاقل و بالغ پیدا کیا تہا اور بہت کچہہ نعمت عطا کے تہی اور علوم بہی بخشے تہے پہر انکا امتحان منظور ہوا اور حکم دیا کہ ہماری عطیات کا شکریہ ادا کرین بعض نے تعمیل کی اور بعض نے نکی جنہون نے تعمیل کی تہی اونہین جنت مین بہیجا اور جنہون نے نا فرمانی کی تہی اونہین جہنم مین ڈالا اور بعض ایسی بہی تہے کہ اونہون نے بعض احکام الٰہی کی تعمیل کی تہی اور بعض احکام کی تعمیل نکی تہی اونہین دنیا مین بہیجدیا اور یہ اجسام کثیف اونکو مختلف رنگ کے دئیگئے اور طرح طرح کے رنج و خوشی اور نفع و ضرر مین انکو انکے گنا ہونکے بموجب مبتلا کیا گیا جن لوگون کے گناہ کم اور طاعت زیادہ تہی اونکو عمدہ صورت عطا ہوئی اور اونپر مصیبت کم ڈالی گئی اور جنکی عبادت

ف حدثی بانی مسئلہ ملل و نحل شہرستانی مین ہے اور شرح مواقف مین بانی موعدہ مندرج ہے —

کم بھی اور گناہ زیادہ اونکو بری صورت دی اور سخت مصائب مین گرفتار کی اور جب تک حیوان پوری پورے گناہون سے سبکدوش نہین ہوجاتا برابر دنیا مین اسکی صورتین بدلتی رہتی ہین —

سیزدہم صالحیہ یہ پیرو صالحی کے ہین وہ کہتا تہا جائز ہے کہ مردے کو علم اور قدرت اور ارادہ وسمع اور بصر حاصل ہو اوسکا یہ بھی قول تہا کہ جوہر بغیر اعراض کے بھی پایا جاسکتا ہے اور اوسکا اعتقاد تہا کہ تعذیب وتنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور یہی رائے بعض علمائے کرامیہ کی ہے

چہاردہم معمریہ معمر بن عباد سلمی کے اصحاب ہین یہ کہتے ہیے انسان حی عالم قادر مختار ہے اور نہ متحرک ہے نہ ساکن نہ طویل وعریض نہ متلون ہے نہ دیکھتا ہے چھوتا ہے نہ حلول کرتا ہے کسی جگہ مین نہ حاوی ہوتی ہے اوسکو کوئی جگہ اور وہ ہمہ بدن ہے کچہ بدن مین حلول کرنے والا نہین ہے بلکہ انسان ایک شی سوا اس جسد کے ہے غرض کہ انہون نے انسان کی توصیف بوصف الہیت کی ہے کیونکہ یہی وصف انکے نزدیک مدبر عالم کا بھی تہا اور انکا اعتقاد یہ تہا کہ اللہ نے سوائے اجسام کے اور کچہ پیدا نہین کیا ہے اور اعراض متولد ہین انہین اجسام سے یا تو بالطبع جیسی اگ سے احراق اور سورج سے حرارت پیدا ہوتی ہے یا بالاختیار جیسے حیوان سے رنگ اور اعراض ہر نوع کی غیر متناہی ہوتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ معمریہ کے نزدیک اعراض کا خالق اللہ نہین بلکہ یہ سب طبائع اجسام سے پیدا ہوتی ہین طبائع اجسام ان آثار کی مقتضی ہے اور کہتا ہے کہ قرآن اجسام کا فعل ہے نہ اللہ کا کیونکہ یہ مرکب ہی حروف اور آواز سے اور حروف وآواز جسم مین پیدا ہوتے ہین اللہ کا ارادہ واسطے کسی شی کے غیر

سے دیکھو شرح مواقف اور تعریفات شیخ ابو نصر کی ۱۲

خدا وغیر مخلوق ہوتا ہے اور اللہ تعالے کو اپنے نفس کا علم نہین ہے ورنہ عالم و
معلوم مین اتحاد لازم آئیگا جو ممنوع ہے اور اللہ تعالے قدیم نہین ہے اسلئے
یہ لفظ قدیم تقادم زمانی پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالے زمانہ سے بری ہے۔

یازدہم ثمامیہ یہ متبع ہین ثمامہ بن اشرس نمیری کے یہ شخص عمرو بن عباد
سلمی کا ہمعصر اور راسے واعتقاد مین اوس سے قریب تہا اگرچہ بعض مسائل
مین متفرد ہوا مثلا کہتا تہا کہ ساری علوم ضروری ہین جو کوئی مضطر طرف معرفت
اسکے نہین ہے وہ مامور بمعرفت بھی نہین ہے بلکہ مانند بہائم وغیرہ کے ہے
اوسکے اعتقاد مین یہود ونصارے وزنادقہ قیامت کے دن مثل بہائم
کے مٹی ہو جاوینگے اونکو نہ ثواب ہوگا نہ اونپر کچھ عذاب ہوگا اسلئے کہ وہ
مامور نہین ہین کیونکہ معرفت خدا کی طرف مضطر نہین ہوئے ہین ایک اعتقاد
یہ تھا کہ ساری افعال متولد ہین مگر کوئی اونکا فاعل نہین ہے او استطاعت
یہی سلامت وصحت اعضا ہے حسن وقبح عقل کی طرف سے ہوتا ہے اسلئے معرفت
خدا کی قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

شانزدہم خیاطیہ ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط کی طرف منسوب ہین
جو اصحاب عیسی صوفی سے تھا پھر پاس ابو مخلد کے رہا انکو یہ اعتقاد تھا
کہ معدوم شی ہے اور وہ عدم مین ایک جسم ہے اگر اوسکی حدوث مین جسم
ہو اور عرض ہے اگر اوسکے حدوث مین عرض ہو انکے نزدیک بندہ اپنے
افعال پر آپ قدرت رکہتا ہے اس امر مین محتاج معاونت خدا کا نہین
ارادہ الہی خود افعال الہی کے لئے خالق ہے اور افعال عباد کے لئے امر ہے
یہ لوگ کہتے تہے خدا کو سمیع یا بصیر جو کہتے ہین اسکے یہ معنی ہین کہ خدا مسموعات
اور مبصرات کا عالم ہے اور جو کہتے ہین کہ خدا اپنی ذات کو یا کسی غیر کو دیکہتا ہے

اسکے بھی یہی معنی ہین کہ وہ اوسے نہین جانتا ہے
ہفدہم جاحظیہ اصحاب ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب بصری معروف
بہ جاحظ کہتے ہین یہ شخص بڑا عالم اور نہایت فصیح و بلیغ تہا نظام معتزلی کا شاگرد
تہا اور خود بھی ائمہ معتزلہ مین سے تہا اور معمر بن عباد سلمی کا ہمعصر تہا اور ان دونون کے
اعتقاد مین دونون قریب قریب سے تہے اسنے کتب فلاسفہ کی بہت کچہ سیر کی
تہی کہتا تہا کہ ساری معارف ضروری ہین کوئی شے انمین سے افعال عباد
نہین ہے بلکہ یہ سب طبعی ہین بندہ کا کسب سوا ارادہ کے اور کچہ نہین ہے
اور آدمی ہمیشہ دوزخ مین نہ رہینگے بلکہ طبیعت نار ہو جاینگے اللہ کسی کو داخل
نار نکریگا خود آگ اونکو بالطبع اپنی طرف کہینچ لیگی — اور یہ قرآن متنزل قابل
انجماد کے ہے اور ہو سکتا ہے کہ کبہی مرد ہو جاوے اور کبہی عورت اور اللہ
ارادہ معاصی کا نہین کرتا ہے اور نہ اللہ دیکہتا ہے اور اپنے کامون مین
اللہ کے ارادی کے یہ معنی ہین کہ وہ غلطی نہین کرتا ہے اور اوسکے حق مین سہو
کا ہونا صحیح نہین ہے اور غیر کے فعل کے لئے اوسکا ارادہ یہ ہے کہ نفس اوسکی
طرف میل کرتا ہے اور جواہر اجسام کا معدوم ہونا محال ہے البتہ اعراض
بدلتے رہتے ہین جواہر اپنی حالت پر باقی رہتے ہین مثلاً جب انسان مٹی سے
بنتا ہے اور بیٹا باپ کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے تو جسم جوہر مین مٹی اور
نطفہ کی ہیئت تہی وہ ہیئت اوس سے دور ہو کر ہیئت حیوانی یا انسانی
اوس مین پیدا ہوتی ہے اور جن باتون پر اعتقاد رکہنا مکلف پر واجب
ہے جیسے اثبات صانع عالم اور اوسکی صفات کا ثبوت اور نبوات کا ثبوت
اس قسم کی باتونکا علم ضروری ہے باقی سب نظری جاحظ بے حد مسخرہ بہی
تہا اور لطیفہ گو تہا خلفائے بغداد کی مصاحبت مین رہتا تہا علی محمد بن عبد الملک

معروف بہ ابن زیات وزیر متوکل کے پاس رہا کرتا تہا جب ابن زیات متوکل کے حکم سے مارا گیا تو جاحظ بہی قید ہوا پہر رہا ہوگیا اسکی تصانیف سے بہت سی کتابین ہین جیسے کتاب البیان وکتاب التبتین اسمین نظم ونثر کو جمع کیا ہے اور کتاب الحیوان اور کتاب الغلمان اور ایک کتاب اسلامی فرقون کے ذکر مین لیکن افسوس یہ ہے کہ اول درجہ کا بدشکل تہا اور اسکی آنکہین باہر کو نکلی ہوئی تہین جسکو دیکہکر لڑکے سہم جاتے تہے آخر عمر مین مفلوج ہوگیا تہا ۹۰ سال کی عمر مین بمقام بصرہ ۲۵۵ھ مین فوت ہوا ایام مرض مین اکثر یہ شعر پڑہا کرتا تہا ؎

اترجو ان تکون وانت شیخ + کما قدکنت ایام الشباب + جیسا تو عالم شباب مین تہا کیا پیری مین بھی ویسا ہی ہونے کی امید رکہتا ہے ؎ لقد کذبتک نفسک لیس ثوب + خلیق کالجدید من ثیاب + تیری نفس نے اب تجہکو فریب دیا ہے اور ظاہر ہے کہ پُرانا کپڑا نئے کی برابر نہین ہوتا۔[1]

ہیجدہم کعبیہ یہ متبع ہین ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن محمود بلخی معروف بہ کعبی کے جسنے علم خیاط سے حاصل کیا تہا اسکا مذہب بعینہ اوسکا مذہب تہا یہ شخص چند مسائل مین معتزلہ بغداد سے ممتاز تہا کہتا تہا کہ اللہ کا فعل بغیر ارادہ اوسکے واقع ہوتا ہے پس جب یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے اپنے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو اوس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اونکا خالق ہے اور مصلحت جان لیتا ہے اور جسوقت یون کہتے ہین کہ وہ غیرون کے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ وہ غیرونکی افعال کا حکم کرنے والا ہے اور قائل اس بات کا تہا کہ اللہ تعالے نہ اپنی ذات کو دیکہتا ہے نہ غیر کو بلکہ اوسکے بصر وسمع علم ہی کی طرف راجع ہین یعنی مراد

[1] دیکھو نزہت الالبا صفحہ ۲۵۴ – ۱۲

اس سے یہ ہوئی ہے کہ وہ جانتا ہے کہتا تہا کہ قتل موت نہین موت ہی ہے
جو اپنے وعدی سے مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہی اور
بندی کے فعل کا نام قتل شاید یہ مسلک کعبی نے قرآن کی اس آیت سے حاصل کیا
ہے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی
اعقابکم محمد تو ایک رسول ہی ہو چکے پہلے اوس سے بہت رسول پہر کیا
اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پہر جاؤ گے اولٹے پاؤن موت اور قتل مین چونکہ تردد
واقع ہوئی ہے اور تردید دو متغایر مین واقع ہوتی ہے تو اس لئے کعبی نے
یہ خیال کیا کہ موت کا اطلاق اوس اجل پر نہ کرنا چاہئے جو بذریعہ قتل حاصل
ہو حالانکہ اللہ تعالے نے موت کے بعد قتل کو بطریق تردید ذکر کرنے سے خصوصیت
کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر محمد مر جائے خاصکر مارا جائے تو تم کیا مرتد ہو جاؤ گے
رسول زندہ رہنے والا ہے دین اللہ کا ہے اوس پر قائم رہو۔

نوزدہم جُبائیہ یہ گروہ محمد بن عبد الوہاب جبائی کی طرف منسوب ہے جو
۲۳۵ھ مین بلدہ جبا مین پیدا ہوا تہا خوزستان مین جبا ایک شہر کا نام تہا جبائی
کی کنیت ابو علی ہے اسکا نسب حضرت عثمان کے غلام حمران سے جا ملتا ہے
جبائی نے علم کلام ابو یوسف یعقوب بن عبد اللہ الشحام البصری سے جو بصرہ کا
رئیس معتزلہ تہا پڑہا تہا یہ شخص متاخرین معتزلہ مین سے تہا اور شیخ ابو الحسن اشعری
کا استاد ہے مذہب اعتزال مین اسکے مقولے مشہور ہین جیسے کہتا تہا کہ اللہ
کے نام توقیفی ہین کہ سوا اون ناموں کے جنکی شرع نے اجازت دی ہی اور
نام اپنی طرف سے وضع کر کے اوس ذات پاک پر اطلاق کرنا نہ چاہئے
مگر یہ کہتا تہا اللہ کا نام مطیع العبد ہے جبکہ اللہ وہ کام کرے جس کا ارادہ بندہ
نے اوس سے کیا ہے اور اللہ عورتون کا حمل رکہتا ہے انمین بچہ پیدا

کرتا ہے اسلیے کہ رحم مادر مین نطفہ کی قرار پکڑنے کی علت وہی ہے اللہ کا کلام جو
ہے حروف و اصوات سے کہ وہ اوسے کسی جسم مین پیدا کر دیتا ہے اور ایسے
کلام کا فاعل وہی ہے جسنے اوسے پیدا کیا نہ وہ جسم جسمین قائم ہو اور حلول کرکے
اور کلام اوسکا عرض ہے بہت سے امکنہ مین اور ایک مکان مین بعد دوسرے
مکان کے پایا جاتا ہے بغیر اسکے کہ مکان اول سے منعدم ہو جائے پہر وہ دوسرے
مکان مین حادث ہوتا ہے اور جبائی نے یہ بہی کہا ہے کہ اللہ تعالے کسی کے
پڑہنے کے وقت ایک کلام اپنے نفس کے لیے محل قرأت مین پیدا کر دیتا ہے
اور امامت کے معاملہ مین اہل سنت کے ساتہ موافق ہے امامت اختیاری
ہے اور فضیلت حضرت علیؓ مین حضرت ابو بکرؓ پر اور فضیلت حضرت ابو بکرؓ مین
حضرت علی پر متوقف تہا تاہم یون کہتا تہا کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر و عثمان سے
بہتر ہین نہین کہتا تہا کہ حضرت علی حضرت عمر و عثمان سے بہتر ہین کہتا تہا کہ اگر
یہ حدیث صحیح ہے کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللہم ائتنی باحب
خلقک الیک یاکل معی ہذا الطیر فجاء علی فاکل معہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک پرند بہنا ہوا یا پکا ہوا رکہا تہا اوسوقت آپنے دعا کی
کہ خداوندا لا میرے پاس اوسکو جو تیرے نزدیک تمام مخلوق مین سے سب سے
زیادہ پیارا ہو کہ میرے ساتہ وہ اس پرند کو کہاوے اوسوقت حضرت
علی آئے اور آنحضرت کے ساتہ اوسے کہایا تو حضرت علی افضل ہین اور عقیدہ
اوسکا یہ تہا کہ اللہ کا دیدار قیامت کو نہو گا۔ اور بندہ اپنے فعل کا آپ خالق
ہے خیر و شر طاعت و عصیان سب اوسی کے اختیار سے صادر ہوتا ہے اور
مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے اور نہ کافر ہے بلکہ فاسق ہے اسکے نزدیک مرتکب کبیرہ اگر
بلا توبہ مرجائے گا تو ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہیگا اور یہ شخص کرامات اولیا کا منکر

تھا اور اسباب کا قائل تھا کہ تمام انبیا معصوم ہین اور کہتا تھا کہ خدا پر مکلف کے عقل کا درست کرنا اور اسباب تکلیف کا بہم پہونچانا واجب ہی کیونکہ اسکے نزدیک اللہ پر واجب ہے مکلف پر لطف کرنا اور جو چیز اوسکے حق مین مفید ہو اوسکا پورا کرنا اور کہتا تھا اللہ تعالی کی جو ذات عالم ہے علم کوئی صفت اوسکے لئے نہین کہ اوسکی ذات کیساتھ قائم ہو اور نہ کوئی ایسی حالت ہی جس سے اوسکو عالمیت حاصل ہوئی ہو اور اسکے معنی کہ اللہ تعالی سمیع و بصیر ہے یہ ہین کہ اللہ زندہ ہے کسی قسم کا نقصان اوس مین نہین اور اللہ تعالی مین سننے اور دیکھنے کی صفتین مسموع اور مبصر کے حدوث کے وقت حادث ہوتی ہین اور اللہ تعالی کا ارادہ حادث ہے اور وہ موجود تو ہے مگر کسی محل مین نہین ہے بذات خود قائم ہے اور اللہ تعالے اوسی ارادہ کے ساتھ مرید ہے اور یہی اوسکا وصف ہی اور کہتا تھا کہ استطاعت فعل سے قبل حاصل ہوتی ہے اور وہ قدرت ہے صحت و سلامتی بدن و اعضا سے جدا اور استطاعت سلامتی بدن و اعضا کا نام نہین جیسا کہ بعض معتزلہ کی یہ رائے ہے اور اللہ کا پہچاننا اور اوسکی نعمتوں کی شکر گزاری اور نیک و بد کا جاننا واجبات عقلی سے ہے کہ عقل خود ان باتوں کو ادراک کر سکتی ہے شرع کی ارشاد کی محتاج نہین عقل کو رسول باطن جانتا ہے اور عقل کو شریعت باطنی خیال کرتا ہے جبائی شریعت عقلی اور شریعت نبوی ثابت کرتا ہے اور جبائی مقتول کی اجل کے باب مین ان دو قولوں مین کہ وہ اپنی اجل حتمی پر مارا جاتا ہے یا بے وقت مارا جاتا ہے کہ اگر ابھی نہ مارا جاتا

سلہ کتاب ا ثولوجیا مین محمد بن عمر الحسین الرازی نے کہا ہے واما المعتزلہ فقد ذہب ابو علی وابو ہاشم الی انہ یحدث فی ذاتہ صفت المریدیۃ والکارہیتہ ویحدث فی ذاتہ کونہ سامعا و مبصرا لہذہ الاصوات الحادثہ ولہذہ الالوان الحادثہ ۱۲ منہ

تا اور زندہ رہنا موقوف ہے کہتا ہے کہ انمین سے کوئی قول قابل یقین نہین
کیونکہ دونون باتون کا احتمال ہے اسلئے کہ جسطرح مقتول کے حق مین حیات
کا احتمال ہے اسی طرح ممات کا بھی احتمال ہے اور کہتا ہے شریعت نبوی وہ
کام ہین کہ عقل اونکے بھیدون کو نہین جان سکتی جیسے عبادتون کے وقت
اور حلت و حرمت اشیا کی مقرر کی اور واجب ہونا محتومات کا اور مستحب
مندوبات کا اور عقل بالاستقلال ادراک کرلیتی ہے کہ مطیع کو ثواب اور عاصی کو
عذاب ہونا ضرور ہے لیکن عاصی کا دوزخ مین ہمیشہ پڑا رہنا بعید از شرع
شریعت کہ عقل ظاہر ہے قبول کرنا چاہئے اور کہتا تھا اللہ پر واجب ہے گنہگار
کو عذاب دینا اور مطیع کو ثواب پہونچانا اسکے نزدیک ایمان ایک مدح کا نام
ہے جس مین اچھے اوصاف جمع ہوتے ہین بس جسمین وہ جمع ہون وہ مومن ہے اور
کہتا تھا ایمان نام ہے جملہ طاعات مفروضہ کا اور نفل اوس سے خارج
ہین اور اون فرشتون کا جو قبر مین مردے سے سوال کرتے ہین منکر نکیر نام کہنا
ناپسند کرتا ہے اور اوسکے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پل صراط کے بارے
مین متردد ہے کیونکہ ثابت بھی کرتا ہے اور انکار بھی کرتا ہے شیخ ابو الحسن اشعری
نے ایکبار جبائی سے پوچھا کہ تین بھائی تھے کہ اونمین سے ایک مومن صالح
ہوکر مرا اور ایک کافر ہوکر مرا تیسرے نے لڑکپن مین وفات پائی اوسکا کیا
حال ہوا ابو علی نے کہا کہ مومن صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے
کو نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے اشعری نے کہا کہ اگر تیسرا بھائی اللہ سے کہے
مجھے بڑا کرکے مومن صالح بنا کے کیون نہ موت دی کہ مین جنت مین جا پاتا ہم
پاتا کیونکہ اوسکے حق مین تو یہی خوب تھا جبائی نے جواب دیا کہ اللہ اوسکو یون
جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا جہنم مین دکھہ بھرتا تیری حق مین بھی خوب

ہوسکتی اوس حالت سوا اثر علم ظاہر ہوتا ہے پس اس سے اللہ کے لئے ایسے احوال ثابت کئے
جو نہ معلوم ہین نہ مجہول اور نہ موجود ہین نہ معدوم نہ قدیم ہین نہ حادث یہ احوال علیحدہ نہین جانے
جاتے بلکہ ذات کے ساتھ جانے جاتے ہین اور دلیل اسپر یہ بیان کی ہے کہ عقل بالبداہتہ
فرق کرسکتی ہے کسی چیز کے مطلق جاننے مین اور کسی صفت کے ساتھ جاننے مین دیکھو جب
کسی ذات کو جانتے ہین تو اوسکا عالم ہونا نہین جانتے اور جوہر کو جانتے ہین اوسکے متحیز ہونے
کو یا اس بات کو کہ عرض اوسکے ساتھ قایم ہوتا ہی نہین جانتے انسان موجود کے ایک شی ثابت
ہونے کو اور دوسری چیزین شریک ہونے کو بخوبی جانتا ہے مگر ابوعلی اور دوسرے منکرین احوال
اوس کے اس قول کو رد کرتے ہین ابن تیمیہ نے یہ شعر ایک مقام پر لکھا ہے۔ ؎ مما یقال
ولاحقیقتہ عندہ معرفتہ تعزی الی الافہام ٭ الحال عند البہشمی والکسب عن الاشعری وطفرۃ
النظام ٭ یعنی ابوہاشم جو حال کا قائل ہے اور اشعری کسب کے اور نظام طفرہ کا یہ تینون
باتین سب بے حقیقت ہین اس قابل نہین کہ عقلا انکو تسلیم کرین اور ابوہاشم کے نزدیک سمیع
اور بصیر اللہ کی دو حالتین ہین سوا علم کے کیونکہ انکی مفہوم اور اثر جدا جدا ہین اور اس کے بعض
اصحاب یہ کہتے ہین کہ اللہ کے سمیع و بصیر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مسموعات و مبصرات
کا مدرک ہے۔ اور چونکہ مسئلہ علم قبل الایجاد مین اہل کلام نے اختلاف کیا ہے اس طرح کہ
شے معدوم کیسے معلوم ہوسکتی ہے اس لئے علم قبل الایجاد کا انکار کیا ہے اور بعضے اثبات
سو کے قائل ہوئے ہین اور بعضون نے ارباب انواع ثابت کئے ہین ابوہاشم نے معدوم
کا ثبوت مانا ہے اور کہا ہے کہ اشیاء اپنی پیدائش سے قبل ایک قسم کا ثبوت اپنے عالم
مین رکھتے ہین کہ نہ موجود ہین نہ معدوم اور اس ثبوت کی وجہ واجب تعالی کا معلوم واقع
ہوتے ہین اور کہتا ہے کہ اللہ کے لئے یہ لایق ہے کہ ایمان کی تکلیف مشکل وجوہ بغیر لطف کے
دے بخلاف جبائی کے کہ اوس کے نزدیک یہ ہے کہ جسکو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی اور
وہ اللہ پر اوس کے لطف کے ساتھ ایمان لایا تو اوس کو ثواب کم ملے گا۔ اس لئے کہ اسکی

سے یعنی بہت سی ایسی چیزین ہیں ...

مشقت کم ہے اور اگر بغیر بعثت انبیا کے ایمان لایا تو اوسکا ثواب زیادہ ہے کیونکہ اوسکی مشقت
زیادہ ہے اور ابو ہاشم کہتا ہے کہ اللہ پر کوئی چیز دنیا مین بندون کے لئے واجب نہین
جب تک اونکو شرع اور عقل کے ساتھ تکلیف نہ فرمائی اور جب اوسکو اتنی سمجھ دیدی کہ وہ واجب
کے کرنے کو اور قبائح سے بچنے کو جاننے لگین اور اونمین بری کام کے کرنے کی خواہش اور
اچھے کام کی نفرت پیدا کردی اور اخلاق ذمیمہ اونمین ڈالدے تو اوسوقت اللہ پر واجب
ہے کہ اونکو قدرت اور استطاعت دے اور برے کامون سے بچنے اور اچھے کامون
کے کرنے کے لئے آلات بہم پہونچادے اور اللہ پر اوس چیز کا اونکو عطا کرنا واجب ہے جو
مامورات کی طرف لیجاتی ہو اور منہیات سے بچاتی ہو اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ توبہ کسی
فعل قبیح اور گناہ کبیرہ سے باوجود اصرار کے دوسرے ایسے فعل قبیح پر صحیح نہین ہوتی
جس کو وہ جانتا ہے یا قبیح اعتقاد کرتا ہے اگرچہ حسن ہی کیون نہو اور اس قول سے یہ لازم
آتا ہے کہ اگر کافر کو ذرا سے گناہ پر بھی اصرار ہو تو اوسکا اسلام مقبول نہین اور کہتا تھا کہ
جس آدمی کو کسی فعل قبیح کے کرنے کی قدرت باقی رہے اور پھر اوس سے توبہ کرے
تو وہ توبہ اوس کی صحیح نہین ہے مثلاً دروغ گو گونگا ہو جائے تو پھر اوسکی توبہ صحیح نہین
ہے اسی طرح توبہ زانی کی بھی بعد ضعف وعجز کے زنا سے صحیح نہین ہوتی اور کہتا تھا انبیا
سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا ممکن ہے اور کہتا تھا کہ کلام اللہ عبارت ہے اصوات مقطوعہ
اور حروف منظومہ سے اور چونکہ اصوات اور حروف حادث ہین اور ذات واجب محل حوادث
نہین تو خدا کی متکلم ہونے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اجسام مین کلام ایجاد فرمایا ہے نہ یہ کہ کلام
اوس کے ذات سے قایم ہے اوس کے اعتقاد مین زنگی اور ترک اور ہنود اس بات کی
قدرت رکھتے ہین کہ ایسا قرآن لا سکین اور ایک علم سے دو چیزین بالتفصیل نہین معلوم
ہو سکتین اور اس کے اعتقاد مین طہارت واجب نہ تھی اگرچہ بندہ کو حکم ہے کہ وہ وقت
نماز طاہر ہو کہتا تھا غصب کئے ہوئے پانی سے طہارت کفایت کرتی ہے مگر نماز غصب

ہوئی زمین میں ٹھہرنا جائز نہیں۔

بیست و یکم حماریہ - یہ فرقہ میں ایک تو معتزلہ کی ہو کر بکر [illegible] ان کا عقیدہ ہے کہ مسوخ انسان کا قلب متعقد کفر ہوتا ہے اور نطفے نے واجب کو واجب کیا ہے [illegible] فاعل نہیں ہے اسی طرح جماع موجب ولد ہو لہذا خالق ولد میں شامل کرتا تھا کہ انسان خالق انواع حیوانات سے بطریق تعفین کے یہ لوگ یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ کا بندے کو خلق حیات و قدرت پیدا کر دینا جائز ہے۔

بیست و دوم الوالحسینیہ - یہ ابو الحسین بصری کے متبعین ہیں یہ شخص معتزلہ میں اعلی درجہ کا عالم تھا مذہب معتزلہ کی اس نے خوب تنقیح کی تھی [illegible] کم گذرے ہیں۔ اسنے صفت علم الٰہی میں تمام معتزلہ اور اہل سنت سے اختلاف کیا معتزلہ اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ حیات اللہ تعالی کی [illegible] صفت ہے [illegible] اس بات کو چاہتی ہے کہ اللہ تعالی [illegible] علم و قدرت [illegible] ہے کہ حیات اللہ تعالی کی سے لئے کوئی صفت مستقل نہیں اور [illegible] صاحب قدرت و ارادہ ہے [illegible] دونوں مذہب [illegible] حیات ایک صفت مستقل ہے ذات پاک سے علیحدہ [illegible] علم و قدرت ہے اور ابو الحسین کے نزدیک صرف ذات باری [illegible] علم و قدرت کے ممتنع نہ ہونے کو مستلزم ہے یہی مذہب حکماء و فلاسفہ کا تھا - ابو الحسین اور بھی اکثر مسئلوں میں معتزلہ سے خلاف رکھتا ہے جیسے کرامات اولیا کا قائل ہے اور اس کے نزدیک علم الٰہی معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ [illegible] ذات الٰہی [illegible] ہوتے رہتے ہیں اور اس کے نزدیک ارادہ الٰہی بھی کوئی علیحدہ صفت نہیں اسکا ارادہ یہی ہے کہ وہ جانتا ہے غرضکہ اللہ کا ارادہ اوس کے علم میں منحصر ہے اور اوسکا قول ہے کہ وجوب امامت کا طریق شرع اور عقل دونوں ہیں برخلاف جمہور معتزلہ کے کہ انکے نزدیک

غفاری نے پھر حضرت عمر نے پھر ابو عبیدہ ابن جراح نے پھر سعد ابن عبادہ نے
بیعت کر لی پھر اور صحابہ نے بیعت کر لی اور فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہو گیا
یہ معاملہ بنی ساعدہ کے سقیفہ (چبوترہ) میں ہوا تھا جب وہ مسجد میں آئے تو لوگ ہر طرف
سے دوڑ کر آئے اور بیعت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم دیر تک بیٹھے اور غائب رہ گئے
... اور انکو اپنی اکائی پر تعجب اور افسوس دونوں ہوا اور حضرت علی اور عباس اور طلحہ
اور زبیر اور عتبہ ابن عمر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور سلمان فارسی
اور ابوذر اور عمار بن یاسر اور براء بن عازب اور ابی بن کعب نے اول بیعت نہ کی حضرت
علی بیعت کے وقت سقیفہ میں موجود نہ تھے پیغمبر خدا کی تجہیز و تکفین کا سامان کر رہے تھے
بعد ان سب لوگوں نے بیعت کر لی اور حضرت علی نے بھی ... مہینے کے بعد بیعت کی بعض
کہتے ہیں کہ تیسرے دن یا اسی دن یا دوسرے دن بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ دو بار بیعت کی
ایک بار تیسرے دن اور دوبارہ چھ مہینے کے بعد سبب یہ ہوا فاطمہ نے پیغمبر خدا کے اموال میں
وراثت کا اور باغ فدک پر مالکانہ کا دعویٰ کیا اور حضرت ابوبکر نے وہ دعویٰ اس دلیل مشہور
کی وجہ سے نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی انبیاء جو کچھ وفات کے بعد
چھوڑتے ہیں وہ میراث نہیں ہوتی صدقہ ہوتا ہے نہ مانا اور باہم رنجش واقع ہوئی
اور لوگوں کو ثابت ہوا کہ ان میں ملال ہے تو اونکے اس زعم کے دفع کرنے کے لئے
ثانیاً بیعت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق کے بعد شاید بنو ہاشم کے دعوے سے نئے مسئلے پیش
ہوتے لیکن حضرت ابوبکر نے وفات کے وقت حضرت عمر کی خلافت پر باضابطہ
تنصیص کی اس لئے بنو ہاشم کو موقع نہ ملا حضرت عمر نے اپنی شہادت کے
قریب چھ شخصوں کو چنا جنکی حاکمانہ لیاقتیں اونکے نزدیک ایسی مساویانہ درجہ
رکھتی تھیں کہ وہ کسی کے حق میں ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکے۔

حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف اون انتخاب شدہ
لوگوں میں تھے گو حضرت عباس نے حضرت علی کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اپنی خلافت کو بغیر
اتفاق کے اقدام نہ کرین بلکہ بغیر کسی کی نیابت کے آپ اپنے استحقاق کا فیصلہ
کرین لیکن جناب امیر کی بے غرضی اور فیاضی دلی نے اس اختلاف اور خودغرضی
ہونے کی اجازت نہ دی اور عبدالرحمن بن عوف [illegible]
ہوئی اونھون نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ [illegible]
خدا اور سنت رسول اور طریقہ حضرت ابوبکر وعمر پر حضرت علی نے جواب دیا کہ کتاب اللہ
اور سنت رسول اور میری اجتہاد رائے پر عبدالرحمن نے اونکو چھوڑ کر حضرت عثمان
کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہی بات کہی حضرت عثمان نے قبول کر لیا پھر سب صحابہ نے ان سے
بیعت کر لی حضرت علی نے صبر و تحمل کیا اور تن بتقدیر راضی ہو گئے حضرت عثمان خاندان
بنو امیہ سے تھے اور انکی خلافت ایک نئی تاریخی سلسلہ کا دیباچہ تھی حضرت ابوبکر و عمر
نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لئے انکے عہد تک بنو امیہ و ہاشم یہ دونون خاندان خلافت
میں کچھ حصہ نہیں رکھتے تھے حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں تمام [illegible] ملکی عہدے
بنی امیہ کے ہاتھ میں دیدیے معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد میں انکا
اقتدار اس حد تک پہونچ گیا کہ وہ ملک شام کے فرمانروا مستقل سمجھے جاتے
تھے حضرت عثمان کی خلافت قریباً بارہ برس رہی اور اگرچہ اخیر میں اسی خاندانی رعایت
پر لوگ اون سے ناراض ہو گئے اور جمعہ کے دن ۱۹ ذیحجہ ۳۵ھ ہجری کو بلوائیون کی ہاتھ
سے انکی شہادت تک نوبت پہونچی اور سنیچر کی رات میں بقیع میں دفن ہوئے
حضرت علی سے طلحہ اور زبیر اور سعید بن زید اور عمار بن یاسر اور اسامہ بن زید اور سہل
بن حنیف اور ابوایوب انصاری اور محمد بن مسلمہ اور زید بن ثابت اور خزیمہ بن ثابت
وغیرہ صحابہ نے بیعت کر لی - زہری کہتے ہیں یہ کتنی عجب کی بات ہے کہ عبداللہ بن عمر اور

اور سعد ابن وقاص سے حضرت علی کی تو بیعت نہ کی اور یزید بن معاویہ کی بیعت کرلی اور جن
لوگون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی شام کو چلے گئے وہ عثمانیہ کہلانے لگے۔
طلحہ اور زبیر بھی بیعت کر لینے کے بعد شب کے وقت مدینہ سے نکلکر مکہ کو چلے گئے
اور بی بی عائشہ اون دنون مدینہ مین نتھین مکہ سے حج کرکے واپس آرہی تھین اونکو
حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہونچی تو وہین سے خاص کار بہکنے کے واسطے ٹھہر گئین
اور طلحہ اور زبیر کے کہنے سے مکہ کو لوٹ گئین اور دن ابھی حضرت عثمان کا جامہ خون
آلود مکہ کو بھیجا گیا حضرت علی نے حضرت عثمان کے وقت سے ملکی عہدہ دارون کو معزول
یا تبدیل کر دیا سہل بن حنیف کو حاکم شام مقرر کیا وہ دمشق کا گورنر مقرر کیا وہ وہان مخالف ہو گئے
اور ابو محمد رشتہ داری حضرت عثمان کے سبب اونکے خون کا دعویٰ کرنے لگے اور حضرت علی
سے کہلا بھیجا کہ تم قاتلان حضرت عثمان کو ہمارے سپرد کردو اور وہ اسمین مصلحت نہین سمجھتے
تھے اور ایکدن وہ کہنے لگے **قتله الله وانا معه** یعنی حضرت عثمان کو خدا نے قتل کیا
اور مین اوسکے ساتھ ہون اور اوسوقت اس قول کی بڑی ضرورت تھی اگر جناب امیر بطور
ظاہر کے ایسا کہدیتے تو حضرت عثمان کے قاتل بلوا کر بیٹھتے اور بنا دمچا دیتے اور
مدینہ سے سارا لشکر بگڑ جاتا بلکہ جناب امیر بھی شہید ہو جاتے تو کچھہ تعجب نہ تھا مگر
دشمنون نے اونکے اس قول کو اپنی دلیل بنا لیا طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہ
حضرت عثمان کے وقت کے وہ حکام جنکو جناب امیر نے معزول کر دیا تھا یہ سب متفق
ہوکر جناب امیر کی مخالفت کے لئے بندوبست کرنے لگے اور بصرے کی جانب بڑھے
جب موضع حوب مین پہونچے تو کتے بھونکنے لگے بی بی عائشہ اوسوقت پشیمان ہوئین
اور کہا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک عورت حضرت علی سے
بغیر حق کے جنگ کریگی اور جب حوب مین پہونچے گی تو کتے شور کرنے لگین گے خیال
ہوا ہی عائشہ کہ وہ تم ہی نہو پھر بی بی صاحبہ نے چاہا کہ مین لوٹ جاؤن زبیرؓ نے روکا

اور کہا کہ شاید تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ اس فساد کو دفع کردے آخر بی بی صاحبہ کو
لے گئے اور بصرہ پر قبضہ کرلیا اور سہل بن حنیف کو جو وہاں پر حضرت علی کی طرف
منتظم تھے نکال دیا۔ حضرت علی نے امام حسن اور عمار بن یاسر کو کوفہ کو بھیجا یہ وہاں سے نو ہزار
جنگجو آدمیون کی جماعت فراہم کرکے لائے اگرچہ بی بی صاحبہ وطلحہ وزبیر حضرت علی کے
جان کے دشمن نہ تھے صرف حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص چاہتے تھے مگر چونکہ
اسقدر جمعیت کا خلیفہ کے مقابلہ مین کھڑا ہونا خلافت کی بدنظمی کا باعث تھا۔ اس لئے جناب
امیر نے بی بی صاحبہ وغیرہ کا پیچھا پکڑا اور ۳۶ھ مین بصرہ کو اونسے جنگ کے لیے
روانہ ہوئے مقام جلجا پر جو بصرہ سے دو فرسنح پر ہے جمعرات کے دن ۲۰ جمادی الآخر کو طرفین
مین جنگ شروع ہوئی زبیر ابن عوام جن کے قاتل کے حق مین پیغمبر خدا نے دوزخی ہونیکا
حکم کیا تھا تھوڑی دیر تک حضرت علی سے لڑے۔ شارح صحیح بخاری ابن عبدالبر سے
روایت کرتے ہین کہ اسی اثنا مین حضرت علی نے اونکو آواز دی اور یاد دلایا کہ پیغمبر علیہ السلام
نے تم سے کہا تھا کہ علی کو دوست رکھتے ہو تمنے جواب دیا تھا ہان پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا کہ ایکدن ایسا آئے گا کہ تم علی پر خروج کروگے اور ظالم ہوگے جب اونہین
یہ بات یاد آئی تو لڑائی روکدی اور مدینہ کی طرف کوچ کردیا عمر ابن جرموز مجاشعی نے رستے
مین موقع پاکر اونکو مار ڈالا اور جناب امیر کو آکر بشارت دی کہ اوسنے زبیر کا کام تمام کردیا۔
جناب علی نے کہا کہ تجھکو مین اسکی عوض مین دوزخ کی بشارت دیتا ہون اوس نے عرض
کیا کہ بڑی خرابی کی بات ہے کہ تم سے لڑنے والا بھی دوزخی اور جو تمہاری طرف سے لڑے
وہ بھی دوزخی ٹھہرے اور تلوار شکم مین مار کر خودکشی کرلی اور مروان بن حکم کو چونکہ طلحہ کے
ساتھ کینہ تھا اس لیے اوس نے طلحہ کے تیر مار دیا کہ انکی جان یون گئی اس جنگ کو جنگ
جمل کہتے ہین کیونکہ اوسدن بی بی عائشہ اوس شتر پر جسکا عسکر نام تھا سوار تھین اوسکو ایک
شخص نے حضرت علی کے حکم سے مار ڈالا حضرت علی نے بی بی عائشہ کے پاس پہونچکر

فرمایا غرض اللہ کا کہ بی بی صاحبہ سے جواب دیا دلاکے پھر حضرت علی نے اونکو تعظیم و تکریم کے ساتھ مدینہ کو روانہ کردیا اور بصرہ کی افسری عبد اللہ ابن عباس کے حوالہ کرکے خود کوفہ کو تشریف لے گئے بی بی صاحبہ پھر عمر بھر متاسف رہیں اور جنگ جمل کو یاد کرکے روتیں اور اتنا روتیں کہ دوپٹہ آنسوون سے تر ہوجاتا تھا اس لئے کہ خروج مین جلدی کی تامل نکیا پہلے سے تحقیق نہ فرمایا۔ **شرح مقاصد** مین لکھا ہے کہ ان لوگون کو **ناکثین** کہتے ہین نکث لغت مین عہد توڑنے اور پھر جانے کے معنی مین ہے اور لوگون نے بھی جناب امیر کی عہد اور بیعت کو توڑا تھا اور بصرہ کی طرف چلے گئے تھے ناکثین کے سرغنہ طلحہ اور زبیر تھے خلافت حضرت عثمان کی وسیع مدت مین بنی امیہ کا خاندان ملکی و مالی دونون حیثیت سے طاقتور ہوگیا تھا جسکا یہ اثر تھا کہ حضرت علی کی اطاعت معاویہ نے نکی ہمسری کا دعوی کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل و مذہبی تقدس مین اونکو حضرت ہی سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ جناب امیر کے حریف رہے اور تمام شامیون نے اونکی رفاقت کی ان سب کو **قاسطین** کہتے ہین لغت مین قسط کے معنی جور و ظلم ہین شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ قاسطین معاویہ اور اونکے ساتھی ہین جنہوں نے حضرت علی سے مخالفت کی اور طریق حق کو کہ حضرت علی کی بیعت تھی چھوڑ دیا غرض کہ جناب امیر اور قاسطین کی جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا قاسطین ہی کے حق مین ہوا۔ خوارج نے علی مرتضے کی بیعت خلافت سے انکار کیا آپنے اون سے اپنے حق کا دعوی کیا اونھون نے نہ مانا یہ لوگ **مارقین** بھی کہلاتے ہین مارقہ کی وجہ تسمیہ خوارج مین معلوم ہوگی جناب امیر کے طرفدارون اور مخلصون کا کہ صحابہ و تابعین تھے اور اونکی صحبت مین رہتے تھے اور اونکے خلافت کے معین تھے اور اونکی طرف سے جانبازیان کرتے تھے لقب **شیعہ** مقرر ہوا۔

انہین سے **شیعہ اولی** اور **شیعہ مخلصین** عبارت ہے ان سب کا عقیدہ

یہ تھا کہ جناب امیر اپنے عہد مین امام برحق ہین بعد شہادت حضرت عثمان کے یہ نہین
کا منصب تمام مسلمانون پر اونکی اطاعت فرض ہے اور اپنے وقت کے تمام
آدمیون سے افضل ہین اور معاویہ اور اونکے ساتھ والی اور خطا دار جانتے تھے مگر طلحہ
اور زبیر کو یہ لوگ یہ نہین جانتے تھے اس لئے کہ اونہون نے جو تنازع جناب امیر کے
ساتھ کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اونکو مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ قاتلان حضرت
عثمان نے جب اونکو بھی دھمکایا تو یہ خوف جان کی وجہ سے مدینہ سے چلے گئے اور اونسے
قصاص لینے مین جلدی کرتے تھے انکو خطائے اجتہادی واقع ہوئی اس لئے کہ ایک
شبہ کے ساتھ تمسک تھے اگرچہ طرف ثانی کی دلیل ارجح تھی اور وہ شبہ اسوجہ
پیدا ہوا تھا کہ جانتے تھے کہ قصاص ذوالنورین حق ہے اور حضرت علی اوس کے لینے
پر قادر ہین مگر نہین لیتے بلکہ منع کرتے ہین پس قصاص حضرت عثمان کی طلب مین جلدی
کی اور اتنا تامل نہین کیا کہ حضرت علی کی مرضی معلوم ہو جاتی اسوجہ سے مخالفت انکی طرف
سے وقوع مین آئی ورنہ وہ تمام اہل عصر سے جناب امیر کو افضل جانتے تھے اور ان
کے اوصاف بیان کرتے تھے اور آخر کار اونہون نے جناب امیر سے مصالحت کر کے
اونکی اطاعت کر لی اسیواسطے یہ لوگ گمراہ قرار نہین دئے گئے جناب امیر انکو اچھا جانتے
تھے بلکہ بقول بعض اس مخالفت کو اونکی خطائے اجتہادی پر حمل کرتے تھے اور یہ شیعہ
جناب امیر کے اون باتون کو جو اونہون نے خلفا اور صحابہ کی مدح وصفت اور فضائل مین
بیان کی ہین جیسے کہ جناب امیر معاویہ کے ایک خط کے جواب مین شیخین کے حق مین
فرماتے ہین۔ لعمری ان مکانہما من الاسلام لعظیم وان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید
رحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا۔ ترجمہ قسم اپنی جان کی منصب ان دونون کا اسلام مین بڑا
ہے۔ اور واقعہ وفات ان دونون کا البتہ زخم سخت ہے اللہ تعالے رحمت کرے
اور جزائے خیر دے اون کو بعوض بہترین کامون کی کہ ان دونون نے کئے ظاہری پر محمول کر

بعض اہل سنت ... کی تفضیل مین شاہ عبدالعزیز صاحب سے منقول ہے ... خلافت ... ۱۲

... ۱۲

کرتے تقیہ اور ریاکاری پر مبنی نہین سمجھتے اور جو کچھ شرع محمدی کے احکام صحابہ کے ذریعہ سے انکو ثابت ہوئے انھے قبول کیا اور عمل کیا ان لوگون نے ابن سبا وغیرہ کی باتون کو نہین مانا اور سارے صحابہ کا ادب کرتے رہے البتہ دو تین برس کے بعد بعضے لوگ ابن سبا کے تھوڑے سے وسوسون مین آگئے اور جناب امیر کو تمام صحابہ پر تفضیل دینے لگے مگر ان شیعہ تفضیلیہ نے سوائے تفضیل جناب امیر کے اور ساری باتون مین شیعہ مخلصین کے ساتھ اتفاق رکھا۔ اور اقوال صحابہ کی پیروی کرتے رہے اور جو کچھ صحابہ کے ذریعہ سے سنت رسول اللہ مروی ہوئی اوسکے معتقد و عامل رہے انکا مذہب یہ تھا کہ جناب امیر اور انکی اولاد احق بالخلافت ہین جب تک یہ بزرگ کسی اور کو منصب اپنی خوشی سے نہ دین وہ اوسکا مستحق نہین ہوسکتا چنانچہ خلفائے ثلثہ کو یہ خلیفہ مانتے تھے اور انکی خلافت کو درست جانتے تھے اس لئے کہ جناب امیر نے ان کو اپنی خوشی سے خلیفہ کردیا تھا اور جب یہ خود خلافت اختیار کرین تو دوسرے کو خلافت ملنا چاہئے اور جناب امیر بعد رسول اللہ کے افضل الناس ہین اور یہ لوگ صحابہ کو نہ برا کہتے نہ ظالم و غاصب بتاتے تھے بلکہ خیر و خوبی کے ساتھ یاد کرتے تھے انہین سے یہ اشخاص مشاہیر ہین۔ ابو الاسود ظالم دئلی واضع علم نحو اور ابو سعید بن یعمر عدوانی تابعی کہ علم قرأت و تفسیر و نحو لغات عرب کا بڑا ماہر تھا اور سالم ابن حفصہ جو امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے حدیث کی روایت کرتا ہے اور عبد الرزاق محدث اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بابن سکیت مولف کتاب اصلاح المنطق۔ مگر جب ابن سبا کی بدعت بہت پھیل چلی تو اسکی تلقین کے اثر سے دو قسم کے لوگ بہت پیدا ہوگئے ایک شیعہ تبرائیہ جنکو شیعہ سبیہ بھی کہتے ہین یہ لوگ سارے صحابہ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق بتانے لگے اور بی بی عائشہ اور طلحہ اور زبیر کی لڑائی و تنازع جناب امیر کے ساتھ اسکے مذہب اور دغدغہ کا موید ہوگیا اور چونکہ یہ تمام جھگڑے حضرت عثمان کے قتل کی وجہ سے واقع ہوئے تھے۔ اس لئے انپر بھی

لعن طعن کرنے لگے اور حضرت عثمان کی خلافت کی بنیاد شیخین کی خلافت پر تھی اور منتخب کرنے والی اونکے عبد الرحمن بن عوف وغیرہ صحابہ تھے سب کو یہ لوگ برا کہنے لگے یہ لوگ گویا ابن سبا کے متوسط قسم کے شاگرد و تعلیم یافتہ تھے دوسرے **غلاۃ شیعہ** یہ ابن سبا کے شاگرد رشید اور اوسکی خاص اصحاب تھے اوسکی تعلیم کی بدولت جناب امیر کی الوہیت کے قائل ہو گئے اور جب بعض نیک لوگون نے اونکو الزام دئے کہ جناب امیر مین بشریت کے آثار موجود ہین تو اس لئے بعضے غلاۃ الوہیت کے قول کو چھوڑکر اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالی نے جناب امیر مین حلول کیا ہے جب جناب امیر کو یہ خبر پہونچی تو انکار فرمایا اور ایک جماعت غلاۃ شیعہ کو آگ مین جلا دیا ابن سبا سے سارے اصناف غلاۃ شیعہ پیدا ہوئے ہین اور جبکہ تبرائیہ وغلاۃ و زیدیہ و اسماعیلیہ وغیرہ نے اپنا لقب شیعہ اختیار کر لیا اور جب حضرت علی بن ابیطالب اور بعض حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و بی بی عائشہ مین مع دیگر صحابہ کے بڑا غلو و مبالغہ کیا اور عمل و اعتقاد مین طرح طرح کے فسادات و بدعات پھیلا دئے تو شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ نے اپنا لقب **اہل سنت وجماعت** رکھہ لیا اسی واسطے اگلے وقتون کے کتب تاریخ مین اون لوگون کے حق مین کبھی شیعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے تاریخ واقدی اور استیعاب مین اسطرح کی باتین بہت ہین اور شیعہ تبرائیہ وغیرہ کبھی شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ کو شیعہ حضرت علی سے نہین شمار کرتے اسلئے کہ انکے نزدیک محبت حضرت علی منحصر ہے صحابہ و ازواج کے برا کہنے پر اور انکے نزدیک ایمان و اسلام مین فرق ہے اسی لئے اپنی جماعت کو مومن کہا کرتے ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین کہتے ہین مومن وہ ہے جو شریعت کو اوس کے حقایق اور تاویل کے ساتھہ جانتا ہو اور مسلمان وہ ہے جو شریعت کو بغیر علم تاویل و تفسیر کے جانے اور معتزلہ بھی کہتے ہین کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے تمام شیعہ کا اسبات پر اتفاق ہے کہ امامت عقل سے ثابت ہے اور امامت نص ہے

اور ائمہ معصوم ہین غلطی اور سہو و خطا سے اور امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے
ناجایز ہے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نص کردی تھی کہ حضرت علی میرے بعد امام ہین اور شیعہ کہتے ہین کہ امت حضرت علی کی
بیعت نکرنے کی وجہ سے مرتد ہوگئی اور تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہین سوا چند تن
کے اور یہ کہتے ہین کہ امام کو جایز ہے کہ وہ حالت تقیہ مین کہدے کہ مین امام نہین ہون
اور اجساد قیامت سے پہلے بھی دنیا مین لوٹ آتے ہین۔ مگر بعض غلاۃ حشر اجساد
و حساب کے منکر ہین۔ اونکے نزدیک امام کو دنیا اور دین کی ساری باتون کا علم حاصل تا ہے
یہانتک کہ وہ سنگریزون اور درخت کے پتون کو بھی جانتا ہے اور ائمہ سے مثل انبیا
کی معجزات صادر ہوتے ہین اور اکثر انہین سے یہ سمجھتے ہین کہ جس نے حضرت علی سے
جنگ کی وہ کافر ہے اونکے نزدیک جماعت مسنون نہین اور مسح خفین پر جایز نہین اور
بی بی فاطمہ بی بی عایشہ سے افضل ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام مین بغیر
معاون کے نبوت کی قدرت نہ تھی اور کہتے ہین کہ لفظ واحد سے تین طلاق واقع نہین ہوسکتین
اور نماز تراویح کی مسنونیت کے منکر ہین اور سیدہا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنا مسنون نہین اور
اور افطار مین جلدی کرنا جایز ہے اور نماز مغرب غروب آفتاب کے بعد اوسوقت تک نہ پڑھنا چاہیے
جب تارے کوا کب نہ چمک جائین مگر شیعہ مین باہم بھی بڑا اختلاف ہے اور اس اختلاف
کی وجہ سے بہت سے فرقے ہوگئے ہین کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے اصول
انہین سے پانچ فرقے ہین غلاۃ اور کیسانیہ اور اسماعیلیہ اور زیدیہ اور امامیہ۔ اگرچہ
کیسانیہ و اسماعیلیہ و امامیہ مین سے بھی بہت سے فرقے غلو کرتے ہین مگر ہم یہانتک غلاۃ اون فرقون
سے مراد رکھتے ہین جنمین یہ اعتقاد مشترک ہے کہ انبیا و ائمہ خدا ہین یا خدا نے انبیا اور ائمہ
مین حلول کیا ہے یا ان سے متحد ہو گیا ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ تعین امام
کے باب مین بعضے انہین سے کیسانیہ ہین اور بعضے امامیہ اور زیدیہ کے فرقون مین سے

کوئی ایسا نہین سنا گیا جو ان غلاۃ کی طرح زید شہید اور اونکی اولاد کی الوہیت یا انمین حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو۔ اور کشف الغمہ عن فرق الامہ مین ذکر کیا ہے کہ غلاۃ کا قول یہ ہے کہ امام حضرت علی ہین بنص نبوی پھر امام حسن بعد از امام حسین پھر بعد امام حسین کے حکم شوریٰ ہے بعض نے کہا ہے کہ نص نہین آئی مگر امامت حضرت علی پر فقط۔ ابوبکر باقلانی شاگرد ابوالحسن اشعری نے ملل ونحل مین کہا ہے الاختلاف بین الامۃ فی تکفیر غلاۃ الروافض وہم الذین زعموا ان اللہ قد حل فے الانبیا ثم فی الائمۃ یعنی امت مین اتفاق ہے اس بات پر کہ غلاۃ روافض کافر ہین اور وہ وہ ہین کہ یہ زعم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا مین حلول کیا ہے پھر ائمہ مین حلول کیا ہے اور شیعہ کے ہر فرقے مین داعی لوگ ہوتے ہین کہ اوس مذہب کی طرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتیار کے ذریعہ سے بلاتے ہین انکو اصطلاح مین دعاۃ کہتے ہین جو داعی کی جمع ہے انہین دعاۃ کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہین

غلاۃ

انکے کئی فرقے ہین

پہلا سبائیہ۔ یہ متبع ہین عبد اللہ بن وہب بن سبا معروف با بن السودا کے یہ شخص یہودی تھا حجاز سے اہل اسلام کے شہرون مین جایا کرتا تھا ارادہ اوسکا یہ تھا کہ مسلمانون کو گمراہ کر دے جب یہ بات نہ بنی اور یہ کام نہ کر سکا تو اسلام اور مسلمین کے ساتھ مکر و فریب سے پیش آیا سنہ ۳۳ ہجری مین بصرہ گیا وہان پہونچکر کچھ مسائل لوگون سے کہنے لگا۔ لیکن صراحت نکرتا تھا ایک جماعت اوسکی طرف مائل ہوگئی اور اوسکی باتون مین آنے لگی عبد اللہ بن عامر حاکم بصرہ نے اوسکو بصرہ سے نکلوا دیا وہان سے کوفہ مین آیا پھر کوفہ سے چلکر مصر پہونچا وہان آکر ٹھہرا لوگون مین بیٹھکر یہ بات کہی بڑا تعجب ہے اوس شخص سے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا مین آوینگے اور اس کی تکذیب کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئینگے رجعت کے بارے مین لوگون سے بات چیت

کتاب ایلا یہانتک کہ کچھ لوگون نے اس بات کو قبول کیا اور یہ بدعت ۳۵ھ ہجری سے پھیلنے
لگی پس مذہب رجعت کا موجد وہی ہے بعد اوس کے اوس نے یہ بات کہی کہ ہر نبی کا ایک
وصی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت حضرت علی کو وصیت کر گئے ہین کہ وہ بعد
حضرت کے اونکے وصی ہین اور خلیفہ امت ہین نص نبوی اور سمجھ رکھو کہ حضرت عثمان نے
خلافت ناحق لیلی اب تم لوگ کھڑے ہو کر اپنے امرا پر طعن کرو اور اظہار امر معروف ونہی منکر کر کے
لوگون کو اپنی طرف مائل کرو پھر اوس نے اپنی طرف سے داعی جابجا بھیجے اور جو اہل امصار اوسکی
طرف مائل تھے اون سے خط وکتابت جاری کی اون لوگون نے مخفی دعوت کرنا خلق کا اوسکی
سنت کی طرف شروع کیا اور ایک عام ناراضی حضرت عثمان کے عمال اور اونکی خلافت کی طرف
سے لوگون مین پھیلگئی اور ساری زمین اسلام ابن سبا کے عقیدے سے بھرگئی یہانتک
کہ ایک مصر سے ایک ہزار یا سات سو یا نسو آدمی اور ایک جماعت بصرہ وکوفہ سے مدینہ مین آئی
عثمان کے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور فساد برپا کر کے حضرت عثمان کے مکان کو گھیر لیا اور چالیس
یا پچاس دن تک اونکو محصور رکھا پھر حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ کہتے
ہین کہ مروان کو عہدہ منشی گری سے موقوف کیجئے اور عبداللہ ابن ابی سرح کو حکومت مصر
سے معزول کیجئے حضرت عثمان نے قبول کیا حضرت علی نے لوگون کو سمجھا کر ہٹا دیا اور
بات رفت وگذشت ہوگئی اور محمد ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا حاکم مقرر کر کے اودہر بھیجا
رستے مین انکو ایک خط مہری حضرت عثمان کا عبداللہ کے نام ملا جس مین یہ مضمون تھا کہ محمد بن
ابی بکر رضی اللہ عنہ جو کچھ کہین اونکی تعمیل مت کرنا اور کسی حیلہ سے اونکو مار ڈالنا محمد اس خط کو
لیکر مدینہ کو لوٹ آئے اور حضرت عثمان سے اسکا حال پوچھا اونہون نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مہر اگرچہ میری
ہے اور میرے ہی منشی کا خط ہے مگر مین نے یہ خط نہین لکھوایا تو اون لوگون نے کہا کہ مروان کو
ہمارے سپرد کرو یہ بات حضرت عثمان نے نامنظور کی اس سے لوگون کے دل اونکی جانب
سے پھر گئے اور حضرت عثمان کو محصور کر لیا تاریخ اعثم کوفی مین لکھا ہے کہ محاصرین نے حضرت

عثمان پر تنگی کی اور ہر جانب سے اونکے مکان مین گھس پڑے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوڑکر حضرت عثمان کی داڑہی پکڑ لی اور اونکی گردن مین زخم پہونچایا جس سے خون جاری ہوگیا پھر کنانہ بن بشر التجیبی آیا اور ایک وار عمود کا حضرت عثمان کے سر پر کیا اور سیدان بن حمران مرادی نے ایک تلوار اونکی سر پر ماری حضرت عثمان پیچھے کو گر پڑے پھر اور لوگون نے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن سبا نے دو بدو علی مرتضے سے یہ بات کہی تھی انت اللہ یعنی تم خدا ہو اور اونہین یہی بھی اعتقاد کرتا تھا حضرت ممدوح نے رو سے مدائن کی طرف نکلوا دیا اور یہ کہتا تھا کہ حضرت علی بعد موت کے پھر دنیا مین آئین گے وہ قتل حضرت علی کا معتقد نہ تھا اونکو زندہ بتاتا تھا کہتا تھا کہ شیطان حضرت علی کی صورت پر ہوگیا تھا اوسے ابن ملجم نے مارا ہے اور کہتا تھا وہ بادل مین آتے ہین رعد اونکی آواز ہے برق اونکا چابک ہے۔ وہ ضرور زمین پر اوتر کر زمین کو عدل سے بھر دین گے جسطرح کہ ظلم سے بھر گئی ہے اور سبائیہ جب رعد کی آواز سنتے تو کہتے السلام علیک یا امیر المومنین۔

دوسرا کاملیہ۔ یہ فرقہ ابو کامل کی طرف منسوب ہے یہ شخص سب صحابہ کو کافر کہتا تھا اسپر کہ اونہون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی اور خود حضرت علی کو کافر کہتا تھا اسپر کہ صحابہ سے نہ لڑے یہ قائل تھا تناسخ کا اور کہتا تھا کہ امامت نور الٰہی ہے کہ ایک شخص سے دوسرے شخص مین منتقل ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نور ایک آدمی مین امامت ہو اور دوسرے مین نبوت ہوجائے اور کہتا تھا کہ روح الٰہی نے اول آدم مین بعد اوس کے درجہ بدرجہ تمام انبیا و ائمہ مین حلول کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اوس کے نزدیک کافر کا بھی امام ہونا اور اوسمین روح الٰہی کا حلول کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت علی مرتضے کی تکفیر کرتا ہے اور پھر اونمین روح الٰہی کے حلول کا اور اونکی امامت کا قائل ہے۔

تیسرا مغیریہ۔ یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہین جو خالد بن عبداللہ کا غلام تھا اس نے

لہ وہ ضرور زمین پر اوتر کر ... (margin notes, largely illegible)

خالد بن عبد اللہ قسری پر کوفہ مین بیس آدمی لیکر خروج کیا اونکو گھیرا اور وہ منبر پر تھے اونہون
نے کہا مجھے پانی پلادو اس سبب سے وہ بدل دیئے گئے نواب صدیق حسن خان
نے اسیطرح لکہا ہے اور معارف مین ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ خالد نے مغیرہ کو واسط
مین قتل کر کے قنطرۃ العاشر پر سولی دی تھی اوسکے شنائع مین سے ایک یہ قول ہے کہ اعضا
معبود کی صورت پر حروف ہجائی ہین اور الف صورت قدمین پر ہے اور یہ اعتقاد رکھتا تھا
کہ اللہ ایک مرد ہے نور کا اوسکے سر پر ایک تاج ہے نور کا اور اوس کا دل حکمت کا منبع
ہے وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ہر مکان مین ہے کوئی مکان اوس سے خالی نہین ہے
اور اللہ نے جب جہان کا پیدا کرنا چاہا تو اعمال عباد کو اپنی دو انگلیون سے لکھا پھر اونکے معاصی
سے غضب مین آیا تو اوس سے اللہ کو پسینا چھوٹا اوس پسینے سے دو دریا مجتمع ہو گئے
ایک شیرین ایک تلخ پس خدا تعالے نے دریائے شیرین مین دیکھا تو عکس اوسکا
اوسمین پڑا خدا تعالے نے تھوڑا سا عکس اوس دریا مین سے نکالکر اوس سے چاند
اور سورج بنائے اور باقی کو فنا کر دیا اسواسطے کہ کوئی شریک اوسکا باقی نرہے پھر دریائے
شیرین سے مومن پیدا کئے دریائے تلخ سے کافر بنائے اور اس آیت کی عرضنا الامانت
علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا تفسیر یون کرتا تھا کہ ہمنے پیش کی امانت
آسمان و زمین اور پہاڑون کے سامنے اور وہ امانت حضرت علی کی امامت تھی کہ تم مین
کون ایسا ہے کہ اوس کو لینا چاہتا ہے تو کسی نے اس امانت کو قبول نکیا تاکہ یہ حق حضرت
علی کا حضرت علی ہی کو پہونچ جائے مگر انسانون مین سے حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کے
مشورے سے اسکو اختیار کر لیا جبکہ حضرت عمر نے یہ اقرار کر لیا کہ کار امامت مین حضرت
ابو بکر کو مدد دینے کو تیار ہونگا اور حضرت عمر نے یہ ذمہ داری اس شرط پر اختیار کی کہ حضرت
ابو بکر اپنے بعد مجھے خلافت دیدین اور یہ کہتا تھا کہ آیت کمثل الشیطان اذ قال للانسان
اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منك انی اخاف اللہ رب العالمین ہ یعنی مثال شیطان

کی ہو شیطان کے قول کہا اوس نے آدمی کو تو کفر کر پس جب کفر کیا کہا تحقیق مین بیزار ہون تجھسے مین ڈرتا ہون
اللہ سے جو رب ساری جہان کا ہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے حق مین نازل ہوئی ہے
اوس کے نزدیک مہدی زکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہین اور وہ
زندہ ہین اور کوہ حاجر مین مقیم ہین جب حکم ربی ہوگا تو اس سے برآمد ہونگے اور محمد بن علی کے بعد
یہ شخص اپنے لئے امامت کا طالب ہوا تھا اور دعویٰ نبوت کا رکھتا تھا اوسکے زعم مین اوسکا
معجزہ یہ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور مردون کو زندہ کرتا ہے اور جب مغیرہ مارا گیا تو اوس
کے بعضے مرید کہنے لگے کہ وہی امام منتظر ہے۔ منہج المقال مین آیا ہے کہ امام ابو
عبد اللہ فرماتے تھے کہ اس آیت مین هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ
عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ یعنی مین بتاؤن تمکو کس پر اوترتے ہین شیاطین اوترتے ہین ہر جھوٹے
گناہگار پر شیاطین سے مراد یہ سات شخص ہین مغیرہ بن سعید اور بنان اور صائد نہدی اور
حرث شامی اور عبد اللہ بن حرث اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور ابو الخطاب اور نامہ دانشوران
مین ابن قتیبہ کے حالات مین مذکور ہے کہ فرقہ مغیریہ کا قول ہے کہ امامت حسن ابن الحسن کو
وصیت سے پہونچی تھی اور انکے نزدیک امامت منحصر ہے حسن بن علی اور اونکی اولاد مین
اور یہ فرقہ انکے غیر مین امامت تجویز نہین کرتا۔

چوتھا بنانیہ یہ متبع ہین بنان بن سمعان تمیمی نہدی یمنی کے یہ بجائے حلول کے اتحاد
کا قائل تھا یعنی اسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ حضرت علی کے ساتھ متحد ہو گیا ہے پھر بعد حضرت
علی کے محمد بن حنفیہ کے ساتھ پھر اونکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد کے ساتھ
پھر بعد ابو ہاشم کے بنان بن سمعان کے ساتھ یعنی خود اوس کی ذات کے ساتھ اور

له اس لفظ مین باے موحدہ کے بعد نون ہے چنانچہ تعریفات مین میر سید شریف نے یونہی لکھا ہے اور منتہی المقال
اور منہج المقال مین آیا ہے بنان مین باے موحدہ مضموم ہے اور اوس کے بعد نون ہے اور نون کے بعد الف اور الف کے بعد
نون ہے اور ابو زید بلخی کی تاریخ مین ہے کہ یہ نام بیان ہے یعنی موحدہ کے بعد یاے تحتانی کے ساتھ۔ ۱۲ منہ

اللہ تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور سب کچھہ اوسکا ہالک ہے مگر منہ مدلل بظاہر آیہ
کل شئی ہالک الا وجہہ کتاب کشی مین سعد بن عبداللہ کے ذریعہ سے روایت آئی ہی
کہ امام صادق سے بنان پر لعنت کی ہے جیساکہ اختیار مین مذکور ہے اور کشی مین
یہ بھی روایت ہے کہ ابو الحسن رضا نے کہا ہے کہ بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتا
تھا پس اللہ نے اوسے دوزخ کی آگ مین ڈالا اور محمد بن بشیر ابو الحسن موسیٰ کی تکذیب
کرتا تھا اوسے بھی اللہ نے آتش دوزخ کے ساتھہ سزا دی اور تاریخ ابو زید بلخی مین مذکور ہی
کہ بیانیہ بیان کی نبوت کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وارد ہے ہذا بیان
للناس یعنی یہ بیان ہے لوگون کے لئے اس سے مراد یہی ہمارا پیشوا ہے اور
چونکہ یہ شخص تناسخ اور رجعت کا قائل تھا اس لئے خالد بن عبداللہ قسری نے قتل
کرادیا منہج المقال مین لکھا ہے کہ ہشام بن حکم کہتے ہین مینے ابو عبداللہ سے عرض کیا
کہ بنان اس آیۃ کی وہو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے
کہ زمین کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے اعظم ہے اور باشندگان
زمین آسمان کے اللہ کو جانتے ہین اوسکی تعظیم کرتے ہین ابو عبداللہ نے جواب دیا کہ خدا کی
قسم زمین اور آسمان دونون کا وہ ایک ہی اللہ ہے اوسکا کوئی شریک نہین بنان جھوٹا
ہے اللہ اوسپر لعنت کرے۔

پانچوان جناحیہ یہ متبع ہین عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذو الجناحین بن ابو
طالب کے وہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور ایک عقیدہ اوسکا یہ بھی تھا کہ روح الٰہی انبیا
مین دائر سائر ہے پھر حضرت علی مین پھر امام حسن وامام حسین ومحمد بن حنفیہ اولاد حضرت علی
مین دائر ہوئی پھر اوس کے اندر آئی اس لئے اوس نے زعم کیا تھا کہ وہ اللہ ہے اور علم
اوس کے دل مین یون اُگتا ہے جیسے زمین سے پھول زمین کا اور امامت بھی اسی
ترتیب سے ظہور مین آئی ہے کیونکہ نبوت اور امامت کے معنی اوس کے نزدیک یہی تھے

کہ روح الٰہی بدن انسانی مین حلول کرے اس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ شراب و مردار و نکاح محارم روا و حلال ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مین جو تحریم مردار و خون و گوشت خوک کی آئی ہے یہ کنایہ ہے ایک قوم سے جنکا بغض لازم ہے جیسے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و معاویہ اور جس قدر فرائض مامور بہا قرآن مین آئے ہین وہ کنایہ ہے اون لوگون سے جنکی دوستی لازم ہے جیسے حضرت علی و حضرت حسن و حضرت حسین اور اونکے اولاد یہ قیامت کے منکر ہین اور کہتے تھے کہ عبد اللہ ملک اصفہان مین کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہین عنقریب نکلنے والے ہین۔

چھٹا منصوریہ - یہ ابو منصور عجلی کے متبع ہین یہ شخص ابتدا مین امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہ السلام کا معتقد تھا جب اونہون نے اپنے پاس سے علیحدہ کردیا تو اوس نے یہ دعوی کیا کہ بعد امام محمد باقر کے امامت اوسکی طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ بعد انتقال امامت کے آسمان پر گیا اور معبود نے اوس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا لے بیٹا پہونچا دے میری طرف سے یہ آیت وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم (یعنی اگر دیکھین ایک تختہ آسمان سے گرتا کہین یہ بدلی ہے گاڑھی) اوس کے زعم مین کسف ساقط من السماء سے مراد اوسکی ذات تھی اور امامت کے دعوے سے قبل کہتا تھا کہ کسف مذکور سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہین اور قائل تھا اسبات کا کہ رسول قیامت تک مبعوث ہوتے رہین گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہین ہوئی ہے اور ایک عقیدہ یہ تھا کہ جنت سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دوستی واجب ہے اور وہ امام ہے جیسے حضرت علی بن ابی طالب اور اونکی اولاد اور دوزخ سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دشمنی واجب ہے جیسے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و معاویہ اسی طرح کہتا تھا کہ قرآن مین فرائض سے حضرت علی اور اونکی اولاد مراد ہے اور محرمات سے حضرت ابوبکر وغیرہ مقصود ہین اور اس تاویل سے مطلب اوسکا یہ تھا کہ جو کوئی امام تک پہونچ جاتا ہے اوس سے ساری تکالیف شرعیہ اوٹھ جاتے ہین بے قید ہو جاتا ہے۔ منصوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو

شخص ایسے چالیس آدمیونکو قتل کر ڈالے جو عقاید دینیہ مین ہم سے خلاف ہین تو وہ جنت مین
داخل ہو اور یہ لوگ آدمیون کے مال حلال جانتے ہین اور کہتے ہین جبرئیل سے پیغام رسانی
رب العالمین مین خطا کی ہے۔
ساتوان خطابیہ یہ لوگ ابو الخطاب کے تابعین مین سے ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ ابو الخطاب
کو محمد بن مقلاص او محمد بن ابو زینب کہتے ہین اور طحطاوی کے حاشیہ درمختار مین ہے کہ
خطابیہ نسبت ہے ابو الخطاب محمد بن وہب اجدع یا محمد ابن ابی زینب اسدی اجدع کی طرف
ابو الخطاب نے کوفہ مین خروج کیا اور عیسی بن موسی بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے لڑا
امام جعفر صادق کی اطاعت کی طرف دعوت نہ کی اور یہ دعوی کیا کہ علی مرتضے خدای
اکبر ہین اور جعفر صادق خدای اصغر انتہی کلامہ امام جعفر کو معلوم ہوا کہ میرے حق مین
اسکو غلو ہے تو اپنے ہان سے نکال دیا او سوقت اس نے دعوی امامت کیا یہ شیعی
تھا اس کے تابع پچاس فرقے ہین سب کا اسپر اتفاق ہے کہ ائمہ جیسے حضرت علی اور
ونکی اولاد یہ سب انبیا ہین اور ہر امت کے لئے دو رسول ہونا ضرور ہین ایک ناطق دوسرا صامت
سو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی نبی صامت ہین اور امام جعفر صادق
ن محمد باقر نبی تھے پھر انتقال نبوت کا ابو الخطاب کی طرف ہوگیا بلکہ خطابیہ کو یہانتک
غلو ہے کہ ان سب کے نزدیک ائمہ اللہ ہین اور امام حسن و حسین ابن اللہ ہین اور امام
جعفر صادق بھی اللہ ہے اور وہ یہ نہین جنہین لوگ دیکھتے ہین بلکہ جب وہ اس عالم کی طرف
نزول کرتے ہین تو یہ انسانی صورت اختیار کر لیتے ہین مگر ابو الخطاب جعفر صادق اور حضرت
علی سے افضل ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ جانتے ہین اون سب کامون کو جو قیامت
تک ہونے والے ہین اور خطابیہ کہتے ہین کہ الٰہیت نور ہے نبوت اور امامت سے
اور عالم ان انوار سے کبھی خالی نہین رہتا اور انکا زعم یہ ہے کہ امام جعفر بن محمد صادق نے
اونکے پاس ایک کھال امانت رکھی ہے جسکو جفر کہتے ہین اوسمین ہر شے محتاج الیہ

یہ کیفیت بعینہ نصیریہ کی ہے

کا علم غیب اور قرآن کی تفسیر ہے انکے اعتقاد مین اس آیت مین ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ (یعنی اللہ فرماتا ہے تمکو کہ ذبح کرو ایک گائے) بقرہ سے مراد ام المومنین عائشہ ہین اور خمر (شراب) و میسر[1] سے مراد حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہین اور جبت[2] و طاغوت سے مراد معاویہ بن ابو سفیان و عمرو بن العاص ہین۔ منتہی المقال مین کشی وغیرہ سے نقل ہے کہ ابو الخطاب علی بن عبد اللہ کی تکذیب کرتا تھا پس انہ نے اوسے دوزخ مین ڈالا خطابیہ[3] ہر مومن کی گواہی کو ماننا کرے سچا جانتے اور کہتے کہ مومن کبھی جھوٹا حلف نہین کرتا اور بعضون نے کہا ہے کہ خطابیہ کے نزدیک جھوٹی گواہی دینا واسطے اپنی موافقین کے جائز ہے اسیواسطے کتب فقہ مین لکھا ہے کہ خطابیہ کی گواہی نامقبول ہے اور ابو الخطاب کے کوفہ مین سولی دیئے جانے کے بعد اوسکے اصحاب کئی فرقے ہوگئے ایک فرق نے معمر ابن خثیم (خائے معجمہ دیائے مثناۃ تحتانی وثائے مثلثہ) کی اتباع اختیار کی اور دوسرے نے بزیغ بن یونس کی یہ شخص جولاہہ تھا اور تیسرے نے عمرو بن بنان عجلی کی اور بعض نے مفضل صیرفی کی اور بعض نے سری بزیغ کی۔

معمریہ کے زعم مین ابو الخطاب کے بعد معمر نبی ہے جو خاتم الانبیا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا فنا نہوگی جنت یہی بہتری بھلائی دنیا کی ہے جو انسان کو پہونچتی ہے اور دوزخ اس کی ضد ہے انکے نزدیک شراب پینا زنا کرنا اور تمام برے کام حلال و مباح ہین انکا مذہب ترک نماز ہے یہ قائل ہین تناسخ کے کہتے ہین کہ لوگ مرتے نہین ہین بلکہ انکی روحین

[1] میسر بفتح میم و کسر سین مہملہ قمار۔ جوا۔ جوا کھیلنا ۱۲ [2] جبت بت اور فال گو اور جادو جادوگر اور معبود باطل اور الظہریہ ہے کہ جبت شیطان ہے اور طاغوت بضم ضین معجمہ گمراہو نکا مقتدا اور بت اور معبود باطل ۱۲ [3] ختم العوارض فی ذم الروافض کی عبارت عربی یون ہے خطابیہ وہم قوم من غلاۃ الرافض یعتقدون الشہادۃ لکل مومن حلف عندہم ویقولون المسلم لا یحلف کاذبا وقیل یجوزون الشہادۃ لشیعتہم واتباعہم سواء کان صادقا او کاذبا۔ ۱۲ منہ

نبوت اور رسالت سے کے مدعی اندر سے ہین اور مفضلیہ کہتے تہے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین لیکن جعفر نے اونکو مطرود و ملعون کر دیا **فائق** مرتبہ ذات الٰہی کو عالم لاہوت کہتے ہین اور مرتبہ صفات الٰہی کو جبروت کہتے ہین اور مرتبہ اسماے الٰہی کو ملکوت کہا کرتے ہین اور ناسوت نام ہے عالم اجسام کا یعنی دنیا اور اس جہان کا۔

اوسیریغیہ (بفتح اسین مہملہ وکسرا سے مہملہ وغین معجمہ) انکا عقیدہ وہی مفضلیہ کی طرح ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ یہ پانچ شخصون کی نسبت قائل ہین کہ لاہوت نے ناسوت مین حلول کیا ہے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے عباس بن عبد المطلب تیسرے حضرت علی ابن ابی طالب چوتھے جعفر بن ابی طالب پانچوین عقیل ابن ابی طالب۔

آٹھوان غرابیہ بغین معجمہ زبان عربی مین کوے کو کہتے ہین ان لوگونکا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت مین بہت مشابہت ہے جو ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے اوس سے بہی زیادہ یہ دونون باہم مشابہ ہین اسیوجہ سے جبرئیل چوک گئے اللہ نے اونکو پاس حضرت علی ابن ابی طالب کے بہیجا تہا وہ امتیاز نہ کر سکے اور پاس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے گئے انکے شاعر کا قول ہے۔ جبرئیل کہ آمد ز برخالق بیچون۔ در پیش محمد شد و مقصود علی بود۔ پس یہ لوگ اپنی اصطلاح مین جبرئیل کو صاحب الریش کہتے ہین اور اوسپر لعنت کرتے ہین۔

نوان ذبابیہ انکا یہ اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہین اور حضرت علی خدا ہین اور کہتے ہین ان دونون نبی اور خدا مین بہت مشابہت تہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے اس طرح مشابہ تھے جیسے مکہی سے مکہی مشابہ ہوتی ہے عربی مین ذباب مکہی کو کہا کرتے ہین اسیواسطے یہ لوگ ذبابیہ کہلاتے ہین یہ بہی حقیقت مین غرابیہ کی ایک شاخ ہے کہ اوس عقیدے کی جانب متوجہ ہوگئے۔

دسوان ذمیہ (بفتح ذال معجمہ) انکا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اللہ ہین

اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اس گمان پر کہ حضرت علی نے انکو
اس سے لئے بھیجا تہا کہ حضرت علی کے مددگار سربراہ کار بنین اور لوگوں کو حضرت علی کی طرف
بلائین لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے دعوے نبوت کا کیا اور لوگون کو اپنی
طرف بلانے لگے اور حضرت علی کو اس طرح پر راضی کردیا کہ اپنی بیٹی انکو بیاہ دی اور
یہ کئی فرقے ہو گئے ہین انہین سے ایک **علیایہ** ہین جو علیایہ ذراع الدوسی یا اسدی
کے تبع ہین وہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل تہا اور حضرت علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے افضل بتاتا تہا اور یہ عقیدہ رکہتا تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے
ساتھ بیعت کی تہی اور انکی متابعت اختیار کرلی تہی بعض علیایہ یہی کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت علی دونون خدا تھے لیکن یہ بہی دو فریق ہو گئے بعضے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو الٰہیت مین مقدم رکہتے ہین اور بعض حضرت علی کو ان دونون گروہون کا نام
اثنینیہ ہے کیونکہ یہ آنحضرت کی مذمت نہین کرتے جسطرح ذمیہ کرتے ہین بلکہ حضرت علی
و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی مین شریک جانتے ہین اور بعض انہین سے پنجتن یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین کو اللہ کہتے ہین یہی
انکا قول ہے کہ یہ پانچون ایک شے ہین ان سب مین یکسان روح آتری ہے ایک کو دوسرے
پر کچھ فضیلت نہین انکا نام **خمسیہ یا مخمسہ** ہے یہ لوگ بی بی فاطمہ کو ہمیشہ فاطم
کہا کرتے تھے علامت تانیث سے احتراز رکہتے تھے انکے شاعر کا قول ہے سہ
تولیت بعد اللہ فی الدین خمسۃ ۔ نبیا وسبطیہ وشیخا وفاطمہ ۔ او تعلیقہ مین لکھا ہے کہ
مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمار اور عمر بن امیہ ضمیری اللہ کی طرف سے
مصالح عالم کے موکل ہین اور توضیح المقال فی علم الرجال مین فرقہ علیایہ کا نام علیاویہ لکھا ہے
اور کہا ہے کہ رئیس انکا بشار شعیری ہے اور اختیار سے نقل کیا ہے کہ علیاویہ کا عقیدہ یہ ہے
کہ علی کرم اللہ وجہہ رب ہے جو خاندان علوی ہاشمی مین پیدا ہوا اور ظاہر یہ کیا کہ مین اللہ کا بندہ

ہون اور اوسکی طرف سے اوسکا دوست ہون اور اللہ کا رسول ہون محمدیہ طریق مین اور بشارت
صحاب ابو الخطاب کے ساتھ ان چار شخصون مین موافقت کی ہے حضرت علی بی بی فاطمہ
امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہم اور اشخاص ثلثہ یعنی بی بی فاطمہ و امام حسن و حسین کے معنی
تخلیط مین یعنی حقیقت اونکی ایک ہی ہے چار رسالہ و عنوان مین ظہور کیا ہے اور وہ
حقیقت صرف وجود حضرت علی ہے سلیکہ حضرت ... یہ سب اشخاص حضرت علی کے نام مین اور کہا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مخصوص وجود نہین ہے بلکہ وہ حضرت علی کے بندے ہین
اور حضرت علی رب ہین انہون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پانچوان مانا ہے
جیسا کہ فرقہ مخمسہ نے سلمان کو پانچوان قرار دیا ہے اور اون کو رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا گروانا ہے اور علیاویہ نے اون لوگون کے ساتھ اباحت اور تعطیل اور تناسخ مین موافقت
کی ہے اور علیاویہ کا نام مخمسہ نے علیایہ رکھا ہے اسوجہ سے کہ گمان ... ہے کہ جب
بشار شعیری نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت سے انکار کیا اور حضرت علی کو رب
قرار دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کا بندہ مانا اور ... کی رسالت کا انکار
کیا تو وہ مسخ ہوکر ایک پرند بن گیا جسے علیا کہتے ہین اور دریا مین رہتا ہے پس
جو اس کے متبع ہین اونہین علیایہ کہنے لگے اور عجب یہ ہے کہ منتہی المقال مین لکھا
کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رب ہین اور توضیح المقال مین یہی نقل کیا ہے کہ
خطابیہ اور علیاویہ اور مخمسہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ دعوے کرے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی آل مین سے ہون وہ مبطل ہے اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ایسے ہی لوگون
کی حق مین اللہ نے یہود و نصارے کا لفظ اس آیت مین فرمایا ہے۔ قالت الیہود
والنصارے نحن ابناء اللہ واحباءہ قل فلم یعذبکم بل انتم بشر ممن خلق یعنی کہتے ہین یہود و
نصارے ہم بیٹے ہین اللہ کی اور اوسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمہارے
گناہ ... بلکہ تم بھی ایک انسان ہو اوسکی پیدایش مین کیونکہ خطابیہ و مخمسہ کے نزدیک

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ہین اور علیاویہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ اور خدا سے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ یعنی آل ہونیکا دعوی کرنے والے بشر ہین تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کی آل واولاد کیسے ہو سکتے ہین بس سب جو ایسا دعوی کرتے ہین وہ کاذب ہین یہود و نصاری کی طرح جو یہ بات کہتے ہین کہ ہم خدا کی اولاد ہین۔

گیارہوان امویہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر آنحضرت کی نبوت ورسالت مین شریک تھے۔

بارہوان غمامیہ انکا نام ربیعیہ بھی ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کا مکان اہلی آسمان ہے اور وہ موسم بہار مین پردہ ابر کے اندر ہوکر واسطے سیر گلزار اور باغ وبہار کے زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور دنیا کا طواف کرتا ہے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے پھل پھول میوہ غلہ اور سبزہ یہ سب اثر بہار اوسی کی وجہ سے ہوتا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے لئے جہت کوئی نہین کبھی اوپر کبھی ستلے پھرتا رہتا ہے اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۴۵ھ مین ہوا تھا۔

تیرہوان رزامیہ یہ فرقہ رزام بن سابق کی طرف منسوب ہے انکا اعتقاد یہ تھا کہ امامت بعد حضرت علی بن ابی طالب کے محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہوئی پھر اونکے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف پھر علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف ابو ہاشم کی وصیت سے آئی پھر اونکے پسر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف منتقل اوس کی وصیت سے اپنے پسر ابو العباس کو کی جو سفاح کے لقب سے مشہور تھا اور مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیہ پر جسکو مروان حمار کہتے ہین اور خلفاے بنی امیہ مین سے اخیر خلیفہ تھا فتح پاکر بادشاہ ہوا اور چار برس کچھ زیادہ سلطنت کرکے مرگیا اوس کے بعد بھائی اوسکا ابو جعفر منصور جو بسبب بخل کے دوانیقی مشہور تھا سفاح کی وصیت سے امام ہوا اور رزامیہ

ولی کو اپنے فضائل کا ظاہر کرنا بغیر اس کے ممکن نہین کہ کوئی اوسکا مخالف بھی ظہور کرے
جب لوگ اوس ولی کی نسبت اعتراض سنتے ہین تو اوس کے حالات کی جستجو کرتے ہین
اس صورت مین ولی کے فضائل او کمالات کے ظاہر ہونے کا باعث مخالفت و ضد ہوتی
ہے اس لیے ضد ولی سے افضل ہے اس طرح یہ کو آدم اول ہے آدم صفتہم باب حاجی
تہا اس ہے کہ سات آدم اور سات عالم کا قائل تہا او اسی بنیاد پر حضرت موسی پر فرعون کو
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو بکر او حضرت علی سے معاویہ کو افضل تہا
تہا او ضدی بابت غراقریہ مین اختلاف ہے ایک گروہ انمین سے یہ کہتا ہے کہ ضد ولی
قرار دیتا ہے او ولی ہی اوس کو اپنے سات معارضہ کرنے کی قدرت دیتا ہے جیسا حضرت
علی نے اپنی خوشی سے حضرت ابو بکر کو مقرر کیا تہا او بعضے غراقریہ کہتے ہین کہ ضد قدیم
ہے ہر وقت ولی کے ساتہ رہتا ہے محمد بن علی شلمغانی کا قول تہا کہ حق ایک ہی
و کبھی کسی لباس مین ظہور کرتا ہے کبھی قرمزی مین اور کبھی نیلے مین ابن اثیر جزری نے
کتاب کامل مین بیان کیا ہے کہ ابن غراقر اپنی ذات کو اله الالہ اور رب الارباب قرار دیتا
تہا او عقیدہ اوس کا یہ تہا کہ وہ اول ہے قدیم ہے ظاہر ہے باطن ہے رازق ہے تام ہے
او تام سے یہ مراد ہے کہ ہر معنی کے ساتہ اوسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہے او کہتا تہا
خدا ہر چیز مین اوسکی استعداد او تحمل کے موافق حلول فرماتا ہے او ضد کو ایجاد کیا تاکہ
وہ اپنے مقابل پر دلالت کرے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے آدم اور ابو البشر کو پیدا کرکے
انمین حلول کیا پھر ابلیس کو پیدا کیا او اوس مین حلول کیا اور یہ دونو باہم ضد ہین او ضد شے
کی اوسکی نظیر او شبیہ کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور خدائے تعالی جب جسد
ناسوتی مین حلول کرتا ہے تو اوس جسد سے معجزہ اور قدرت ظہور مین آتی ہے اور یہ اس
بات پر دلالت کرتے ہین کہ اس جسد کو خدا کے ساتہ غیبت اور اتحاد حاصل ہے او جب
آدم علیہ السلام غایب ہو گئے تو لاہوت نے پانچ تن ناسوتی مین ظہور کیا کہ اون پانچ

تنو مین سے ایک غایب ہوجاتا تو دوسرا اوسکی جگہہ ظہور کرتا اور ان پانچ تن ناسوتی کے مقابلہ
مین پانچ ہلبیس ہین جنمین اللہ تعالیٰ نے ظہور فرمایا ہے بعد اس کے لاہوتیت حضرت ادریس
مین اور حضرت ادریس کے ہلبیس مین جمع ہوئے اور انکی بعد پہر متفرق ہوگئی
جیسا کہ حضرت آدم کے بعد متفرق ہوگئی تھی پہر نوح مین اور انکے ہلبیس مین جمع ہوگی
اور انکے غیبت کے بعد متفرق ہوگی بعد اس کے ہود مین اور اونکے ہلبیس مین جمع
ہے پہر ان دونون کے بعد حضرت صالح اور اونکے ہلبیس مین جیسی اونکے ناقے کی
ذریت کا اہلبیت جمع ہوئے انکے بعد حضرت ابراہیم اور انکے ہلبیس مین کہ نمرود سے جمع ہوئے
اور انکے غایب ہونے کے بعد متفرق ہوکر حضرت داؤد اور انکے ہلبیس فرعون کے مین
جمع ہوئے انکی غیبت کے بعد حضرت سلیمان اور انکے ہلبیس مین جمع ہوئے اور انکی
غایب ہونے کی بعد حضرت عیسیٰ اور اونکے ہلبیس مین جمع ہوئے اور حضرت عیسیٰ کی
بعد اونکے حواریون اور حواریون کے ہلبیسون مین جمع ہوئے اور انکی غیبت کے بعد حضرت
علی اور انکے ہلبیس مین جمع ہوئے کہتا تہا کہ اللہ ایک نام ہے جو مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے
اور وہ مفہوم کلی یہ ہے کہ جو لوگون کا محتاج الیہ ہے وہ اللہ ہے پس ہر ایک فاضل اپنے
مفضولون کا اور ہر ایک مطاع اپنے مطیعون کا اللہ ہونے کے لایق ہے اسی لئے
ابن العزاقر کے متبعون مین سے ہر ایک اپنے آپ کو بمقابلہ اوس شخص کے جو اوس
سے کم تہہ ہوتا اللہ جانتا اور کہتا مین فلان کا رب ہون اور فلان رب فلان کا ہے
اور فلان میرا رب ہے یہانتک کہ ربوبیت کو ابن العزاقر تک منتہی کرتے اور اوس
کو رب الارباب جانتے اور کہتے کہ ربوبیت ابن ابی العزاقر پر ختم ہوگئی اوس کے
آگے کوئی رب نہین وہ کسی کا مربوب نہین اور کہتے ہین کہ امام حسن و حسین حضرت علی کے
فرزند نہین ہین اس لئے کہ جسکے وجود مین ربوبیت جمع ہوئے پہر وہ نہ کسی کا باپ ہو
نہ کسی کا بیٹا اور حضرت موسیٰ اور حضرت مصطفیٰ کو خائن بتلاتے ہین اس لئے کہ ہارون

بن محمد عبدوس اور یہ سب اوسکی ربوبیت کے قایل تھے جب ان شلمغانی اور اون کے متبعین
کے الحاد کو زیادہ زور ہوا تو ابن مقلہ وزیر نے عہد خلیفہ مقتدر مین اوسکو اور اوس کے اصحاب
خاص کو تلاش کیا مگر یہ لوگ ہاتھ نہ لگے یہانتک کہ شوال ۳۲۲ ہجری مین شلمغانی ظاہر ہوا
عہد خلیفہ راضی کا تھا وزیر ابن مقلہ نے اوسے گرفتار کر لیا اور اوس کی خانہ تلاشی لی گئی تو
بہت سے خط اوس کے متبعون کے ایسے نکلے جنمین ابن شلمغانی کی نسبت مین وہ مضمون
اور الفاظ تھے جنکا اطلاق بشر عاقل پر جایز نہین ان خطون مین ایک خط حسین بن قاسم کا جو
تھا وزیر نے ایک مجلس مین علما کو جمع کرکے وہ خط پیش کئے اور ان کی شناخت کی گئی
شلمغانی نے بھی اعتراف کیا کہ ہان یہ خط انہین لوگون کے ہین مگر مذہب کا انکار کیا کہا مین تو
مسلمان ہون یہ جو کچھ باتین لوگ میری نسبت مشہور کرتے ہین افترا ہے پھر اوس کے
ساتھ ابن ابی عون اور ابن عبدوس حاضر کئے گئے اور اون کے خطوط بھی پیش کئے
گئے ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو حکم دیا کہ ابن شلمغانی کے تماچہ مارین دونون نے اس
حکم کی تعمیل سے انکار کیا مگر جب اوپر بہت تاکید کی گئی تو ابن عبدوس نے ہاتھ بڑھا کر ابن
شلمغانی کے سر پر زور سے ایک تماچہ مارا اور ابن ابی عون نے جب ہاتھ اوس کی داڑھی اور
اور سر پر ڈالا تو اوس کا ہاتھ کانپنے لگا پس اوسنے ابن شلمغانی کے سر اور داڑھی پر بوسہ دیا اور
اوس کو مخاطب کرکے کہنے لگا الٰہی و سیدی و رازقی خلیفہ راضی باللہ نے ابن شلمغانی
سے کہا کہ تو دعوی خدائی سے انکار کرتا ہے اگر یہ بات سچ تھی تو ابن ابی عون نے تجھے
یہ بات کیون کہی ابن شلمغانی نے جواب دیا کہ قرآن مین آیا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ
یعنی اللہ پاک ایک بندہ کے گناہ سے دوسرے پر مواخذہ نہین کرتا مینے کبھی یہ بات نہین
کہی تھی کہ مین خدا ہون ابن عبدوس نے خلیفہ سے عرض کیا کہ ابن شلمغانی الوہیت کا
مدعی نہین بلکہ اس بات کا دعوے کرتا ہے کہ مین باب ہون امام منتظر کی طرف سے
اور ابن روح کا قایم مقام ہون پھر فقہا و قضاۃ نے ایک طول طویل بحث کے بعد فتوی دیا

کہ ابن ابی العون اور ابن شلمغانی کا خون مباح ہے اس لیے سہ شنبہ ۲ ذوالقعدہ سنہ ۳۲۲ ہجری
کو ابن ابی العون اور ابن شلمغانی کی خلیفہ کے حکم سے گردن مار کر آگ میں جلوا دیئے گئے
اور بعض نے کتاب خلاصہ میں لکھا ہے کہ ابن شلمغانی سنہ ۳۱۲ ہجری میں مارا گیا ہے یہ دونوں
امامیہ کے فاضل اور صاحب تصنیفات ہیں۔

پندرھواں اسحاقیہ جلد دوم نامہ دانشوران حالات ابونعیم اصفہانی میں لکھا ہے
کہ فرقہ اسحاقیہ شیعہ میں عبد اللہ ابن معاویہ بن عبد اللہ کی طرف منسوب ہے جو جعفر طیار
کی اولاد سے [illegible] شرح ابن ابی الحدید میں مرقوم ہے کہ مذہب اسحاقیہ کو جس شخص نے
اختراع کیا ہے اوسکا نام اسحاق تھا اور وہ عبد اللہ بن معاویہ کے اصحاب میں سے
تھا اوسکا قول تھا کہ تمام اشیا مباح ہیں انسان کو کسی چیز پر تکلیف نہیں دی گئی ہے علی علیہ
السلام منصب نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں لیکن نہ اوس وجہ پر جیسے آدمی
جاہل سمجھتے ہیں [illegible] الافاضل میں ذکر کیا ہے کہ اسحاقیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین پیغمبر سے کبھی خالی
نہیں رہی نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئے اور صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے
کہ اللہ تعالے ائمہ کے ساتھ متحد ہو گیا ہے مگر انمیں باہم اسبات میں اختلاف ہے کہ حضرت
علی سے بعد اللہ تعالے کس سے متحد ہوا بہرصورت عبد اللہ بن معاویہ نے سنہ ۱۲۷ میں مروان
حمار کی شروع حکمرانی میں کوفہ میں خروج کیا تھا اور کوفہ کے سارے زیدیہ نے اونکا ساتھ دیا تھا
مگر عبد اللہ ابن عمر ابن عبد العزیز حاکم عراق سے سخت جنگ کی بعد شکست کھا کر مداین کو چلے
گئے اور تمام اطراف سے شیعہ اونکے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور اونکی قوت بہت بڑھ
گئی اور ایک زبردست لشکر کی ساتھ فتوحات شروع کیں اور بڑے بڑے شہر جیسے حلوان ہمدان
و قم و رے و اصفہان فتح کر لیے سنہ ۱۲۹ ہجری میں فارس پر چڑھائی کی اور اوسے بھی مسخر کر لیا
اور اصطخر میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور اپنی طرف سے جابجا حکام روانہ کیے اور مال کثیر حاصل
کیا بنی ہاشم اور بنی امیہ وغیرہ کے بڑے بڑے سردار جیسے ابوجعفر منصور اور سلیمان بن ہشام

بن عبد الملک اور علی بن عبد اللہ بن عباس اور عیسیٰ بن عبد اللہ بن عباس اوسکے ساتھ
ہوگئے عامر بن صبارہ او معن بن زائدہ نے گھیر کر ایسی شکستین دین کہ سارا لشکر پریشان ہوگیا
اور عبد اللہ بن معاویہ خود مع اپنے دو بھائی حسن اور یزید اور خاص خاص آدمیون کے ہرات کی
طرف بھاگ گئے جہان پر ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی ابو مسلم کی طرف سے حاکم تھے مگر حاکم
مذکور نے ابو مسلم کے حکم سے عبد اللہ کو ... اور ... کو چھوڑ دیا۔

سولہوان نصیریہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے نصیریہ اصحاب ہین اور تعلیقہ مین مذکور ہے
کہ یہ محمد بن نصیر فہری کے متبع ہین انکا قول یہ ہے کہ امام علی بن محمد عسکری جبے اور محمد بن نصیر
بن محمد کی طرف سے نبی ہے محارم کو حلال کردیا تھا اور ... عورات کے ساتھ نکاح جایز
ہے اونکے ساتھ نکاح جایز کردیا تھا اور کشی مین مذکور ہے کہ نصیریہ ایک فرقہ ہے جو محمد بن نصیر
فہری نمیری کی نبوت کا قائل ہے اور عضائری مین ہے کہ اس شخص کی طرف نصیریہ منسوب ہے اور
خلاصہ مین بھی ہے کہ اس شخص سے فرقہ نصیریہ کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہین
اور منتہی المقال و توضیح المقال مین لکھا ہے کہ فی الحال شیعہ کے عوام اور اکثر خواص خصوصاً
شعرا کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص حضرت علی کی ربوبیت کا قائل ہے وہ
نصیری ہے اور کتب اہل سنت مین بھی یہی مذکور ہے کہ نصیریہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
حضرت علی کی ساتھ متحد ہوگیا ہے یا اونمین حلول کیا ہے اور کہتے ہین کہ حضرت علی اور اونکی اولاد
چونکہ سب سے افضل ہین اور مؤید ہین ساتھ ایسی تائیدات کے کہ جو اسرار باطنی سے تعلق رکھتی
ہین اس لئے ضرور ہوا اللہ تعالیٰ پر کہ وہ اونکی صورتوں مین ظہور کرے اور اونکی زبان سے بات
کہے پس یہ لوگ ائمہ کو خدا اعتقاد کرتے ہین اور دلیل اپنے قول پر یہ لاتے ہین کہ نبی نے تو
مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علی نے منافقین کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ
پیغمبر ظاہر حال پر حکم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے۔

تحفۃ الدہر مین لکھا ہے کہ مملکت حلبیہ مین ایک پہاڑ کا نام سماق ہے اسمین فرقہ نصیریہ کثرت

ـــے آباد ہے معاد کے باب مین انکا عقیدہ یہ ہے کہ گناہگار آدمی کو کبھی مسخ کے ذریعہ سے عذاب ہوتا ہے اور اسطرح گناہ کی سزا دیجاتی ہے کہ یکایک بندر کی یا سور وغیرہ کی شکل پر ہو جاتا ہے اور ان کا قول یہ ہے کہ نیک آدمی جتنے عمدہ اعمال کرتا ہے اوسی قدر اوس کی روح انسانی صورتین بدلتی ہے اور یہ صورتین روح کے لئے بمنزلے قمیص کے ہین نیک آدمی کی روح طرح طرح سے ترقی کرتی ہے جب ستر قمیص بدل چکتی ہے تو اخیر مین فرشتون مین منتقل ہو جاتی ہے اور بد آدمی کی روح شقاوت کے گڑھون مین گرتے ہوئے اور اجسام کو بدلتے ہوئے اسفل السافلین مین پہونچ جاتی ہے اور یہ بھی ستر قمیص بدلتی ہے کہ ہر ایک قمیص مین اسکی شقاوت بڑھتی ہی جاتی ہے مثلاً ایک جسم مین شقی تھی تو دوسرے مین اشقی ہوتی ہے اور اپنے اعمال بد کی تکلیفین برداشت کرتے ہوئے اونٹ گھوڑے گدھے خچر بیل بکری کتے سور وغیرہ حیوانات کے اجسام مین داخل ہو جاتی ہے اور رحمت الہی کے نزول سے مایوس ہو جاتی ہے اور جہنمی اور طرح طرح کے عذابون کے قابل قرار پاتی ہے اور اوسکو عذاب اسطرح ملتے ہین کہ حلال ہوتی ہی شکار ہوتی ہے زنجیر سے بندھتی ہے سواری مین جوتی جاتی ہے قوت نطق اور گویائی سے محروم ہوتی ہے اللہ تعالے کے جناب سے محجوب ہو جاتی ہے آسمان کے دروازے اوس سے بند ہو جاتے ہین نہ اوس کی کوئی بات مقبول ہوتی ہے نہ اوس کا کوئی شکوہ مسموع ہوتا ہے اور ایسی روح نہ کبھی جنت مین داخل ہو سکتی ہے نہ جنت کی ہوا اوس تک پہونچ سکتی ہے اور نہ اوس کے لئے کبھی آسمان کے دروازے کھلتے ہین اور ان اجسام حیوانی مین داخل ہونے کے عذاب اوس کو یہان تک حاصل ہوتے ہین کہ بڑے سے بڑے حیوان کے جسم مین داخل ہو کر حقیر سے حقیر جسم حیوانی مین تنزل کرتی ہے سرکہ کی کیڑے مین داخل ہوتی ہے قرآن مین جو آیا ہے ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وکذالک نجزی المجرمین ٥ یعنی جنہون نے جھٹلائین ہماری آیتین

اور اون سے تکبر کیا اونکے لئے آسمان کے دروازہ نہ کھلینگے اور جنت مین داخل ہونگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہووے اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہین گناہگارون کو اس آیت مین اسی مقصد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب روح اونٹ کے جسم مین داخل ہوگئی اور تنزل کرتے ہوئے ایسے کیڑے کے جسم مین آئیگی جو سوئی کے ناکے مین سماتے ہین تو اس عرصہ مین کتنی تبدیلیان اوس کے اجسام کی ہونگی اور یہ پچھلا جسم بمقابلہ پہلے جسم کے کتنا حقیر ہوگا اور وہ روح جو اونٹ کے جسم مین تھی ایسے جسم مین ہوگی جو سوئی کے ناکے مین داخل ہونے کی قابل ہے بعد اس کے روح نباتات کی اجسام مین داخل ہوتی ہے اور یہان اوسکو جلاتے کاٹتے چیرتے وغیرہ ذریعون سے عذاب پہونچاتے بعد اس کے معدنیات مین داخل ہوتی ہے اور طرح طرح کے عذاب پاتی ہے پگھلائے بھی جاتی ہے گرم بھی کئے جاتے ہے ہتوڑے سے بھی کوٹی جاتی ہے اور بہت سی چیزین بھی کئے جاتے ہین۔ اور معدنیات مین سے کبھی نہین نکلنے پاتی ہمیشہ انہین عذابون مین گرفتار رہتی ہے اور یہ لوگ ملول کے بھی معتقد ہین انکے نزدیک مقصود اصلی اور غایت کلی یہ صورت مرئیہ بھی ہے مطلب انکا یہ ہے کہ مادہ اور صورت کے سوا کوئی اور چیز نہین ظاہر وجود خلق ہے اور باطن وجود خالق ہے اور یہ وجود ہر موجود مین ظاہر ہوا ہے اور موجودات مین ترقی کرتا ہوا صورت انسانی مین چڑہتا ہے اور نوع انسانی ترقی کرکے صورت خاص اور اعلے تک ترقی کرتا ہے مثلاً حضرت آدم شیثؑ نوحؑ ابراہیمؑ ہارون یوسفؑ موسیٰ مسیح علیہم السلام علی ابن ابی طالب کی صورتون مین ظاہر ہوتا ہے اور ہر صورت کا معنی ایک ہی ہوتا ہے پس صورت کے مظاہر نبوت و امامت ہے اور اوس کا باطن غیب ہے جو دریافت نہین ہوسکتا بلکہ خالق ہوتا ہے اور اوس کے لئے دروازہ ہے جسمین کسی عالم اور عاقل کے علم و عقل کو بغیر اس دروازہ کے رسائی نہین اگر کوئی چاہے کہ اس سے واقف ہوجائے تو اوس کے لئے اس دروازہ مین داخل ہونا ضرور ہے اور نہ اس صورت کی باطن کو کسی کی نظر

بے پردہ دیکھ سکتی ہے وہ غیب ہ اگر نظر آتا ہے تو پردہ کی آڑ مین نظر آتا ہے اور انکے نزدیک
مراد اس پردہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور باطن سے مراد حضرت علی ہین اور
دروازہ اوسکا سلمان فارسی ہے نصیری شیعون کو **علی اللہیان** بھی کہتے ہین تاریخ
جان مالکم مین لکھا ہے کہ شیعہ اثنا عشری سے علی اللہیون کو عداوت ہے اور وہ
لوگ بھی علی اللہیون کو دشمن جانتے ہین اور علی اللہیون کی تعداد بہت کم ہے اپنی قواعد و رسوم
کو مخفی رکھتے ہین مرزا اسد اللہ خان غالب کہتے ہین ؎ غالب ندیم دوست سے آتی
ہے بوئے دوست ؏ مشغول حق ہین بندگی بوتراب مین ؏ یعنی علی علیہ السلام خدائے تعالیٰ
کے ہم نشین ہین اور دوست کے ہم نشین سے دوست کی بو آتی ہے پس جو لوگ بوتراب
کی بندگی مین ہین وہ درحقیقت مشغول حق ہین ایسے ہی اشعار سے غالب کی نسبت کہا
گیا ہے کہ وہ علی اللہی تھا یعنی نصیری مذہب رکھتا تھا اور فارسی کے مندرجہ ذیل شعر مین
تو غالب نے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کر دیا ہے ؎ غالب نام آورم نام و نشانم مپرس ؏
ہم علی اللہم و ہم علی اللہیم ؏ دبستان المذاہب مین لکھا ہے کہ علی اللہیون کا عقیدہ
یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی طاقت اور استعداد علوی و سفلی مین نہ تھی
اس لئے اوس نے چاہا کہ مرتبہ صرفیت اور اطلاق کو چھوڑ دے تاکہ بندے اوسکی
پرستش کرسکین اور اوسکو پہچاننے لگین پس اللہ ہر قرن مین مجسم روحی سے ملا اور نوع
انسانی کے اندر ظہور کیا اور انبیا مین حلول فرماتا رہا یہانتک کہ اوسکا ظہور حضرت علی
اور اونکی اولاد مین ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس نے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا مگر حق تعالیٰ
نے جو دیکھا کہ اون سے کار رسالت نہین چل سکتا تو مدد دینے کے لئے خود جسم
قبول کیا یہی وجہ ہے کہ جب نبی نے کعبہ مین بت شکنی کی تو اوسوقت حضرت علی کو اپنے
دوش پر چڑھا لیا تھا ؎ غرض ز بت شکنیہا جز این نبود نبی را ؏ کہ دوش خود بکف پای مرتضیٰ
رساند ؏ ایک علی اللہی جسکا نام احمد تھا بیان کرتا تھا کہ یہ قرآن عمل کے قابل نہین

اس لئے کہ جو مصحف علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تہا یہ وہ نہین بلکہ یہ تو حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی تصنیف ہے اور شمس الدین علی اللہی کہتا تہا کہ ہے تو یہ وہی قرآن جو علی اللہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تہا لیکن چونکہ جمع اس کو حضرت عثمان نے کیا ہے اس لئے پڑہنے کے قابل نہین اور بعضے علی اللہی حضرت علی کی نظم و نثر کو مصحف مین داخل کرتے ہین بلکہ اوس کو مصحف پر ترجیح دیتے ہین اس لئے کہ یہ کلام اللہ سے بیواسطہ مخلوق کو پہونچا ہے اور مصحف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق کو ملا ہے۔

ستر ہوان علویہ۔ یہ فرقہ علی اللہیہ مین سے ہین اور اپنے آپ کو علی اللہ کی نسل مین جانتا ہے اور علی اللہیون کی ساتہہ عقائد مین شریک ہے فرق دونون فرقوں مین یہ ہے کہ علویہ کہتے ہین کہ جو مصحف اب مشہور ہے وہ علی اللہ کا کلام نہین اس لئے کہ شیخین نے اوس مین تحریف کی ہے اور آخر کار حضرت عثمان نے سب کو دور کر دیا چونکہ یہ فصیح آدمی تہے دوسرا مصحف اوسکے مقابلے مین بنا لیا اور اصلی قرآن کو جلا دیا اور یہ فرقہ جہان مصحف پاتا ہے اوسے جلا دیتا ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ علی اللہ نے اس جسد عنصری کے بعد اپنے جسم کو آفتاب سے ملا دیا ہے اور وہ اب آفتاب ہے اور پہلے بہی آفتاب تہا اور تہوڑے سے دنون تک جسم عنصری مین رہا تہا اور یہ ہی وجہ ہے کہ آفتاب علی اللہ کے حکم سے لوٹ آیا تہا اس لئے کہ وہ عین آفتاب ہے اسی سبب سے یہ فرقہ آفتاب کو علی اللہ کہتا ہے اور آفتاب کو پکارتا ہے اور اوس سے دعا کرتا ہے اور انکے نزدیک آفتاب انکے دعا قبول کرتا ہے اور انکی مدد کرتا ہے ان کی نزدیک جاندار کا مارنا جائز نہین اور گوشت کہانیکی قابل نہین اور کہتے ہین کہ علی اللہ نے گوشت کے کہانے کی ممانعت کر دی ہے اور مصحف مین جو بعضے حیوانات کی نسبت مارنے اور اونکا گوشت کہانے کا حکم ہے اس سے مراد خلفائے ثلثہ اور اونکی تابعین ہین اور کہتے ہین تمام محرمات سے یہی تینوں مراد ہین اور کہتے ہین کہ ابلیس اور سانپ اور طاوس بہی انہین تینون سے عبارت

سبب اور شداد اور نمرود اور فرعون بھی انہین تینون سے عبارت ہے اور بت تورشنا اور بت کی
پرستش کرنا انہین تینون سے مراد ہے اور یہ فرقہ تناسخ کا قائل ہے اور کہتے ہین کہ جو
علی اللہ اگلے زمانو مین انبیا کی صورت مین ظاہر کرتا تھا تو یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم سنکر ان
کی صورت پر ظہور کرتے تھے اور آیندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا اور انکے نزدیک علی اللہ کی
صورت کی پرستش کرنا چاہیے ؎

اٹھارہوان مقنعیہ صواعق محرقہ اور تحفہ اثنا عشریہ مین مذکور ہے کہ یہ فرقہ حکم
مین ہاشم کی طرف منسوب ہے جس کا لقب مُقنع تھا مقنعیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ امام حسین
کے بعد وہ خدا ہے اور خدا چار بتاتے تھے چوتھا خدا مقنع کو کہتے تھے مقنع گرچہ اسماعیلی
تھا مگر اسوجہ سے کہ الوہیت کا دعوی کیا اوس سے غلاۃ مین شمار پایا۔ اور بعض زرامیہ بھی
مقنع کی الوہیت کے قائل ہو گئے تھے مقنع اگر الوہیت کا مدعی نہوتا تو اسکا شمار اسماعیلیہ مین ہوتا
کیونکہ فی الحقیقت یہ اسماعیلی تھا اور برملا مذہب تشیع کا اظہار کرتا تھا تاریخ الخمیس مین لکھا ہے
کہ اوسکا نام عطا تھا اور ابن خلدون نے کہا ہے کہ اوسے حکیم اور ہاشم کہا کرتے تھے
اور طبری نے حکیم المقنع لکھا ہے اور کہا ہے کہ مرو کے علاقہ مین سے ایک قریہ کا رہنے والا
تھا اور برہان قاطع مین لکھا ہے کہ اسے حکیم بن عطا کہتے تھے اور نگارستان مین لکھا ہے
کہ حکیم بن ہاشم ابو مسلم کی کچہری مین تحریر کے کام پر متعین تھا اس نے سنہ ۱۶۱ ہجری مین بعہد
مہدی بغدادی کے عہد مین ظہور کیا تھا جیسا کہ طبری اور ابن خلدون اور ابن خلکان اور ابو الفدا
اور مولف تاریخ الخمیس وغیرہ نے تصریح کی ہے اور بعض کتب مین جو لکھا ہے کہ اوس نے
سنہ ۱۵۰ھ مین ظہور کیا یہ غلطی ہے یہ آدمی نہایت عقیل فیلسوف وقت تھا اور ہر صنعت سے
واقف تھا خاصکر علم بلاغت و فن شعبدہ و حیل و طلسمات و سحر و نیرنجات اور اکثر علوم فلاسفہ
مین ید طولے رکھتا تھا اور عجیب و غریب چیزین ایجاد کرتا تھا یہانتک کہ اوس نے کوہ سیام
دہ مضافات نخشب کے عقب مین ایک کنوان تیار کرایا اور سیام شہر کش دیقنج کاف بسکون

شین سجبہ، کے پرگنہ مین جو شہر سبز کے نام سے مشہور ہے ایک گاؤن ہے اور کش شہر
نخشب کے پاس واقع ہے جسے اہل عرب معرب کر کے نسف کہا کرتے ہین اور سمرقند
اور تاشقند کے درمیان مین ہے مگر سمرقند سے کسی قدر قریب ہے اوس کنوئین کے اندر
ایک چاند پارے اور اور چیزون سے بنایا تھا یہ چاند غروب کے وقت اوس کنوئین سے
نکلتا اور کوہ کے پیچھے سے طلوع کرتا اور آسمان پر روشن رہتا اور دو چاند آسمان پر نظر آتے
تھے اور اوسکی روشنی پندرہ میل تک پہونچتی تھی طلوع فجر سے قبل غائب ہو جاتا تھا
دو مہینے تک برابر یہ چاند اسی طرح طلوع و غروب کرتا رہا آثار البلاد مین لکھا ہے کہ لوگ دور
دور سے شہر نخشب مین اوسکے دیکھنے کو آتے تھے اور دیکھکر تعجب کرتے تھے اور عوام
جادو سمجھنے لگے تھے حالانکہ بطریق ہندسہ اور انعکاس شعاع قمر کے یہ عمل کیا تھا اس لئے
کہ لوگون نے اوس کنوئین کے تہ مین ایک بڑا طاس پارے سے بھرا ہوا پایا تاریخ الخمیس
مین لکھا ہے کہ مقنع شعبدون کی زور سے لوگون کو اور بہت عجیب و غریب چیزین دکھایا
کرتا تھا نبوت کا مدعی تھا اور اپنی ذات کو خدا قرار دیتا تھا اور تناسخ کا قائل تھا کہتا تھا کہ خدا
تعالے نے آدم کو پیدا کر کے اونکی صورت مین حلول کیا اس لئے ملائکہ نے اونکو سجدہ
کیا پھر نوح کو پیدا کر کے اونکی صورت مین حلول کیا پھر حلول کرتے کرتے یہان تک نوبت
پہونچی کہ صاحب الدولۃ ابومسلم خراسانی کی صورت مین حلول کیا پھر میری صورت مین حلول
کیا اور ابومسلم کو حضرت محمد مصطفی سے افضل قرار دیتا تھا ہزارہا آدمی اس گروہ مین اوسکی تصدیق کرنے لگے اور اوسکی عبادت کرتے
تھے وہ نہایت بدشکل اور ہکلا تھا اور لڑائی مین کسی موقع پر اوس کے آنکھہ مین تیر لگنے سے کانا

لہ بہجۃ العالم مین مہارت خان اصفہانی نے لکھا ہے ماہ نخشب مشہور عالم ست و تا چہار فرسنگ روشنی آن
میرسیدہ گویند در قعر چاہی کہ مقنع در کوہ دشت نمودہ بود طاسی بزرگ مملو از سیماب یافتند اما معلوم نشد کہ
ہمدان چہ عمل بکار بردہ ۔ ۱۲

بھی ہوگیا تھا اس لئے زیادہ کریہ الوجہ تھا اس عیب کے چھپانے کے لئے اوس نے اپنے لئے ایک منہہ سونے کا تیار کرایا تھا اپنے منہہ پر اوسے لگائے رہتا تھا اس لئے مقنع

سے بہا ہے نہ ثابت ہوا کہ آثار البلاد مین جو لکھا ہے کہ یہ چاند ابن مقنع نے ایجاد کیا تھا اور صاحب غیاث اللغات نے کہا ہے کہ اوس چاہ کو بمجازاً مقنع کی طرف منسوب کرکے ماہ مقنع کہتے ہین حالانکہ اوس کو مقنع کے بیٹے نے بنایا تہا انتہی یہ بیان غلط ہے روضۃ الصفاے محمد خاوند شاہ اور روضۃ الصفاے ناصری مین جہان خلیفہ مہدی عباسی کے حالات لکھے ہین وہان اس حکیم مقنع کا بھی مفصل بیان تحریر کیا ہے ان دونون کتابونین ہادی بن مہدی کے حالات مین لکہا ہے کہ اس کے عہد مین ایک جماعت زنادقہ کی ظاہر ہوئی اون مین سے ایک شخص کا نام عبد اللہ بن مقنع تہا یہ شخص فصاحت و بلاغت میں بے نظیر تہا اس نے کلیلہ و دمنہ کو فارسی سے عربی مین ترجمہ کیا تہا اور عبد اللہ بن داؤد کہ ابو العباس سفاح کا چچا زاد بہائی ہے اور عبد اللہ ہاشمی وغیرہ امرا بھی اسی روش اور طریق پر تھے اور اون مسلمانون پر جو نماز و روزہ ادا کرتے تھے استہزا کرتے اکثر دزان سب نے یہ مشورہ کیا کہ مسلمانون کا دار و مدار قرآن پر ہے اگر ہم کوئی کتاب اوس کے مقابل بنا دینگے تو اوس کو وقعت نرہیگی اور ہمارا کام چل جائیگا سب نے بیر اتفاق کیا کہ ابن مقنع یہ کام انجام دے اور سب نے یہ قرار دیا کہ یہ آیت کہ نہایت فصیح و بلیغ ہے یَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي الی آخرہ پہلے مقنع اس کے مقابل کلام کہے اگر اوس سے یہ کام ہوسکا تو امید ہے کہ وہ قرآن کے جواب سے عہدہ برآ ہو جائے گا تمام سامان آسایش کا ابن مقنع کے لئے تیار کرکے ایک مکان مین اوسے بٹھا دیا ابن مقنع نے چھہ ماہ تک برابر محنت کی اور مسودون کا انبار ہوگیا مگر چند لفظ ایسے نہ بنا سکا جو اس آیت سے مشابہت رکھتی یارون سے کہا کہ جب اتنی مدت مین ایک آیت کا جواب نہو سکا تو پورے قرآن کا کیسے جواب تیار ہوسکے گا اور اس ارادہ سے باز آئے ہادی کو جب انکا حال معلوم ہوا تو سبکے مروا ڈالا اور تاریخ کامل مین ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۲۳۵ھ مین مقام سامرہ مین ایک شخص نے جسکا نام محمود بن فرج نیشاپوری تہا نبوت کا دعوی کیا اور کہا مین ذو القرنین ہون ۲۷ شخصون نے اوس کی اتباع کی متوکل نے اوسکو مع اوس کے اصحاب کے گرفتار کرالیا اور بہت پٹوایا اور شارع عام مین اوس سے اقرار کرالیا کہ مین اپنے دعوے مین جہوٹا ہون

دبروزن ملمع مشہور ہو گیا لغت مین لکہا ہے رجل متقنع اوس شخص کو کہتے ہین جسکے سر پر خود
رکہا ہوا ہو تاریخ کامل مین لکہا ہے کہ مقنع تناسخ کا قائل تہا اور اوس کے معتقد اوس کو سجدہ کرتے
تہے جس طرف کہ ہوتے اور اپنے جنگ و حرب مین کہتے کہ ای ہاشم ہماری مدد کر علامہ ابن
خلدون نے بہی اس بیان کے بعد لکہا ہے کہ خراسان مین اوس کا فتنہ ظاہر ہو گیا تہا اور بخارا
اور سغد مین ایک گروہ نے جنکو مبیضہ کہتے تہے مقنع کی طرفداری اور شورش کی اور انکی مدد
کفار ترک کرنے لگے اور اوس طرف کے مسلمانون پر تاخت و تاراج شروع کردی
ابو النعمان اور جنید اور لیث بن نصر بن سیار نے ان لوگون سے جنگ کی لیث کا
بہائی محمد اور ایک بہتیجا تمیم نامی کام آئے مہدی محمد بن منصور خلیفہ بغداد نے جبریل بن یحیے
اور اوس کے بہائی یزید کو فوج دیکر مبیضہ سے جنگ کے لئے بہیجا چار مہینے تک طرفین
مین لڑائی رہی آخر کار مبیضہ کو شکست ہوئی اونکی طرف کے سات سو آدمی مارے
گئے جو تہوڑے سے باقی رہ گئے تہے وہ مقنع سے ملگئے جبریل بہی انکا تعاقب کئے
ہوئے چلا گیا پہر مہدی نے مقنع کی تباہی کے لئے سعید حرشی کی ماتحتی مین ایک بہاری لشکر
بہیجا مقنع بڑی خونریزی کے بعد سیام کے قلعہ مین متحصن ہو گیا۔ صواعق محرقہ مین مقنع کی ہلاکت
کی ایک دلاویز حکایت لکہی ہے کہ مقنع جب محاصرے سے تنگ آگیا تو بہت سی آگ جلوائی
اور اپنے معتقدون کو خوب سی شراب پلوائی جب وہ نشہ مین مدہوش ہو گئے تو سب کو مار کر
آگ مین جلا دیا اور راکہ سب کی برباد کردی پہر آپ ایک برتن مین تیزاب بہر کر اوسمین بیٹہ گیا
تیزاب کی تاثیر سے وہ بہی پانی ہو گیا محاصرین کو ابہی تک یہ خیال تہا کہ سب محصورین قلعہ مین
موجود ہین ایک عورت اوس قلعہ مین بیماری کی وجہ سے ایک کوٹہے مین پڑی ہوئی تہی وہ
بچ رہی تہی جب اوسے افاقہ ہوا تو قلعہ مین تنہائی کی وجہ سے گہبرائی اور دیوار پر چڑہکر پکارا
آؤ قلعہ مین سوا میرے کوئی نہین ہے لوگ اوپر چڑہ گئے اور کواڑ کہولدئے لشکر داخل ہوا
دیکہا تو واقعی قلعہ کو خالی پایا مقنع کے بعض معتقد جو پہلے ہی لڑائیون مین اوس سے علحدہ

یہ حکایت اصفہانی نے بہی مقنع کے حال مین لکہی ہے

ہوگئی تہی تا سعت اسنے لگے کہ فی الحقیقت وہ خدا تہا ہم ساتہہ نہوئے ورنہ اوس کے ساتہہ آسمان
پر چڑہ جاتے ہین وہ عورت اگرچہ مرض مین بیہوش تہے مگر کبہی کبہی آوز وقل سنکر کچہہ کچہہ حالات
سے مطلع ہو جاتے تہے اوس سے نے یہ ساری کیفیت بیان کی تاریخ کامل مین بہی اس حکایت کو
بیان کیا ہے اور اوسمین اسطرح ہے جب مقنع کو یقین ہوگیا کہ مین اب غنیم کے ہاتہہ سے نہین بچ
سکتا تو اپنی سب عورتون اور بچون کو جمع کرکے زہر پلا دیا اور آپ بہی پی لیا اور اپنے معتقدون سے
یہ بات کہی کہ مجہے جلا دیجیو تاکہ میری لاش دشمن کے ہاتہہ مین نہ پہونچے اور بعضے کہتے ہین
کہ قلعہ مین جسقدر چوپائے اور کپڑے وغیرہ تہے اونکو جلوایا پہر ساتہیون سے کہا کہ جسکو آسمان
کی خواہش ہو کہ میرے ساتہہ آسمان پر چڑہ جائے وہ اس آگ مین میرے ساتہہ کود پڑے سب نے
تعمیل کی اور جلکر خاک ہو گئے جب لشکر قلعہ مین داخل ہوا تو کچہہ نپایا جسقدر اوسکے معتقد باقی رہگئے
تہے وہ اس بات سے زیادہ فتنہ مین پڑے اوس کے اصحاب ملک ماوراء النہر مین مبیضہ کہلاتے
ہین مگر اپنے اعتقاد کو چہپاتے تہے عرصہ دراز تک سفید جامگان ماوراء النہر یہ کہتے رہے کہ مقنع
آسمان پر چڑہگیا ہے زمانہ آیندہ مین وہان سے اُترلگا بعضے لکہتے ہین کہ اوس سے نے اپنی ہمراہیون
کو زہر دیدیا تہا اور آپ بہی زہر کہالیا تہا لشکر نے قلعہ مین گہسکر اوسکا سر کاٹ لیا اور حلب مین
مہدی کے پاس بہیجدیا مقنع یحیی بن زید شہید کے قتل کا منکر تہا جسکا بیان جار دو یہ مین منجملہ زیدیہ
کے اسی کتاب مین آتا ہے کہتا تہا کہ یحیی اپنے دشمنون کو قتل کرین گے اور نگارستان مین
جو لکہا ہے کہ وہ برقعہ منہ پر ڈالے رہتا تہا اس لیئے برقعی مشہور ہوگیا یہ بات پایۂ تحقیق کو نہین پہونچی
اس کے بعد یہ بات سنو کہ خطط الآثار مین شیعہ کے ضمن مین ایک فرقہ

بسلمیہ لکہا ہے اور کہا ہے کہ یہ فرقہ راوندیہ[۱] مین سے ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت

---

[۱] راوندیہ فرقہ منسوب ہے عبداللہ ابن حرب بن عبداللہ راوندی کی طرف جو خلفاے عباسیہ کا ایک نقیب اور داعی
تہا مرآت الجنان مین لکہا ہے کہ راوند ایک گانون ہے کاسان کے ضلع مین جو سیحون کے پاس ہے اور یہ کاسان

اصفہان کے اطراف مین واقع ہے اور جو شہر کاشان شین معجمہ سے ہے وہ قم کے علاقہ مین ہے اور راوند اوسکے متصل بھی ایک مقام کا نام ہے ۔ روضۃ الصفا نے ناصری کی جلد ششم مین لکہا ہے کہ اس عبد اللہ کے مزاج مین سہولت تہی اور یہ برخلاف ابو مسلم خراسانی کے کشت و خون نہین کرتا تہا اور جو اوس سے مخالفت کرتا اوس سے بھی لڑائی جایز نرکھتا چونکہ ابو مسلم بے تحاشا لوگون کو قتل کرتا تہا اس لئے راوندیہ نے عبد اللہ سے کہا کہ اس شخص کی کوئی فکر کرنا چاہئے تاکہ مخلوق کو اس کے پنجۂ ظلم سے نجات حاصل ہو عبد اللہ نے ابو مسلم کو ایکروز سمجہایا کہ آپ کو یہ خونریزی زیبا نہین پہلے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیجئے جب وہ نہ مانین تو پہر جو دلمین آوے کیجئے ابو مسلم نے کہا کہ جو ہم نے سوچ رکھی ہے اسکا سر انجام پانا بغیر قتل عام کے دشوار ہے عبد اللہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی رائے ہے تو میرے بھی بہت سے متبع ہین آپ اون سے بھی کام لیجئے ابو مسلم نے کہا کہ اونکے نام لکہکر میرے پاس بھیجو عبد اللہ نے اس خیال سے کہ ابو مسلم ان لوگون کو عمدہ عمدہ منصب دیگا اونکی اسم نویسی کی فرد ابو مسلم کے پاس بھیجدی ابو مسلم نے عبد اللہ سے کہا کہ تم ان سب لوگون کو میرے پاس لے آؤ عبد اللہ نے سب کو حاضر کیا ابو مسلم نے کہا کہ ایک گروہ کو علیحدہ علیحدہ ٹھہرا دیا جاوے جب سب کا انتظام ہو گیا تو عبد اللہ کو قتل کرا دیا اور پہر اوس کے متبعون کی گروہ علیحدہ علیحدہ بلاتا اور قتل کراتا انہین سے جو باقی بچے وہ ابو مسلم کی پرستش کرنے لگے اور کہنے لگے یہ خدا ہے روزی رسان یہی ہے ابو مسلم نے اپنی نسبت اونکا یہ عقیدہ سنکر پہر بہت سے راوندیہ کو تلاش کر کے قتل کرایا خلفائے عباسیہ کی سلطنت کا بانی یہی ابو مسلم ہے اسی کی مدد سے عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تھی مروان حمار کے عہد مین قوت پکڑ گئی تہی اور اس شخص نے تمام ملک مین سازشون کا جال پہیلا دیا تہا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی تہی مگر منصور عباسی نے ابو مسلم کو بہی مروا ڈالا راوندیہ تناسخ کے قائل تھے چنانچہ تاریخ ابو الفدا مین و کامل مین لکہا ہے کہ عقیدہ انکا یہ ہے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک مین داخل ہوئی تہی اور روضۃ الصفائے ناصری مین کہا ہے انکا یہ عقیدہ تہا کہ منصور کی روح عثمان بن نہیک کی روح سے متعلق ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ رب ہمارا جو کہانے پینے کو پہونچاتا ہے ابو جعفر منصور بن عبد اللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہے جو خلفائے عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تہا جبکہ یہ بات اونہون نے ظاہر کی اور منصور کے محل کے پاس آ گئے اور کہا کہ یہ قصر ہمارے رب کا ہے تو منصور نے اونکے سرداروں کو جو دو سو تھے قید کر دیا اسپر اونہون نے منصور سے آئندہ

۶ ہزار کی بغاوت کی
۶ چہسو آدمی سے
منصور ... شکست کہائی ...
... ۱۴۱
مین واقع ہوا تہا ...

بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین و محمد بن حنفیہ مین آئی پھر ابوہاشم عبداللہ ابن محمد بن حنفیہ مین پھر اون سے منتقل ہوکر علی بن عبداللہ بن عباس مین بطور وصیت کر آئی پھر ابوالعباس سفاح مین پھر ابوسلمہ صاحب دولت بنی عباس مین **حکایت** پرگنہ کش ضلع ماوراء النہر مین ایک شخص سنے اہل مرو سے جو آنکھ سے کانا تھا اور اوسکو ہاشم کہتے تھے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ کی روح ابوسلمہ مین منتقل ہوکر آئی پھر ابوسلمہ سے اوس کے اندر منتقل ہوگئی ہے یہ دعوت اوس ہاشم کی اوس علاقہ مین پھیل گئی وہ اپنے اصحاب سے پردہ کرتا تھا اور اپنے لئے اوس نے ایک منھ سونے کا بنا یا تھا اس لئے مقنع کہلانے لگا اوس کے یارون نے چاہا کہ اوسکو دیکھین اوس نے وعدہ کیا کہ مین آپ کو تمہین دکھاؤنگا اگر تم جل نجاؤ اور اپنے سامنے ایک آتشی شیشہ جلانیوالا رکھا جسپر سورج کی دہوپ پڑتی تہی جب بعض معتقد اوس کے پاس آتے جل گئے باقی بھاگ گئے اور فتنہ مین پڑ گئے اور معتقد ہوگئے کہ وہ خدا ہے اوس کو آنکھین نہین دیکھ سکتی ہین اپنی جنگ وحرب مین اوسکو اللہ کہکر پکارتے تھے انتہی ترجمہ کلامہ یاد رکھو کہ صایغ زرگر یعنی سونے کا کام کرنے والے کو کہتے ہین تو مصوغ وہ شخص ہوگا جو سونے کو استعمال کرتا ہو کیونکہ لفظی معنے اس کے سونے سے بنا ہوا ہین میرا خیال یہ ہے کہ لفظ مصیغ لفظ مقنع کی تحریف ہے یہ ہاشم وہی شخص ہے جس نے ماہ نخشب تیار کیا تھا کیونکہ یہ حالات اوسی کے حالات سے ملتے ہوئے ہین اور ابومسلم سے ابوسلمہ ہوگیا ہے اور ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ کے حالات تفصیل وار کیسانیہ کے فرقون سے ہاشمیہ مین بیان ہونگے۔ نواب محمد صدیق حسن خان باوجودیکہ تقلید کو دین و مذہب مین برا جانتے تھے مگر تصنیف و تالیف مین بالکل پرائے کلام کو اپنی کتاب مین بھر دیتے ہین اور یہ تقلید سے بدتر ہے اور پھر پرائے مطالب ہی پر بس نہین کرتے بلکہ اوسکی عبارات کو بھی اپنی عبارت بنا لیتے ہین چنانچہ خطط الآثار مین جسقدر فرقہائے اسلامیہ کو بیان کیا ہے

پس بیان نواب صاحب نے کتاب مذکور سے علیحدہ کرکے اوسکا نام عجیبۃ الاکوان رکھدیا ہے
اگر نواب صاحب اس تقلید مین کسی قدر بھی تحقیق سے کام لیتے تو اونکو معتبر کتب تواریخ سے اس بات کا
پتا چلتا یہ صیغ وہی مقنع ہے جسکے حالات کتب تواریخ مین مذکور ہین[1]

کیسانیہ

واضح ہو کہ کیسانیہ منسوب ہین کیسان کی طرف کہ حسب تحقیق صاحب صحاح وقاموس وغیرہ اہل
لغت نام ہے مختار بن ابو عبید ثقفی کا جو واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا تھا مگر
ارباب تواریخ کی یہ رائے ہے کہ کیسان[2] حضرت علی بن ابی طالب کا غلام تھا اونکی وفات کے
بعد محمد بن حنفیہ کی رفاقت مین رہا اور علوم غریبہ اوسنے حاصل کئے غنیہ مین لکھا ہے کیسانیہ
ان چار شخصون کی امامت کے قائل ہین حضرت علی امام حسن امام حسین محمد بن حنفیہ مگر اس فن کی
کتب سے عموماً فرقہائے کیسانیہ کے خیالات ترتیب ائمہ کے بارے مین ایسے ہی ثابت
ہوئے۔ اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ کیسانیہ کے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب ہے اور خطط الآثار
مین آیا ہے کہ کیسانیہ بدء کے جواز کے اللہ پر قائل ہین یہ کل سات فرقے ہین اتنی قدر مشترک
محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے یہ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے ابن حنفیہ اسوجہ سے

---

[1] تاریخ ابو الفدا مین مقنع کے حالات مین لکھا ہے وکان لا یسفر عن وجہہ بل اتخذ لہ وجہا من ذہب فتقنع بہ ولذلک قیل لہ المقنع یعنی مقنع اپنا منہہ نہین کھولتا تھا بلکہ اوس نے ایک منہہ سونے کا بنوالیا تھا جس سے اپنے منہہ کو چھپائے رہتا تھا اسی لئے اوسے مقنع کہنے لگے تھے مقنع مین میم مضموم اور قاف مفتوح اور نون مشدد مفتوح ہے اور مقنع مقعد کے وزن پر غلط ہے مقنع بروزن مقعد اوس گواہ کو کہتے ہین جو نہایت ثقہ ہو اوسکی گواہی اور اوسکا بیان کافی سمجھا جاوے اور مقنع منبر کے وزن پر اوڑہنی اور دوپٹہ کو کہتے ہین۔ ۱۲

[2] کیسان نام شخصے از چیلہائے سیدنا کبیر حسن مجتبی بود از تحفہ اثنا عشری اور ملل ونحل وشہرستانی مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا غلام تھا منتہی المقال فی احوال الرجال مین کئی کتابون سے نقل کیا ہے کہ اصبغ ابن نباتہ سے مروی ہے کہ ایک بار مین نے مختار کو حضرت علی کی گود مین بیٹھا دیکھا اور آپ اوس کے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر فرماتے تھے یا کیس یا کیس اور تعلیقہ مین بھی اسی طرح ہے اور

... ہین کہ اونکی مان ایک عورت شیعہ فام خولہ بنت جعفر نام قوم بنی حنیفہ سے تہین ۶۹ سال
کی عمر پائی سنہ ۸۱ھ مین انتقال کیا۔

اول کیسانیہ۔ یہ منسوب ہین کیسان نامی کی طرف یہ شخص حضرت امام حسین کی شہادت
کے بعد بہت سے مسلمانون کو متفق کر کے واسطے بدلہ لینے امام حسین کے کھڑا ہوا تہا مگر
بغاوت پر کامیاب نہوا آخرکار مارا گیا یہ کیسان اور اسکے معتقد امام حسن علیہ السلام کی امامت
کے قایل تھے انکا یہ عقیدہ تہا کہ امام بعد جناب امیر کے محمد ابن حنفیہ ہین اسلئے کہ جناب امیر
نے جنگ جمل و صفین مین نشان انہین کے ہاتھ مین دیا تہا اور امام حسن نے معاویہ سے
صلح کر لی تھی تو امامت کی لیاقت سے خارج ہو گئے تھے اور امام حسین نے صلح کے باب
مین بھائی کی پیروی کی تو وہ بھی امامت کے لایق اسکے نزدیک نرہے تھے اسکا قتل
بعہد سنہ ۶۲ ہجری مین ہوا تہا۔

دوسرے مختاریہ۔ یہ لوگ مختار بن عبید بن مسعود ثقفی کے متبع ہین جسکو بعد قتل کیسان
اسکے پیروون نے رئیس بنایا تہا یہ سنہ ۶۶ ہجری مین واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام
کے کھڑا ہوا اور کوفہ پر غالب آیا اور جم غفیر نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طلب انتقام
خون امام ہمام پر مختار کے ساتھ بیعت کی تھی اور اس نے شمر ذی الجوشن اور خولی اصبحی کو جسنے
سر امام حسین کا بدن سے جدا کیا تہا اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو کہ سرغنہ مقاتلین امام ہمام کا
تہا اور ابن عم عبید اللہ بن زیاد حاکم عراق کو بھی بہت سے کشت و خون کے بعد قتل کیا اور
نتایج الانجام مین مذکور ہے کہ واقعہ مختار مین ملک شام کے ستر ہزار آدمی کام آے اور

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۹۲ ۔ ۱ امد کیس جید کے وزن پر زیرک کے معنے مین ہے اور کشی نے مختار کے ذکر مین کہا ہے کہ انکا
لقب کیسان اسلئے مقرر ہوا کہ اونکی ایک افسر ابو عمرہ کا یہ نام تہا پھر مختار کو بھی اس افسر کی وجہ سے کیسان کہنے لگے اور بعضے کہتے ہین
کہ کیسان حضرت علی کے غلام کا نام تہا اوسی نے مختار کو حضرت امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کو امادہ کیا تہا اسلئے مختار بھی
کیسان مشہور ہو گیا ۱۲ منہ ۲ انوار الغبش فی فضائل السود والحبش کے باب ۲۳ مین ابو الفرج ابن جوزی نے کہا ہے ام محمد الحنفیہ

اسی نے رسم ماتم عاشورہ ولوحہ وشیون کی جاری کی ہے تاکہ شیعہ میری جانب داری مین کوتاہی نکرین اور ایک کرسی کی تعظیم وتکریم کرانے لگا کہتا تھا یہ کرسی جناب امیر کی ہے اور نام اوسکا تابوت سکینہ رکھا تواریخ مین لکھا ہے کہ یہ کرسی طفیل بن جعدہ ایک روغن فروش کی دوکان سے اوٹھا لایا تھا امیر المؤمنین کی نہ تھی پھر کہنے لگا سب مجھے علم غیب ہے اور جبرئیل میرے پاس آتے ہین اور اللہ پاک کے لئے دوبارہ ثابت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسنے مجھہ مین حلول کیا ہے ان بدعات کی وجہ سے سنہ ۶۷ ہجری مین مصعب برادر عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے جو امام حسین کے داماد اور بی بی سکینہ دختر امام شہید کے شوہر تھے کوفہ مین شکست پاکر مارا گیا اور ترمذی نے عبداللہ ابن عمر سے جو روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے فی ثقیف کذاب ومبیر یعنی قوم بنی ثقیف مین ایک بڑا جھوٹا اور ایک مفسد ہلاکو ہوگا اسیطرح ابونوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے مسلم نے جو روایت کی ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ ابن زبیر کو سولی دی تو اسما اون کے والدہ نے کہا کہ آنحضرت نے ہم سے بیان کیا تھا ان فی ثقیف کذابا ومبیرا سو علما کذاب کو اسی مختار پر اور مبیر کو حجاج بن یوسف پر حمل کرتے ہین مختار اگرچہ صاحب علم وفضل تھا مگر صحابی نہ تھا ہان اسکا باپ جلیل القدر صحابیون مین سے تھا اور پہلے مختار اہل بیت سے ہنایت دشمنی رکھتا تھا یہانتک کہ اونکی عداوت مین مشہور تھا اور بعد از شہادت امام حسین اظہار محبت کیا اور یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا چنانچہ ملل ونحل مین شہرستانی کہتا ہے کہ مختار پہلے خارجی تھا پھر زبیری بنا پھر شیعی اور کیسانی ہوگیا۔ تقدمہ مختصر مختار اور اوس کے متبعین جناب امیر کے بعد بلا فاصلہ محمد بن حنفیہ کو امام اور مہدی جانتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ مختار امام حسن اور امام حسین کی امامت کے بھی مقر تھے اور کہتے تھے کہ امام حسین کے بعد

لہ دیکھو طبقات ودول اسلام مولفہ ذہبی - ۱۲ لہ تنزل الابرار کی عبارت ہے قیل انہ کان یقول ان جبرئیل ینزل علیہ قیل کان یقول ان اللہ تعالیٰ حل فیہ ۱۲ -

کا امامت محمد بن حنفیہ سے متعلق ہوگیا ہے مختاریہ وہی لوگ تھے جنہین کیسانیہ کہا کرتے تھے مختار نے انکا نام مختاریہ مقرر کردیا تھا جبکہ مختار مارا گیا اور لوگ اوس کے افعال داقوال پر نکتہ چینی کرنے لگے تو مختاریہ نے دوبارہ اپنے تئین کیسانیہ مشہور کردیا جب محمد بن حنفیہ نے انتقال کیا تو کیسانیہ امامت مین مختلف ہوگئے اور بعض نے کہا جوئے امر امامت کا بعد اونکی طرف اولاد امام حسن حسین کے ہوگیا بعض نے کہا کہ امامت طرف ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ کے منتقل ہوگئی۔

تیسرے کربیہ - اصحاب ابوکریب ضریر یہ لوگ حضرت علی مرتضیٰ کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام جانتے ہین اس لئے کہ اونہون نے نشان لشکر بصرہ مین اونکو دیا تھا اس امر کو محمد بن حنفیہ کے امامت پر نص مانتے ہین اور انکا زعم یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہین مرے نہیں مدینہ کے پاس کوہ رضوی کی ایک دری مین اپنے چالیس اصحاب کے ساتھ مخفی ہین اور اونکے پاس دو چشمے قدرت سے شہد و پانی کے جاری ہوگئی ہین امام منتظر و مہدی موعود وہی ہین وہ ظہور کرینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جائیگا کثیر شاعر کہ انکا ایک شیعہ ہے کہتا ہے ؎ الا ان الائمۃ من قریش ٭ ولاۃ الامر اربعۃ سواء ٭ فسبط سبط ایمان وبر ٭ وسبط غیبتہ کربلاء ٭ وسبط لا یذوق الموت حتی ٭ یقود الخیل تقدمہ اللواء ٭ یغیب فلا یرے فیہم زمانا ٭ برضوی عندہ عسل وماء ٭ بعضے کہتے ہین کہ یہ شعر اسمٰعیل بن محمد حمیری کے ہین جسکا لقب سید ہے کہ وہ پہلے کیسانی تھا پھر اس عقیدہ کو ترک کرکے دین جعفر مین آگیا اور ایک قصیدہ اپنے توبہ اور انابت کے باب مین لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎ تجعفرت باسم اللہ واللہ اکبر ٭ وایقنت ان اللہ یعفو ویغفر ٭ اور یہ لوگ اکثر جمعہ کی راتون کو اوس پہاڑ مین جمع ہوکر عبادت کیا کرتے تھے شیعون مین سے پہلے جو شخص صاحب الزمان کے مخفی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ یہی ابوکریب ہے کہ کہتا تھا امام دشمنون کی خوف سے چھپ گئے ہین پھر ایک مدت کے بعد ظاہر ہونگے۔

اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور یہ بات پھر شیعون مین خوب رائج ہو گئی اور جو امام حسن کی مرضی کے موافق تہا وہ اسی کو صاحب الزمان جانکر دشمنون کے خوف سے اوسکی تابید ہو جانے کے مقر ہو گئے

چوتھے اسحاقیہ یہ لوگ اسحاق بن عمر کی طرف منسوب ہین محمد بن حنفیہ کی موت کے قائل ہین انکا عقیدہ تہا کہ امامت محمد بن حنفیہ کے وفات کے بعد اونکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ کی طرف انتقال کیا ابو ہاشم کے بعد اونکے اولاد مین امامت کو منتقل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرتا گیا تہا مستفاد از تحفہ اثنا عشری شہرستانی نے ملل نحل مین کہا ہے کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کے بعد امامت کو اونکے بیٹے ابو ہاشم مین مانتے ہین اونکا نام ہاشمیہ ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ ابو ہاشم عبد اللہ کو محمد بن حنفیہ سے اسرار علوم پہونچے تھے اور آنکو نفسون پر آفاق کے مطابق کرنے کے طریقے اور تنزیل کی تاویل اور ظاہر کو باطن سے ملانے کے حالات معلوم ہوئے تھے انکے نزدیک ہر ظاہر کے لئے باطن ہے اور ہر شخص کے لئے روح ہے اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے اور جو مثال اس عالم مین موجود ہے اوس کے لئے اوس عالم مین حقیقت موجود ہے اور جسقدر حکمتین اور اسرار آفاق مین منتشر ہین وہ سب ایک شخص انسانی مین موجود ہین اور وہ وہ علم ہے جو علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بتایا تہا اور انہون نے وہ اسرار اپنے بیٹے ابو ہاشم کو سکہائے اور جس شخص مین یہ عالم مجتمع ہو وہ امام برحق ہے اور بعد انتقال ابو ہاشم کے ہاشمیہ مین اختلاف پیدا ہوکر پانچ فرقے ہو گئے (۱) ایک فرقہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم جب ملک شام مین سلیمان ابن عبد الملک کے پاس گئے اور اوسنے اونکو دودھ مین زہر دلوایا اور یہ قریب المرگ ہوئے تو حمیمہ کو دفعتہ جانے لگے (کہ ارض شراۃ دمشق مین حمیمہ ضلع بلقا ملک شام مین ایک مقام کا نام ہے) محمد ابن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس چلے گئے امامت کے سے اونکے حق مین وصیت کی تہی اور اس گھرانے مین امامت ابو العباس تک جاری رہی یہ لوگ کہتے ہین کہ خاندان عباس خلافت کے لئے اور سب

زیادہ مستحق ہے کیونکہ نسب میں رسول علیہ السلام کے ساتھ اتصال رکھتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عباس رضی اللہ عنہ وراثت کے لئے اولیٰ تھے (۲) دوسرے فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم کے بعد امامت اونکے بھتیجے حسن بن علی بن محمد بن حنفیہ کو پہونچی (۳) تیسرے فرقہ نے کہا کہ ابو ہاشم نے اپنے بھائی علی بن محمد بن حنفیہ کے لئے وصیت کی تھی انکی اسپر ہے کہ امامت محمد بن حنفیہ کے لڑکوں میں سے غیر لوگوں کی طرف نہیں آئی (۴) چوتھے فرقے نے یہ کہا کہ ابو ہاشم نے عبداللہ بن حرب کندی کے لئے امامت کی وصیت کی تھی اور امامت بنی ہاشم سے نکلکر عبداللہ کو پہونچی (۵) پانچویں وہ لوگ ہیں جنہوں نے عبداللہ بن حرب کندی میں بددیانتی اور کذب وخباثت پاکر اوس سے قطع تعلق کیا اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب امام ہیں۔ اصحاب عبداللہ بن معاویہ اور اصحاب محمد بن علی کے درمیان مسئلہ امامت میں بڑا اختلاف ہے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ ابو ہاشم نے ہمارے مقتدا کے حق میں وصیت کی تہی اب ہم دونوں عبداللہ اور محمد بن علی کے فرقوں کے حالات علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

پانچویں حربیہ جو کہ رہ ابنیہ سے بھی ملقب ہیں یہ لوگ عبداللہ بن حرب کندی کے پیرو ہیں جو اسحاقیہ میں سے ایک سرگروہ تہا اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد عبداللہ بن حرب کو امام جانتے ہیں کہتے ہیں کہ اوسکی امامت کے لئے ابو ہاشم نے وصیت کردی تہی اور ابو ہاشم کی روح نے عبداللہ میں حلول کیا ہے۔ یہ عبداللہ صاحب علم ودیانت نہ تہا انکا یہ مذہب ہے کہ روحین ایک شخص سے دوسرے شخص میں تناسخ کرتی ہیں اور روح کو ثواب وعذاب اسی تناسخ اور تبدیل ابدان کی ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعویٰ کرتا تہا کہ حضرت عیسیٰ کی روح نے مجھمیں حلول کیا ہے اور الوہیت اور نبوت کا مدعی تہا اور کہتا تہا کہ مجھے علم غیب ہے اوسکے شیعہ اوسکی عبادت کرتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے تھے کہتے تھے کہ تناسخ دنیا میں ہوتا ہے اور ثواب عذاب انہیں اشخاص میں ہوتا رہتا ہے اور قرآن میں جو

آیا ہے لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الخ - یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اونپر گناہ نہین جو پہلے کہا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پہر ڈرے اور ایمان لائے پہر ڈرے او نیکی کی اور اللہ دوست رکہتا ہے نیکی کرنے والون کو اس آیت مین عبد اللہ یون تاویل کرتا تہا کہ جو شخص امام تک پہونچ گیا اور اوسے پہچان لیا اوس سے تمام شرعی احکام اور حرج ساقط ہوجاتی ہین جو کچہہ چاہے کہائے اوسپر کوئی گناہ نہین وہ کامل ہے اور مقصد اعلی کو پہونچ گیا ہے شہرستانی کہتا ہے کہ اس گمراہی سے مذہب خرمیہ اور مزدکیہ[۱] عراق مین پیدا ہوا جب عبد اللہ نے خراسان مین انتقال کیا تو اوس کے بعضے اصحاب کہنے لگے وہ ابہی نہین مرا ہے زندہ ہے رجوع کرے گا اور کچہہ کہنے لگے کہ وہ مرگیا اوسکی روح نے اسحاق بن زید بن حارث انصاری مین حلول کیا ہے یہ لوگ حارثیہ کہلاتے تھے حارثیہ کہتے ہین آرام سے زندگی بسر کرنا چاہیے کسی پر کوئی تکلیف نہین انہون نے تمام محرمات کو مباح قرار دیا ہے

---

[۱] وعنہ نشأت الخرمیۃ والمزدکیۃ بالعراق ۱۲ ملل ونحل شہرستانی - ۱۲ [۲] دبستان المذاہب مین لکہا ہے کہ مزدکیہ منسوب مین مزدک کی طرف یہ شخص قباد شہنشاہ ایران کے عہد مین تہا نوشیروان نے اوسکو مروا ڈالا وہ کہتا تہا کہ دنیا کے دو صانع ہین خیر کا فاعل یزدان ہے اور شر کا اہرمن یزدان نور ہے اور اہرمن ظلمت اسکا یہ مذہب تہا کہ آدمیون مین فساد کا سبب مال اور عورات ہین اس لئے عورتون کو آزادی دینا چاہئے اور مال مباح کرنا چاہیے اس نے تمام آدمیون کو مال اور عورتون مین شریک کر دیا جیسا کہ پانی اور آگ مین شریک ہین کہتا تہا نہایت ستم کی بات ہے کہ ایک آدمی کی زوجہ تو حسین عورت ہو اور دوسرے کی بدصورت پس عدالت اور دینداری کا مقتضا یہ ہے کہ آدمی اپنی خوبصورت عورت کو تہوڑے دن کے واسطے اوس آدمی کے تصرف مین دیدے جسکی عورت بدنما ہے اور اوس کی بدنما عورت کو اوس عرصہ تک اپنے پاس رکہے اور یہ بیرحمی کی بات ہے کہ ایک شخص مرفہ حال ہو اور دوسرا تنگدست اس لئے مناسب ہے کہ اپنے مال باہم نصفا نصف بانٹ لین اور جو کوئی مال رکہنے کی قابلیت نہ رکہتا ہو مثلا دیوانہ ہو یا مسرف ہو تو اوس کو اپنے مکان پر رکہکر ہر طرح اوس کی آسایش کا سامان مہیا کر دینا چاہیے اور جو اس تقسیم پر راضی نہو وہ اہرمنی ہے اوس سے بزور چہین لینا چاہئے محمد قلی کرد اور اسماعیل بیگ گرجی اور احمد تیرانی اسی مذہب پر گذرے ہین اور تیران ایک موضع ہے اصفہان کے علاقہ مین اوران سے سنا گیا کہ اب مزدکیان زردشت کے دین مین ہین اہل اسلام مین چہپکر اپنے دین پر چل رہی ہین اور فرہاد اور شیراب اور آئین ہوش بہی اس مذہب پر تہے فرہاد نے اہل اسلام کے سامنے اپنا نام محمد سعید ظاہر کیا تہا اور شیراب نے شیر محمد اور آئین ہوش نے محمد عاقل ۔

چھٹے عباسیہ یہ لوگ کہتے ہین کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ کے بعد امامت حضرت علی بن ابی طالب کے گھرانے سے نکل گئی اور اولاد عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو گئی۔ چنانچہ محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو امام بتلانے لگے اور پھر اونکی اولاد کو امام جاننے لگے یہانتک کے منصور دوانقی تک امامت اس خاندان مین قایم جانتے تھے اور خدا کی شان کہ جو خیالی پلاؤ اپنے ذہنوں مین یہ لوگ پکارہے تھے وہ خاندان عباسیہ مین وقوع مین آگیا اور مرتبۂ امامت کو پہونچ گئی مگر تعجب یہ ہے کہ یہ صرف منصور عباسی ہی تک امامت کے قائل ہین۔

ساتوین طیاریہ انکا عقیدہ یہ تہا کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ نے عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب کے لئے امامت کی وصیت کر دی تھی اس لئے بعد ابو ہاشم کے عبد اللہ امام ہین۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ کیسانیہ جن لوگون کو امام بتاتے تھے وہ اس دعوے سے انکار کرتے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے اوپر افترا کرتے ہین کیسانیہ اس کے جواب مین کہتے تھے کہ یہ انکار ہمارے ائمہ کا بوجہ خوف جان کے ہی دشمنون کے ڈر سے تقیہ کرتے ہین کیونکہ ابھی مروانیہ مدینہ کے حاکم ہین اونکی طرف سے اندیشہ ایذا کا ہے بعد اس کے مذہب تشیع مین تقیہ کی رائے نے بہت رواج پالیا۔

تذکرہ کتاب دوم ناسخ التواریخ کی جلد سوم کے صفحہ ۷۰ مین لکہا ہے کہ جماعت کیسانیہ مین سے ایک فرقہ کو حسانیہ کہتے ہین یہ حسان سراج کے اصحاب ہین انکا قول یہ ہے کہ امام چار ہین امیر المومنین علی اور امام حسن اور امام حسین امام ہین اور چوتھے محمد بن حنفیہ ہین۔

اسماعیلیہ

انکا اعتقاد ہے کہ امامت بعد وفات جعفر صادق کے اونکے پسر کلان اسمٰعیل ہین جو اسمٰعیل الاعرج کرکے معروف ہین موقوف ہے اسواسطے کہ امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہدیا تہا کہ ان ہذا الامر فی الاکبر مالم یکن یہ عاہۃ اور سب اولاد امام جعفر مین وہ نجیب بھی ہین اسلئے کہ اونکی مان جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن حسن بن علی بن ابو طالب کی بیٹی ہین حالانکہ اسمٰعیل جنکی کنیت ابو محمد ہے

بہ عقیدہ لعباسین بن کیا
یہ کہ علیہ بہ منصور ہین
عبد اللہ بن عباس
بن عبد اللہ بن جعفر علیہ

امام جعفر کے سامنے عریض میں کہ مدینہ میں ایک وادی ہے جہاں اہل مدینہ کے اونٹ چرتے ہیں مر گئے تھے اور وہاں سے ان کی لاش مدینہ میں لائی گئی اور ۱۳۳ھ میں بقیع الغرقد میں جو مدینہ کا ایک قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے اور وہاں اونکے ... برس تک زندہ رہنے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں مذکور ہے کہ اسماعیل امام جعفر صادق کی ... اولاد میں بڑے تھے اور اونکے ساتھ امام موصوف کو بیحد محبت تھی اس لئے اکثر شیعہ یہ خیال کرتا تھا کہ بعد باپ کے یہی امام ہونگے کیونکہ سب اولاد میں یہ بڑے بھی تھے اور باپ کو انسے محبت بھی زیادہ تھی اور وہ انکی تکریم بھی کرتے تھے مگر جب وہ اپنے باپ کے حیات میں مقام عریض میں انتقال کرکے بقیع میں مدفون ہوگئے تو ان شیعہ نے اونکی امامت کے خیال کو دل سے دفع کر دیا مگر بعض ایسے شیعہ جنکو امام جعفر صادق سے کچھہ خصوصیت نہ تھی اور نہ اونکے راوی تھے بلکہ دور دراز مقامات پر رہا کرتے تھے اُن کو یہی گمان رہا کہ اسماعیل ابھی زندہ ہیں جب امام جعفر نے انتقال کیا تو شیعہ کے تین گروہ ہوگئے (۱) ایک گروہ نے امام موسیٰ کی امامت کو مان لیا (۲) دوسرے نے خیال کیا کہ اسماعیل زندہ نہیں ضرور مر گئے ہیں مگر اونکے فرزند محمد امام ہیں اس لئے کہ امامت انکے باپ میں تھی اور بیٹا بمقابلہ بھائی کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے۔ (۳) تیسرا گروہ اسماعیل کی حیات کا مقر رہا پس یہ پچھلے دونوں فرقے **اسماعیلیہ** کہلاتے ہیں، وہ پہلا فرقہ امامیہ میں شمار ہوتا ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امامت اسماعیل کی اولاد میں قیامت تک بنی رہے گی یہ اسماعیلیہ بھی امام کے بعد موت کے دنیا میں لوٹ آنے کے قائل ہیں یہ گویا تناسخ ارواح کا قائل ہونا ہے اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ ایک جزو الٰہی نے ائمہ میں حلول کیا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد ... مستحق امامت ہیں جسطرح آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق ہوئے ... اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر و مختار نہیں ہے ... تو ... بے اختیار موجود ہو جاتی ہے جیسے سورج سے شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ صاحب ارادہ ہے

جو کچھ اوس سے صادر ہوتا ہے وہ اوسکی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب
کو روشنی اور اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ مین عصمت ہونا شرط ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے
اسماعیلیہ کو **بابکیہ** بھی کہا کرتے ہین اسوجہ سے کہ بابک نام ایک عجمی آدمی تھا اوس نے جب
المعتصم باللہ بن ہارون الرشید مین سنہ ۲۰۱ ہجری مین آذربائجان مین خروج کیا تھا اور اہل اصفہان
و ہمدان نے اوسکی متابعت کرلی تھی تو اس فرقہ کے بھی بہت سے آدمی اوس کے شریک
حال ہوگئے تھے اور اوس کو بابک خرم دین کہا کرتے تھے اس لئے کہ اوس نے
اس دین کو اختراع کیا تھا تناسخ اور اباحت کا قائل تھا اور اوس کے اصحاب کو **خرمیہ**
کہتے ہین خرم کے معنی فرخ کے ہین اسکا مذہب یہ تھا کہ آدمی اپنی مان بہن بیٹی کے ساتھ نکاح
کرنے کا مجاز ہے اسی لئے اس نے اپنے دین کا نام خرم دین یعنی دین فرخ رکھا تھا اور چونکہ
محرمات کو حلال کردیا تھا اس لئے اس کے فرقے کو خرمیہ بھی کہتے ہین خائے حطی کے کسرے
اور رائے مہملہ کے سکون سے کہتے ہین بعضے نسخون مین اس لفظ کی جگہ خرمیہ جیم کے فتح اور
[illegible] سکون سے آیا ہے خرمیہ مذہب تناسخ کے معتقد تھے [illegible] ارواح حیوانات
کی طرف منتقل ہوتی ہین بابک جاویدان بن سہل نبیرہ یزد کی صحبت مین رہا کرتا تھا
اور اوسکے انتقال کے بعد بابک نے دعوی کیا کہ جاویدان کی روح مجھ مین داخل ہوئی ہے اور
مذہب اباحت کا بھی ایک عرصہ سے خلیفہ نے حیدر بن کاوس معروف بہ افشین کو اوس
سے جنگ کرنے کے لئے مامور کیا جس کی کوشش سے بابک مغلوب ہوکر سنہ ۲۲۳
ہجری مین مارا گیا - اور اسماعیلیہ کا لقب **محمرہ** بھی ہے اور اس لقب کی وجہ یا تو یہ ہے کہ انہون
نے بابک کی معیت مین سرخ لباس پہننا اختیار کیا تھا یا جو مسلمان ان کے مخالف تھے
مذہب اعتقاد مین اونہین حمیر کہا کرتے تھے - اسماعیلیہ کو **تعلیمیہ** بھی کہا کرتے ہین وجہ اس کی
یہ ہے کہ انکے نزدیک کسی شخص کو اللہ کی معرفت بغیر تعلیم امام کے حاصل نہین ہوسکتی ہر ایک
شخص امام کی تعلیم سے اللہ کو پہچانتا ہے اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قرامطہ

یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے اسمٰعیل امام ہیں۔

ایک مبارکیہ منسوب ہیں مبارک کی طرف اور وہ محمد بن اسمٰعیل بن امام جعفر صادق کا غلام تھا اور خوشنویسی و نقش و نگار اور دستکاری میں سرآمد روزگار تھا بعد انتقال اسمٰعیل اور محمد بن اسمٰعیل کے اوسنے کوفہ میں جا کر شیعہ کوفہ کو مذہب اسمٰعیلیہ کی طرف ترغیب دی اور اپنے پیروؤں کا نام مبارکیہ رکھا انکے نزدیک بعد اسمٰعیل کے محمد بن اسمٰعیل امام ہیں اور محمد کو یہ لوگ خاتم الائمہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں وہی قائم منتظر اور مہدی موعود ہیں انکے فرقہ کا ظہور سنہ ۱۵۹ ہجری میں ہوا اور بعضے اس فرقہ کو قرامطہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ مبارک کا لقب قرمط تھا اور تحقیق اس کی ہم آگے چلکر بیان کرونگا۔

دوسرا میمونیہ - یہ لوگ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی کے متبع ہیں مرأت جہان نما میں کا بیان ہے کہ امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی امام جعفر صادق اور اونکے بیٹے اسمٰعیل کی خدمت میں رہا کرتا تھا اسمٰعیل کے انتقال کے بعد اونکے بیٹے محمد کے پاس رہنے لگا محمد کے ساتھ مصر کو بھی گیا محمد نے انتقال کیا تو کوئی بیٹا چھوڑا مگر اونکی ایک کنیز کو حمل تھا ابن میمون نے اوس کنیز کو مار ڈالا ابن میمون کی کنیز بھی حمل سے تھی اس کے بیٹا پیدا ہوا تو یہ مشہور کر دیا کہ یہ محمد کا بیٹا ہے اور بعد محمد کے یہی امام ہے میں مذکور ہے کہ ابن میمون فنون شعبدہ و سحر و طلسمات خوب جانتا تھا مبارک نام غلام محمد بن اسمٰعیل کی صحبت میں مدتوں رہا تھا جب مبارک اسکی صلاح سے کوفہ میں جا کر داعی مذہب اسمٰعیلیہ کا ہوا تو ابن میمون کوہستان عراق پھر شہر بصرہ میں گیا اور وہاں کے لوگوں کو بزور طلسمات و نیرنجات اپنا معتقد کرکے میمونیہ اونکا نام رکھا اور اپنے نائب جا بجا روانہ کئے اسکا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن و حدیث کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا و سزا کا بھی منکر تھا اور اسی نے اول طریقہ باطنی نکالا کہ کہتا تھا نصوص قرآن و حدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے نہ اونکے ظواہر پر اسی واسطے اس کے فرقہ کو باطنیہ بھی کہا کرتے ہیں

جب انہوں نے عراق کے کوہستانیوں کو بہکا لیا تو خلف نامی ایک شخص کو اپنا نائب بنا کے خراسان اور قم اور کاشان اور طبرستان کی طرف بھیجا تھا خلف نے وہاں کے لوگوں کو مذہب میمونیہ کی طرف دعوت کی اور کہا کہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے سب مسلمانوں نے اپنی طرف سے مذہب تراش لئے ہیں تکلفات اور تشریعات کی تنگی میں پھنس گئے ہیں اور لذتوں اور مزوں سے محروم ہو گئے ہیں اور شہر نیشاپور کے بعض دیہات میں سکونت اختیار کر لی جب سلطنت کو خلف کی ان باتوں کی خبر پہنچی تو اوس نے قتل کی فکر کی وہ پکڑے کی طرف چلا گیا اور وہاں کے لوگوں کو اغوا کرنے لگا خلف کی انتقال کے بعد احمد نام اوسکا بیٹا باپ کا جانشین ہوا اوس نے غیاث نامی ایک شخص کو جو نہایت فصیح و بلیغ اور شاعر اور مکار و غدار تھا اپنا نائب بنایا اور عراق کی طرف بھیجا اس شخص نے پہلے پہل ایک کتاب اصول مذہب باطنیہ میں تصنیف کی اور اوسکا نام بیان رکھا غیاث نے اس کتاب میں روزہ وضو نماز حج زکوۃ وغیرہ احکام کی معانی نہایت دلکش عبارتوں میں بطور باطنیہ کے بیان کرکے اونپر لغت سے شواہد قائم کئے ہیں اور کتاب میں کہتا ہے کہ شارع کی یہی مراد ہے اور جو کچھ عوام نے سمجھا ہے بالکل غلط ہے اسکے وقت میں مذہب باطنیہ کو بڑی رونق ہو گئی تھی آدمیوں کو یہ نئی روشن جسمیں مال کی اباحت بھی بہت پسند آئی ہزاروں جاہل اوس کے معتقد ہو گئے اور دور دراز ملکوں سے اوسکے پاس لوگ آکر جمع ہو گئے یہ حادثہ ۲۰۰؁ میں واقع ہوا اسوقت زین تشیع میں فلسفہ اور ملحد غیاث اسی کارروائی میں تھا کہ کسی نے اوسکو خبر دی کہ رؤسائے اہل سنت نے تیرے قتل کے لئے فکر کی ہے یہ سنکر غیاث مروشاہجہان کو بھاگ گیا۔ اور وہاں چھپکر اپنے کام میں مشغول رہا مدت کے بعد پھر رے کا قصد کیا اور اہل سنت کے خوف سے دوبارہ وہاں سے بھی بھاگ نکلا اور راستے میں مر گیا عبد اللہ بن میمون قداح یہ خبر سنکر از حد اندوہگین ہوا اور اسی غم میں مر گیا

تیسرا خلفیہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ یہ فرقہ خلف کا متبع ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ قرآن اور احادیث میں نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ کا ذکر ہے یہ سب چیزیں معانی لغوی پر

محمول ہین یعنی جو کچھ انکے معانی لغت سے سمجھے جاتے ہین وہی شارع کی مراد ہین کوئی اور معانی انکے مراد نہین مگر قیامت اور بہشت و دوزخ کے منکر ہین۔

چوتھا قرامطہ - غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے یہ کہتے ہین محمد بن اسماعیل بن جعفر موافق وصیت اپنے باپ کے امام ہین اور محمد نہین مرے ہین وہی مہدی ہین اور زندہ ہین تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ شیعہ ہین پیشوا اس فرقہ کا جس نے انکی دعوت اپنے مذہب کی طرف کی تھی کوفہ کے علاقہ مین ایک مقام پر بیمار ہو گیا وہان کا ایک آدمی اوسے اپنے مکان پر لیگیا جسکے سبب سرخی چشم کے کرمیتہ کہا کرتے ہین کہ نبطی زبان مین لفظ سرخی چشم کے معنی مین ہے جب شیخ قرمط کو آرام ہوا تو وہ بھی اوسی شخص کے نام کے ساتھ مشہور ہو لیا پھر مخفف و معرب کر کے قرمط کہنے لگے اور علامہ ابن خلدون نے کہا ہے کہ فرقہ قرامطہ کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ ایک شخص کوفہ کے مضافات مین سنہ ۲۷۸ھ مین ظاہر ہوا جو نہایت زہد و ورع ظاہر کرتا تھا اسلئے اسے قرمط کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ ایک بیل پر سوار ہوا کرتا تھا۔ جس بیل کے مالک کو کرمیتہ کہا کرتے تھے پس قرمط اسی لفظ کرمیتہ کا معرب ہے اور بعضے کہتے ہین قرامطہ کے سرغنہ کا نام حمدان اشعث اور لقب قرمطہ ہے اور حمدان کو قرمط اس لئے کہتے ہین کہ وہ کوتاہ پا تھا چلنے مین قریب قریب قدم رکھتا تھا تاج اللغات مین لکھا ہے کہ قرمطیہ بر وزن تبریزیہ ہے ایک شخص کے نام قرمط ہے کی طرف منسوب ہے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ فرقہ قرمطیہ جس شخص کی طرف منسوب ہے اوسکا نام حمدان ہے قرمط ہے اور بعضے کہتے ہین کہ قرمط ایک جگہ کا نام ہے واسط کے علاقہ مین جہان حمدان رہا کرتا تھا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جو قرامطہ کا ایک رئیس ابتدائی تھا اس مذہب مین سے اپنے خط کو مقرمط یعنی گنجان اور باریک لکھا کرتا تھا اس سبب اوس گروہ کو قرامطہ کہنے لگے تاج اللغات مین مذکور ہے کہ قرمطت خطی یعنی گنجان لکھنے کو کہتے ہین صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے فرج ما بین السطور و قرمط بین الحروف یعنی بیچ سطرون کے کشادگی رکھو اور حروف کو گنجان کر دو اور دیکھو اس شخص نے اپنے متبعین کا نام

قرمط کہا تھا اور یہ لقب اوس کے ماننے والون پر اتنا غالب و رائج ہو گیا کہ پھر کوئی آدمی کسیکو
کو قرمطی نہین کہتا تھا صرف اوسی کے پیروؤنکو قرامطہ کہا کرتے تھے وان قرامطہ لقب سارے
مبارکیہ کا ہے اس لئے کہ مبارک کا بھی یہ لقب بتاتے ہین اور قرمط لوگون کو دعوت کرتا تھا
اس بات کی کہ اہل بیت مین امام منتظر یعنی مہدی موجود ہین تم اونکی اطاعت کرو عباس نے
اوسکی متابعت کرلی تھی عیسی نے کہ کوفہ کا حاکم تھا قرمط کو پکڑ کر قید کر دیا تھا مگر کسی ترکیب سے قیدخانہ
سے نکل گیا اور لوگون پر ظاہر کیا کہ مجھے قید نہین روک سکتی ہے اور کہتا تھا کہ مین ہی
ہون جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور ایک تحریر پایا تھا جسکی نقلین قرامطہ نے
بڑی عقیدت کے ساتھ لی تھین یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ مضمون تھا کہتا ہے فرج
بن عثمان اور رہنے والا قریہ نصرانہ کا ہے کہ وہ داعی ہے مسیح کا اور وہ مسیح عیسی ہے اور
وہی یحیی کلمہ ہے اور وہی مہدی ہے اور وہی احمد ابن محمد بن حنفیہ ہے اور وہی جبرئیل ہے
اور تحقیق مسیح انسان کی صورت بن گیا اور کہا تحقیق تو ہی بلانے والا ہے اور تو ہی حجت ہے
اور تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابہ ہے اور تو ہی یحیی بن زکریا ہے اور تو ہی روح القدس ہے اور بتایا اوسکو
نماز چار رکعتین ہین دو رکعت طلوع شمس کے قبل اور دو رکعت غروب آفتاب کے قبل اور اذان
ہر نماز مین یون دینا چاہئے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
اشہد ان آدم رسول اللہ اشہد ان نوحا رسول اللہ اشہد ان ابراہیم رسول اللہ اشہد ان عیسی رسول
اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ اور قبلہ بیت المقدس کی طرف
ہے اور جمعہ پیر کا دن ہے اوس دن کوئی کام نکرنا چاہئے اور ہر ایک رکعت مین استفتاح پڑھنا
چاہئے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے بعد اوس کے رکوع مین جانا چاہئے اور وہ سورت
یہ ہے الحمد بکلمتہ وتعالی باسمہ المتخذ لاولیائہ باولیائہ قل ان الاہلۃ مواقیت للناس ظاہرہا لیعلم
عدد السنین والحساب والشہور والایام وباطنہا اولیائی الذین عرفوا عبادی سبیلی واتقونی
یا اولی الالباب وانا الذی لا اسئل عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن

صبر علی بلائی ومحبتی واختیاری ادخلته فی جنتی وادخلته فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی
اخلدته مهانا فی عذابی واتممت اجلی واظهرت امری علی السنة رسلی وانا الذی لم یعل جبار الا وضعته
والا عزیز الا اذللته وبئس الذی اصر علی امره ودام علی جهالته وقال لن نبرح علیه عاکفین وبه موقنین
اولئک هم الکافرون " یعنی تمام تعریفین اللہ کے ثابت ہین ساتھ کلمہ اوس کے
کے اور برتر ہے ساتھ نام اپنے کے اور قوت دینے والا ہے اپنے دوستون کو ساتھ دوستون
اپنے کے تو کہہ ہلال وقت ٹھہرے ہین واسطے لوگون کے ظاہر مین اور انسے معلوم ہوتی ہے
تعداد برسون اور حساب اور مہینون اور دنون کے اور باطن ہلالون کا میری دوستون کے
لئے ہے ایسی دوست جنہون نے میرے بندون کو میری راہ بتلائی ہے اور ڈرو تم مجھ سے
اے صاحبان عقل اور مین وہ ہون کہ نہین سوال کیا جاونگا اوس چیز سے جو مین کرونگا اور مین
عالم ہون بردبار ہون اور مین وہ ہون کہ مبتلا کرتا ہون اپنے بندون کو اور امتحان کرتا ہون اپنی
مخلوق کا جو صبر کریگا میری بلا اور میری محبت اور میرے اختیار پر داخل کرونگا اوسے مین جنت
مین اور ہمیشہ رکھونگا اوسکو اپنی نعمت مین اور جس نے میرے حکم سے سرتابی کی اور میرے رسولون
کو جہٹلایا مین ... اوسکو ہمیشہ اپنے عذاب مین ذلیل رکھونگا اور اپنی اجل کو مین نے تمام کردیا ہے
اور مینے اپنے امر کو رسولون کی زبان سے ظاہر کردیا ہے اور مین وہ ہون کہ نہین تعلی کریگا کوئی سرکش
مگر پست کردونگا مین اوسے اور نہ کوئی زبردست مگر ذلیل کردونگا اوسے اور وہ آدمی برا ہے جو اپنے
کام پر اصرار کرے اور اپنی جہالت پر جارہے اور یہ بات کہے کہ ہم اوسکام پر ٹھہرے رہینگے
اس تحریر مین جس فرج کا ذکر ہے یہ فرج بن عثمان قرامطہ کا داعی ہے اسکو قرامطہ ذکرویہ بن مہرویہ
کہا کرتے تھے اور قرمطے نے اپنا نام قایم بالحق رکھا تہا بعض آدمیون کا خیال یہ ہے کہ قرمطا فرقہ
ازارقہ کی رائے کو جو خوارج مین کا ایک گروہ ہے پسند کرتا تہا بہرصورت اول اول قرمطے نے جنگل کی
رہنے والون کو جو بے علم بے عقل نیم وحشی تھے اپنے مذہب کی طرف بلانا شروع کیا وہ لوگ
اوسکی متابعت مین آگرے اور پھر اوسکے پیروون کی جماعت بڑہنے لگی اس کے پیرو اپنے

[illegible]

قول کو علم باطن کہتے ہین شرایع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین ظاہر سے طرف امور غیر محسوس کے
کی پہیرتے ہین آیات قرآن کو مؤول بتاتے ہین -

این کا دعوے اسباب مین ایک تاویل بعید ہے - اور یہ لوگ حرام چیزون کو
مباح جانتے ہین ابو الفدا مین لکھا ہے کہ شیخ قرامطہ کی شرایع مین سے یہ بات تہی کہ نبیذ
کو حرام اور شراب کو حلال بتاتا تہا اور جنابت یعنی ناپاکی کے بعد غسل کرنا اوس کے نزدیک
ضروری نہ تھا صرف وضو کر لینا کافی سمجہتا تہا اور اوسنے حلال کیا تہا گوشت نیش والے درندہ کا
جو شکار کرتا ہو اپنے نیش سے اور اون طائر چنگل والے کا جو شکار کرتے ہون اپنے چنگل یعنی
ناخن سے جو فی الحقیقت حرام ہین اور پارسیون کے دو دنون مین اس نے روزہ رکھنا تجویز کیا تہا
ایک نوروز کے دن دوسرے مہرگان کے دن کہ وہ نام ہے ماہ مہر کی سولہوین تاریخ کا ترجمۂ تجلیہ
مین لکہا ہے کہ سنہ ۲۹۳ھ کو صنعا یمن مین ایک قرمطی داخل ہوا اوسکا نام علی بن فضل تہا یہ شخص یمنی تہا
نسب اسکا جندی تہا کہ خنفر بن سبا الاصغر کی اولاد مین سے تہا اس زمانہ مین صنعا یمن کا حاکم مکتفی بن
معتضد عباسی کی طرف سے اسعد بن ابی یعفر تہا یہ قرمطی نہایت بد مذہب تھا اس کو نبوت
کا دعوے تہا اوس کی مجلس مین ایک شخص پکار کر کہتا اشہد ان علی بن الفضل رسول اللہ اس نے
اپنے دوستون کے لئے شراب پینا اور بیٹیون کے ساتھ نکاح کرنا مباح کر دیا تھا اور جب اپنے
کسی معتقد کو کچھ تحریر کرتا تو عنوان تحریر کا یون ہوتا من باسط الارض وداحیہا ومزلزل الجبال ومرسیہا علی
بن الفضل الی عبدہ فلان یعنی یہ تحریر ہے زمین کی پہیلانے اور ہلا نکلنے والی اور پہاڑون کے
ہلانے اور ٹھہرانے والی علی پسر فضل کی جانب سے فلان بندے کے نام اس نے
اپنے مذہب مین تمام حرام چیزون کو حلال کر دیا تہا بعض اشراف بغداد نے اوسکی ہلاکت کی
فکر کی اور سنہ ۳۰۳ھ مین زہر دیکر مار ڈالا ۱۹ برس تک اسکی آفت برپا رہی اور تاریخ الخلفا مین سیوطی نے
اور طبقات دول اسلام مین ذہبی نے سنہ ۳۰۱ کی حالات مین لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر عباسی
کے عہد مین حلاج کو اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پھر اوسے مین لٹکا کر منادی کرائی گئی کہ یہ فرقہ قرامطہ کا

یہ دیکھیے جامع الملل [illegible] تتمہ الاخبار [illegible] صفحہ [illegible]
۱۲ منہ

داعی ہے اور قید کر دیا یہانتک کہ سنہ ۳۰۹ھ مین قتل کروا ڈالا اور لوگون مین یہ بات مشہور ہوئی کہ یہ
الوہیت کا مدعی تھا اور حلول کا قائل تھا وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے حلاج کے حال
مین لکھا ہے کہ ماہ ذیقعدہ ۳۰۹ھ مین وزیر نے حلاج کے قتل کا حکم دیا تو جیل خانہ سے باہر شہر
نکالکر باب الطاق کے پاس [illegible] گئے اور وہان ہزارون آدمی جمع ہوگئے جلاد نے اونکے
ہزار کوڑے لگائے پھر [illegible] ہاتھ پاون کاٹے پھر سر کاٹا اور بدن کو اونکے جلا دیا
اور راکھ کو دجلہ مین ڈلوا دیا اور سر کو بغداد مین پل پر لٹکا دیا اونکے معتقد خیال کرتے تھے کہ وہ
دنیا مین چالیس دن کے بعد رجوع کرین گے حسب اتفاق سے دجلہ مین پانی بڑھ گیا تو یہ
لوگ سمجھنے لگے کہ یہ حلاج کی راکھ کا اثر ہے اور بعض معتقد کہتے تھے کہ حلاج نہین مارے گئے بلکہ
اونکے شبیہ اونکے دشمنون کے سامنے پیدا ہوگئی تھی ۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ امام الحرمین
جوینی نے کتاب الشامل فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ ان تین شخصون نے باہم صلاح
اور وصیت کی تھی کہ سلطنتون کو لوٹ دو اور ممالک مین فساد پھیلا دو اور تمام آدمیون کی
تالیف قلوب کرکے اونکو متغیر کر دو اور ہر ایک نے یہ چاہا تھا کہ ایک ایک ملک مین فتنے
پھیلا دین اونمین سے جنابی نے ممالک احسا مین اور ابن مقنع نے ممالک ترک مین اور حلاج
نے علاقہ بغداد مین مکر و ارتداد کا جال بچھا دیا تھا اس لئے حلاج مروا ڈالا گیا ابن خلکان کہتا ہے
کہ اس روایت کی صحت مین کلام ہے اس لئے کہ یہ تینون ایک وقت مین جمع نہ تھے اگرچہ
جنابی کا اور حلاج کا ایک عہد تھا اس لئے اونکا جمع ہونا ممکن ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ وہ
دونون جمع ہوئے اور باہم ملے بھی یا نہین اور مراد جنابی سے ابو طاہر سلیمان بن ابو سعید
حسن بن بہرام قرمطی رئیس قرامطہ ہے اور ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ حسین
بن منصور حلاج حامد وزیر مقتدر کی وجہ سے مارے گئے کہ اوس کو حسین کے قتل پر بڑا اصرار تھا
وزیر نے حسین سے بہت بحث کی مگر کوئی بات اونکے منہہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کی
خلاف سمجھی جاتی آخرکار حسین کی تالیفات مین سے ایک کتاب ملی جسمین مرقوم تھا جب

مسلمان حج کا ارادہ کرے اور وہ اوس سے بن نہ پڑتی تو اپنے مکانین سے ایک کوٹھری پاک صاف منتخب کرے اور اوسمین کوئی شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اوسکا طواف کرے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہی کرے پھر تیس یتیم اوس کوٹھری مین جمع کرکے اچھا کھانا جو اوس سے ہوسکے اونکو کھلاوے اور کپڑے پہناوے اور ہر ایک کو سات درم دیوے یہ شخص مثل اوس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی ابو عمرو کو سنوائی قاضی ہو نے حسین سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کہان سے لکھا ہے اونہون نے کہا حسن بصری کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منہہ سے نکل گیا کہ اے حلال الدم دشمنی سے وہ کتاب ملمین پڑھی ہے اوسمین یہ کہان ہے وزیر نے قاضی کا وہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار کرکے حسین کے مباح الدم ہونے کا فتوی لکھا لیا جب حلاج کو خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتوے لیا گیا ہے تو بولے میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین اسلام ہے اور مذہب سنت ہے اور میری اس باب مین کتابین موجود ہین میرے خون سے درگذرو اور خدا سے ڈرو مگر وزیر نے حلاج کی ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر اوسی طرح جو اوپر لکھا گیا سخت ایذا کے ساتھ قتل کرایا۔ حلاج زہد و تصوف ظاہر کیا کرتے تھے کرامات دکھلایا کرتے تھے گرمی کا میوہ سردی کے موسم مین سردی کا گرمی کے موسم مین لوگون واسطے موجود کرتے جو کچھ لوگ گھرونمین کھاتے اور کرتے اور جو کچھ اونکے دلون مین ہوتا یہ بتا دیتے تھے اور اپنا ہاتھ ہوا مین چلا کر غیب سے درم پیدا کر دیتے جنپر یہ لکھا ہوتا قل ہو اللہ احد اور اسکا نام دراہم قدرت رکھا تھا لوگون کے خیالات اونکی نسبت مختلف ہوگئے تھے بعضے کہتے تھے اونمین جزو الٰہی نے حلول کیا ہے بعضے اونہین ولی جانتے تھے اور جو کچھ اون سے ظاہر ہوتا اوسے کرامت سمجھتے بعضے کہتے تھے کہ وہ شعبدہ باز ساحر کاہن جھوٹے ہین حسین برس روز تک مکہ مین حجر اسود کے پاس رہے کبھی سایہ مین نہین گئے دن بھر روزہ رکھتے شام کو پانی سے افطار کرکے صرف تین نوالے روکھی روٹی کے کھاتے اس کے سوا کچھ نہ کھاتے بغداد مین آئے تو یہ نوبت پہونچی مرات الاسرار مین عبد الرحمن چشتی صابری

نے لکھا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار روحانیت سے ساتھ حسین کے مرید ہین مولوی جامی نے نفحات الانس مین اور لواقح الانوار مین قطب شعرانی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے حسین کو رد کیا ہے کہتے ہین کہ اونکو تصوف سے کوئی لگاؤ نہین بعض مشائخ نے اونکو قبول کیا ہے چنانچہ ابو العباس ابن عطا اور ابو عبد اللہ خفیف اور ابو القاسم نصرآبادی اور شبلی اور ابو العباس شریح اونکے ملتے والون سے ہین اور یہ اونکی قول پر راضی نہین اور خواجہ جنید اور ابو القاسم قشیری بہی اونکے صحت حال کے مقر ہین اور قشیری نے اپنے رسالہ مین اونکے ترجمے کی طرف اشارہ کیا ہے اور اونکا عقیدہ اہل سنت کے مطابق بتایا ہے کشف المحجوب مین آیا ہے کہ حسین کو صوفیہ متاخرین نے قبول کیا ہے اور بعض صوفیہ متقدمین نے جو اونکو مہجور کیا ہے تو یہ اونکی بے دینی کی وجہ سے نہین معاملہ کا مہجور اصلی مہجور نہین ہوتا شیخ ابو سعید ابو الخیر اور شیخ ابو القاسم گرگانی اور شیخ ابو علی فارمدی اور شیخ یوسف ہمدانی انکی حال مین متوقف ہین کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ حسین کی اون باتون سے کیا مراد ہے اور شیخ الاسلام نے کہا ہے مین حسین بن منصور کو دو وجہ سے قبول نہین کرتا (۱) مشائخ سلف نے اونہین قبول نہین کیا (۲) اونکے قبول نکرنے مین دین اور شرع کی رعایت ملحوظ ہے مگر مین رد بہی نہین کرتا اور جو اونہین قبول کرتا ہے اوسے پسند کرتا ہون شیخ فریدالدین عطار تذکرہ مین کہتے ہین کہ اون کو ساحر یا حلولی جاننا تحقیق کے خلاف ہے وہ پکے موحد تھے حسین منصور حلاج ساحر ایک اور شخص تھا جسے شیخ مین اونکی تقلید کرکے ظہور کیا تہا اور وہ مارا گیا اوسکا مذہب حلول تہا اور یہ منصور ولی کامل تھے شہر بیضا ملک فارس کے باشندے تھے خواجہ عمرو بن عثمان مکی کے مرید تہے خواجہ جنید اور خواجہ سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ کے ساتھ مدتون صحبت رکھی تہی

پانچوان مختار یہ فرقہ کیسانیہ کا گروہ ہے جو مختار ابن ابی عبید الثقفی کی طرف منسوب ہین جو مختار کے لشکر کا ایک سردار تھا [illegible] محمد بن حنفیہ کو پیشوا بنایا تہا اور وہ مصعب بن زبیر سے جنگ کرتا ہوا اور مقام مدار مین مارا گیا اوس نے ترتیب امام جعفر صادق کے بعد امامت اونکی پانچون مشہور

پہونچی کہ اول اسمٰعیل امام ہوئے پھر محمد پھر موسیٰ کاظم پھر عبداللہ افطح پھر اسحاق اور محمد بن اسمٰعیل کی امامت کا تو منکر نہ تھا مگر یہ کہتا تھا کہ وہ مر گئے ہیں اور پھر دنیا میں نہیں آئیں گے۔

چھٹا برقعیہ - یہ پیرو ہیں محمد بن علی برقعی کے جس نے ۲۵۵ھ ہجری میں اہواز میں خروج کیا تھا اور اپنے آپ کو علویہ کی طرف منسوب کر کے امامت کا دعوےٰ کیا اور علوی وہ لوگ ہیں جو حضرت علی کی اور اولاد کو کہتے ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی بی بی سے ہو حالانکہ یہ علوی نہ تھا بلکہ اس کی ماں کے ساتھ ایک علوی نے نکاح کر لیا تھا اور اپنی ماں کے ساتھ یہ بھی اس علوی کے یہاں آیا تھا اور یہیں پرورش پائی تھی بصرہ اور اہواز کے بعض علاقوں پر غالب آگیا اور ہزاروں آدمیوں کو اپنی بیعت میں لے لیا اور آخر کار معتمد خلیفہ عباسی کے لشکر سے ۲۷۰ھ میں شکست کھا کر قید ہوا اور بغداد میں اوسکو معتمد نے سولی پر چڑھایا اور تمام شیعوں کے فرقوں میں اول جس نے تقیہ ترک کیا وہ یہی محمد بن علی برقعی ہے کہ بلا مذہب تشیع کو ظاہر کرنے لگا اور برقعی اور قمع اور قرامطہ کے درمیان میں خط و کتابت بھی اپنے عقاید فاسدہ کے پھیلانے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب مٹانے میں رہا کرتی تھی . . . حشر کے ماننے والے معاد اور احکام شرعیہ کے منکر ہیں اور نصوص کی تاویل کرتے ہیں اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی انکار کرتے ہیں اور اون پر لعنت کرنے کو واجب جانتے ہیں۔

ساتواں جنابیہ - یہ لوگ ابوسعید بن حسن بن بہرام جنابی کے متبع ہیں اس شخص نے معتضد عباسی کے عہد میں خروج کیا اور بحرین کے تمام علاقہ میں اپنے اس مذہب کو رفتہ رفتہ پھیلا دیا کہ حشر اور نشر اور معاد کی ساری باتیں جھوٹے قصے ہیں اور احکام شرعیہ پر عمل کرنا نچاہئے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے چنانچہ تیسری صدی میں ابوسعید جنابی موسم حج میں مکہ میں بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آیا اور تین ہزار حاجیوں کو قتل کیا جب ۳۰۱ھ میں اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے حمام میں مارا گیا تو اوسکا بیٹا ابوطاہر سلیمان اوسکا قایم مقام ہوا اور ہجر اور احسا اور قطیف اور تمام ملک بحرین پر قابض و متصرف ہو گیا اور ۳۱۵ھ میں کوفہ پر چڑھائی کی اور مقتدر خلیفہ عباسی سے

کو لپیٹا کر کے اوسی لوٹ لیا اور دریائے فرات کی طرف بہت سے شہر غارت کیے
اور کام اسکا بڑھتا رہا اور اوس نے مذہب باطنیہ کو رواج عظیم دیا اور سنہ میں موسم حج میں مکہ
معظمہ میں بہت سی جمعیت کے ساتھہ آیا امیر مکہ ابن محلب اور اوس کے ساتھیوں کو قتل
کیا اور مسجد الحرام میں گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا شراب کا پیالہ ہاتھہ میں تھا جب وہان پیا
اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اوس نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور حاجیون کو بڑی بیدردی
سے قتل کرا کے بیر زمزم میں ڈلوا دیا اور باقی کو مسجد حرام میں دفن کر دیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر
اپنے یارون کو تقسیم کر دیا اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا ڈالا اور میزاب کو بھی اوکھیڑنے کو ایک
آدمی کو چڑھایا کہ وہ گر کر مر گیا اور حجر اسود کو اکھڑوا کر مقام ہجر کو لیگیا جو اوسکا دار الحکومت
تھا اور وہان سنڈاس میں ڈلوا دیا اور پھر اوٹھوا کر رکھہ لیا اور بائیس برس تک حجر اسود اوسکے
پاس رہا یہانتک کہ سنہ ۳۳۹ھ میں خلیفہ عباسی مطیع للہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد
نے تیس ہزار دینار کو اوس سے خرید کر کے بدستور خانہ کعبہ میں رکھوا دیا اور مطلب انکا حجر اسود
کے اوکھیڑنے سے یہ تھا کہ آدمی یہان آ کر جمع ہو جاوین اور پھر کبھی یہان طواف کو نہ آوین الحاصل
قرمطی نے یہانتک زور پکڑ لیا تھا کہ سنہ میں تمام بحرین اور یمامہ کا مالک ہو گیا اور عقیدہ
کو بالکل ترک کر دیا۔ یاد رہے کہ اسمعیلیہ اور خلفیہ اور شمطیہ اور برقعیہ اور جنابیہ ان پانچون فرقوں
کا شمار قرامطہ میں ہے اور ان تمام فرقون کو باطنیہ بھی کہتے ہین اسواسطے کہ انکا زعم یہ ہے
کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور مراد باطن قرآن ہے اور اسی پر یہ عمل کرتے ہین اور
انکے زعم میں ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہین ہے بلکہ ہر ایک شی
کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر مثلاً روزہ کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام
کے پاس پہونچنا ہے اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے اسی لیے امام مالک بن
انس نے کہا ہے کہ فرقہ باطنیہ کی توبہ مقبول نہین اسلیے کہ شاید انکی توبہ کا بھی باطن ہو
اور باطنیہ تمام باتون کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اوس

ظاہر کا مصداق ہے اور وہ ظاہر اس باطن کا مظہر ہے اور کوئی ظاہر نہیں جسکا باطن نہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ بھی نہیں اور کوئی باطن نہیں جسکا ظاہر نہیں ورنہ وہ خیالی ہے اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہیں عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہیں اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی و اعراض ہیں امام عالم باطن کا عالم ہوتا ہے کسی کو بغیر اس کے تعلیم کئے عالم بالا تک رسائی نہیں اور نبی عالم ظاہر اور شریعت کا عالم ہوتا ہے جسکی طرف لوگ محتاج ہوتے ہیں اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہیں ہوتا اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہیں اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل کہتے ہیں اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہیں ہوتا اسی طرح امام سے یا اوسکی دعوت سے خالی نہیں ہوتا اور دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جس طرح نبی کو معجزہ قولی و فعلی سے جانتے ہیں اسیطرح امام کو دعوت اور دعوے سے جانتے ہیں اور اللہ کو بغیر امام کے نہیں پہچان سکتے اور امام کا ہر زمانہ میں موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جسطرح کوئی وقت روشنی روز یا تاریکی شب سے خالی نہیں ہوتا اور اصول اعتقاد میں یہ سارے باطنیہ مخالفت نہیں کرتے بلکہ فروع میں ہم مخالفت کرتے ہیں اور باطنیہ خاص اسماعیلیہ ہیں کہ نصوص قرآن و حدیث ظاہر پر محمول نہیں منسوبہ اور خطابیہ کے و شریعین ہیں جنکا ذکر غلاۃ شیعہ میں ہوچکا ارشاد میں ابوالمعالی نے کہا ہے کہ باطنیہ کی رائے یہ ہے کہ صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ خدا اور مخلوق کو مشترک جاننا اشتباہ کا موجب ہے اس لئے باری تعالیٰ کو صفت وجود کے ساتھ ہی موصوف نہ کیا جانا چاہئے یعنی موجود نہ ماننا چاہئے بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ وہ معدوم نہیں ہے اور نہ اوسکو قادر اور عالم اور حی کہنا چاہئے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ عاجز نہیں جاہل نہیں میت نہیں اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اسماعیلیہ کے باطنیہ کہلائے جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ امام باطن یعنی امام مستور کے قائل ہیں مگر صرف یہی وجہ نہیں اس لئے کہ ایسے تو امام باطن کے قائل شیعہ کی بہت سے فرقے ہیں پھر ان کے باطنیہ خاص مشہور ہونے کی کیا وجہ ہے انکی وجہ تسمیہ میں صحیح قول وہی ہے جو مشہور ہے۔

آٹھواں مہدویہ - یہ لوگ قائل ہیں اسبات کے کہ عبید اللہ جس نے اپنا لقب مہدی رکھا تھا امام ہے اور یہ مہدی اپنے آپ کو اسمٰعیل بن جعفر کی اولاد سے بتاتا تھا اور اپنے تابعین کا مہدویہ نام مقرر کیا تھا اور امامت کا دعوے کرتا تھا اسی وجہ سے انکا خاندان اسمٰعیلیہ بھی کہلاتا ہے - فرقہ مہدویہ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ عبید اللہ مہدی موعود ہے اور دلیل اسبات پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام بیان کرتے تھے علی راس ثلثمایة تطلع الشمس من مغربہا یعنی سنہ تین سو کی شروع میں آفتاب مغرب سے طلوع کریگا اور کہتے تھے کہ اس حدیث میں آفتاب سے مراد عبید اللہ مہدی اور ابوا ہے محمد ابن مہدی اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے مگر یہ حدیث قطعا موضوع ہے اور یہ تاویل بھی انکی مخترعات میں سے ہے اسمٰعیلیہ تو دین اسلام کی منہدم کرنے والے ہیں پھر انکی نسبت آنحضرت ایسی پیشین گوئی کیوں فرماتے تاریخ ابوالفدا میں لکھا ہے کہ امرمہدویہ کی سلطنت کی ابتدا افریقہ میں ۲۹۶ھ ہجری سے ہوئی ہے انمیں سے پہلے جس شخص نے ملک لیا انکی وہ ابو محمد عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے اور بعضے کہتا ہوئیں اوسکا سلسلہ یوں ملاتے ہے عبید اللہ بن احمد بن اسمٰعیل ثانی بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بعضے کہتے ہیں کہ ابو محمد عبید اللہ مہدی محمد کا بیٹا تھا جسے حبیب کہتے تھے اور حبیب کا نسب نامہ یوں ہے محمد حبیب بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق اور بعض نے یوں لکھا ہے عبید اللہ مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق اور جمہرة النسب میں لکھا ہے کہ عبید اللہ قایم نے ایکبار یہ دعوی کیا تھا کہ میں حسن بعض بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل بن امام جعفر صادق کا بھائی ہوں اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق کا بیٹا ہوں حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہیں علما کو انکی نسب کی صحت میں بڑا اختلاف ہے جو لوگ اوس کی امامت کے مقر ہیں وہ کہتے ہیں کہ نسب اوسکا صحیح ہے اور وہ بلاشبہ سید علوی فاطمی ہے اور بہت سے

علمائے علوی بھی کہ نسب ناموں کے بڑے واقف کار تھے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں مگر بعضے علما کہتے ہیں کہ یہ نسب نامہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ اسمٰعیل بن جعفر اپنے باپ کے سامنے مدینہ میں مر گئے تھے اور اسماعیل کے بیٹے محمد حضرت جعفر صادق کے ہمراہ بغداد میں گئے اور وہاں لاولد فوت ہوئے ملک مغرب کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن سالم بصری کی اولاد سے ہے اور اوسکا باپ بصرہ میں نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور عراق کے نسب نامے جاننے والے لکھتے ہیں کہ وہ یہودی کی نسل سے ہے اور اوسکا نام عبید اللہ نہیں بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹا تھا احمد بن عبد اللہ قداح ابن میمون بن دیصان کا دیصانیہ اسی دیصان کی طرف منسوب ہے اور بعضوں نے عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ قداح بیان کیا ہے اور بعضوں نے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبد اللہ قداح یہ حسین عرب مقام سلمیہ علاقہ حمص میں گیا تو ایک یہودن کے حسن جمال کا ذکر اوسکے سامنے ہوا اور خاوند اوسکا جو لہار تھا مر گیا تھا حسین نے اوس سے نکاح کر لیا اس عورت سے ایک لڑکا پہلے خاوند لہار سے بھی تھا حسین اوسے بہت چاہنے لگا اور اوسکی

لہ تحفہ اثنا عشریہ میں مذکور ہے چون اسماعیل بن جعفر بحضور حضرت جعفر وفات یافت پسرے گذاشت کہ او را محمد میگفتند و او ہمراہ حضرت صادق کہ بعراق رفتہ بود بہ بغداد آمد و وفات یافت و در مقابر قریش مدفون گشت اور دوسری جگہ اسی کتاب میں ہے کہ محمد در بغداد لاولد مرد یہ بعینہ صواعق محرقہ مولفہ ابن حجر کی عبارت کا ترجمہ ہے عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق اپنے چچا موسیٰ کاظم کی ساتھ رہا کرتے تھے اور موسیٰ کاظم سے در پردہ مخالفت رکھا کرتے تھے جب ہارون الرشید حجاز میں آیا تو انہوں نے اپنے چچا موسیٰ سے چغلی کھائی رشید نے موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہاں اونکا انتقال ہوا محمد بن اسمٰعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے اور بغداد میں انتقال کیا موسیٰ کاظم نے انکی حق میں بددعا کی تھی محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق کے بعد دو فرزند باقی رہے تھے اسمٰعیل ثانی اور جعفر شاعر اسی جعفر شاعر کی اولاد میں سے خلفائے مصر ہیں مگر سیوطی نے اونکے نسب کے بطلان پر بڑا زور دیا ہے مدائن کے اعتقادات فاسدہ نے اس کو ترقی دی تاریخ فرشتہ میں بعض تواریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل اپنے دادا جعفر صادق کے عہد میں … کی طرف گئے تھے محمد آباد … ہے اونکی طرف منسوب ہے انکی اولاد زیادہ ہوئی قندہار اور خراسان اور سندھ کی طرف جا کر آباد ہو گئے - ۱۲

تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تہا تو اسیکے واسطے وصیت کی اور اوسے دعوت کے
اسرار سکہائے اور سارا مال اور کل علامات اوسے دیدین پہر اوس نے بڑی ترقی کی اور
عبید اللہ مہدی کے نام سے شہرت حاصل کی بیان المغرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیدن
کے صفحہ ۱۵ مین مذکور ہے کہ قاسم بن طبا طبا علوی کہتے ہین کہ قسم ہے خدائے پاک کی کہ عبید اللہ
ہم مین سے نہین ہے اور مقاتل نے کہا ہے کہ وہ عبید اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بصری ہے
او نظم الجمان مین ابن قطان نے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی کی ایک کنیز
تھی ایک شخص کے ساتہہ جو قرمطی یا یہودی تہا اوس کی آشنائی ہو گئی اوس عورت نے بہت
سا مال اوس مرد کو دیدیا اور اپنے مالک کو مار ڈالا اوس مرد سے اوس کنیز کی ایک بیٹا پیدا ہوا
جو اس عبید اللہ مہدی کا دادا ہے اور حلی نے خلاصہ مین لکہا ہے عبد اللہ بن میمون بن اسود
قداح بنی مخزوم کے موالی مین سے تہا اور تیر بنایا کرتا تہا اس لئے قداح کہلاتا ہے اوسکا باپ
ابو جعفر اور ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے اور یہی ابو عبد اللہ سے راوی ہے اور کتاب
نجاشی مین مذکور ہے کہ اوسکی تصنیف سے دو کتابین ہین ایک مین حضرت پیغمبر کے مبعث
کے اخبار مذکور ہین دوسری مین صفت جنت و دوزخ کا حال لکہا ہے اور انساب سمعانی مین
آیا ہے کہ میمون جعفر کا غلام تھا اور عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن جعفر کے ساتھ مکتب مین رہتا
تھا جب اونہون نے وفات پائی تو اسماعیل کی خدمت مین رہا کرتا اور جب اسماعیل نے بھی وفات
پائی تو اوس نے دعویٰ کیا کہ مین اسماعیل کا بیٹا ہون حالانکہ وہ میمون کا بیٹا تھا۔ مورخین عبد اللہ
قداح ابن میمون کے باب مین بڑی قیل و قال کرتے ہین تاریخ فرشتہ مین مذکور ہے کہ سیادت
علویہ مصر کے مورخین اور نسابین کے اعتبار سے مشکوک ہے مگر حضرت رسالت پناہ نے
عالم رویا مین برہان نظام شاہ سے کہا تہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچہہ تجہسے کہتا ہے اوسپر
عمل کر ایسے خواب اس حدیث کے موجب من رانی فقد رای الحق شیطانی نہین ہو سکتے اس سے
یقین ہے کہ سادات اسماعیلیہ صحیح النسب ہین یہ شاہ طاہر عبید اللہ مہدی کی اولاد مین سے ہی

مختصر یہ ہے کہ میمون بن دیصان کے بیٹے عبداللہ نے میزان نام ایک کتاب زندیقوں کی تائید مین لکہی ہے
اور لوگون کے سامنے یہ ظاہر کیا کرتا کہ مین آل نبی کا خالص شیعہ ہون میمون کے بیٹا پیدا
ہوا اوسکا نام عبداللہ رکہا اور چونکہ وہ آنکہین بنایا کرتا تہا اس لئے ادسی قداح کہا کرتے تہے
میمون نے عبداللہ قداح کو پختہ کار کردیا اور دعوت کے طریقے اور اسرار سکہا دئے
پہر عبداللہ اصفہان کی طرف سے اہواز اور بصرہ اور سلمیہ مین آیا لوگون کو تشیع اور اہل بیت
کی طرف بلانے لگا اوس کے انتقال کے بعد احمد یا محمد نامی اوسکا بیٹا قایم مقام ہوا اور اوس نے
رستم بن حسین بن حوشب بن زادان نجار کوفی کو یمن کی طرف بہیجا کہ وہ لوگون کو اوس کے مذہب
کی طرف دعوت کرے اور پہر ایک شخص ابوعبداللہ حسین بن احمد بن محمد بن ذکریا کوفہ کی طرف
کا رہنے والا اوسی ملگیا ابن حوشب نے اوسکو بہت سا مال و اسباب دیکر رعایاے مغرب
کو مذہب مہدی کی طرف دعوت کے لئے بہیجا اور اوس نے ایسے ہاتہ پاؤن پہیلائے کہ
کہ وہان کا فرمان روا زیادۃ اللہ جو آخری بادشاہ بنی اغلب کا تہا رمضان ۲۹۶ھ مین افریقیہ سے
بہاگ گیا اور ابوعبداللہ شیعی وہان قابض ہو گیا اور اگرچہ ابہی تک اس مذہب کا نام مہدویہ
نہین ہوا تہا مگر درحقیقت بنیاد اس مذہب کی اسیوقت سے سمجہنا چاہئے اسواسطے کہ جب محمد
نے سلمیہ مین انتقال کیا اور اپنے بیٹے عبیداللہ کے واسطے خلافت و نیابت کی وصیت
کردی اور دعاۃ کا حال اور پتا بتا دیا تو عبیداللہ نے اپنا لقب مہدی باللہ رکہا جب مکتفی
باللہ خلیفہ عباسی کو اسکا حال معلوم ہوا تو اپنے حضور مین طلب کیا ابو محمد عبیداللہ مہدی اور
اوس کا بیٹا ابوالقاسم جسنے بعد عبیداللہ کے اپنا لقب قایم بامر اللہ رکہا تہا اور ۳۲۴ ہجری
تک ساری افریقیہ اور مغرب کا مالک ہو گیا تہا دونون سوداگرون کے بہیس مین مصر ہوتے
ہوئے مغرب مین طرابلس کی طرف بہاگ گئے وہان ایک مقام پر دونون قید ہو گئے
اور پہر ابوعبداللہ شیعی نے رہائی دی اور بڑے جلوس کے ساتہ مہدی کو ابوعبداللہ شیعی
افریقیہ مین لے گیا اور سنہ مین مہدی ساری افریقیہ کے شہرون کا مالک ہو گیا اور خلفاے

نہ وزنا لمیمون ابن دیصان
ولد یقال له عبداللہ
لانہ کان یعالج العیون
ویقدحہا ۔ تاریخ ابوالفدا

اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری کے اور کہتا تھا کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد یہ تمام
لوگ مرتد ہوگئے تھے سوائے ان پانچ صحابیوں کے اور فقہا کو حکم دیدیا تھا کہ سوا اوس مذہب
کے جو اوسکا جاری کیا ہوا تھا دوسرے مذہب پر فتوے نہ دین اور انکا مذہب یہ تھا کہ بیٹی پوری
میراث کی وارث ہو جاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہو جاتی ہے تاریخ فرشتہ
مین بعض کتب کے حوالے سے لکھا ہے کہ عبید اللہ کوفہ اور عراق اور عرب کیطرف گیا
تو وہان کے لوگون کے سامنے ظاہر کیا کہ مین امام کا داعی ہون اور امام جلدی ظاہر ہوا
چاہتا ہے اور مغرب مین اس نے تھا کہ یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے
موقع پر یہی کہدیتا تھا کہ امام کے ظہور کا وقت قریب ہے جدید بین سے پیشتر اسماعیلیہ کے
پاس سوائے کتاب البیان بالمیہ مولفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہ تھی جب مہدویہ
نے مصر اور مغرب پر تسلط حاصل کیا تو انکے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور
داعی پیدا ہوے جیسے نعمان بن محمد منصور قاضی و علی بن نعمان و محمد بن نعمان و عبد العزیز و محمد
بن میسب اور مقلد بن مسیب عقیلی اور ابو الفتوح رجوان اور محمد بن عمار کتامی الملقب بامام الدین
وغیرہ خاص کر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی بن قاضی محمد صلیحی بن قاضی
زدہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن محمد نے ۴۴۶ھ سے یمن مین ایسا
قدم جمایا اور سمنے نجاح رئیس تہامہ کو زہر دلوا کر ۴۵۳ھ سے دو برس کے عرصہ مین یعنی ۴۵۵ھ
تک ساری قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہوگیا اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین کرلیا یمن مین
قوم بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن محمد صلیحی ابتدا مین سنی المذہب
تھا عامر بن عبد اللہ رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہوگیا تھا اور اس کا بیٹا احمد بن علی
بن محمد صلیحی دونون یمن کے حکمران بھی رہے ہے اور بعد ان کے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہے
جیسے صالح بن زریک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارۃ یمنی صاحب تاریخ یمن
جو باطن مین شافعی تھا اور ظاہر مین مہدویہ کا داعی حسین بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن سینا

کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہیں - اور احمد بن عبداللہ مصنف رسائل اخوان الصفا کا
بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المجموعہ میں لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا واضع زید بن رفاعہ ہے
اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی بتایا ہے سات برس مستنصر کے پاس مصر میں رہا تھا ہر سال
یہاں سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا آخر کار مکہ سے یمن ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا اور
وہاں پر لوگوں کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ہدایت کرنے لگا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اسماعیلیہ
الموتیہ کی صحبت میں رہا تھا اور اوس نے ایک ندامت نامہ شایع کیا تھا کہ میں اسماعیلیہ
الموتیہ کی صحبت میں رہنے پر مجبور تھا عمداً میں نے اونکی صحبت نہیں اختیار کی تھی یہ بات بالکل غلط
ہے ناصر خسرو کو اسماعیلیہ الموتیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا نہ اون کے پاس وہ کبھی رہا اور اوسکی
اتباع جکا لقب مہدویہ ہے جس طرح عبیداللہ مہدی بن محمد کے اسلاف کو امام جعفر صادق تک
امام منصوص جانتے ہیں اسوسطے کہ ہر ایک باپ نے اپنے بیٹے کی امامت کے لئے تنصیص کردیا
تھا اسی طرح عبیداللہ مہدی کے بعد اوس کے بیٹے ابوالقاسم محمد الملقب قائم بامراللہ کو پھر
اوس کے بیٹے ابوطاہر اسماعیل الملقب منصور باللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابوتمیم معد الملقب معز لدین اللہ
کو پھر اوس کے بیٹے ابومنصور نزار الملقب عزیز باللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابوعلی منصور الملقب
حاکم بامراللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابوالحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ کو پھر اوسکے بیٹے ابوتمیم
معد الملقب مستنصر باللہ کو امام منصوص مانتے ہیں مستنصر کے بعد سے مہدویہ میں اختلاف
واقع ہوگیا اور دو فرقے بن گئے وجہ اس کی یہ ہے کہ مستنصر نے اولاً اپنے بھائی نزار کی
امامت کے لئے اپنے بعد نص کی پھر اپنے بیٹے ابوالقاسم احمد الملقب مستعلی باللہ کی
امامت کے لئے بھی نص کردی سو ایک جماعت نے نص ثانی کو نص اول کا ناسخ قرار دیا اور
مستعلی کو امام برحق جانا چنانچہ ان لوگوں کو **مستعلویہ** کہا کرتے ہیں بعد مستعلی کے اوسکا
بیٹا ابوعلی منصور الملقب آمر باحکام اللہ پھر منصور کا چچازاد بھائی ابومیمون عبدالمجید الملقب
حافظ لدین اللہ ابن امیر ابوالقاسم محمد بن مستنصر پھر عبدالمجید کا بیٹا ابومنصور اسماعیل ثانی الملقب

ظافر باللہ ہوا اوسکا بیٹا ابوالقاسم الملقب فائز بنصر اللہ ہوا اوس کے بعد ابو محمد عبداللہ الملقب عاضد لدین اللہ امام ہوا اور عاضد فائز کا بیٹا نہ تہا جیسا کہ صاحب تحفہ اثنا عشری سمجہے جاتے ہے بلکہ عاضد یوسف کا بیٹا ہے اور یوسف بیٹا ہے عبدالمجید حافظ لدین اللہ کا اور اس خاندان مین سوائے حافظ اور عاضد کے کوئی اور ایسا آدمی خلیفہ نہین ہوا جسکا باپ خلیفہ نہوا اور امیر یوسف خلیفہ نہ تہا جیسا کہ تاریخ ابوالفدا و تاریخ الخلفا مولفہ سیوطی وغیرہ مین لکہا ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو عبدالمجید کو احمد کا بیٹا بیان کیا ہے یہ بہی درست نہین وہ احمد کا بیٹا نہین محمد کا بیٹا ہے مستنصر کے دو بیٹے تہے احمد و محمد احمد کو امامت ملی جسکا لقب مستعلی ہوا اور محمد کو امامت نہ ملی احمد منصور کا باپ تہا اوس کے بعد منصور ہی امام ہوا جب منصور مرا تو محمد کا بیٹا عبدالمجید ابو میمون امام ہوا اور تحفہ مین ان خلفا کے نامون کی نسبت اور بہی کئی غلطیان واقع ہوئی ہین اور مجالس المومنین مین غلطی سے ابوتمیم معد مستنصر کو قاہر کا بیٹا لکہا ہے حالانکہ ان خلفا مین قاہر کسی کا لقب نہ تہا اور معد مستنصر علی بن منصور کا بیٹا ہے اور علی کا لقب ظافر لاعزاز دین اللہ ہے۔ مہدویہ مین سے بعض کا قول ہے کہ امام حکومت وولایت کے وقت گناہون سے معصوم ہوتا ہے نہ قبل اس کے اور بعض کہتے ہین کہ قبل اس سے بہی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ امام کا حکم ایماندار مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے اگرچہ مرضی کے خلاف ہو پس اگر امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتہہ کردے تو یہ عقد دونون پر لازم ہو جاتا ہے اور فسخ نہین کرسکتے اسی طرح اور تمام معاملات بیع اور اجارہ مین امام کا حکم نافذ ہے اور یہہ بہی عقیدہ رکہتے ہین کہ امام کو خدا سے تعالی کے ساتہ مانند حضرت موسی کے ہم کلام ہونا چاہیے اور حاکم عبیدی کو اس باب مین بڑے بڑے دعوے تہے اور اکثر کوہ طور پر جاتا اور لوگون پر ظاہر کرتا کہ مجہسے خدا نے کلام کیا ہے اور مہدویہ کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضروری ہے۔

جیسا کہ شیعہ اثنا عشری کا زعم ہے اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علی جو بر اور اوپر کا ترجمہ ہے درود مین آل پر داخل کرنا یعنی یون کہنا حرام ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد بلکہ یون کہنا چاہیے

اللهم صل علی محمد و آل محمد اور اس حرمت کے استدلال مین یہ حدیث موضوع بیان کرتے
ہین من تفضل منی و بین آلی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جسنے مجھمین اور میری آل مین لفظ علی کے ساتھ فاصلہ
دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہے اور کہتے ہین کہ ایک مرد کو اٹھارہ عورتون کے ساتھ
نکاح کرلینا جایز ہے اور تمسک اس آیت کے ساتھ کرتے ہین فانکحوا ما طاب لکم من النسآء
مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار
پس انکے نزدیک سب اعداد کا مجموعہ یعنی اٹھارہ عورتون کا ایک شخص کے نکاح مین ہونا
جایز ہے اور امامان مہدویہ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لیئے بظاہر احکام
شرع کی پابندی کرتے تھے اور درپردہ اپنے عقاید فاسدہ کے جاری کرنیمین برابر مصروف
تھے اور اپنے سچے دوستون کو بطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے انکی عہد مین تمام مصر
مین رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہوگیا تھا قاضی مفتی شیعہ ہوتے تھے جو کوئی انکے خلاف
کرتا اوسکو سزا دیتے یہانتک کہ سوا اس عقیدے کے کوئی عقیدہ اوس زمین مین باقی نہ رہا اگرچہ
مذہب شیعہ پیشتر سے بھی زمین مصر مین معروف تہا یزید بن ابی حبیب نے کہا ہی نشات
بمصر و ہی علویۃ فقلبتہا عثمانیۃ یعنی جب مینے مصر مین ہوش سنبہالا تو مصر مین شیعہ مذہب تھا
مینے اوسکو عثمانی مذہب یعنی حنفی کر ڈالا ۲۹۶ھ سے خاندان مہدویہ مصر مین امامت کرتے
رہے جب عاضد ابو محمد عبد اللہ بن امیر یوسف کی امامت کی نوبت پہونچی تو اوس نے اپنی وزیر شاد
کے ہاتہ سے تنگ آکر اتابک نور الدین سلطان موصل و دمشق سے مدد چاہی سلطان
نے اپنی فوج شیر کوہ کے ساتہ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی شیر کوہ نے لشکر
مصر و فرنگ دونون کو شکست دی اور مصر کو فتح کرکے دو مہینے اور پانچ دن کی حکومت
کی بعد فوت ہوگیا پہر اوسکا بھتیجا صلاح الدین حاکم مصر ہوا اور جمعہ کے دن ۲ محرم ۵۶۵ھ کو
عاضد کی انتقال کی بعد خلفائے بغداد کے نام کا خطبہ پڑہا سلطان موصوف اور قاضی صدر الدین

ا؎ سلطان صلاح الدین نور الدین کے بعد مصر کا بادشاہ ہوگیا سیراعرب و فارس مین لڑائیان کین ۵۸۳ھ مین عیسائیون کو

بیت المقدس کی لڑائی مین ... [illegible]

امام الحرمانی مذہب اشاعرہ پر تھی ان دونوں نے ابتدائی خدمت سلطان نور الدین سے دمشق میں
اسی طریقے پر نشو و نما پایا تہا بلکہ صلاح الدین نے بچپن میں عقیدۂ مولفۂ قطب الدین مسعود
نیشاپوری کو حفظ کر لیا تھا اور اپنے چھوٹے بچوں کو یاد کرا دیا تھا اسوجہ سے وہ اسی عقائد اشعری
پر جو ہوئے تھی جب یہ مصر کے بادشاہ ہوئی تو سارے لوگونکو التزام عقاید اشاعرہ پر آمادہ کیا اور
تغییر مذہب اسماعیلیہ و مہدویہ و ازالہ تشیع میں کوشش کرنی شروع کی او مصر میں واسطے فقہائی
شافعیہ و مالکیہ کے کئی عالی شان مدرسے[1] تیار کری اور سارے قضاۃ شیعہ کو مصر سے نکالدیا
اور صدر الدین عبد الملک بن درباس امام الحرمانی شافعی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تب سے اقلیم مصر
میں جو کوئی قاضی مقرر ہوتا وہ شافعی المذہب ہوتا لوگ کھلم کھلا مذہب شافعی و مالک پر
چلنے لگے اور مذہب شیعہ اسماعیلیہ و امامیہ چھپ گیا یہانتک کہ زمین مصر سے بالکل جاتا رہا
اکثر مردم اسماعیلیہ اپنے داعی[2] کے ساتھ ملک مصر اور مغرب سے نکل کر چند سے یمن میں
رہے چونکہ وہاں شہر حراز میں قدیم سے ان کا داعی موجود تھا اس سے گئے ہندوستان کو چلے
آئے اب گجرات دکن مالوہ کوکن راجپوتانہ میں بوہرہ کے نام سے مشہور ہیں ابجد العلوم میں
لکھا ہے کہ بیوپار ہندوستانی زبان میں تجارت کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنے تاجر ہیں اور بوہرے
تجار کے معنے میں اس لفظ کی جمع ہے چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اس لئے بوہرہ کہلاتی
ہے اور اسیوجہ سے یہ لوگ مرفہ حالی کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کے داعی سابق
احمد آباد گجرات اور برہان پور خاندیس و اجین مالوہ میں رہتے تھے اب کئی پشت سے
بندر سورت میں رہتے ہیں اور بعد وصل ماکبہ سفینہ کے قریب سال ستہ قوم بوہرہ سی اونہیں پہونچتا ہے
امیرانہ ٹھاٹ سے بسر کرتے ہیں ان لوگوں میں بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہوتی ہیں

---

[1] شاید مصر میں صلاح الدین نے پہلا مدرسہ شافعیا می ۵۶۶ھ میں قایم کیا دیکھو روضتین جلد اول صفحہ ۱۹۱ – ۱۲۰
[2] نواب صدیق حسن خان کو داعی اور امام میں فرق نہ معلوم ہوا اور لکھدیا یہی خبر پہنچی کہ یہ داعی ہیں یا امام اسی سے
اکثر امام سمجھتے ہیں – ۱۲ – ۲ ۱۲ دیکھو جلد ثالث ابجد العلوم مختوم بہ ختم المختوم حالات محمد طاہر پٹنی – ۹۲ – ۱۲

نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھ لکھتے ہین ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین زبان فارسی اردو
وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین رکھتے علما آپسمین خط و کتابت بھی عربی زبان مین کرتے ہین ادنی
سے علم مین وہ گجراتی اور اردو مین بھی لکھتے ہین اور سارا فرقہ نماز روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد
کی اطاعت مین سرگرم ہے کوئی داڑھی نہین منڈاتا اور سر پر بال نہین رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تمباکو
کھاتا یا سونگھتا ہے مسکرات کے قریب بھی نہین پھٹکتے بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ
نہین کرتے خاصکر مذہبی مناظرہ سے بالکل بچتے ہین نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث
و تفسیر و عقاید کی کتابین غیر مذہب والے کو دکھاتے ہین اسباب مین انکا عہد ہے اور جس قصبہ یا
شہر مین رہتے ہین وہان انکی تمام جماعت ایک محلہ مین سکونت رکھتی ہے دوسرے مذہب والے
کو اوس مین جگہہ نہین دیتے اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علحدہ رکھتے
ہین اور اپنی شادی غمی مین سوائے اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے اپنی ہی قوم
مین بیاہ شادی کرتے ہین اور ناچ رنگ یا باجا وغیرہ نہین کرتے کسی غیر مذہب والے کی بیٹی
نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین ہاتھ کھولکر نماز پڑھتے ہین اور نماز کا اتنا سامان یعنی کرتہ ٹوپی مصلا
جدا رکھتے ہین نماز کے وقت اوسی مستعمل کو اوتار کر نماز کو کھڑے ہوتے ہین مگر یہ بات مسجد
مین ہوتی ہے کسی اور جگہہ مستعمل کپڑون سے بھی نماز پڑھ لیتے ہین مسجد مین عورتون کے واسطے بھی
ایک حصہ علحدہ رکھتے ہین نماز تین وقت پڑھتے ہین ظہر اور عصر کو ملا لیتے ہین اور مغرب اور عشا
کو اور فجر کو پڑھتے ہین پیش نماز بطور عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی مین بوہرون
کے لئے مقرر ہوتا ہے اوسی کی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق داعی کو بھیجتا ہے
انکے ہان عورات کے پردہ کا رواج نہین باہر پھرتے ہین لہنگے پہنتے ہین یہ لوگ سود علانیہ
دیتے لیتے ہین اور اس فرقہ کی یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایکروز قبل روزہ
رکھتے ہین اور جب ایکروز باقی رہتا ہے عید کر لیتے ہین اور پورے تیس روزے رکھتے ہین اور نور اللہ شوستری

۱ دیکھو مقالۃ الجواہر فی احوال البواہر اور منتخب التواریخ مین ملا عبد القادر نے لکھا ہے کہ ملا نور اللہ شوستری اکبر بادشاہ کے حکم سے

مجالس المومنین کی جلد اول مین لکھتے ہین کہ اس زمانہ سے تخمیناً تین سو برس قبل ایک فاضل
ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوے ہین جنکی قبر کھنبایت مین ہے اور سلطان ظفر
نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اوسکی وجہ سے
سنت و جماعت بھی ہوگئے سبحۃ المرجان اور ابجد العلوم مین لکھا ہے کہ محمد طاہر صاحب مجمع البحار
نے کہ قوم کا بوہرہ تھا مہدویہ بوہرون کے عقائد کی درستی کا مصمم ارادہ کرلیا اور یہانتک اصرار
کیا کہ جب تک یہ کام پورا ہوگا سر پر عمامہ نہ رکھونگا جب اکبر شہنشاہ ہندوستان نے ۹۸۰ھ
مین گجرات فتح کی تو ملا شہنشاہ کی حضور مین مدد کی التجا لیکر حاضر ہوا شہنشاہ نے اپنے ہاتھون
سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ مین تمہاری مرضی کے موافق اس قوم کی بدعت دفع
کرنے مین پوری کوشش کرونگا اور شہنشاہ نے اس غرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم
مرزا عزیز کوکہ کو مقرر کیا خان اعظم نے بوہرون کی بدعت دفع کرنے مین کوشش کی یہانتک کہ اس قوم
کے اکثر اشخاص تقیہ کرنے لگے اور جا بجا چھپ گئے ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہوتے پائی تھی کہ
خان اعظم کی جگہہ عبد الرحیم خان خانخانان مقرر ہوگیا۔ یہ شیعہ مذہب تھا بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے
اعمال کو ادا کرنے لگے اور مذہب مہدویہ ظاہر ہوگیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے
اوتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی شہنشاہ اون دنون اکبر آباد مین تھے
بوہرون نے ملا کا پیچھا کیا یہانتک کہ اوجین مین ملا کو ۹۸۶ھ ہجری مین مار ڈالا۔ اب مین پھر اس
بات کی طرف رجوع کرتا ہون کہ مستنصر کے بعد مہدویہ کے دو فرقہ ہوگئے اور دوسری جماعت
مستنصر کی نص اول کی موجب نزار کو امام جانتے تھے اور کہتے تھے کہ نص ثانی لغو ہے اس لئے کہ
نص اول اپنا کام پورا کر چکی تھی اس فرقہ کو نزاریہ کہا کرتے ہین اور نزاریہ کا نام صباحیہ اور
حمیریہ بھی ہے اور یہ نسبت ہے حسن بن محمد صباح حمیری اسماعیلی کی طرف اور یہ سارے
مہدویہ مین سے اکثر تھے اس لئے انکو ملاحدہ بھی کہتے ہین اور حقیقت مین اسماعیلیہ کی ایک
شاخ ہین بلکہ ابن خلدون نے تو لکھا ہے کہ سارے اسماعیلیہ ملحدہ کہلاتے ہین کیونکہ انکے

مقالہ مین اتحاد ظاہر ہوتا ہے مگر اسمین شک نہین کہ مہدویہ بظاہر ہر ایک حکم شرع کے معتقد تھے
اور انہون سنے ظاہر مین بھی رعایت شرع کی اوٹھا دی تھی اسی حسن کی نسبت ارباب تواریخ
مین یہ بات مشہور ہے کہ اوسکا نسب محمد بن صباح حمیری سے ملتا ہے مگر خواجہ نظام الملک
سنے اپنے وصایا مین اس افواہ کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ جب حسن نیشاپور مین طالبعلی کو
آیا تو لوگون سے بیان کیا کرتا تھا کہ مین نسل عرب سے ہون خاندان صباح حمیری کی اولاد مین سے
میرا باپ یمن سے کوفہ مین کوفہ سے قم مین قم سے ری مین آرہا تھا مگر اہل خراسان خصوصًا اہل
طوس کہتے ہین کہ یہ قول اوسکا صحیح نہین اوسکے اسلاف اس ملک کی کسان تھے خواجہ نے
اپنی وصایا مین حسن کی عیاری او غداری کی طول طویل داستان لکھی ہے اور اس امر مین اکی
سخت شاکی ہین اور اوس کے باپ کا نام علی لکھتے ہین اور اس کے بھی عقیدہ فاسد اور خباثت
طینت کو بیان کرتے ہین یہ علی رے کا باشندہ تھا ابو مسلم حاکم رے ایک دیندار شخص تھا
اس سبب علی سے نفرت رکھتا تھا علی ہمیشہ ابو مسلم کے سامنے اپنے عقیدے کی صفائی ظاہر
کرتا اور قسمین کھا تا اس زمانہ مین نیشاپور مین امام موفق جنکے عمر ۸۵ سال سے متجاوز تھی طلبا
درس دیا کرتے تھے اور اون کے درس کی یہ برکت تھی کہ اونکے یہان کے طالبعلم غالبا
کسی مرتبے کو پہونچ جاتی تھی حسن کے باپ نے کہ اسماعیلی المذہب تھا مسلمانون کی اپنی طرف
سے اوس بدظنی کے دفعیہ کے لیے حسن کو نیشاپور بھیجا کر امام موفق کے حلقۂ درس مین داخل کیا
حسن اور خواجہ نظام الملک طوسی اور حکیم عمر خیام تینون ہم درس تھے اور آپسین یہ معاہدہ ہو گیا
کہ ہم مین سے جو شخص مرتبۂ امارت کو پہونچے اوس کی دولت تینون مین علے السویہ مشترک ہو
خواجہ نظام الملک جب الپ ارسلان کے وزیر اعظم مقرر ہو گئے تو عمر خیام اون سے ملے
خواجہ نے اونکا معقول بندوبست کر دیا عمر خیام نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور علوم کے پھیلانے
مین مشغول ہو گئے خواجہ حسن کے ساتھ الپ ارسلان کے عہد مین تو کوئی سلوک نکیا مگر سلطان
ملک شاہ سے حسن کو ملا دیا مگر خواجہ حسن سے کھٹکتے رہے حسن نے سلطان کی مزاج مین بہت

دخل پیدا کر لیا سلطان نے ایکروز خواجہ سے کہا کہ بہلا کتنے دنوں مین تمام ممالک کی جمع خرچ کا
حساب منقح و مرتب کر لو گے خواجہ نے کہا کہ دو برس مین سلطان نے کہا کہ یہ مدت بہت
زیادہ ہے حسن نے سلطان سے وعدہ کیا کہ اس خدمت کو فدوی چالیس دن مین انجام دیسکیگا
چنانچہ وہ اس کام پر مامور ہوا اور سارا حساب طے کر کے پیش کرنے کے لئے لیگیا حسن کے نوکر
کے پاس یہ دفتر تہا اور وہ دربار سے باہر لئے کھڑا تہا خواجہ نے وہ کاغذات اوس سے دیکھنے
کے نام سے لیکر زمین پر ڈالدے تمام پریشان ہو گئے نوکر نے اونکو جمع کر کے رکھ لیا
نو برس لیے یہ بات نہی حسن جب وہ کاغذات سلطان کو ملاحظہ کرانے لگا تو اونکو بالکل ابتر پایا
حسن سے جو سلطان نے کچھہ سوال کئے تو ہان ہون کرنے لگا سلطان نے ملول ہو کر فرمایا کہ
عقل کا کیا سبب ہے نظام الملک نے عرض کیا کہ واقف کار لوگ جس کام مین دو برس کی مہلت چاہتے
ہون اوسکو ایک ناواقف چالیس دن مین کیسے پورا کر سکتا ہے مینے تو سابق مین حضور سے
عرض کر دیا تہا کہ اس شخص کی طبیعت مین کج روی اور مزاج مین طیش ہے اعتماد کے قابل نہین
سلطان حسن سے ناخوش ہو گیا حسن چپکے رود بار کو چلا گیا پھر یہان سے اصفہان پہونچا
یہان بھی زیادہ نہ ٹھہرا اور مصر کو چلا گیا مستنصر اسماعیلی یہان امامت کرتا تہا اوس نے حسن
کی بہت خاطر کی مگر ڈیڑھ برس سے زیادہ حسن اوسکے پاس نہ ٹھہر سکا اس لئے کہ حسن نزار کا جانب
دار تھا اور مستعلی کی امامت کے لئے جو مستنصر نے نص کی تہی اوس کا مخالف تھا اور یہ بات
سپہ سالار افواج مصری اور تمام اعیان دربار کی خلاف تہی حسن کو مصر بھی چھوڑنا پڑا اور یہان سے
حلب کو حلب سے بغداد کو بغداد سے خوزستان کو خوزستان سے اصفہان کو گیا اور
اسی طرح ولایت عراق اور آذربائیجان مین پھرنے لگا اور لوگون کو طریقہ اسماعیلیہ اور امامت نزار کی
طرف دعوت کرنے لگا اور چند روز دمشق مین رہنے کے بعد اوس نے کوہستان (قہستان)
مین جا کر دعوت اسماعیلیہ کا سلسلہ جاری کیا اور بہت سے آدمی خفیہ طور پر اوس کی اطاعت
کرنے لگے روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اسماعیلیہ حسن کو سیدنا کہتے ہین اور حسن نے رود بار مین

پہونچنے سے پیشتر کچھ اپنے خاص خاص آدمی الموت کو بھیجے تاکہ وہان کی رعایا کو مذہب نزاریہ کی
طرف دعوت کرین حسین قاینی ایک داعی کی کوشش سے رعایائے الموت اس مذہب
مین داخل ہو گئی سلطان جلال الدین ملک شاہ کی طرف سے یہانکا حکمران مہدی علوی تھا
جو بظاہر اسماعیلیہ کی طرفداری کرتا تہا اور باطن مین انکے مخالف تھا جب مہدی نے دیکھا کہ
اسماعیلیہ نے یہانتک قوت پیدا کر لی ہے کہ قلعہ ہاتھہ سے جاتا ہے تو ایکدن شب کے
وقت قریب سارے اسماعیلیہ کو قلعہ سے نکالدیا اور کہا یہ قلعہ سلطان کا ہے غیر کا یہان
کیا کام اسماعیلیہ مین اور مہدی مین بہت سی گفتگو ہوئی جسکا آخری نتیجہ نکلا کہ مہدی نے
سبکو قلعہ مین واپس بلا لیا اب اسماعیلیہ اوس سے ہوشیار رہنے لگے بلکہ ایک شب
مین اچانک مہدی کی غفلت مین حسن کو قلعہ پر بلا لیا یہ واقعہ ماہ رجب ۴۸۳؁ ہجری کا ہے حسن نے
مہدی کے ساتھہ عجیب چال یہ کی کہ اوس سے کہا کہ مین مفت یہانکی زمین اپنی سکونت اور عبادت
کے لئے لینا نہین چاہتا تین ہزار دینار کو یہ بے بانکر اسقدر زمین فروخت کردو مہدی راضی
ہو گیا حسن نے اوس چرسے کے باریک تسمے کٹوا کر تمام قلعہ کے آس پاس بچھوا دئے اور
اوس قیمت کے ادا کرنے کے لئے ایک رقعہ حاکم گرد کوہ کے نام جسے رئیس مظفر کہا
کہتے تھے اور مخفی طور پر وہ حسن کی دعوت قبول کر چکا تھا لکھدیا اور قلعہ مین سے مہدی کو نکالدیا
مہدی نے کچھہ عرصہ کے بعد رئیس مظفر کو وہ رقعہ دیکر دینار وصول کر لئے مہارت خان اصفہانی
بہجۃ العالم مین کہتا ہے رودبار قزوین کے شمال مین چھہ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اوس مین
پچاس قلعہ موجود ہین جنمین سب سے بہتر قلعہ الموت ہے اسماعیلیہ کا یہ قلعہ دار الملک تھا اور اقلیم
چہارم مین داخل ہے ۴۸۳؁ مین حسن کے قبضہ مین آیا ہے اس قلعہ کی وجہ تسمیہ برہان قاطع مین
یہ لکھی ہے الموت الف اور لام کے فتحون سے جبروت کے وزن پر مشہور قلعہ کا نام ہے
جو قزوین اور گیلان کے درمیان مین واقع ہے اس قلعہ کو نہایت بلند ہونے کی وجہ سے اله
آموت کہا کرتے تھے جس کے لفظی معنے عقاب کا گھونسلا ہے اسلئے کہ اله اله

کے قتوالم کے معنی کے ظہور سے اعقاب کو سمجھتے ہیں اور آموت (الاموت کے وزن پر) گھونسلے
کے معنے میں ہے عقاب اونچے مقامات پر گھونسلا رکھتا ہے بلندی کی وجہ سے اس قلعہ کا
نام الہ آموت مقرر کیا گیا تھا جو کثرت استعمال سے الموت ہو گیا۔ اس نام کے حروف سے
عدد بحساب جمل لیکر جمع کئے جائیں تو حسن ابن صباح کی اوس میں داخل ہونے کی تاریخ نکلتی ہے
فردوس بریں میں عبد الحلیم صاحب شرر نے اس قلعہ کا نام التمونت لکھا ہے اور صحیح یہ ہے
سنہ ۴۹۳ھ تک قہستان اور رودبار کے سارے قلعے حسن کے قبضہ میں آ گئے اور مذہب نزاریہ
کو بڑی رونق حاصل ہوئی اور حسن نے اس مذہب میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں انسائکلوپیڈیا
برٹانیکا کی جلد دوم کے صفحہ (۲۲۷) میں مرقوم ہے کہ حسن نے سنہ ۱۰۹۰ع میں دھوکے سے
قلعہ الموت پر جو سرزمین ایران میں ہے قبضہ کر کے مع اپنے متعلدوں کے وہاں چلا گیا اور وہاں
اوس کے پیروؤں کو حشاشین کا لقب ملا اور حسن شیخ الجبل بھی کہلانے لگا جس کا ترجمہ
پہاڑ کا بزرگ ہے یہاں سے ثابت ہو کہ تمدن عرب میں صفحہ ۲۴ پر جو ایک نوٹ میں لکھا ہے
حشیشین قرمطیوں (قرامطہ) کے ایک گروہ کا نام تھا جن کو حسن نیشاپوری نے سنہ ۱۰۹۰ع
میں جمع کیا تھا اور انہوں نے اپنا قلعہ لبنان میں بنایا تھا جس کی وجہ سے حسن کو شیخ الجبل
کہتے تھے انتہی یہ صحیح نہیں اس لئے کہ کسی کتاب تاریخ سے حسن کو لبنان کے قلعہ کی وجہ سے
شیخ الجبل کہنا ثابت نہیں ہوتا نہ حسن کا لبنان میں جانا ثابت ہے منتہی الارب میں لکھا ہے
لبنان عثمان کے وزن پر ایک پہاڑ کا نام ہے جو شام میں واقع ہے اور حسن نے

لہ تقریبات شامیہ میں ایالت طرابلس کے ذکر میں لکھا ہے وقد کان بهذه البلاد فی الزمان السابق
طائفة يقال لهم الحشاشون وكبيرهم ملقب شيخ الجبل وكان مطاعا و معتقدا عند اتباعه و
انما سموا بالحشاشين لانهم كانوا ياكلون حشيشة الحرافيش لتشعشهم وكبيرهم سمي شيخ الجبل
لان هذه الفرقة كانت بالجبل ۱۲ لہ لبنان لام کے ضمہ یائے موحدہ کے سکون نون کے فتحہ الف کے سکون نون
کے وقف سے اسکی تفسیر سفید ہے چنانچہ اخبار الاعیان میں شیخ طنوس بن یوسف نے کہا ہے لبنان بالعبرانی الابیض موصل
بین طرابلس و بعلبک انتہی اور منتہی الارب میں لکھا ہے طرابلس طائے حطی مفتوح بائے موحدہ مضموم اور لام کے ضمہ سے
نام ہے دو شہروں کا جن میں سے ایک مغرب میں ہے دوسرا شام میں اور یہاں مراد وہ شہر ہے جو شام میں ہے اور بعلبک بھی ایک شہر کا

ایران مین فتوحات حاصل کی تھین اگرچہ اوس کے متبع شام تک پھیل گئے تھے اور لبنان مین اپنے قلعے بنا لئے تھے چنانچہ ابن جبیر نے اپنے رحلہ مین اسکا ذکر دمشق کے سفر مین علیہ اللہ اکبر لاذقیہ تمنے معری معاملات کے پاس کیا ہے اور کہا ہے کہ تیسنے سے بلاد معری چہ میل ہے اسکی دوسری طرف جبل لبنان واقع ہے جبل لبنان کے دامن مین اسماعیلیہ کے قلعے ہین یہ مرتدون کا ایک گروہ ہے شیطان نے اونکی گمراہی کے واسطے سنان نامی ایک شخص کو اون پر مسلط کر دیا تہا یہ لوگ اوس کو پوجتے تھے اور اوس پر اپنی جانین نثار کرتے تہے اگر وہ حکم دیتا کہ پہاڑ پر سے گر پڑو تو کوئی دریغ نکرتا تھا مگر حسن شیخ الجبل قلعہ لبنان کی وجہ سے نکہلایا بلکہ یہ لقب اسکا قلعہ الموت کی وجہ سے ہوا جہان وہ رہا کرتا تھا اور الموت ایران خصوصا عراق عجم مین واقع ہے اور ابن جبیر کے قول مین سنان غالباً کاتب کی غلطی سے واقع ہوا ہے صحیح حسن معلوم ہوتا ہے سنان نامی کوئی شخص اسماعیلیہ کے گروہ مین ایسا بھاری مقتدا نہین گذرا انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد دوم مین ہے کہ حسن کی ماتحتی مین داعی الکبار تھے جو اون تین ضلعون پر حکومت کرتے تھے جن پر حسن کا قبضہ تھا اور اونکے ماتحت عام داعی تھے جو خفیہ طور پر اوس کے اصول مذہب کو پھیلاتے تھے اور چار آدمی رفیق کہلاتے تھے اور یہ رفیق ترقی پا کر داعی کے رتبہ کو پہونچ جاتے تھے اور ان کے بعد پانچوان درجہ فدائیون کا تھا یہ سب جوان آدمی ہوتے تھے اور انہین مین سے کسی کے قتل کرنے کی یا کسی اور سخت ضرورت کے لئے منتخب کئے جاتے تھے جب کہ حسن کو کسی کام کی ضرورت ہوتی تو فدائیون کو حشیش پلائی جاتی .. جو کہ بھنگ کی پتون سے بنتی تھی - اسیوجہ سے انہین حشاشین کہنے لگے اور بہت ہی تھوڑی سی تغیر سے یہ لفظ اساسن ہوگیا اور یورپ کی کل زبانون مین موجود ہے اساسن کے معنے یورپ کی زبان مین اوس قاتل کے ہین جو گھات سے مار ڈالے جسوقت کہ فدائی اس بیہوشی

ملہ رحلہ ابن جبیر مطبوعہ لیڈن ۱۸۵۲ء مین حالات ربیع الاول ۵۸۰ھ مین ابن جبیر نے یہ فقرے لکھے ہین و فی صفحۃ حصون الملاحدۃ الاسماعیلیۃ فرقۃ مرقت من الاسلام و ادعت الالہیۃ فی احد الانام قیض لہم شیطان من الانس یعرف بسنان
ملہ تحفۃ الدہر کی فصل سادس مین کہ عراق عجم کی وصف مین ہے ایک مقام پر لکہا ہے و فیہ حصون الالحاد وہم اسماعیلیۃ کما تقدم

کی حالت مین جنھیں اپنی نہایت خوبصورت باغون میں چھوڑے جاتے تھے تو اونکو یقین دلایا جاتا تھا
کہ یہ جنت کا باغ شیخ کی وجہ سے ملسکتا ہی اور اون کو اوس کی تعمیل احکام کی ترغیب دلائی
جاتی تھی چھٹے درجہ کے لوگ لاسک سے جنکا ترجمہ ناتجربہ کار ہے اور ساتوین درجہ مین
عوام تھے اس گروہ نے بڑی بڑی سختیان کی تھیں دو صدی تک اطراف وجوانب مین
ایک تہلکہ ڈال دیا تہا بڑے بڑے آدمیون کو جو شیخ سے مخالفت رکھتے تھے انہون نے مار ڈالا
سب سے اول نظام الملک کو مارا پھر اوس کے بیٹے کو خنجر سے مارا سلطان ملک شاہ کا زہر
سے مرنا بھی انہین کی سازش سے سمجہا جاتا ہو اور بغدادی ممالک مین پھیل گئے تھے اب بھی اونکے
چھوٹے چھوٹے گروہ شام کے پہاڑون مین موجود ہین ہامر پرگستال نے اس فرقہ کی تاریخ
مین ایک کتاب لکھی ہے جو جو علما فرقہ اسماعیلیہ کے خلاف تھے اونکو ہین ہین کر ان فدائیون
نے ہر ایک طرح کی گھات سے قتل کر ڈالا کسی کے شاگرد بنکر مار ڈالتے کسی کو خدمتگار
بنکر قتل کر ڈالتے اس لئے ہر ایک مذہب کے علما ڈرنے لگے اور حسن کے خلاف منہ سے
کوئی لفظ نہین نکالتے تھے ان فدائیون کا یہ حال تھا کہ جب سلطان سنجر نے قلعہ الموت کی
تباہی کے لئے کئی بار سپاہ بھیجی تو حسن نے اوس کے ایک نوکر کو جو نہایت مقرب تھا اور
حسن سے حسن عقیدت رکھتا تہا حکم دیا کہ جبکہ سلطان سوتا ہو تو اوس کے سرہانے ایک چھری
زمین مین گاڑ دے اوس نے ایسا ہی کیا سلطان بیدار ہوا تو اس بات سے اوسکی دل مین بڑا
اندیشہ پیدا ہوا تھوڑے دنون کے بعد حسن نے سلطان سے کہلا بھیجا کہ اگر مجھکو آپ سے محبت
نہوتی تو وہ چھری جو زمین سخت مین گڑوئی گئی تھی آپ کے سینہ نرم مین گڑوئی جاتی سلطان نے
حسن سے صلح کر لی اور اسوجہ سے حسن کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا حسن نے اپنے ایک بیٹے حسین
نامی کو حسن قلانسی فاتح قہستان کے جرم قتل کی سزا مین مروا ڈالا اور دوسرے بیٹے کو شراب نوشی
کی علت مین مروا ڈالا ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۵۱۸ ہجری مطابق سنہ ۱۱۲۴ء کو حسن کا انتقال ہو گیا حسن
مذہب نزاریہ اسماعیلیہ کا داعی تہا نزاریہ نزار کے بعد اوس کے بیٹے ہادی کو امام جانتے ہین

مگر مورخین کی تحقیق یہ ہے کہ نزار نے کوئی اولاد باقی نہین چھوڑی تہی احمد مستعلی نے حکومت پائی تو نزار کو مع اوسکے دو بیٹے کے قید کردیا تینون نے قید ہی مین جان دی اور نزاریہ یون بات بناتے ہین کہ ابوالحسن سعیدی مستنصر علوی کے انتقال کے بعد مصر سے الموت مین حسن بن محمد صباح حمیری کے پاس آیا اوس کے ساتھ ایک لڑکا تہا نزار کی اولاد مین سے جسکو حال سے حسن بن صباح حمیری کے سوا کوئی واقف نہ تہا اس لئے حسن نے اوس لڑکی کو نہایت تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور بعض یون کہتے ہین کہ خود حسن بن صباح حمیری مصر مین آیا اور نزار کی ایک عورت سے جو قید مین بھی ملا اوس کے پاس سے ایک صغیر السن بچے کو لے لیا اور لوگون سے بیان کیا کہ یہ نزار کا فرزند ہے اور اوس لڑکی کو شہر سے کو لے گیا اور نام اوسکا ہادی مقرر کرکے دعوت اوس کے نام سے شروع کی ہزارہا آدمی اوس کی حلقہ اطاعت مین آگئے پھر ابن صباح نے طبرستان کے قلعے فتح کر لئے اور قلعہ الموت پر قبضہ کر کے اوسے دار الحکومت قرار دیا اور نام اوسکا بلدۃ الاقبال رکھا اور اس نے اپنے مرض الموت مین ایک شخص کیا نامی کو خلیفہ بنا کر وصیت کردی کہ ہادی کی تعلیم و تربیت مین جو ابہی لڑکا تہا پوری کوشش کرے اور کیا نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے محمد کو اپنا نائب مقرر کیا ایک دن جو ہادی کو شہوت کا غلبہ ہوا تو محمد ابن کیا کی عورت کو بلا کر اوس سے صحبت کی کیونکہ انکے نزدیک امام کے لئے ہر ایک حرام حلال ہے وہ عورت حاملہ ہوگئی اور ہادی کے انتقال کے بعد ایک لڑکا جنی جسکا نام حسن رکھا گیا یہ بیان اوسی عورت کا تہا جسے ہادی کے اکثر متبعون نے باور کر لیا اور کچہہ لوگون کو شک پیدا ہوگیا اور یہ کہنے لگے کہ ہادی جس عورت سے ہم بستر ہوا تہا وہ اور تہی اور محمد ابن کیا کی زوجہ کو بھی اوسے زمانہ مین جب ہادی نے اوس عورت کے ساتھ صحبت کی تہی اپنے شوہر سے حمل رہگیا تہا اور اتفاقا دونون عورتون کے ایک ہی وقت مین بیچے پیدا ہوئے محمد ابن کیا کی بیبی نے اپنے لڑکے سے اوس لڑکے کو جو ہادی کا نطفہ تہا بدل لیا ہہر صورت بعد محمد ابن کیا کے حسن نے ظاہر کیا کہ

کہ میں نزار کی اولاد میں سے ہوں اور ہادی کا بیٹا ہوں اور امامت کا دعوے کیا جس کو نزاریہ نے
تسلیم کیا اور بعض نے سلسلہ نسب اسکا یوں لکھا ہے حسن بن مہدی بن ہادی بن نزار بہر صورت
حسن بن ہادی نہایت عاقل بلیغ حاضر جواب اور خوش محاورہ تھا بہت خطبے کہا کرتا تھا اور
لوگوں میں اسباب کو تاکید سے بیان کرتا تھا کہ امام کو حق حاصل ہے کہ جو چاہے کرے اور احکام
تکالیف شرعیہ کو دور کر سکتا ہے اور مجھے خدا کا حکم غیب سے یہ پہونچا ہے کہ تم سے
ساری تکالیف شرعی کو اوٹھاؤں اور تمام محرمات کو تم پر مباح کر دوں جو کچھہ چاہو کرو بشرطیکہ باہم
جنگ و جدل اور کشت و خون نکیا کرو اور اپنے امام کی اطاعت سے انحراف نکرو نزاریہ اس کو
امام برحق جانتے تھے اور اس کی ذات کو قیامت کہتے تھے اس لئے کہ انکا اعتقاد یہ تھا
کہ اوسوقت قیامت قایم ہوگی کہ آدمی خدارس ہو جائیں گے اور تکالیف شرعیہ اوٹھ جائیں گے
اور قیامت سے یہی مطلب ہے حسن نے اپنی امامت کے زمانہ میں خلایق کو خدا سے ملا دیا اور
شریعت کے رسوم اوٹھا دئے کہتے ہیں کہ جب یہ امام ہوا تو ۵۵۹ھ ہجری میں ساکنان الموت
کو عیدگاہ میں جمع کیا اور ایک منبر رکھوایا جس کے چاروں کونوں پر چار علم سرخ زرد سبز سفید
کھڑے کرائے اور ۱۷ تاریخ رمضان سنہ مذکور کو منبر پر بیٹھ کر فرمایا میں امام زمانہ ہوں امروز تمہی
کی تکلیف اہل جہان سے میں نے اوٹھا دیں اور تمام احکام شرعی کو موقوف کر دیا اب زمانہ قیامت
کے قایم ہونے کا ہے چاہئے کہ مخلوق کا باطن خدا کی طرف متوجہ ہو اور ظاہر میں جو کچھہ چاہیں کریں
اور منبر پر سے اوتر کر روزہ افطار کر لیا اور تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ مثل عید کے خوشی منائیں اور
اوس دن کا نام عید القایم رکھا اور الموتیان اوسے علی ذکرہ السلام کہتے تھے شعرا سے ملاحدہ نے
اوسکی مدح میں قصائد لکھے تھے اوس کی مدح میں یہ ایک شعر ہے ؎ برداشت غل شرع بتایید
ایزدی ٭ مخدوم روزگار علی ذکرہ السلام ٭ حسن کے مارے جانے کے بعد اوسکا بیٹا محمد امام ہوا
محمد کو اوسکا بیٹا جلال الدین حسن ہلاک کرا کر خود امام ہوا اور اس نے اپنے باپ دادا کے مذہب
کو چھوڑ دیا مسلمان پاک ہوا یہانتک کہ اپنے اسلاف کا کتب خانہ بھی جلوا دیا اور اون پر طعن کرنے

لگا اور مذہب باطنیہ کو مٹانا شروع کردیا اور اپنی تمام رعایا کو بھی مذہب اہل سنت پر چلنے کی تاکید
کرنے لگا اور اپنے حسن اعتقاد پر خلیفہ اور اہل بغداد کو بھی اطلاع کردی اور اپنی ماں کو بہت سے تحائف
اور ہدایا دیکر خانہ کعبہ کے حج کے لئے بھیجا جلال الدین حسن کے بعد اوسکا بیٹا علاؤالدین محمد امام ہوا تو
اس نے طریقۂ ملاحدہ باطنیہ کو اختیار کرلیا اس علاء الدین کے عہد میں ناصرالدین عبدالرحیم بن ابی منصور
حاکم قہستان نے محمد بن حسن عرف خواجہ نصیرالدین طوسی کو قہستان میں پابند کرلیا تھا خواجہ نے
اخلاق ناصری اسی کے نام پر لکھی ہے علاؤالدین محمد کے مارے جانے کے بعد اوسکا بیٹا رکن الدین
بھی اپنے بزرگوں کے طریق پر ہوا ہادی کی ذریات میں امامت و حکومت ایک سو اکہتر برس
تک رہی رکن الدین پوری ایک سال بھی حکومت نکرنے پایا تھا کہ ترکان تتار یعنی چنگیز خانیوں کی
ہاتھ سے اوسکی دولت برباد ہوئی۔ نزاریہ کا مسقطیہ اور سقطیہ بھی نام ہے اس لئے کہ
انکا مذہب یہ ہے کہ امام فروع کے ساتھہ مکلف نہیں ہے بلکہ اوسکو یہ بھی اختیار ہے کہ بعض
تکالیف یا تمام تکالیف کو آدمیوں سے دور کردی اور نزاریہ کی رائے یہ ہے کہ امام ایک بار
کسی بات کی وصیت کردی اور پھر اوس کے خلاف پر نص کری تو نص اول ہی پر عمل کرنا چاہیے
اور ثانی لغو ہے بخلاف مہدویہ کے کہ اونکے نزدیک نص دوم ناسخ ہے نص اول کی نزاریہ
اسی لئے مستنصر کے بعد نزار کو امام منصوص جانتے ہیں اور نزار کے بعد ہادی کو اور ہادی کی
بعد حسن کو اور ملاحدہ امام کا معارف میں لطف ہونا مانتے ہیں بخلاف اثناعشریہ کے کہ
وہ اولسی واجبات عقلیہ یا بحیث نقل شریعت وغیرہ میں اوسکا لطف ہونا قرار دیتے ہیں اور
نزاریہ کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اور زمانہ غیر متناہی ہے اور ارواح تناسخ کرتی ہیں اور صاحب معاد
کا انکار کرتے ہیں جنت و دوزخ کے بھی منکر ہیں کہتے ہیں معاد روحانی ہے اور بہشت اور
دوزخ معنوی چیزیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اوس کی موت ہے اور
ملاحدہ کے نزدیک کسی شی کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا پس ایمان باللہ
کو عقل واجب نہیں کرتی اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کی برائی دریافت ہوسکتی ہے

بلکہ یہ سب باتین شرع سے جاتی ہین۔
فرقہ اسماعیلیہ کا سبعیہ بھی نام ہے اور یہ نام انکا اس وجہ سے مقرر ہوا ہے کہ کہتے ہین کہ
انبیا شریعت کے پہونچانیوالے یعنی رسول صرف یہ سات تن ہین آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ
و عیسیٰ و محمد اور مہدی علیہم السلام اور درمیان دو رسولون کے سات ائمہ ہوتے ہین جو
ایک رسول کی شریع کو تمام کرتے ہین اور احکام کا اجرا فرماتے ہین جب تک دوسرا رسول
مبعوث ہو پس امام اول حضرت علی امام دوم حضرت حسن امام سوم حضرت حسین امام چہارم
حضرت علی زین العابدین امام پنجم حضرت محمد بن علی زین العابدین امام ششم حضرت جعفر بن محمد
امام ہفتم اسماعیل بن جعفر ہین جو درمیان محمد علیہ السلام اور مہدی کی شریعت قائم رکھتے ہین اور
شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ انکو سبعیہ اس لیے کہتے ہین کہ انکے نزدیک سات امام ہین
ساتوین محمد بن اسماعیل ہین بعض سبعیہ انپر توقف کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ سات سات ائمہ کا
دوران رہتا ہے جسطرح ہفتون کا اور دنون کا شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ
ہے کہ ہر عصر مین واسطے ہدایت لوگون کے سات آدمیون کا ہونا ضرور ہے اول **امام** کہ جناب
غیب سے اوسکو علم اور احکام بے واسطہ پہونچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسی کی ذات
ہوتی ہے دوسرا **حجت** کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیون تک پہونچاتا ہے
تیسرا **ذومصّہ** یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا **داعی اکبر** یہ مومنون کے درجات کو بڑہاتا
اور امام اور حجت کے نزدیک اونکی ترقی دیتا ہے پانچوان **داعی ماذون** یہ طالبین
سے عہد و پیمان لیکر امام کی بیعت مین داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم و معرفت سکھاتا ہے چھٹا
مکلّب یہ شخص اگرچہ بڑے درجہ کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہین ہوتا اسکا
صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے عقاید مین حجت اور دلیل کے ساتھ شبہات ڈالدے
اور اوس کے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر ہو کر طلب حق کی درخواست کرے
تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اوس آدمی کے پاس جاؤ اوس سے یہ مقصد بخوبی حاصل

ہو جائے گا پھر داعی ماذون اوس سے عہد و پیمان لیکر ذومصہ کے حوالہ کر دیتا ہے اگر استعداد
طالب کی ذومصہ ابلاغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہونچا دیتا ہے اسی
طرح حجت امام کے پاس اگر موجود ہو سا توان **مومن** اور کتب اسماعیلیہ کی سیر سے معلوم
ہوا کہ دعاۃ اسماعیلیہ خصوصاً دعاۃ فاطمیین تو ۹ دعوتین ارشاد کرتی ہین مگر داعی جس مدعو مین جسقدر
شوق اور قابلیت پاتا ہے اوسی قدر دعوتین اوسکو کرتا ہے۔

دعوت اول - داعی نہایت وقار سے مسند ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جسکو دعوت کرتا ہے
اول اوس سے تاویل آیات اور معانی امور شریعت کے مشکل باتون کی اور تھوڑے سے علم طبعیات
وغیرہ کی مشکل مسئلون کی بھی سوالات کرکے کہتا ہے کہ اے شخص اسرار دین پوشیدہ ہے
اور اکثر آدمی اوس سے منکر اور جاہل ہین اگر امت محمدی کے لوگ اون باتون کو جان لیتے جو اللہ
تعالے نے ائمہ اہل بیت سے مختص کیے ہین تو آدمیون مین اختلاف پیدا ہوتا جب مدعو یہ
بات سنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہے اوسکے سننے کا مشتاق
ہوتا ہے پھر داعی اوس کی رغبت پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور بڑی عمدگی سے آیات قرآن
اور شرایع دین کے مطالب بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ اختلاف لوگون مین آیا ہے اور
گمراہی مین پڑے ہین یہ سب اسوجہ سے ہے کہ ائمہ دین اور حافظان دین ہی سے روگردانی
کی ہے اور غیرون کے اتباع کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ ائمہ ہدے شرع رسول کے حافظ
ہین اوس کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہین معانی ظاہری و باطنی اور تاویل و تفسیر قرآن
سے آگاہ ہین جب مسلمانون نے دوسرون کی اتباع کی اور اپنی عقل سے دلائل نکالنے لگے
تو گمراہی مین پڑ گئے اللہ تعالے نے علم دین کو پردہ مین مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الٰہی بے تبدل
نہو جائین پس اللہ کے بھید سوائے فرشتہ مقرب اور نبی مرسل یا بندۂ مومن کے جسکا دل
خدا نے تقوے مین امتحان کر لیا ہو کوئی نہین جانسکتا ہے جب مدعو کا دل داعی کی باتون سے
خوب مربوط ہو جاتا ہے اوسوقت داعی دوسری باتین شروع کرتا ہے کہتا ہے کہ ملے

جمار اور سعی صفا کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزہ کی قضا کا حکم ہے اور قضائے نماز کی ممانعت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت کے لئے غسل کا حکم ہوا ہے اور بول و براز کے واسطے غسل کا حکم نہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ دن میں پیدا کیا کیا ایک گھڑی میں پیدا کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنے ہیں اور کراماً کاتبین کیا ہیں اور کراماً کاتبین کو جو ہم نہیں دیکھتے اسکا کیا سبب ہے کیا وہ ہم سے مکابرہ کے سبب سے خائف ہیں اور ہم سے اس خوف سے چھپکر گواہ بنے ہیں اور ہمارے اعمال لکھتے رہتے ہیں اور زمین کا بدل دینا قیامت کو اور عذاب جحیم کیا ہے اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک اور جلد سے بدل دی جائیگی جو گناہ میں شامل نہیں تاکہ اوسکو عذاب دیا جائے اور اس آیت کے کیا معنے ہیں ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ

لہ رمی جمار یعنے کنکریاں مارنا جمار جمع ہے جمرہ کی اور جمرہ چھوٹی چھوٹی ٹھیکریوں کو کہتے ہیں اور منا میں جمار اون تین مکانوں کا نام ہے جنپر کنکریاں اور ٹھیکریاں پھینکتے ہیں ایک کو جمرہ اولی کہتے ہیں جو مسجد خیف کے پاس ہے اور دوسرا جمرہ وسطی اور تیسرا جمرۃ العقبہ صحیح ابن خزیمہ میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم خلیل اللہ مناسک کے ادا کرنے کو آئے تو شیطان ان تینوں مقاموں میں سامنے آیا اور ہر بار اونہوں نے اوسکو سات کنکریاں ماریں تو زمین میں دھنس گیا ابن عباس نے کہا تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم کے دین پر چلتے ہو کذا فی الترغیب والترہیب لابن حجر ۱۲ منہ سلہ صفا اور مروہ نام دو پہاڑیاں ہیں مکہ معظمہ میں ان دونوں مقاموں کے درمیان تخمیناً دو سو قدم کا فاصلہ ہے ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان میں حاجی سات بار دوڑتے ہیں اور یہ امر لوازم حج میں سے ہیں حدیث جابر میں مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہو والسعی بین الصفا والمروۃ تو یعنی دوڑنا درمیان صفا و مروہ کے طاق ہے یعنی سات بار ۱۲ سلہ واضح ہو کہ سعی تابع ہے روزہ اور نماز اور جماع کو پھر عورت روزے کو قضا کرے نہ نماز کو کیونکہ نماز ہر سال ہر روز فرض ہے اور روزہ سال بھر میں ایک مہینا تو قضائے صوم میں حرج نہیں اور نماز کی قضا میں وقت و مشقت ہے ۔ ۱۲ سلہ جنابت ثابت ہوتی ہے دو سبب ایک نکلنے منی کے شہوت سے دوسرے تمام حشفہ یعنی سپیاری کے داخل کرنے سے آدمی کی شرمگاہ میں کذا فی الخانیۃ ۔ ۱۲ سلہ قرآن میں ہے لقد خلقنا السموات والارض فی ستۃ ایام تحقیق پیدا کیا ہمنے آسمانوں اور زمین کو اور اوس چیز کو کہ درمیان اونکے ہے چھ دن میں اور صحیح مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی ہفتے کی دن پیدا کی اور اوس میں پہاڑ اتوار کے دن پیدا کئے اور درخت پیر کے دن اور اشیائے مکروہ کو منگل کے دن اور نور کو بدھ کے دن اور زمین میں چارپائے جمعرات کو پھیلائے اور آدم کو جمعہ کے دن پیدا کیا عصر کی نماز کے بعد انتہی اس میں اور آیت مذکور میں منافات نہیں اسلئے کہ ہفتے سے مراد آخر دن ہفتے کا ہے کہ جسکو شنبۃ الاحد کہتے ہیں پس وہ اتوار ہی کے حکم میں ہے خلاصہ یہ کہ حدیث میں بھی موافق آیت کے پیدایش عالم کی چھ دن میں مقصود ہے ۱۲ ۱۲

اور شیطان اور اوسکی صفت کیا ہے اور وہ کہان رہتا ہے اور یاجوج و ماجوج اور ہاروت
و ماروت کیا ہین اور کہان رہتے ہین اور ساتون زمین اور آٹھو بہشتین کس وجہ سے ہین اور
کیا ہین اور زقوم کا درخت اور دابۃ الارض اور رؤس الشیاطین اور شجرہ ملعونہ اور تین اور زیتون
کیا ہین اور اس آیت کے کیا معنے ہین فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس
اور حروف مقطعات کے کیا معنے ہین اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی
اور بارہ مہینے کس وجہ سے ہین اور قرآن اور سنت پر عمل کرنا تمہارے حق مین کیا کریگا
اور فرائض لازمی کے کیا معنے ہین اور اول اپنے نفس کی فکر کرنا چاہئے کہ کہان سے ہے اور تمہاری
روح اور اوس کی صورت کسطرح کی ہے اور وہ جسم مین کسجگہ رہتی ہے اور روح کا حال کیا ہے
اور انسان کیا ہے اور کیا ہے تفاوت انسان اور بہایم اور حشرات کی زندگی اور حیات

؎ اللہ تعالی سورۂ دخان مین فرماتا ہے ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمہل یغلی فی البطون کغلی الحمیم تحقیق درخت
سینڈ کا کھانا ہے گنہگار کا مانند پگھلے ہوئے تانبے کے کھولتا ہے پیٹون مین جیسے کھولتا پانی ۱۲ ؎ اذلک خیر نزلا ام شجرۃ
الزقوم انا جعلنھا فتنۃ للظالمین انھا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم طلعھا کانہ رؤس الشیاطین – بھلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینڈ کا
ہمنے اوسکو کیا ہے خراب کرنا ظالمون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ مین سے اوسکا شگوفہ جیسے سر شیطان کا
یعنی بدنما یا شیطان سے مراد سانپ ہے اور واقعی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس سے سانپ ہین کیونکہ سینڈ کی ایک
قسم ہے جسکے پتے مشابہ سانپ کے پھن کے ہین اور اوسپر کانٹے نکلتے ہین پھول کے بوتے ہین اور پھول زرد اور پھل سرخ رنگ
گول ہوتا ہے اور پکنے کر شیرین ہو جاتا ہے ہماری ملک مین یہ درخت کثرت سے ہوتا ہے اور اسیوجہ سے اوسی ناگ پھنی کہا کرتے
ہین تو معلوم ہوا کہ آیت مذکور مین زقوم کی یہ قسم مراد ہے اور اوسکو سانپ کے سر کے ساتھ استعارۃ بیان کیا ہے ۱۲ ۱۲
؎ سورۂ بنی اسرائیل مین ہے والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن مطلب اس مقام کا یہ ہے کہ نہین کیا ہمنے اوس درخت کو جسپر
پھٹکار ہے قرآن مین مگر واسطے جانچنے لوگون کے ۱۲ ؎ والتین والزیتون قسم ہے انجیر اور زیتون کی ۱۲ – ۱۲ ۱۲
؎ قسم کھاتا ہون مین پھر جانے والون سیدھے چلنے والون تھم رہنے والون کی واضح ہو کہ سبع سیارہ آسمان مین علیحدہ چل
چلتے ہین اونمین سے پانچ جو سورج اور چاند کے سوا ہین یعنی زحل و مشتری مریخ زہرہ عطارد انکی چال اسطرح کی ہے کبھی
مغرب سے مشرق تک جاتے ہین سو سیدھی راہ اسی سے مراد ہے کبھی راہ مین الٹے پھر جاتے ہین کبھی سورج کے پاس
آکر دنون تک غایب ہو جاتے ہین ۱۲ ؎ سبع المثانی یعنی سین و میم سورۂ فاتحہ کو کہتے ہین اسلئے کہ بسم اللہ سمیت
سات آیتین ہین اور یہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ دو بار نازل ہوئی ایکبار مکہ مین اور دوبارہ مدینہ مین یا یہ وجہ ہے
کہ دوگانہ مین دو بار پڑھی جاتی ہے بخلاف دوسرے سورتون کی اور بعض کے نزدیک سارا قرآن سبع المثانی ہے ۱۲

مین اور کیا فائدہ ہے حشرات کے پیدا ہونے اور نباتات کے اگنے مین اور اس کے کیا معنے مین کہ حوا آدم کی پسلی مین سے پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنی ہین کہ انسان عالم صغیر ہے اور عالم انسان کبیر ہے اور انسان کا قامت کیون کھڑا پیدا ہوا اور حیوان کا خلاف اسکے رہا اور کسواسطے پاؤن اور ہاتون کی دس دس انگلیان ہین اور کیا وجہ ہے کہ ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرہ مین سات سوراخ کیون مقرر ہوئے اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون رکھے گئے اور کیا وجہ ہے اس بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ گرہے ہین اور گردن مین سات اور کسواسطے آدمی کی گردن کی شکل میم کی سی ہے اور دونون ہاتھون کی شکل حائے حطی کی سی ہے اور شکم کی شکل میم کی سی اور پاؤن کی شکل دال کی صورت پر کیون ہے جس سے آدمی کی قامت مین اون حروف کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع ہین اور کسواسطے آدمی کا قامت بشکل الف راست ہے اور رکوع مین لام کی صورت پر ہوجاتا ہے اور سجدہ مین ہا بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا وہ ہے جو لفظ اللہ مین موجود ہین اور کسواسطے انسان کی ہڈیان اسقدر ہین اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے اور اوس کے اعصاب رئیسہ اور رگون کی اتنی معدار کیون ہے اسیطرح داعی تمام تشریح اعضا کا ذکر کرتا ہے پھر داعی کہتا ہے کہ تم اپنے نفس پر غور و خیال کیون نہین کرتے ہو کہ ہمارا پیدا کرنیوالا حکیم اور علیم ہے اور اوس کے سب کام حکمت سے لبالب ہین حالانکہ اوس نے قرآن مین جا بجا غور کرنے کے واسطے تاکید فرمائی ہے۔ وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون۔ "زمین مین نشانیان ہین یقین لانے والون کو اور خود تمہارے اندر کیا تم نہین دیکھتے ہو" دوسری جگہہ فرمایا ہے سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق "اب ہم دکھاوینگے اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور آپ اونکی جانمین جب تک کہ کھلجائے اونپر کہ یہ ٹھیک ہے" اس قسم کی آیات سراسر دلالت کرتی ہین

کہ خدا کا ارادہ یہ ہے کہ تمکو اپنے اسرار مخفی جتلائے اگر تم متنبہ ہو جاؤ اور جان جاؤ تو تم سے
حیرت زائل ہو جائے اور شبہ اور شک مٹ جائے اور معارف سنیہ تم پر ظاہر ہوجائین
کیا یہ نہین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بیخبر ہو جاؤ گے خدا نے فرمایا ہے من کان
فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا جو کوئی رہا اس جہان مین اندھا سو
پچھلے جہان مین اندھا ہے اور بہت کھویا ہوا ہے راہ یعنی ہدایت سے اندھا ہا ویسا ہی آخرت
مین بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے جب داعی دیکھتا ہے کہ مدعو کو میری
باتون کی طرف بخوبی رغبت ہے تو اوس سے کہتا ہے ای شخص جلدی مت کر خدا کا دین
اعلی ہے اس سے کہ نا اہل آگاہ ہون بدون معاہدہ کے آگاہ کرنا مناسب نہین کیونکہ اللہ
تعالی کی یہ عادت ہے کہ جس کو ہدایت کرتا ہے اوس سے اول عہد و پیمان کر لیتا ہے
چنانچہ قرآن مین ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراہیم
وموسی وعیسی بن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا اور جب لیا ہمنے نبیون
سے اونکا عہد اور تجھسے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسی سے اور عیسی ابن مریم علیہم السلام
سے اور لیا ہمنے اون سے گاڑھا عہد اور فرمایا ہے ومن المومنین رجال صدقوا
ما عاھدوا اللہ علیہ بعضے ایمان والون مین سے وہ مرد ہین کہ سچ کر دکھایا اونہون نے
اوس چیز کو کہ عہد کیا تھا اللہ تعالی سے اور فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود
اے ایمان والو پورا کرو قرار اور فرمایا ہے ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا
مت توڑو قسمون کو پیچھے اونکی مضبوطی کے اسی قسم کی آیات پڑھکر کہتا ہے کہ بیعت پر ہاتھ
دو اور ہم سے عہد استوار کر لو کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑو گے اور راز کسی پر افشا نکرو گے اور
ہمارے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھو گے جب مدعو نے بیعت کر لی تو اوس وقت
داعی اوس کے مال مین سے بقدر حیثیت کچھہ امام کی نذر مین مانگتا ہے اگر مدعو دیدیتا ہے
تو داعی کی مجلس مین بار دیگر حاضر ہو سکتا ہے اور نصیحت وغیرہ سننے کا مجاز ہوتا ہے

ورنہ اوس کو باہنین ملتا **دعوت دوم** جبکہ مدعو سب باتین پہلی دعوت کی تسلیم کرلیتا ہی
اور مال بھی نذر کردیتا ہے تو دوسری مجلس مین داعی اوس کو بار دیگر کہتا ہے کہ اسسے راضی نہین
ہوتا اپنی طاعت سے اور جو کچہہ نذر و نیز مقرر کیا ہے اوسکی بجا آوری سے جب تک ائمہ حق کی
متابعت نکرے جنکو اللہ تعالے نے آدمیون کی ہدایت کے لیے مقرر کیا ہے اور اونکو
شریعت کا محافظ بنایا ہے پھر ان امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے
جو اس فرقہ کی کتب مین مفصل مذکور ہین جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل مین ائمہ کی طرف سے
اعتقاد راسخ ہوگیا تو تیسرے دعوت ارشاد کرتا ہے **دعوت سوم** جب تیسرے
دعوت کی مجلس مین مدعو حاضر ہوتا ہے تو داعی کہتا ہے کہ ائمہ حق سات ہین حضرت علی
حسن حسین زین العابدین محمد باقر جعفر صادق ساتوین قائم صاحب الزمان اور جاننا رہے کہ قائم
مین اختلاف ہے بعض محمد مکتوم بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کو امام جانتے ہین اور
بعض اسماعیل بن جعفر کو جب دلائل اور توجیہات سے مدعو کے دل مین ثابت ہو جاتا ہے کہ
امام سات ہین تو شیعہ اثنا عشری سے برخلاف ہو جاتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل
ہین اور داعی بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور مخفی وہ کچہہ حاصل ہے کہ اوس سے
زیادہ اور بجز خدا کے پاس کبھی علم نہین ہے اور وہ ہی تاویل تفسیر قرآن اور تاویل تاویلات کے
ماہر ہین اور اونہین کو تمام اسرار الٰہی کا علم ہے اور دعاۃ اونکی وارث ہین اور کوئی دعاۃ کی ہمسری
نہین کر سکتا اور داعی اپنے ان مطالب پر بڑی بڑی دلیلین لاتا ہے جو اس فرقے کے
کتب مین مذکور ہین جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اس کے دل مین اثر کیا تو دعوت
چہارم شروع کرتا ہے **دعوت چہارم** اس دعوت مین داعی بیان کرتا ہے کہ مجددین شرایع
کے سات ہین اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہین اور ہر ناطق کے شریعت کے رواج دینے والے
اور وصی بھی سات آدمی ہوتے ہین جنکو صامت کہا کرتے ہین پہلے ناطق آدم ہین جنکے
صامت اول شیث علیہ السلام تھے جب ان سب صامتون کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق

له علامہ ابن خلدون نے کہا ہے کہ یہ منتظر جسکو محمد مکتوم کہتے ہین مستور ہین یعنی پوشیدہ امام ہین ۱۲

نوح علیہ السلام ہوئے جنہوں نے ناطق اول کی شرح کو ایک قلم موقوف کر دیا انکے صامت اول سام تھے تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہین اور اونکے جانشین یعنی صامت اول اسماعیل ذبیح اللہ تھے انکے بعد ناطق چہارم موسیٰ علیہ السلام ہوئے اونکے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اونکے بعد نون پانچوین ناطق عیسیٰ علیہ السلام تھے اور اونکے وصی اول شمعون تھے اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور انکے وصی اول حضرت علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر اسماعیل بن جعفر اعلی اللہ شانہم صامت ہفتم ہین ساتوین ناطق صاحب الزمان محمد بن اسماعیل ہین کہ اونہین پر جملہ علوم اولین و آخرین تمام ہوئے ہین اور اونکی اطاعت مین ہدایت و نجات منحصر ہے جب اس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ جو انکی کتب مین مذکور ہین دلنشین کر دیتا ہے تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے **دعوت پنجم** داعی اس مین کہتا ہے کہ ہر امام صامت کے ساتھ بارہ آدمی مطابق عدد مہینون اور برجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک حجت کہلاتا ہے خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے اور چارون انگلیون کو جزائر کی طرح بنایا ہے ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ ٹکڑے ہوئے اور یہ بارہ ٹکڑے اونہین حجتون کی طرف اشارہ ہین اور انگوٹھا کہ کف دست کو اوس سے استحکام اور قوام ہے اس مین دو ٹکڑے ہین سو اسمین اشارہ ہے کہ رسول اور امام یا وصی جدا جدا نہین ہین اور خدائے تعالے نے پشت مین جو بارہ گڑیان پیدا کین ہین وہ بھی انہین بارہ حجتون کی طرف اشارہ ہین اور گردن باوجودیکہ پشت سے افضل اور اعلی ہے مگر اس مین سات گڑیان بنائی ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مین سات ناطقون کے ذات کی طرف اشارہ منظور ہے اور انکی ائمہ جانشین کی طرف بھی یہ اشارہ ہے اور اسی اشارہ کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا اور ہفتہ کے دن اور کواکب سیارہ بھی سات ہی سات ہین جو تمام عالم کی مدبر ہین اور اسی سبب سے چہرہ مین بھی سات سوراخ رکھے ہین جب داعی تقریر طویل کے ساتھ اس مطلب کو بھی مدعو کے ذہن نشین کر دیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے **دعوت ششم**

اسمین آیات قرآن کی تفسیر کرتا ہے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور خمس اور حج اور جہاد اور طہارت وغیرہ امور مختلفہ شرعی کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب رموز ہین کہ واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کئے گئے ہین تاکہ اسمین مشغول ہوکر آپس مین فتنہ و فساد نہ پھیلائین اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے انحراف نکرین در حقیقۃ وضو سے مراد دوستی امام ہے اور تیمم سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت مین حجت سے ضروریات کا اخذ کرنا اور احتلام عبارت ہے راز کے ظاہر کردینے سے جو اپنا ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی حفاظت ہے اور زنا اسرار دین کی ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور غسل سے مقصود تجدید عہد و پیمان ہے اور زکوٰۃ سے مراد تزکیہ نفس ہے امورات دینی کی معرفت کے ساتھ اور بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے یہ مراد ہے کہ امام معصوم کی متابعت کرے اور زکوٰۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے مال مین سے خمس امام معصوم کو دے اور کعبہ سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہین اور باب سے حضرت علی اور صفا سے نبی علیہ السلام اور مروہ سے وصی اور تلبیہ سے مراد مدعو کا اجابت کرنا ہے دعوت امام کو اور خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ ائمہ سبعہ سے دوستی رکھو اور جنت سے مراد بدن کو تکلیف سے بچانا ہے اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور تکالیف مین ڈالنا ہے وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے دل مین یہ باتین جم جاتی ہین تو داعی فلسفہ کی باتین شروع کرتا ہے اور اقوال افلاطون و ارسطو و فیثاغورس وغیرہ کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو جاتے ہین تو ایک عرصہ دراز کے بعد ساتوین دعوت شروع کرتا ہے **دعوت ہفتم** اسمین کہتا ہے کہ صاحب ولایت اور ناصر شریعت کے لئے ایک مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ جو کچھہ ارشاد کرے یہ اوس کو دوسرون کی خاطر نشین کردے اور انمین ایک بجائے اصل کی ہے اور دوسرا نائب کی مثل ہوتا ہے اور نظیر اس کی یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب اور نظام عالم مین ایک ہی ہے پس اول موجود نے کہ اوس سے بلا واسطہ و بلا سبب صدور پایا ہے وہ بھی ایک ہے

جسکو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور صادر اول بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ مرتبہ اول
مین صادر ہوا ہے اس مطلب کی طرف قرآن وحدیث مین کئی جگہہ اشارہ ہوا ہے **انما امرہ**
اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون - یعنی سوا اسکے نہین کہ حکم اوسکا جب چاہے
پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اوسکے کہ ہو پس ہو جاتی ہے اس آیت مین اول فی الرتبہ
کی جانب اشارہ ہے اور دوم فی الرتبہ کی جانب اس آیت مین اشارہ فرمایا ہے **انا کل شیئ**
خلقناہ بقدرہ یعنی ہمنے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پہلے اوسکو اندازہ کرکے اور اس حدیث
مین بھی آنحضرت نے عقل کی جانب جسنے ابتدا اللہ تعالے سے صدور پایا ہے اشارہ
کیا ہے **ان اول ما خلق اللہ القلم**[لہ] تحقیق اللہ تعالے نے جو چیز کہ اول پیدا کی ہے
وہ قلم ہے اور اس حدیث کی بہت سی باتین ہین جو ان لوگون کی کتب مین مندرج ہین اور دراصل
یہ قول فلاسفہ کے کلام سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے **الواحد لا یصدر منہ الا الواحد**
یعنی ایک سے صادر نہین ہوتا مگر ایک ہی جب یہ دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی دعوت ہشتم
شروع کرتا ہے **دعوت ہشتم** اس دعوت مین داعی کہتا ہے کہ ان دونون ذاتون مین کہ ایک
مدبر الوجود ہے اور دوسری اوس سے صادر ہوئی ہے اس طور کا تقدم وتاخر ہوتا ہے

لہ واضح ہو کہ حدیث مین جسطرح یہ آیا ہے **اول ما خلق اللہ القلم** یعنی اول اوس چیز کا کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے
قلم ہے اسیطرح یون بھی آیا ہے **اول ما خلق اللہ نوری** یعنی جو چیز کہ اللہ نے اول پیدا کی وہ میرا نور ہے اور حکما کا
یہ مذہب ہے **اول ما خلق اللہ العقل** یعنی اول جو چیز کہ پیدا کی اللہ نے وہ عقل ہے پس یہ تین چیزین ہوئین جنمین سے ہر ایک کا
اول مخلوق ہونا لازم آتا ہے اس لئے بعضون نے ان اقوال مین توفیق دی ہے اور دونون محدثین اور حکما کے قول مین اتفاق
ثابت کرکے اختلاف اوٹھایا ہے اسطرح کہ جو چیز اول پیدا ہوئی وہ اس حیثیت سے کہ مجرد ہے اپنی ذات کو اور اپنے مبدء کو
جانتی ہے عقل کہلاتی ہے اور اسوجہ سے کہ وہ تمام عالم کے پیدا ہونے اور علوم کے نقوش اور حروف بننے مین واسطہ ہے
قلم کہلاتی ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ انوار نبوت کے حاصل ہونے
کے لئے وسیلہ واقع ہوتی ہے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا نور ہے — ۱۲ ۱۲
تذکرۃ السالک
مولفہ [illegible]
ابن سالک

جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے کہ سابق علت ہے اور لاحق معلول اور مدبر الوجود

کہ جب دو شے کو اس وضع سے پایا کریں کہ انمین کسی قسم کا اتحاد خاص درمیان ہے تو از بس کہ جب ایک شی کو دیکھیں تو
دوسری شی کی بھی وجود الآن کا یقین حاصل رہتا ہے یہ یقین بار بار کے تجربہ سے پیدا ہوتا ہے کہ دونوں شی لازم و ملزوم
سمجھی جاتی ہین اور اونکی نسبت یہ عقیدہ استحکام پاتا ہے کہ صرف زمانہ ماضی ہین ایک ربط خاص درمیان انکے نہین موجود رہا ہے
بلکہ زمانہ استقبال بھی وہی ربط خاص قایم رہیگا مثلاً اگر آگ سے باروت کو مشتعل ہوجاتے دیکھا گئے ہون تو یا یقین یہ
سمجھتے ہیں کہ اگر کبھی آیندہ بھی باروت مین آگ لگا دی جاسے گی تو وہی کیفیت پیدا ہوگی جیسا زمانہ ماضی مین پیدا ہوتی آئی ہے شی لازم کو
علت اور ملزوم کو معلول کہتے ہین علت کی دو قسمین ہین ایک علت تامہ دوسری علت ناقصہ علت تامہ وہ ہے کہ معلول کا
وجود اوس علت کے سوا اور کسی علت پر موقوف نہ ہو یعنے علت تامہ اور اوس کے معلول کے درمیان از روے وجود
کے تلازم پایا جاتا ہے علت ناقصہ وہ ہے کہ معلول کا وجود اوس علت کے سوا اور کسی علت پر بھی موقوف رہے یعنی معلول کے
لئے اوس علت کے سوا دوسری علت بھی ہو علت ناقصہ یا داخل معلول ہوا کرتی ہے یا خارج از معلول ہوا کرتی ہے جو علت ناقصہ کہ
داخل معلول ہوا کرتی ہے وہ یا ایسی ہوتی ہے کہ اوس سے معلول کے قوام بالفعل کو تعلق رہتا ہے مثلاً صورت انگور کے لئے اور
ایسی علت کو علت صوریہ کہتے ہین یا ایسی ہوتی ہے کہ اوس سے معلول کا قوام بالفعل متعلق نہین رہتا ہے بلکہ بالقوہ متعلق ہوتا ہے
مثلاً بیج انگور کے لئے اور اس علت کو علت مادیہ کہتے ہین وہ علت ناقصہ جو معلول سے خارج ہوا کرتی ہے یا وجود معلول مین
موثر ہوا کرتی ہے اور باعث ایجاد معلول ہوتی ہے مثلاً صانع انگور کے لئے اور اس علت کو علت فاعلیہ کہتے ہین یا
وہ وجود معلول کے حاصل ہوا کرتی ہے اور فعل فاعل کے اقدام کا باعث ہوا کرتی ہے اور اس علت کو علت غائیہ کہتے
ہین مثلاً انگور کی ساخت سے غرض پانی وغیرہ کا بینا ہے القصہ تقدم بالعلیت وہ تقدم ہے جو علت تام کو معلول پر
ہوتا ہے جیسے ہاتھ کو اپنی حرکت پر تقدم ہے اور خاصیت اس متقدم کی یہ ہے کہ متاخر کو وجود بغیر اس کے حاصل
نہین ہوتا بلکہ متقدم کے ساتھ وجود حاصل ہوتا ہے یعنی اول علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے پھر معلول اوسکی
بعد سے وجود مین آتا ہے مگر تقدم علت کا معلول پر زمانی اور مکانی نہین ہوتا بلکہ جس متقدم کو تقدم علیت کی وجہ سے حاصل
ہوتا ہے وہ بے متاخر کے کسی زمانہ و مکان مین موجود نہین ہوتا صرف اسقدر ہوتا ہے کہ جب متقدم کی ذات
کی طرف خیال کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے معلول سے اسوجہ سے پیشتر ہے
کہ اوس کی علت ہے خلاصہ یہ ہے کہ مدبر الوجود قدیم ہے تو صادر بھی قدیم ہے
فرق صرف یہ ہے کہ مدبر الوجود قدیم بالذات ہے اور صادر قدیم
بالغیر مگر قدیم دونون ہین ۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

منہ

نے جس ذات کو اول پیدا کیا ہے اسی سے عالم کے تمام اعیان و اشخاص پیدا ہوئے ہین اسطرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالیٰ نے علوم علوی مین اول اپنے امر کے ساتھ عقل کامل کو کہ جسکو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور صادر اول اور اول صادر بھی کہتے ہین پیدا کیا اور پھر اوس کے ذریعہ سے نفس ناقص جسے نفس کلیہ اور نفس اولے بھی کہتے ہین پیدا کیا پھر نفس کو عقل سے کمال حاصل کرنیکا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے حرکت کی مگر بدون آلہ کے حرکت پوری نہین ہو سکتی تھی اس نے اجرام فلکی پیدا ہوئے انکو نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے سبب سے اربعہ عناصر کی طبیعتین پیدا ہوئین اور اربعہ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوئے اور اون سب مرکبات مین افضل و اشرف انسان ہے اس لئے کہ اسمین انوار قدسی کے حاصل کرنیکی استعداد ہے اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی مین عقل کامل کلی اور نفس ناقص کلی موجود ہین جنہون نے کائنات کو ایجاد کیا ہے تو عالم سفلی مین بھی ایسی عقل کامل کا موجود ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو اور اصطلاح شرع مین اسی عقل کامل سفلی کو رسول کہتے ہین اور رسول کی نیابت مین ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے جسکو اس باب مین رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بابت نسبت ہوا کرتی ہے اسی نفس ناقص رسول کے نائب کو امام اور رسول کا وصی کہتے ہین اور جسطرح افلاک کو عقل اول اور نفس اولی حرکت دیتی ہین اسیطرح رسول اور امام انسانون کے نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہین مگر ان لوگون کے ہان مدبر الوجود یعنی اللہ تعالے کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت اور نہ اوسکو الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہین پس انکے زعم مین خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ انکا زعم یہ ہے کہ ان اوصاف کی اثبات سے خدا کے مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجائیگی اور نفی اقتضائے تعطیل

کمال سے کمالات نباتی حیوانی جمادی قبول سیالات ... [illegible]

کرتی ہے اس لئے یہ کہتی ہین کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر اور کلمہ ہے اور جو کچھ محدث ہے
وہ خلق ہے اور اوس کی فطرت ہے بعد اس کے داعی مدعو سے کہتا ہے کہ یہ دوسرا یعنی مطلوب
جس کو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اعمال ذات ہین مدبر الوجود کی اتباع اختیار کرتا ہے
یہانتک کہ یہ مدبر الوجود کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اسی طرح امام جیسے مماست اور وصی بھی کچھ
اپنے اعمال مین رسول کی پیروی کرکے رسول کے علم مین پہونچتا ہے جسکو ناطق بھی کہا کرتے ہین
اور دونون مین ذرہ بھر تفاوت نہین رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے غرضکہ
عالم کے کاروبار اسی طریق پر جاری ہین اس کے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول کا معجزہ یہی چیزین
ہین جن سے انسانون کی سیاست کا کام متعلق ہے سوا اس کے کچھ بھی نہین اور انتظام عالم
کی غرض ہی سے بنی زمین و آسمان جواہر و اعراض کی حقیقتین بیان کرتا ہے کبھی ایسی وضاحت
کے ساتھ کہ لوگ اوسے سمجھ لیتے ہین اور کبھی ایسی رمز کے ساتھ کہ علما بھی اوس کے ادراک سے
عاجز آتے ہین اور اسی تدبیر کے ساتھ رسول کی شریعت کو انتظام حاصل رہتا ہے اور آدمی اوسے
مانتے ہین اور داعی کہتا ہے کہ قیامت اور ثواب و عذاب کے معانی کچھ اور ہی ہین جو عام
طور پر ہر ایک کی سمجھ مین آنا دشوار ہین اور وہ یہ ہے کہ کواکب کے دورون کا خاتمہ ہوکر دوسرے
دورون کا حادث ہونا سیارات اور ثوابت مین کسیطرح کون و فساد نہین آسکتا انکی طبایع اس سے
پاک صاف ہین پس قیامت کے یہ معنی اصل مین درست نہین ہین کہ اجرام علوی فنا ہوجائنگی
اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے **دعوت نہم** یہ دعوت سب دعوات
کا نتیجہ ہے جب داعی مدعو کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے تو اوسے ہدایت کرتا ہے کہ
فلاسفہ کی کتب دیکھا کر اور علوم الٰہی اور طبعی کا مطالعہ کرتا رہ جب داعی سمجھ لیتا ہے کہ مدعو کو
فلاسفہ کے اقوال پر خوب واقفیت حاصل ہو چکی تو اب داعی اپنے رازون کو کھولنا شروع کرتا ہے
کہ جو کچھ مینے تجھے اصول و حدوث سے ابتک اطلاع دی ہے یہ سب رموز اور اشارات ہین
طرف معانی و مبادی اور انقلاب جواہر کے اور وحی صرف نفس کی صفائی کا نام ہے اور

اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اوس کے دل مین آتی ہے اور اوسے بہتر معلوم ہوتی
ہے وہ لوگون کو بتا دیا کرتا ہے اور اوس کا نام کلام الٰہی رکھ دیتا ہے کہ لوگون کے دلون پر
قبول اثر کر جائے اور اسے مان لین تاکہ سیاست اور مصلحت عام مین انتظام رہے اور جب نبی
کی حقیقت یہ ٹھہری تو اوس کے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور اوسی قدر پر عمل کرنا چاہئے جو اپنی
مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو بلکہ عارف کے واسطے تو نبی کے کسی قول پر عمل اور آئمہ
اور پابندی ضرور نہین اوس کے لئے صرف معرفت ہی کافی ہے کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول
ہے اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے اور جو کچھ قیدین اور اعمال کی پابندیان مقرر
ہین وہ کافرون کے واسطے واجب ہوئی ہین جو معرفت سے آگاہ نہین ہوتے اور عارف
کے حق مین یہ باتین بالکل عبث اور بیکار ہین اور اقسام معرفت مین سے ان لوگون کے نزدیک
ایک یہ ہے کہ انبیائے ناطق صاحب شریعت واسطے سیاست عام کے مقرر ہین اور جن
انبیا کے پاس حکمت خاصہ ہے وہ فلاسفہ کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے اور جو
کچھ یا صفت کتب معارف کے مطالعہ مین کیجاتی ہے یہی ناظر کو امام تک پہونچا دیتی ہے
اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہین کہ دعاۃ کے ذریعہ سے اوس کے احکام امر و نہی جاری ہون یعنی
یہی امر و نہی کا ظہور یعنیہ امام کا ظہور ہے مقتدایان اسماعیلیہ خصوصاً بوہرے طالبین اور اپنے
معتقدین کو غیر مذہب والون کی اہل اسلام مین سے کتب دیکھنے سے منع کرتی ہین بلکہ جسقدر
بیانات متقدمین اسماعیلیہ نے اپنا کتب مین مندرج کئے ہین اونکے سیر و مطالعہ سے بھی علمائے
متاخرین اسماعیلیہ روکتے ہین اور اونمین خوض و فکر کرنے سے منع کرتی ہین تاکہ ذکی الطبع ہماری
فضائح و قبائح پر مطلع نہو جائے - **خوجے** - یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے بمبئی اور مدراس
وغیرہ مین پھیلی ہوئی ہے پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے صفحہ ٢٢٥ مین مذکور ہے کہ پیر صدر الدین
آج سے چار سو برس پہلے سندھ مین تھے اور اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے اس شخص نے
اپنا ایک ہندو نام رکھا تھا اور ہندوون کے مذہب کی مناسبت سے اوسنے ایک کتاب

شنا بہی جسکا نام اوس نے دس اوتار دشاوتار رکہا تہا اور اوس کتاب مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دسوان اوتار مانا تہا خوجون نے اوس کتاب کو ابتدا ہی سے بطور آسمانی کتاب کے مانا اور مرنے کے وقت وہ کتاب ہمیشہ برکت کے لئے پڑہی جاتی ہی اور اسیطرح بہت سے دستورات ان انکو پڑہتے ہین اور اس کتاب مین اوس نے برہما تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وشنو حضرت علی کو اور حضرت آدم شیو کو بنایا ہے پہلے پیر صدر الدین مرید اعلائی سندہ کے گاؤن اور قصبون مین رہے اور اوس نے کچہ مین ہی جاکے اسلام پہیلایا اور وہان سے اوس کے اصول جنوب کی طرف گجرات اور بمبئی تک پہیل گئے پیر صدر الدین پہلا اسلامی مشنری نہین ہے جو ہندوستان مین آیا بلکہ اس سے چند صدی پہلے اسماعیلیون مین سے ایک شخص مصر سے بہیجا گیا تہا اور یہ گجرات مین پہونچا وہان سدہ راج کی حکومت تہی سنہ ۹۶ تہ سے ۱۲۳ تک اسی خاندان کی حکومت گجرات مین رہی ہے اس اسماعیلی نے اپنا ہندو نام رکہا اور مسلمانون سے کہا میرا اصلی نام سعادت ہے اس شخص نے گنوی کہاروا اور کوری ادنی قسم کی ہندوون کو مسلمان کیا اب خوجون کے مذہبی پیشوا سلطان محمد شاہ ہین . . سید علی شاہ ہین جنکا پیشوا حسن شاہ متخلص بہ عطا مشہور معروف آقا خان محلاتی ایران سے نکلکر ہندوستان مین آکر رہا تہا حالات تفصیلی اوس کے یہ ہین کہ مرزا ابو الحسن خان قمی سلاطین زندیہ کے عہد سے آقا محمد شاہ کی سلطنت ایران حاصل کرنے تک کرمان کا حاکم رہا تہا مرزا ابو الحسن خان کے انتقال کے بعد اوسکا فرزند شاہ خلیل اللہ نامی محلات قم مین رہنے لگا شاہ خلیل اللہ اسماعیل بن امام جعفر صادق کی اولاد مین ہونے کی وجہ سے فرقہ اسماعیلیہ مین نہایت واجب التعظیم اور امام سمجہے جاتے تہے کیونکہ اسماعیلیہ اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد انکی اولاد کو پشت بہ پشت خلیفہ اور امام سمجہتے ہین شاہ خلیل اللہ اسماعیلی کے پاس اسماعیلیہ فرقہ کے ہزارون آدمی ایران بلکہ ہندوستان تک کے آتے اور زکوۃ بیشمار پہونچاتے تہے یہ اعلی درجہ کی امارت کے ساتہ رہا کرتے تہے پہر شاہ خلیل اللہ یزد کو چلے گئے وہان دو برس رہنے پائے تہے

که اتفاق سے ایکدن انکے گماشتون اور خادمون سے ایک دکاندار کا جھگڑا ہو گیا
اوس نے نواب مرزا جعفر صدر الممالک سے یہ شکایت بیان کی نواب مذکور نے شاہ خلیل اللہ
کے آدمیون کو تنبیہ تادیب کے لئے طلب کیا وہ شاہ خلیل اللہ کے گھر مین چھپ گئے مرزا جعفر
نے اونکی گرفتاری مین اصرار کیا شاہ صاحب نے اونکو نواب کے نوکرون کے حوالہ کرنے
سے انکار کیا ملا حسین یزدی نواب کا ایک مصاحب بہت سے سپاہی اور عوام کا
ہجوم لیکر شاہ خلیل اللہ کی حویلی پر چڑھ گیا اسماعیلیون نے کواڑ حویلی کے بند کر کے بطور مورچہ
کے اوس مین سے مقابلہ کرنا شروع کیا ملا حسین کے آدمی دیوار توڑ کر اندر گھس گئے شاہ
خلیل اللہ اور بہت سے اسماعیلیہ مارے گئے حاجی محمد زمان خان حاکم یزد نے مفسدون کو گرفتار
کر کے فتح علیشاہ قاجار والی ایران کے حضور مین رپوٹ کی وہان سے حکم ہوا کہ ملا محمد حسین یزدی
اور نواب مرزا جعفر کے ساتھ مفسدون کو حضور مین بھیجو بڑی سفارش کے بعد مرزا جعفر تو تاوان
مین بہت سا روپیہ دیکر رہا ہوئے اور ملا محمد حسین کو بھاری سزا اور بہت ذلت پہونچائی گئی اور
شاہ خلیل اللہ کا قصاص کسی پر اس لئے جاری نہوا کہ ہنگامہ بلوا قرار پایا کسی خاص شخص پر اونکے
خون کا جرم ثابت نہوا شاہ خلیل اللہ کے فرزند آقاخان کی بادشاہ نے بہت خاطر اور تشفی کی اور
انکی تربیت اور تقویت کے لئے اونکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر کے اپنا داماد بنا لیا
آقاخان دو برس کے قریب کرمان کے حاکم بھی رہے محمد شاہ بن فتح علی شاہ نے انکو وہان سے
علیحدہ کر کے اپنے پاس بلایا تو یہ قلعہ بم مین متحصن ہو گئے اور نواب فریدون مرزا گورنر فارس کے
سفارش سے انکا یہ قصور معاف ہوا اور محلات کے حاکم مقرر کئے گئے آقاخان کے پاس
چونکہ دولت ثروت اور معتقدون کے کثرت تھی اس لئے سلطنت کی طرف سے انکے خیالات
اچھے نہین سمجھتے تھے سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین محمد شاہ نے اثنائے سفر عراق مین بخشش علی خان کو
شاہزادے فرخ سیر مرزا والی ہمدان کی گرفتاری کے لئے بھیجا آقاخان کو یہ توہم ہوا کہ یہ میرے
گرفتاری کے لئے مامور کیا گیا ہے اور کوہستان عراق مین چلے گئے آقاخان کے باپ

کے وقت گئے اور انکے زمانہ کے بھی بہت سے آدمی انکی مرید کرمان مین تھے اور اوس ملک
مین انکی شجاعت و سخاوت کے بڑی دھوم تھی کرمان مین تمام اسماعیلیہ انکی جان نثاری کو موجود
تھے حیدر آباد سندہ اور بندر عباسی مین بھی انکے بہت سے ماننے والے تھے آقاخان
نے اپنی سواریان محلات سے اوٹھا کر عتبات عالیات کی طرف روانہ کردین اور اپنے لئے
بھی مکہ معظمہ کی روانگی کا اذن حاصل کیا پھر جعلی احکام سلطنت کی جانب سے اس مضمون کے
تیار کرکے کہ کرمان کی حکومت آقاخان کو دیگئی اپنے دوستون کے پاس بھیجدئے اور
اپنی طرف سے اونکو لکھا کہ رعایا کو میری اطاعت اور دوستی کی طرف مائل کیا جائے اور
خود بندر عباس کی راہ سے طائف اور یزد کے بندرگاہون کو عبور کرکے کرمان پہونچنے کا
تہیہ کیا جب یہ خبر شاہی حکام کو ہوئی تو بہمن مرزا بہاؤالدولہ حاکم یزد اور فضل علیخان حاکم کرمان
کے نام آقاخان کی گرفتاری کے لئے احکام صادر ہوئے آقاخان یزد پہونچے تو حاکم یزد
دو توپین اور فوج لیکر بڑہا اور مقام مہریز مین آقاخان کو روک لیا اچھی طرح جنگ نہونے پائی
تھی کہ رات ہوجانے کی وجہ سے آقاخان وہان سے آگے کو نکل گئے اور شہر بابک مین پہونچکر
تمام افسران کرمان کو اپنے تشریف آوری کے احکام لکھے کرمان مین ایک بڑا آدمی مرجع
خلائق رہتا تھا اوس کو لکھا کہ مین بیت اللہ کی زیارت کے ارادہ سے مکہ معظمہ کو جارہا تھا
کہ راستے مین پادشاہ کی طرف سے کرمان کی حکومت کی سند مجھکو پہونچی اس لئے مین کرمان کو
آتا ہون فلان دن وہان پہونچونگا آپ میرے استقبال کی تیاری کرین آقاخان کے دادا کرمان
مین مدتون حاکم رہ چکے تھے اور خاندان عطاء اللہی اور خراسانی آدمی انسے بہت عقیدت رکھتے تھے
اس لئے تین چار ہزار آدمیون نے انکے استقبال کی تیاری کی کہ اسی عرصہ مین فضل علیخان
حاکم کرمان کے پاس سلطنت کی طرف سے یہ حکم جا پہونچا کہ آقاخان وہان آئے تو اوسے گرفتار
کرلینا چاہئے آقاخان نے اول شہر بابک کو فتح کیا اور یہان سے بہت کچھہ زر و جواہر حاصل
کرکے کرمان کی طرف بڑھے اور اپنے بھائی محمد باقر خان کو سیرجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ

کیا باقرخان زید آباد تک پہونچنے پایا تھا کہ فضل علیخان حاکم کرمان نے یورش کرکے اوسکو گھیر لیا
آقاخان مدد کو پہونچے اور بہت سے کشت و خون کے بعد آقاخان کو شکست ہوئی میدان جنگ
سے بھاگ گئے پھر آقاخان نے فوج جمع کرکے اسفندقہ کا قصد کیا اور اوس پر قبضہ کرکے بہت
سی رسد جمع کرلی اور اب انکے پاس رودبار اور بلوچستان کے آدمی کثرت سے جمع تھے فضل علیخان
نے دو توپیں اور فوج لیکر یہان بھی آقاخان کو گھیر لیا اور ایسی شکست دی کہ وہ فرار ہوگئے اور سردی
کے سارے موسم میں مقام مناسب میں رہکر فوج کے جمع کرنے میں مصروف رہے موسم بہار آتی
ہے کئی توپیں اور بہت سی جمعیت لیکر چڑھے نرل اور احتشام کے ساتھ فتح کرمان کے قصد سے
متحرک ہوے فضل علیخان نے اپنے بھائی اسفندیارخان اور عبداللہ خان وغیرہ افسرون کی ماتحتی
مین فوج آقاخان کی مقابلہ کو روانہ کی آقاخان نے ہر ایک کو شکست دی اسفندیارخان بھی کام آیا
اور آقاخان اس جوش مین بڑھتے چلے گئے کہ بردسیر مین جو کرمان سے چند روز کے راستہ پر
جاکر ٹھہرے اور اب انکی شجاعت اور عقلمندی کا تمام ملک مین شہرہ ہوگیا اور قلعہ شیر مین جو
استحکام کے ساتھ رہے اور جابجا اشتہار روانہ کئے فضل علیخان نے کرمان مین مقابلہ بہتر
جنگ کرنا مناسب سمجھکے چیدہ اور خاص دلیران کو ہمراہ لیکر آقاخان سے لڑنے کے
لئے شیر کو روانہ ہوا آقاخان کے دل پر فضل علیخان کا کچھ ایسا رعب چھایا کہ اوس کی آمد آمد کی اطلاع سنتے
ہی بغیر مقابلہ کے اور نرماشیر کی طرف بھاگ نکلے فضل علیخان نے بھی تعاقب نہ چھوڑا بھاگ
کر بلوچستان کی ملک کی طرف آقاخان نے رخ کیا اور وہ پیچھے پیچھے تھا ۔۔ اور مقام ریگان
مین جہان سے نرماشیر کا ضلع ختم ہوکر بلوچستان کی حد شروع ہوتی ہے فضل علیخان نے آقاخان
کو گھیر لیا اور اتنا کشت و خون کیا کہ دو تہائی آدمی آقاخان کے مارے گئے اور خود آقاخان شب
کے وقت تمام مال و اسباب اور توپین اور ہمراہی چھوڑکر وہان سے بھاگ نکلے تمام سامان پر
فضل علیخان نے قبضہ کرلیا آقاخان کا لڑائی جھگڑا چار ماہ تک رہا تھا پھر آقاخان قندھار ہوتے
ہوے ہندوستان مین داخل ہوگئے اور بمبئی مین رہنے لگے آقاخان کو مبتع اس ملک

میں خوجے کہلاتے ہیں زبان انگریزی کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ یہ خوجے ہندوؤں میں
سے ایمان لائے ہیں اور ان لوگوں نے آغاخان کو اسمٰعیلی خاندان کا امام اور اپنا روحانی
پیشوا تسلیم کیا ہے اور آغاخان گویا اساس کا جانشین بھی کہتے ہیں دیکھو حسن اسمٰعیل حمیری کا
گروہ ہے اسے قائم مقام سمجھا جاتا ہے خوجے لوگ خاص کر کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نما میں زیادہ رہتے
ہیں اور انہوں نے اپنی تجارتی نوآبادیاں افریقہ کے مشرقی کنارہ پر قائم کی ہیں اس تقریر
سے کہ آغاخان گویا [illegible] تمام سمجھے جاتے ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آغاخان
خاندان نزاریہ سے ہیں [illegible] مستعلیہ کی روش پر
ہیں آغاخان کی امامت کے قائل نہیں کیونکہ [illegible] نزار اور اس کی اولاد کی امامت
کے منکر ہیں [illegible] مقام [illegible] اور آغاخان اور اس کے
حامی خوجے ان بیانات سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ آغاخان خود اسمٰعیلی نسل میں ہونے کی
وجہ سے اپنے تئیں [illegible] امام [illegible] ہیں امام نہیں خوجے
اپنے پیشوا کو [illegible] عبادات اور بجا آوری احکام شرع
کو اس [illegible] ہیں اور اس [illegible] زمانہ میں اس کو
[illegible] سابق میں خوجے شرعی
علوم [illegible] کی طرف متوجہ تھے اب [illegible] تہذیب [illegible] ترقی ہوتی ہے تو اس طرف بھی مائل
ہونے لگے ہیں بلکہ [illegible] سنی ہو گئے اور آغاخان سے انکو عقیدت نہیں رہی آغاخان
نے گورنمنٹ انگریزی میں [illegible] سے بدستور قدیم پیرانہ نذرانہ ملتا رہے
گورنمنٹ نے آغاخان کی رعایت سے ان منحرف خوجوں پر بھی انکا نذرانہ قائم رکھا کیونکہ
گورنمنٹ آغاخان کی اس وجہ سے منت پذیر ہے کہ فتح سندھ کے معاملات میں گورنمنٹ
کو آغاخان نے مدد دی تھی انکا ہر ایک قائم مقام آغاخان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔
زیدیہ۔ زید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں یہ لوگ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہین بعد اونکے زید بن
زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہین سنہ ۱۲۱ ہجری اور بقولی سنہ ۱۲۲ ہجری مین جب زید بن علی نے
ہشام بن عبد الملک مروانی پر خروج کیا اور لوگون کو بیعت کے لئے دعوت کی تو بہت سے
لوگ اونکے شریک ہو گئے اور اونکی امامت کے قائل ہوئے اور اون سے بیعت کی اور بارہ ہزار
آدمی یا اکیس ہزار شیعہ تبرائیہ مین سے کہ اکثر اونھین کے کیسانیہ و مختاریہ تھے اونھون سے سو وہ لوگ
بھی جو زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے قائل تھے اونکی ہمراہ ہوئے اون دنون کوفہ اور
عراقین کا گورنر ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر ثقفی تھا یہ سب جماعت اوس سے لڑنے
کو نکلی یوسف بھی ایک لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کو آیا تو شیعہ گھبرائے کیونکہ جان جانے اور بیعت
کے امتحان کا وقت قریب آگیا تھا انھین سے ایک جماعت نے زید شہید سے دریافت کیا
کہ آپ شیخین کے حق مین کیا کہتے ہین زید نے کہا کہ مین اونکو اچھا جانتا ہون اور میرے خاندان مین
جس نے اونکا ذکر کیا اونکو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہم مین سے کسی نے اس سے زیادہ نہین کہا
کہ نبی علیہ السلام کی خلافت کے لئے سب سے زیادہ ہم مستحق تھے شیخین نے ہمارا حق ہمکو نہین پہنچنے
دیا مگر اس بات سے اونکا کفر لازم نہین آتا اونھون نے مخلوق مین عدل و انصاف کیا قرآن
اور سنت رسول پر عمل کیا کسی پر ظلم نہین کیا شیعہ بولے کہ بنی امیہ بھی تو کہتے ہین کہ ہم کتاب
خدا اور سنت رسول پر عمل درآمد رکھتے ہین تو اونکے ساتھ تم کیون جنگ کے لئے ہمکو بلاتی ہو
اس صورت مین یہ بھی ظالم نہونگے زید شہید نے فرمایا کہ بنی امیہ کو حضرت ابوبکر و عمر سے کیا
مناسبت یہ تمام مسلمانون پر ظلم کرتی ہین شیعہ کہنے لگے کہ تم ہمارے امام نہین
ہمارے امام گذر گئے مراد اس سے امام محمد باقر تھے اور بیعت توڑکر اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے
مگر خالص مخلص ہمراہ رہ گئے جنگ مین اتفاقاً ایک تیر زید کی پیشانی پر لگا جس کے صدمہ سے مرغ
طائر روح قفس بدن سے اوڑ گیا تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ یوسف نے زید شہید کو برہنہ کرکے
سولی دی اور چار سال تک اونکا جسد یونہی سولی پر رہا اور اوسکے بعد پھر لکڑی سے جلا دیا

دیا تھا چونکہ زید شہید کے ساتھ تھے وہ اپنے آپکو شیعہ خالص کہنے لگے اور کہا کہ امام برحق یہی تھے کہ اپنے اسلاف کی طرح ظالم دشمنوں سے لڑکر راستے گئے اور اپنی جان امامت کی راہ میں دیدی اور امام کو یہی چاہئے کہ وہ خدا میں کسی سے نہ ڈرے اور تلوار کے ساتھ نکلے اور کسی کی پشتی و رفاقت یا کسی مدد کی پروا نہ کرے اور جو لوگ اوس سے جدا ہوکر کوفہ کو چلے گئے تھے انہیں روافض کہنے لگے کیونکہ جب اون بہت سے شیعوں نے ترک رفاقت کی تو خود زید شہید نے کہا تھا کہ یہ لوگ روافض ہیں۔ تحفۃ الغالبین میں لکھا ہے کہ شیعہ وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علی پر اور رافضی وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علی کو حضرت عثمان پر مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان میں لکھا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ زید بن علی نے ہشام کے عہد میں جو بغاوت کی تھی امام ابو حنیفہ اوس میں شریک تھے نامۂ دانشوران کے مولفوں نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے لیکن ہم اسے یقین نہیں کر سکتے جس قدر تاریخیں اور رجال کی کتابیں ہمارے سامنے ہیں ان میں کہیں اسکا ذکر نہیں ہے حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک قابل ذکر واقعہ تھا غالبا اس غلط فہمی کا منشا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا خاندان اہل بیت کے ساتھ ایک خاص ارادت رکھتا تھا امام صاحب نے ایک مدت تک امام باقر کے دامن فیض میں تربیت پائی تھی کوفہ کی ہوا میں ایک مدت تک شیعہ پن کا اثر تھا ان اتفاقی واقعات نے امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ گمان پیدا کر دیا اور تاریخی شہادتیں بالکل اس کے خلاف ہیں انتہی کلامہ اصل حال یہ ہے کہ زمخشری نے کشاف میں اس آیت کی تفسیر لا ینال عہدی الظالمین میں لکھا ہے کان ابو حنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی رضوان اللہ علیہ وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللص المتغلب المسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانقی واشباھہ یعنی امام اعظم مخفی طور پر لوگوں کو فتوی دیتے تھے کہ زید بن زین العابدین کی مدد کرنا چاہیے اور مال اونکو دینا چاہیے اور لڑائی میں متغلب چوروں مثل منصور دوانقی اور اوس طرح کے لوگوں کے مقابل اونکا ساتھ دینا چاہیے زمخشری کے اس قول کو نامۂ دانشوران اور

کہ تیرہ پارہ شیخ کے [illegible] ابن [illegible] [illegible] [illegible] تاریخ [illegible] [illegible] خلاصہ [illegible] [illegible]

فواتح سبعہ مین بھی نقل کیا ہے اور اس کی نقل کے بعد کوئی تکذیب نہین کی ہے اور جلد اول تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ زید بن علی نے ہشام بن عبدالملک مروانی پر خروج کیا تو امام ابوحنیفہ لوگون کو مخفی طور پر فتوی دیتے کہ زید بن علی کی مدد کرنا اور انکی رفاقت مین جنگ کرنا واجب ہے اور امام صاحب نے مدد کے لئے مال و اسباب زید بن علی کے پاس بھیجا اور صواعق محرقہ مین زید بن علی کے حق مین بیان کیا ہے ومن القائلین بحقیۃ امامتہ وجواز خروجہ علی الظلمۃ ووجوب اتباعہ ابوحنیفۃ نعمان بن ثابت الکوفی۔ یعنی زید بن علی کی امامت کی صحت کا امام ابوحنیفہ قائل تھا اور انکی خروج کو اوس وقت کے حکام ظالم پر جائز قرار دیتے تھے اور انکی مدد اور شرکت کو واجب بتاتے تھے شاہ صاحب نے تحفہ مین اسی صواعق محرقہ کی بنا پر لکھا ہے اگرچہ مولوی شبلی صاحب کی تحریر جو ہمارے نسبت مین فن تاریخ مین مسلمانون کی ہمیشہ سے بڑی ہے ان لوگون کی نظر مین جو علوم عربیہ سے نابلد ہین اور انکی مبلغ تحقیقات کا مدار انہین کی تحریر پر ہے اور جو کسی قدر ترقی یافتہ ہین وہ تعلیم انگریزی سے بسی درجہ پر اس پانچ یہ اعلی درجہ کے مورخ او محقق ہین کسی امر مین شبہہ پیدا کرنا بہت ضرور نہین ہے مگر مولوی صاحب نے اس واقعہ کا بے اصل ہونا جن وجوہ اور قرائن سے قرار دیا ہے اون سے بھی واقعہ کی غلطی ثابت نہین ہوتی ہم مولوی شبلی صاحب سے دریافت کرتے ہین (۱) شاہ صاحب کی تحریر اتنی شہادتون کے ماننے قابل وثوق ہے یا نہین اور یہ شہادتین معتبر ہین یا نہین اگر زمخشری کو علم تاریخ سے مس نہ تھا جیسا کہ شبلی صاحب نے الفاروق کی جلد (۲) صفحہ ۱۶۲ مین اسکی تصریح کردی ہے لیکن امام فخرالدین رازی سے جنکی تفسیر نہایت صحیح اور مستند خیال کیجاتی ہے اس واقعہ کی تغلیط کیون نہین کری اور نامہ دانشوران کے مولفین نے اس روایت پر جو زمخشری نے تحریر کی کیون نہ اعتراض کیا بلکہ اعتراض تو درکنار اوسکو صحیح سمجھکر خود بھی روایت کردی (۲) مولوی صاحب کا یہ قول کہ تاریخی شہادتین بالکل اس کے خلاف ہین پکار کر یہ کہہ

یہ لکھا ہے کہ مورخین نے اس قصہ کی تغلیط اور تردید کی ہے یا یہ لکھدیا ہی کہ امام ابوحنیفہ صاحب نے
زید بن علی کی مدد نہین کی تھی حالانکہ اکثر تواریخ کے ورق ورق لوٹ کر دیکھ لئے گئے کسی مورخ نے
کوئی اس قسم کا لفظ نہین لکھا جس سے اس بات پر دلالت ہوسکے کہ امام صاحب نے زید بن
علی کی مدد نہین کی یا اونکے خروج کو برا جانتے تھے یا یہ واقعہ غلط ہے نہایت کار یہ ہے کہ طبری
ابن الاثیر ابن خلکان ابن خلدون ابوالفدا وغیرہ نے اس قصہ کو نہین لکھا ہے مگر چلئے انصاف
ہے ہمکو ان مورخون نے اس قصہ کو غلط بھی نہین قرار دیا پس اونکی خاموشی سے یہ غلط نہین ہوسکتا
(۳) اگر واقعی یہ قصہ غلط تھا تو مولوی شبلی صاحب کو لازم تھا کہ اس بات کو نہایت مدلل کر کے
وضاحت سے تحریر کرتے کہ امام صاحب کی زید بن علی کی مدد کرنے مین کیا قباحت تھی حالانکہ اونہون
نے ابراہیم کی علانیہ تائید کی تھی جو فرقہ زیدیہ کے امام ہفتم تھے اور انہون نے منصور دوانقی پر خروج
کیا تہا اور یہ کس نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے زیدیہ کی مدد نہین کی صرف اپنے قیاس و تخمین
سے تغلیط کرنا قابل وثوق نہین (۴) خاندان اہل بیت کے ساتھ اوس وقت کے اوسی قدر
اوہی عقیدت رکھتے تھے پھر اونکی نسبت ایسی غلط روایت کیون مشہور ہوگئی (۵) مولوی شبلی نے
کسی روایت ضعیف یا قوی کا کسی تاریخ کے حوالہ سے تذکرہ تحریر نہین کیا کہ فلان تاریخ یا روایت
مین یہ قصہ خلاف روایت مشہورہ کے موجود ہے (۶) اکثر کتب اہل سنت مین اس واقعہ کو
تحریر کیا ہے اور آجتک کسی عالم اہل سنت یا شیعہ نے اس قصہ کی تردید نہین کی (۷) کیا طبری
یا کامل وغیرہ تواریخ مین کوئی کلی یا جزئی واقعہ فروگذاشت نہین ہوگیا کیا بالاستیعاب سب
واقعات لکھ لئے گئے ہین (۸) کیا امام ابوحنیفہ صاحب کے تمام مخفی و علانیہ واقعات قلمبند ہوگئے
ہین (۹) کیا زمخشری یا امام فخرالدین رازی یا مولف صواعق محرقہ وغیرہ کوئی تاریخ کی کتاب لکھتے
تو انکا پایہ طبری یا کامل یا تاریخ ابن خلدون یا وفیات الاعیان یا ابوالفدا وغیرہ کے مقابلے قابل اعتماد
نہوتا (۱۰) کیا ان لوگون نے اس واقعہ کو لکھا ہے اون سے مولوی شبلی زیادہ تر علوم عربیہ
و تواریخ کے زیادہ ماہر ہین (۱۱) کیا مولوی شبلی کی نظر تمام تواریخ و اسماء الرجال کی کتابون پر حاوی ہوگئی

سے ہے بوجوہ مذکورہ جسطرح یہ فقہ مشہور ہے اوسی طرح پر اوس کی صحت ہوتی ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ جسقدر مخلص زید کے ساتھ رہے تھے اونہون نے اپنی جانون کو زید کی طرف
منسوب کر دیا اور مذہب جداگانہ نکال لیا انہین سے عمدہ داعی یہ لوگ ہین یحیے بن زید بن علی بن
حسین اور یحیے بن حسین بن ہاشم کہ حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کی نسل سے تھا اس نے
اپنا لقب ہادی رکھا اور ۲۸۰ھ مین خروج کیا اور یمن اور حجاز کی شہرون پر قبضہ کر دیا اور احکام نام ایک
کتاب فقہ زیدیہ مین تصنیف کی اور اسکا بیٹا مرتضے بھی زیدیہ کے مذہب کا داعی تھا اور حسن
بن احمد بن یحیے بن حسین اور یحیے بن احمد بن یحیی بن حسین یہ بھی زیدیہ کی دعاۃ مین سے تھے اور
یہانتک زیدیہ کا مذہب خالص رہا کہ اصحاب کبار پر تبرا نہین کرتے اور زیدیہ سے بہت سے
نصوص اس مدعا پر نقل کرتے ہین اور سب کو نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگرچہ
امامت جناب امیر کا حق تھا مگر اونہون نے خود خلفائے ثلثہ کو دیدی اور کہتے ہین کہ بیعت
خلفا کی خطا نہ تھی اسلیے کہ جناب امیر اوس سے راضی تھے اور معصوم خطا و باطل سے
راضی نہین ہوتا ہے زیدیہ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ مقرر کرنے مین مصلحت تھی اسواسطے
کہ حضرت علی کی تلوار ابھی دشمنان دین کی خون سے خشک نہوئی تھی ... اور عداوتین دلون مین جوش
تھین اگر اونہین خلیفہ کر دیتے تو شاید دین مین خلل پڑجاتا اور انتظام بگڑجاتا اور حضرت ابوبکر کے
مقرر کرنے مین جھگڑونکی دفعیہ کا خیال تھا انکا سارا مذہب امامت کے باب مین اہل سنت وجماعت
کے مذہب سے موافق تھا مگر فرق اسقدر ہے کہ انکے نزدیک امام کا فاطمی ہونا شرط ہے اور
جب وہ فاطمی کسی غیر فاطمی کو امامت سپرد کر دے تو اوسکی امامت منعقد ہو جاتی ہے لیکن
یہ حال ان لوگون کا تھا جو خاص زید شہید کے متبع تھے پھر بعضے علمائے زیدیہ نے بعضی باتین
اسماعیلیہ و امامیہ کے مذہب مین سے لیکر مذہب زیدیہ مین داخل کر کے آپ داعی اس مذہب
کے بنے اور ہر ایک کے متبعین سے ایک ایک فرقہ مقرر ہو گیا جیسے ابو الجارود کہ کنیت اونکی ابو نجم
ہے اور سلیمان بن جریر اور ابتر ثومی اور حسین بن صالح اور نعیم بن یمان اور یعقوب وغیرہ

گو سب زیدیہ مین شمار ہوتے ہین۔ اور زید بن علی بن امام حسین بن امیر المومنین علی واصل بن عطا رئیس معتزلہ کی شاگرد تھے اصول کو اوسی سے لیا تھا نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ سارے زیدیہ اصول مین معتزلی ہین مگر مسائل امامت مین معتزلہ سے مخالف ہین۔ زید بن علی کا مذہب واصل بن عطا سے لیا گیا ہے انتہی سید شریف نے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ مین زیدیہ مقلد ہین اصول مین اعتزال کے طریق پر ہین اور فروع مین مذہب حنفیہ کے طریق پر مگر چند مسائل مین خلاف رکھتے ہین حالانکہ زید بن علی واصل کے مذہب پر نہ تھے گو واصل اونکا اوستاد تھا مگر زید کے اوستاد معتزلی ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ بھی استاد کے مذہب پر ہون کتاب الازہار مین کہ فقہ زیدیہ مین ایک معتبر کتاب ہے کتاب السیر کے اندر لکھا ہے کہ زیدیہ کے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع ہے اور زیدیہ کہتے ہین کہ جس شخص مین یہ خصلتین ہون علم زہد شجاعت اور اولاد فاطمہ زہرا سے ہو حسنی ہو یا حسینی اور بعض نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ صبیح الوجہ بھی ہو اور کسیطرح کی آفت اوسمین نہو اور وہ تلوار کے ساتھ خروج کرے اور لوگون کو اپنی امامت کی طرف بلائے تو امامت اوس کی منعقد ہوجاتی ہی کتاب الازہار مین مذکور ہے کہ کوئی آدمی نہ دعوت سے امام بن سکتا ہے نہ امام مقرر کئے جانے سے جب تک اوس مین چودہ شرطین موجود نہون جنمین سے پانچ خلقی (پیدائشی) ہین اور سات اکتسابی شرائط خلقی یہ ہین (۱) مکلف ہو (۲) مرد ہو (۳) حر ہو (۴) علوی فاطمی ہو اگرچہ آزاد کیا ہوا ہو اسطرح کہ کوئی مرد فاطمی کسی کی کنیز سے عقد کرلے اور اوس کنیز سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بیٹا فاطمی علوی ہی مگر مملوک ہے جب اس بیٹے کو کنیز کا مالک آزاد کردیگا تو اسمین امامت کی صلاحیت پیدا ہوجائیگی مگر ایسا مرد جسکی نسبت علوی دعوے کرے کہ میرے نطفہ سے ہے اور غیر علوی کہے کہ میرے نطفہ سے ہے اوسوقت تک امامت کے قابل نہین جب تک یہ مقرر نہوجائے کہ یہ علوی کا نطفہ ہے غیر کا نطفہ نہین (۵) حواس اور اعضا درست ہون اور شرائط اکتسابی یہ ہین (۱) علوم دینی کا مجتہد ہو (۲) صاحب عدالت ہو (۳) سخی ہو اسبات مین کہ جہان مال خرچ کرنا مناسب ہو

لہ اسعاف الراغبین مین زیدیہ کے حالات مین لکھا ہے ص ۱۵۰ جس
اخذ من واصل علم الاصول ... معتزلیا
تنقضی ... مسلکہ
ان ... نفی
که احسن ... یحیی بن ...
یعنی زیدیہ ... بھی
که سیف ہے

دوان صحیح کرے بیکار نہ صرف کرے (۴) مدبر ہو یعنی اوسکی رائے زیادہ تر صائب ہو (۵) جری
او رپہادر ہو ایسے محل پر جہان اونکی سلامت رہنے کی امید ہو (۶) ایسے وقت مین دعوت کرے
کہ اوسکی دعوت سے پہلے کسی شخص جامع الشرایط کی جانب سے دعوت امامت نہو چکی ہو اور
کوئی اور ایسا آدمی امام نہ مان لیا گیا ہو کیونکہ جب امامت کی دعوت اسکی دعوت سے قبل شروع
ہوکر تسلیم کرلی گئی ہے تو وہ پہلا شخص امام ہے پہ دوسرے جامع الشرایط کو اپنی ذات کے طرف
دعوت نکرنا چاہیے بلکہ پہلے شخص کی طرف دعوت کرنا چاہیے نہین تو یہ دوسرا شخص باغی قرار
پایگا اور ایک زمانہ مین دو اماموں کا ہونا صحیح نہین - اور امام کو ان ۹ کامون کے سوا اور کچہ نکرنا
چاہیے (۱) حدود کا قایم کرنا (۲) جمعہ اور جماعت کا قایم کرنا (۳) مسلمانون مین حکام مقرر کرنا (۴)
احکام کا اجرا کرنا (۵) جس پر کسی کا حق ہو تو اوس کو ادا کرنے پر مجبور کرنا (۶) واجبات دینی جیسے
نماز روزہ وغیرہ کی لوگون سے تعمیل کرانا اور ان چیزون پر اونکو پابند کرنا (۷) مصالح عامہ کی لئے
والی مقرر کرنا مثلاً جن لوگون کے لئے ولی مقرر کرنے کی ضرورت ہو انکے ولی مقرر کرنا (۸) کفار کے
جہاد کرنا یا باغیون کو زیر کرنا (۹) زکاۃ وغیرہ حقوق مالیہ لوگون سے وصول کرنا - جب امام کی دعوت
متواتر طور پر کسی مسلمان کو پہونچے تو اوس کو چاہیے کہ اوسمین شروط امامت کو تلاش کرے جب
کامل الشروط ثابت ہو تو اوسکی دعوت قبول کرلے کیونکہ اگر دعوت ایسی حالت مین قبول نکریگا
تو اوس کی عدالت ساقط ہوجائے گی گواہی اوسکی قبول نہو گی غنیمت مین سے مال نہ پایگا اور
جو امام کے ساتھ دل سے عداوت کرے وہ مخطی ہے اور جو زبان سے عداوت ظاہر کرے
وہ فاسق ہے اور جو ہاتھ سے بھی مخالفت کرے وہ محارب ہے اور اوس باغی کے لئے
غنیمت مین سے حصہ ہے جو امام کے بعض معاملات مین مدد کرے اور ہر مجتہد مصیب ہے اصح
یہی ہے اور زندہ امام کی تقلید مرے ہوئے امام کی تقلید سے اولیٰ ہے اور جو امام زیادہ علم رکھتا
ہو خواہ مردہ ہو یا زندہ اوس کی تقلید اولیٰ ہے اور اہل بیت مین سے ائمہ مشہور اپنے غیر سے
تقلید کے لئے اولیٰ ہین - اور کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ امامت کا طریق دعوت ہے

شارح کہتا ہے کہ اکثر زیدیہ جیسے جارودیہ اور تبریہ اور صالحیہ کے نزدیک ثبوت امامت
طریق دعوت سے ہے اور دعوت کے معنی یہ ہین کہ لوگون کو بلاوے کہ کفار سے جہاد کرین حدود
اور جمعہ جماعت قایم کرین باغیون کو مغلوب کرین غزوات مین سات دین ظالمون اور کافرون
کی صحبت سے حتی الامکان بچین ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ مین واقعات ماہ جمادی الاول ۵۷۹ھ
مین لکھا ہے کہ حرم شریف مین اہل سنت کے چار امام ہین اور فرقہ زیدیہ کا ایک امام ہے
اس شہر مین اکثر شرفا کا مذہب زیدیہ ہے اور یہ لوگ اذان مین حی علی الفلاح کے بعد حی علی
خیر العمل اور اضافہ کرتے ہین نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے ہین
اور مغرب کی نماز اہل سنت کے امامون کے بعد ادا کرتے ہین - ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے
کہ زید کی شہادت کے بعد زیدیہ مین امام کی نسبت اختلاف ہو گیا کچھ زیدیہ اونکے بیٹے
یحیی کو امام ماننے لگے جو خراسان مین گیے اور امامت کے لیے ریشہ دوانی کرنے لگے مگر
کامیاب نہوے اور جوزجان مین مارے گئے اونہون نے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن سبط
کی امامت کے لئے وصیت کی تھی ان محمد کو نفس زکیہ کہتے ہین نفس زکیہ نے حجاز مین خروج
کیا اور مہدی کے لقب کے ساتھ مشہور ہوے نفس زکیہ منصور کے لشکر سے شکست کھا کر
مارے گئے انہون نے اپنے بھائی ابراہیم کے لئے وصیت کر دی تھی ابراہیم نے بصرہ مین
خروج کیا ابراہیم کے ساتھ عیسی بن زید بن علی سجادی تھے فوج منصور کے ہاتھ سے عیسی
اور ابراہیم دونون مارے گئے دوسرے زیدیہ کہتے ہین کہ محمد نفس زکیہ کے بعد محمد بن قاسم
بن علی بن عمر امام ہوے یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی تھے محمد بن قاسم نے طالقان مین خروج
کیا تھا مگر معتصم کے لشکر نے انکو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ زیدیہ کا کہتا ہے کہ یحیی
بن زید کے بعد اونکے بھائی عیسی امام ہین اور یہ وہی عیسی ہین جو ابراہیم کے شریک ہو کر منصور
سے لڑے اور مارے گئے اور یحیی کے بعد امامت اونکی اولاد مین قرار دیتے ہین اور
ایک گروہ کہتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ کے بعد اونکے بھائی ادریس امام ہین جو افریقیہ کی طرف

بھاگ گئے تھے وہین فوت ہوئے انہون نے زنگیون کو اپنی اطاعت کی طرف دعوت کی تھی
ادریس کے بعد اونکے بیٹے ادریس امام ہوئے انہون نے شہر فاس آباد کیا ادریس کی اولاد
افریقہ مین بادشاہ ہوئی۔ جب انکی حکومت مٹ گئی تو زیدیہ کا کام ابتر ہوگیا۔ انکا ایک داعی جسکا
نام حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید شہید ہی مالک ہوگیا اور اس داعی کے بھائی محمد
کو بھی حکومت پہونچی اور زیدیہ مین سے ناصر اطروش نے دیلم مین اس مذہب کی طرف دعوت شروع
کی ہزارون آدمی اوس کے ہاتھہ پر مسلمان ہوئے اسکا نام حسن بن علی بن حسن بن علی بن عمر کا
اور یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی ہین۔ سارے زیدیہ کا مثل امامیہ کے یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا
ارادہ حادث ہے اور اوس کا ارادہ سارے موجودات پر عام و محیط نہین بلکہ بہت سے موجودات
اوس کے بلا ارادہ پیدا ہوگئی ہین جیسے شر اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ
کی بعض مرادین واقع نہین ہوسکتین اور شیطان اور کافرون کی واقع ہوجاتی ہین۔ اور کیسانیہ کا بھی یہی
عقیدہ ہے اور زیدیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ بعض بندونکی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان و
مغویان بنی آدم اوسے گمراہ کردیتے ہین اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ انکے سامنے نہین چلسکتا یہی عقیدہ
امامیہ کا ہے اور کہتے ہین کہ تکلیف اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے برخلاف
اہل سنت کے کہ اونکے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب نہین بلکہ وہ ابرار پر تفضل ہے اور فجار کے
حق مین عدل ہے اور یہ آٹھ فرقے ہین جن مین قدر مشترک زید بن علی کی امامت ہے انمین
سے اکثر کی نزدیک ائمہ کا ایک وقت بلکہ ایک مقام مین متعدد ہونا جایز ہے۔

اول فرقہ جارودیہ[۱] مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ ابی الجارود کی طرف منسوب ہے

---

[۱] مروج الذہب مین لکھا ہے۔ ان الزیدیۃ کانت فی عصرہم ثمانیۃ فرق یعنی زیدیہ اپنے زمانہ مین آٹھ فرقے تھے اور انمین مرتیہ اور ابرقیہ اور جریریہ اور یمانیہ اصحاب یمان بن یمان کوئی یہ چار نام لکھے ہین بغیر تفصیل کے اور چار نام یہ لکھے ہین یعقوبیہ اور بتریہ اور صالحیہ اور جارودیہ۔ اور نفائس الفنون مین کہا ہے کہ زیدیہ پانچ فرقے ہین جارودیہ سلیمانیہ صالحیہ چوتھا فرقہ ناصریہ کہ شریف ناصر الکبیر کے متبع جنکی قبر آمل مین ہے۔ پانچوان فرقہ ابوالحسین جو متبع ہین شریف ابوالحسین کے جو دیلم مین مدفون ہین۔ ۱۲ منہ صاحب کشاف اصطلاحات الفنون نے اس فرقہ کے بیان مین حروف کی عجیب تصحیف کردی ہے صفحہ ۶۹۵ مین کہا ہے جارودیہ زیدیہ کا ایک فرقہ ہی

جو خراسان کا باشندہ تھا اور اوسی ابو الجارود زیاد بن منذر عبدی سے کہتے ہین اسکا امام محمد باقرؒ نے سرحوب نام رکھا تھا سرحوب ایک شیطان ہے نابینا کہ دریا مین مقیم ہے اور مجمع البحرین سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحوب طویل کے معنے مین ہے اسی لئے اس فرقہ کو سرحوبیہ بھی کہتے ہین اسکا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی تھی امامت حضرت علی پر وصف کے ساتھ نہ نام کے ساتھ اور جو خصلتین اور علامتین اور نشانیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعد خلیفہ ہونے مین بیان فرمائی تھین ارباب فراست نے اون کے بیان لیا نہ مراد اس سے جناب امیر کی ذات فائض البرکات ہے کوئی اور نہین اس لئے کہ وہ سب خصائل آپ ہی مین موجود ہین دوسرے مین موجود نہین پس جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی خلافت پر ایسی نص بیان کی جو تسمیہ کی قوت مین ہے اور صحابہ نے سرور کائنات کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر کو اختیار کر کے اونکو خلیفہ بنایا تو یہ کام نص رسول کے خلاف کیا اور لوگ ترک کرنے سے متابعت حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام اور اونکی اولاد کے کافر ہو گئے اور مواقف مین لکھا ہے کہ جارودیہ کا مذہب یہ ہے امامت حسن اور حسین کے بعد اونکی اولاد مین شوریٰ ہے جو کوئی انمین سے تلوار کے ساتھ خروج کیا اور حق کی طرف بلاتا ہوگا اور امور دین کا عالم اور شجاع ہوگا وہی امام ہے اوسکی اطاعت واجب ہے اسی لئے یہ کہتے ہین کہ اگر دو امام ایک زمانہ مین دو مقامون پر حکومت کرتے ہون اور اونمین امامت کی شرطین جمع ہون اور اطاعت اونکی لوگون نے تسلیم کر لی ہو اور مفترض الطاعت مان لیا ہو تو یہ بات جائز ہے اور یہ بات اجماع سلف کے خلاف ہے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ جارودیہ معتزلہ اور خوارج اور اہل سنت کے ساتھ اس بات مین متفق ہین کہ امامت اہل حل وعقد کے اختیار کر لینے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور ان کو ائمہ کی ترتیب اور توقف اور امام منتظر مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ حضرت علی سے امامت حضرت حسن کو پہونچی اور حضرت حسن سے امام حسین شہید کو اور امام حسین سے امام علی زین العابدین کو اور اون سے زید شہید کو اور زید سے اولاد امام حسن کو اور اس سلسلہ مین محمد بن عبداللہ بن

حسن بن حسن مین امامت کے تمام خصائل جمع تھے وہی امام منتظر ہین یہ محمد منصور کے عہد مین دعوت
امامت کی وجہ سے مدینہ مین مقتول ہوئے اور یہ لوگ اونکے مقتول ہونے کے منکر ہین انکا عقیدہ
یہ ہے کہ یہ محمد بن عبد اللہ جلدی خروج کرین گے اور زمین کو عدل سے بھر دین گے
اور بعضے جارودیہ کی راے یہ ہے کہ محمد واقعی مقتول ہوچکے ہین اور اونکے بعد امامت
محمد بن قاسم بن علی بن امام حسین بن حضرت علی کو پہونچی ہے جنہین صاحب طالقان کہتے ہین
یہی امام منتظر ہین انہون نے معتصم کے زمانہ مین خروج کیا اور گرفتار ہوئے معتصم نے اونہین قید
مین رکھا قید خانہ مین انتقال کیا پس یہ لوگ اونکی موت کے منکر ہین اور بعضے کہتے ہین کہ
امامت اونکے بعد یحیی بن عمر بن یحیی کو پہونچی جو حسین ذی الدمعہ بن زید شہید بن علی زین العابدین
کی نسل سے تھا اس یحیی نے مستعین باللہ کے عہد مین محمد بن عبد اللہ بن طاہر حاکم عراق
پر خروج کیا تھا کتب تواریخ اور انساب کی کتابون مین انکا نام صاحب شاہی ذکر کرتے ہین یہ
مستعین کے عہد مین مارا گیا مگر یہ لوگ اوس کی موت کے منکر ہین اور ملل و نحل شہرستانی
مین جو یحیی کو عمر بن یحیی بن زید شہید کا فرزند لکھا ہے یہ غلطی ہے اس لئے کہ نسابین
کا اسپر اتفاق ہے کہ یحیی بن زید شہید نے کوئی اولاد نہین چھوڑی نامہ دانشوران مین ابن عقدہ
جارودی کے حالات مین اسکی صراحت کی ہے یحیی نے چونکہ کوفہ مین خروج کیا تھا اس لئے
صاحب کوفہ مشہور ہے۔

دوسرا فرقہ دکینیہ۔ یہ فضل بن دکین کے پیرو ہین اور تمام باتون مین جارودیہ کے موافق
ہین مگر طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ کو کافر بتاتے ہین باقی صحابہ کو برا کہتے ہین۔

تیسرا فرقہ سلیمانیہ ہے جسے جریریہ بھی کہا کرتے ہین سلیمان بن جریر[1] کے متبع ہین
انکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت نام شوری کا ہے درمیان خلق کے اور دو مسلمانون کے مقرر کرنیسے
بھی منعقد ہوجاتی ہے کشکول بہائی مین لکھا ہے کہ انکے نزدیک امامت کا طریقہ بیعت ہے

[1] نسخہ مین سلیمان بن کثیر ہے ۱۲

حضرت ابوبکر وعمر کا بیعت واجتہاد کے ساتھ اعتراف کرتے ہین پھر کبھی یہ لوگ اس اجتہاد کو صواب قرار دیتے ہین اور کبھی خطا جانتے ہین اور اونکے نزدیک امامت مفضول کی فاضل کی موجودگی صحیح ہے اور سلیمان یہ کہتا تھا کہ لوگ ترک بیعت حضرت علی سے کافر نہین ہوئے بلکہ خطاوار ہوئے کہ افضل کو چھوڑ دیا یہ جارودیہ کی تکفیر کرتے ہین اس لئے کہ وہ صحابہ کی تکفیر کرتے ہین مگر سلیمانیہ طلحہ اور معاویہ اور بی بی عائشہ کو کافر جانتے ہین اس وجہ سے کہ اونہون نے حضرت علی سے جنگ کی تھی اور حضرت عثمان بن عفان کو بھی کافر بتلاتے ہین بسبب اون خلاف امورات جاری کرنے کی جو اونہون نے اپنی خلافت مین نکالی تھی حالانکہ وہ سارے فتور اونکے اقارب بنی امیہ کی تھی نہ حضرت عثمان کی اور ان لوگون نے مخلوق پر دست درازی کرنا شروع کی تھی جبر کرنے لگے تھے وہ جبر اونپر آئے اختلاف کثیرہ پیدا ہوگئے عثمان رضی اللہ عنہ مواخذات کیے گئے اور کہتے ہین حضرت علی نے کسی کی امامت پر نص نہین کی بلکہ بعد اونکے امر شوری ہوگیا۔

چوتھا فرقہ بتریہ کہ انکو ثمیہ بھی کہا کرتے ہین یہ مغیرہ بن سعد کے اصحاب ہین جو ابتر کے لقب سے مشہور تھا یہ موافق ہین سلیمانیہ کے مگر یہ کہتے ہین کہ حضرت علی امامت کے لئے افضل ہین گو حضرت ابوبکر بھی امام تھے اور اونکی امامت خطا نہ تھی نہ کفر بلکہ خود حضرت علی نے اونکو امامت دیدی اور حضرت عثمان کی تکفیر نہین کرتے اونمین متوقف ہین اسواسطے کہ انکی حق مین جناب امیر کا سکوت اور رضامندی انکی خاطرخواہ ثابت نہوئی اور کہتے ہین کہ جناب امیر ان کی بیعت کے بعد سے امام ہوئے توضیح المقال مین بعض فضلا سے نقل کیا ہے کہ بتریہ کے

له بتریہ ولو ثمیہ نیز لقب آنہاست یاران مغیرہ بن سعد که ملقب به ابتر بود از تحفہ لب لالباب فی تحریر الانساب اور اتحاف نووی الالباب مین لکھا ہے تبریہ بفتح بائے موحدہ وسکون تائے فوقانی اور شرح مواقف مین ہے البتیریہ ہو بتیر الثومی اور تعریفات سید شریف مین و ابوبصیر مین بھی لکھا ہے کہ تبریہ بتیر ثومی کی طرف منسوب ہین اور تبیریہ بتا بای موحدہ کی بعد تائے فوقانی اور سین کے بعد یائے تحتانی ہے اور مروج الذہب مین حالات ہشام مین ہے ثم الفرقۃ السادسۃ المعروفۃ بالابتریۃ وہم اصحاب کثیر الابتر والحسن ابن صالح بن حی اور ملل ونحل شہرستانی مین ہے البتریۃ اصحاب کثیر النوی الابتر اور کشف الغمہ من اقربای لامین مین ہے بتریہ اتباع بن حسن بن صالح بن کثیر ابتر کے اور ترجمہ ملل ونحل مین بتریہ کو اصحاب کثیر بن تبری لکھا ہے اور

نزدیک تقدیم مفضول کی فاضل پر جائز ہے۔

پانچوان فرقہ نعیمیہ ہے یہ نعیم[1] بن یمان کے مقلد ہین یہ سارے عقائد مین تبریہ کے موافق ہین مگر حضرت عثمان کو کافر جانتے ہین باقی صحابہ کو نیکی سے یاد کرتے ہین۔

چھٹا فرقہ یعقوبیہ ہے یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین۔ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی امامت کے قائل ہین اور رجعت کے منکر ہین مگر بعضے یعقوبیہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر سے تبرا کرتے ہین اور رجعت اموات کے دنیا مین قیامت سے پہلے قائل ہین۔

ساتوان فرقہ خشبیہ ہے یہ خلف[2] بن عبد الصمد کے اصحاب ہین خشبیہ انکا اسوجہ سے نام ہے کہ جب سلطان وقت پر انہون نے خروج کیا تھا تو انکے پاس اسباب جنگ اور ہتیار نہ تھے صرف لکڑیان اور لاٹھیان لیکر مقابل ہوئے تھے اور خشب زبان عربی مین لکڑی کو کہتے ہین جیساکہ نفائس اللغات مین لکھا ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ امامت تمام ہے شوریٰ کا اولاد بی بی فاطمہ مین اگر کوئی اور شخص امام بن جائے تو اوس پر خروج کرنا واجب ہے معارف[3] مین ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ جب ابراہیم بن اشتر نے عبید اللہ ابن زیاد سے بغاوت کی تو اوس کے اکثر ساتھیونکے پاس لکڑیان تھین اسلیئے خشبیہ کہلائے پس اس سے معلوم ہوا کہ خشبیہ ابراہیم بن اشتر کے اصحاب ہین۔

آٹھوان فرقہ صالحیہ ہے یہ حسن[4] بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہین انکا عقیدہ[5] یہ ہے کہ جو کوئی فاطمی صفت شجاعت و سخاوت و علم کے ساتھ متصف ہو اور تلوار لیکر خروج کرے وہ امام ہے اور یہ لوگ حضرت ابوبکر کی امامت کو ثابت رکھتے ہین کیونکہ انکے نزدیک فاطمی اور علوی ہونا امامت کے شرائط مین سے نہین یہ کہتے ہین کہ امام قریش مین سے کسی ایک خاندان کا آدمی ہونا چاہیئے اور حضرت علی کو تمام صحابہ پر تفضیل دیتے ہین اور حضرت

---

[1] غنیہ مین ابو نعیم بن یمان ہے۔ [4] کشکول بہائی مین ہے الثالث الصالحیۃ اصحاب الحسن بن صالح بن حی و کان فقیہا ۱۲۔ [5] دیکھو کتاب الازہار مین کتاب السیر ۱۲

حاشیہ: ...نعیم بن یمان... / ...یعقوب بن علی کوفی... / ...خلف بن عبد الصمد... / ...ابراہیم بن اشتر... / ...خشبیہ...

عثمان کے حال میں متوقف ہیں نہ اونہیں مومن جانتے ہیں نہ کافر اس لئے کہ حضرت علی کی زبان سے اونکے حق میں فضائل بھی منقول ہیں اور رذائل بھی۔

امامیہ

اب غور سے سنو کہ امام کا مقرر کرنا زمانۂ نبوت کے ختم ہونے کے بعد واجب ہے یا نہیں اور واجب ہے تو کیا خدائے تعالیٰ پر واجب ہے یا خلق پر اور پھر خلق پر واجب ہے تو ثبوت اس وجوب کا دلیل شرعی کے ساتھ ہے یا عقلی کے خوارج[1] یہ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا مطلقاً واجب نہیں جائزات میں سے ہے اور شیعہ اسماعیلیہ[2] اور امامیہ اور غلاۃ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور ملا حدہ[3] کا بھی یہی مذہب ہے مگر شیعہ کے یہ فرقے سبات میں باہم مختلف ہیں کہ امام کا تقرر کس غرض کے لئے ہے اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اور جو باتیں اللہ کے حق میں جائز واجب ہیں اور جو اوس کے حق میں محال ہیں سب کی پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائے کیونکہ انکے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ معصوم یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ واجبات عقلی وشرعی کے ادا کرنے اور قبائح عقلی وشرعی سے بچنے میں لطف ہو غرضکہ اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہے اور امامیہ کے نزدیک قوانین شرع کی محافظت کے لئے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم قرار دیتے ہیں اور امامیہ اوسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے حق میں لطف مانتے ہیں امامیہ کے نزدیک امام اداے واجبات میں لطف

---

[1] یہ لفظ شرح مواقف اور شرح تجرید کا ہے اور شرح مقاصد اور نہایۃ العقول میں اسکی محدثات ہے ۱۲ [2] دیکھو شرح تجرید کا مقصد خامس ۱۲ [3] دیکھو اربعین امام رازی میں ۱۲

سبب ہے اسماعیلیہ کے نزدیک معارف مین لطف سبب ہے اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات
کی تعلیم کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات
ومصائب سے بچانے کے لئے ہے۔ اور اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ کی یہ رائے ہے
کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے مگر بعض معتزلہ اور بعض زیدیہ کے نزدیک یہ وجوب دلیل
عقلی سے ثابت ہے شرح مقاصد مین لکہا ہے کہ ہشام بن عمر غوطی معتزلی اور اوس کے اصحاب
کے نزدیک امن و امان کی حالت مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے تاکہ شعار اسلام کو ظاہر کرے اور
فتنہ وفساد کی حالت مین واجب نہین اس سبب سے کہ سرکش لوگ اوسکی اطاعت نکرین گے تو خونریزی
ہوگی اور ابوبکر اصم معتزلی اور اوس کے اصحاب کی یہ رائے ہے کہ فتنہ وفساد کے وقت مین امام
کا مقرر کرنا واجب ہے اور امن و اطمینان کی حالت مین واجب نہین کیونکہ اسوقت مین امام
کی کیا حاجت ہے انتہی شرح مواقف اور نہایۃ العقول مین لکہا ہے کہ جاحظ اور کعبی اور ابو الحسین
بصری یہ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر عقلاً و شرعاً دونون طرح واجب ہے انتہی اور
اہل سنت وجماعت کے نزدیک تقرر امام کا وجوب مخلوق پر دلیل سمعی (شرعی) سے ثابت ہی
اور عامہ معتزلہ اور اکثر زیدیہ کا بھی یہی مشرب ہے[1] اور تمام امت کا اسبات پر اتفاق ہے

---

[1] شرح تجرید مین لکہا ہی فذہب اہل السنۃ انہ واجب علینا سمعاً وقالت المعتزلۃ والزیدیۃ بل عقلاً اور شرح مواقف مین مذکور
ہے نصب الامام عندنا واجب علینا سمعاً وقالت المعتزلۃ والزیدیۃ بل عقلاً اور شرح طوالع الانوار مین آیا ہے اوجبت المعتزلۃ
والزیدیۃ نصب الامام علینا بالدلیل العقلی ان عبارتون سے ظاہر ہی کہ امام کا تقرر معتزلہ اور زیدیہ کی نزدیک مخلوق پر دلیل عقلی سے
واجب ہے اور کتاب الازہار سے معلوم ہوتا ہی کہ زیدیہ کا مذہب یہ ہی کہ وجوب امامت کا طریق شرعی ہے اور اس کتاب کا شارح کہتا ہی
کہ یہی مذہب جمہور معتزلہ کا ہی اور امام رازی نے بہی یہی کہا ہی چنانچہ اونکا قول اربعین مین ہی قالوا نصبہ واجب والطریق الی معرفۃ
الوجوب السمع دون العقل وہذا قول اصحابنا واکثر المعتزلۃ والزیدیۃ بعد اس کے امام نے کہا ہی کہ متاخرین معتزلہ مین سے ابوالحسین
بصری اور قدماے معتزلہ مین سے جاحظ اور خیاط اور ابو القاسم کعبی کا قول یہ ہی کہ امام کا تقرر خلق پر عقلاً واجب ہے اور شرح
مقاصد مین ہی واجب علینا سمعاً عند اہل السنۃ وعامۃ المعتزلۃ وعقلاً عند الجاحظ والخیاط والکعبی وابی الحسین البصری انتہی تحقیق
اس مقام کی یہ ہی کہ زیادہ تر معتزلہ اس مذہب پر ہین کہ امام کا مقرر کرنا خلق پر شرعاً واجب ہے چنانچہ کتاب الازہار کی شرح
مین جمہور کا لفظ اور اربعین مین اکثر کا لفظ اور شرح مقاصد مین عامہ کا لفظ اسبات کی تنبیہ کے لئے معتزلہ کی ساتھ ذکر کیا ہی اور
یہی مذہب مشہور زیدیہ کا ہی اسیوجہ سے امام صاحب نے اربعین مین اکثر المعتزلۃ والزیدیۃ کہا ہی اور مطلب اس کا یہ ہی کہ جمہور معتزلہ
اور جمہور زیدیہ کا ایک سا مذہب ہے اور بعض زیدیہ و معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ امام کا مقرر کرنا خلق پر عقلاً [illegible]

کہ کوئی آدمی صرف امامت کی صلاحیت رکھنے سے امام نہین بن سکتا بلکہ امام مقرر ہونے کے لئے کچھ اور بھی چیزون کی ضرورت ہے اور وہ چیزین یہ ہین (۱) اللہ اور اوس کی رسول کی طرف سے نص وارد ہوتا یا امام سابق کا ولیعہد بنانا اور وصیت کرنا (۲) امامت کے لئے دعوت کرنا (۳) اعیان وارکان کا بیعت کرنا پہلی چیز یعنی نص منصوص علیہ کی امام ہونے کے سبب مستقل ہے پچھلی دونون طریق ایسے ہین کہ انکے سبب مستقل ہونے مین اختلاف ہے امامیہ ان دونون طریق کو نہین مانتے مگر معتزلہ اور اہل سنت اور خوارج اور زیدیہ مین سے صالحیہ کہتے ہین کہ اختیار کر لینا بھی امامت کے ثبوت کا طریق ہے اور صرف زیدیہ کا مذہب یہ ہے کہ دعوت بھی ثبوت امامت کا طریق ہے شرح مقاصد[۱] مین لکھا ہے کہ صالحیہ اس کے قائل نہین مگر کتاب الازہار کا شارح صالحیہ کا بھی یہی مذہب بتاتا ہے اور دعوت کے یہ معنے ہین کہ جسمین شرائط امامت کے جمع ہین وہ مظلومون کی مدد کرے امر معروف اور نہی منکر بجالائے اور اپنی متابعت کے لئے لوگون کو بلاوے اسی لئے انکی رائے یہ ہے کہ جو فاطمی تلوار لیکر خروج کرے اور اللہ کی راہ کی طرف دعوت کرے وہ امام ہے پس انکے نزدیک دعوت حصول امامت کا سبب مستقل ٹھہرا اہل مذاہب مین سے سوائے جبائی کے کسی نے انکی اس تجویز کے ساتھ موافقت نہین کی ہے[۲]۔ امامیہ کہتے ہین کہ اگر کوئی آدمی امامت کا دعوت کرے اوس کی شوکت بڑہ جائے امت اوس کی دعوت قبول کرلی مگر امامت اوس کی صحیح نہین معتزلہ اور اہل سنت کہتے ہین کہ بیعت کا منعقد ہوجانا حصول امامت کا سبب ہے اور امامیہ کے نزدیک صرف بیعت سے امامت نہین حاصل ہوسکتی۔ اور امامیہ بلکہ تمام شیعہ کہتے ہین کہ فاضل کے موجود ہوتے مفضول کی امامت درست نہین اور اہل سنت مین سے شیخ ابوالحسن اشعری کا میلان بھی اسی جانب

اور شارح تجرید اور شارح طوالع الانوار وغیرہ صرف یہ کہکر وقالت المعتزلۃ والزیدیۃ بل عقلا ساکت ہوگئے اور اکثر زیدیہ کا مذہب ذکر نکیا اور امام صاحب نے اور مصنف کتاب الازہار نے بعض زیدیہ کے مذہب کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ ۱۲

[۱] شرح مقاصد مین ہے قال بہ غیر الصالحیۃ من الزیدیۃ ۱۲ [۲] دیکھو شرح مقاصد و نہایۃ العقول ۱۲

اور شیخ ابو المنصور کا مذہب یہ ہے کہ امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے ہوے منعقد
ہوجاتی ہے[1] اور امامیہ کہتے ہین کہ خلافت جامع وشامل ہے امامت اور سلطنت کو خواہ جمعیت
کے ساتھ ہو جیسے حضرت علی کی خلافت کہ وہ امامت وسلطنت وجمعیت تینون باتون کی
جامع تھے یا صرف غلبہ وتسلط کے ساتھ ہو جیسے خلافت خلفاے ثلثہ کی کہ وہ جمعیت کے
ساتھ نہ تھی اور نہ وہ امامت کو جامع تھی اور امامت خاص ہے یعنی صرف نبی کی نیابت بدون
سلطنت و امارت وحکومت کے اسی لئے شیعہ خلفاے ثلثہ کو امام نہین جانتے اور ائمہ
اثنا عشر کو امام مانتے ہین اور محققین اہل سنت خلافت عامہ اور امامت دونون کو مترادف جانتے ہین
اور دونون کے معنے پادشاہی کے لیتے ہین جو واسطے انتظام دین اسلام کے پیغمبر علیہ السلام
کی نیابت مین ہو اور کہتے ہین کہ جب خلیفہ مین دین اسلام کا انتظام کرنے کے صفات ہون
اور حکم اوسکا جاری ہو تو یہ بادشاہی اوس کے لئے موجب گناہ نہین افضل امت ہو یا نہو
اور امامیہ کہتے ہین کہ افضل امت ہو کہ علم الٰہی مین اوس کی اطاعت تمام امت پر واجب ہی
بادشاہ اور فرمانروا ہو یا نہو تمہید مین سالمی نے لکھا ہی کہ امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب ہی
اور معتزلہ نے بھی امام کا معصوم ہونا واجب قرار دیا ہی بلکہ معتزلہ کی نزدیک امام نماز کا بھی معصوم ہونا واجب ہی اگر معصوم
نہو گا تو اوس کے پیچھے نماز ناجایز ہوگی مگر سالمی کا یہ قول غلط ہی نہایۃ العقول مین امام رازی نے تصریح لکھا ہی کہ تمام امت مین سواے ملاحدہ اور امامیہ
کے کوئی بھی امام کے لئے عصمت شرط نہین قرار دیتا بلکہ اربعین مین تو امام صاحب نے صاف ان الفاظ مین
کہدیا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ اور خوارج کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب
نہین اسماعیلیہ اور اثنا عشریہ کے نزدیک معصوم ہونا واجب ہے معارف شرح صحایف مین
بھی کہا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ عصمت امام کی منکر ہین انکے نزدیک عدالت ظاہری
کافی ہے اہل سنت کے نزدیک مسئلہ تفضیلیت ظنی ہی اسکی قطعیت پر کوئی دلیل کافی قایم نہین اور مسئلہ ترتیب خلافت

---

[1] دیکھو امداد ۱۱ [2] اتحاف المرید شرح جوہرۃ التوحید مین مذکور ہے و معنی الخلافۃ الامامۃ العظمی ... ریاست عامۃ فی امور الدین والدنیا نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

پر متفرع ہنین اور نہ ترتیب خلافت پر موقوف ہے اگر فرض کیا جاے کہ خلافت اسی ترتیب پر نہوتی تب بھی ترتیب افضلیت اوسی نہج پر ہوتی کہ سب اصحاب رسول مین سے افضل ابوبکر صدیقؓ ہین پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ رضی اللہ عنہم تمام اہل سنت وجماعت اور قدماے معتزلہ اسی مذہب پر ہین اور خوارج اور نواصب کے نزدیک بھی صرف حق شیخین مین یہی ترتیب ہے اور خطابیہ[1] کے نزدیک سب سے افضل حضرت عمر ہین اور فرقہ عباسیہ جو امامت حضرت عباس اور اونکی اولاد کے قائل ہین افضل اصحاب عباس بن عبد المطلب کو جانتے ہین اور شیعہ تمام علی الاتفاق حضرت علی کو سب سے افضل کہتے ہین اور معتزلہ متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے لوگون نے امام بعد سرورِ کائنات کے اختلاف کیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین عباسیہ اور راوندیہ[2] یاران ابوہریرہ کے راوندی یا یاران عباس راوندی کا مذہب یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب ہین اس لئے کہ وہ حضرت کے چچا اور وارث تھے تو وہ ہی ہم سے زیادہ حق دار ہین عثمانیہ[3] اور بنو امیہ نے کہا حضرت عثمان بن عفان ہین پھر اور لوگون نے کچھ کہا شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب ہوں پھر شیعون کے یہان امامت مین ایک بڑا اختلاف پڑا یہانتک کہ اسی سبب سے تین سو فرقے ہو گئے شیعہ زیدیہ مین سے بعضے فرقے امامت حضرت ابوبکر کے مقر ہین جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج اور مرجیہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے بعد کسی کے امام ہونے کی نسبت نص نہین کی تھی انکے سوا اہل اسلام کے اور فرقے قائل ہین اسی بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی ہے پھر اس مین اختلاف ہے کہ نص کسی شخص کے لئے کی ہے بکریہ[4] یا ابوبکریہ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کے لئے نص

[1] یہ خطابیہ اور ہین اور خطابیان غلاۃ مین گذر اور اور ہین ۱۲ [2] دیکھو کشف الغمہ عن افتراق الامہ اور شرح مقاصد مین راوندیہ پیروان قاسم بن راوند کا لکھا ہے ۱۲ [3] یہ لفظ شرح عقاید جلالی مین لکھا ہے ۱۲

[4] یہ لفظ شرح الشرح عقاید جلالی مین ہے ۔ ۱۲

کی ہے پھر اس فرقہ مین بھی باہم اس بات کا اختلاف ہے کہ بعضے حضرت سے نص خفی ثابت
کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام مین حضرت ابوبکر کو
امام نماز بنایا تھا اور یہ حسن بصری کی راے ہے بعض اہل حدیث نص جلی کے قائل ہین اور
وہ یہ ہے ائتونی بقرطاس اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف فیہ اثنان
لاؤ کاغذ تاکہ مین لکھوا دون ابوبکر کے لئے ایک تحریر کر دون کہ پھر اوس مین دو شخصون کو بھی خلاف
کرنے کا موقع نہ ملے مگر صحیح بخاری مین لابی بکر کا لفظ نہین ہے اور دوسرے روایت یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یابی اللہ والمسلمون الا ابابکر یعنی اللہ
اور مسلمان انکار کرتے ہین مگر ابوبکر سے کسی کو انکار نہین شیعہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت علی کے حق مین نص کی تھی اور تمام شیعہ کا اس بات کا اتفاق ہے کہ امامت
جناب امیر کے باب مین نص خفی ثابت ہے اور نص خفی اسے کہتے ہین کہ جس سے مراد بالبداہت
نہ معلوم ہوتی ہو اور نص جلی جناب امیر کے حق مین وارد ہونے کے زیدیہ تو منکر ہین اور امامیہ اس کے
قائل ہین اور جو لوگ عباس عم رسول علیہ السلام کی امامت کے قائل ہین اونہون نے نص کا ذکر تو
نہین کیا مگر آنحضرت سے اونکے امام ہونے کی بارے مین ایسے اقوال ذکر کرتے ہین جن سے
سمجھا جاتا ہے کہ اورون کی بہ نسبت خلافت کے لئے وہی احق ہین کتاب تیسیر مین لکھا ہے
کہ بعض اہل حدیث کی یہ راے ہے کہ حضرت سرور عالم نے اپنے چچا عباس کی امامت کے لئے
کہدیا تھا۔ اور عمدہ نسفی مین مذکور ہے کہ بعض راوندیہ یہ کہتے ہین کہ امامت کا ثبوت وراثت
کے ساتھ ہے ہدایہ فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ اکثر مشائخ نے کہا ہے کہ طریق اثبات امامت کا ارث ہی اور اہل سنت
کہتے ہین کہ خلافت اور امامت کا دعویٰ ان طور سے ہوا ہے کہ اہل حل و عقد کی بیعت سے دوسرے استخلاف سے انکے نزدیک امامت کا سارا
مبحث مسائل فقہیہ مین سے ہے اس لئے کہ امام کا مقرر کرنا امت پر بدلیل سمعی واجب ہے پس یہ
حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر اہل سنت اور غیر اہل سنت کا اختلاف مٹانے کی
کی غرض سے علم کلام مین سے آتی ہین اور امامیہ مسئلہ امامت کو اصول عقائد سے جانتے ہین اس لئے

پنج جانون کو امامیہ کہتے ہین اور اُنکا اعتقاد یہ ہے کہ زمان تکلیف امام فاطمی سے خالی نہین ہوتا
اور امامت اولاد بی بی فاطمہ مین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص جلی یا نص خفی کی وجہ سے
اور عقیدہ مشترک انکی سارے فرقون مین یہی عقیدہ ہے اور انکے نزدیک سارے صحابہ مرتد ہو گئے
کہ حضرت علی اور اونکے دونون صاحبزادے امام حسن و امام حسین اور ابوذر غفاری و سلمان
فارسی اور کچھ اور تھوڑے سے لوگ ارتداد سے بچ گئے اور انکے نزدیک امامت کا ثبوت
نص سے ہوتا ہے یعنی نص رسول سے یا نص امام سابق سے لاحق کے لئے امامت مسلّم ہین
سب سے پہلے جس نے مذہب امامیہ مین کلام کیا علی بن اسمٰعیل میثم[له] تمار ہے جو اصحاب خاص
علی علیہ السلام سے تھا جیسا کہ مجمع البحرین مین علیہ... وہ مین لکھا ہے کتاب خرائج الجرائح
مین ہے کہ میثم تمار ایک عورت کا اہل کوفہ مین سے غلام تھا جناب امیر نے اوسے خرید کر
آزاد کیا اور علی نے اُسکے کتاب صلاحیت قصہ مین ذکر کیا ہے اور کشی مین مذکور ہے
کہ اُنکا خاندان بیت التمارین کے نام سے مشہور تھا اور ہشام بن الحکم و ہشام بن سالم جوالیقی و محمد
بن علی بن نعمان کوفی و زرارہ بن اعین کوفی بھی اونہین سے ہین انہون نے اول مذہب امامیہ
مین گفتگو کی کہ بعد قتل زید شہید سے ان لوگون نے شیعہ کیسانیہ و مختاریہ کو امام محمد باقر و امام
جعفر صادق کی امامت کی طرف دعوت کرنا شروع کی اور ان کے گروہ بڑھ گئے اور یہ داعی
خاص امامیہ کا لقب اختیار کر لیا اور زید شہید کے اتباع کو زیدیہ کہنے لگے اور ان دعاۃ امامیہ
نے اپنی نفسون کو امام زین العابدین اور اونکی اولاد کی طرف منسوب کیا اور محمد بن حنفیہ اور انکی
اولاد کی امامت سے انکار کرنے لگے جس قدر مختاریہ رہ گئے تھے وہ اور جماعت تفضیلیہ انمین
ملگئے اور مذہب امامیہ کی صورت پیدا ہوگئی یہی لوگ مذہب امامیہ کے پیشوا اور اسلاف ہین
اور انکے مذہب کے راوی بھی یہی ہین انہین سے امامیہ نے اپنے دین و مذہب کو لیا ہے اور
انکے قول و فعل پر اعتماد رکھتے ہین اور زرارہ بن اعین و بکیر بن اعین و سلیمان جعفری و محمد بن

له لفظ مین یائے تحتانی ساکن کے بعد ثائے مثلثہ ہے کذا فی منتہی الآمال ۱۲

مسلم وغیرہ کو عیون الطائفہ و وجوہ الطائفہ کہتے ہیں حالانکہ یہ مجسمہ ہیں کہ اپنے واسطے معبود
موہوم ذہنی تراشش کرکے اوس کے واسطے جسم اور صورت اور جہت ثابت کرتے ہیں
چنانچہ علی بن اسماعیل میثم اور ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم اور محمد بن علی بن نعمان کوفی متفقاً
یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے تو ملائکہ آسمانہائے بالا
اور حاملان عرش و کرسی اور ساکنان جنت اوس کے اوپر ہو جاتی ہیں پس اونکے مقابلہ میں
اللہ تعالی جہت تحت میں ہوتا ہے اور جن ائمہ کے یہ داعی بنے کے مدعی تھے وہ ان باتوں
سے متنفر تھے اور امامیہ اکثر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں کہ اونہوں نے حق حضرت علی کو چھین
لیا اور چھپایا اور ان سب کا طریقہ امامت میں امام جعفر صادق تک اتفاق ہے پھر بعد اونکے
اختلاف کرتے ہیں انہیں سے بعضے فرقے نہایت بدتر ہیں اور غلاۃ میں داخل ہیں جو امام
جعفر تک امامت کے معاملہ میں مشترک ہیں وہ یہ ہیں **اول میثمیہ** یہ فرقہ میثم تمار کی طرف منسوب
ہے انکا قول یہ ہے کہ حضرت علی کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کو امامت پہونچی پھر امام
حسین کو پھر علی بن حسین کو پھر محمد باقر کو پھر جعفر بن محمد صادق کو پھر اونکے بیٹے موسی کاظم کو
اور اسکا قول یہ ہے کہ اللہ تعالی جسم ہے اور اوس کے لئے اعضا ہیں[1]۔

دوم حکمیہ ہشام بن حکم کندی شیبانی کوفی کے اصحاب ہیں انکو **ہشامیہ** بھی کہتے ہیں انکا
قول یہ ہے کہ صانع اور مصنوعات کے درمیان کوئی مشابہت ضروری ہے ورنہ مصنوعات
صانع پر دلالت نہیں کرسکتی اور اسکا قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی محدود ہے اور چاندی کی ٹکڑے کی
طرح سفید صاف اور ستھرا ہے اور ہر طرف سے چمکتا اور روشن ہے اور صورت انسان
پر طویل عریض عمیق ہے طول اوس کا مثل عرض کے اور عرض اوسکا مثل عمق کے ہے اور
اور اپنی بالشت سے سات بالشت ہے لون و طعم و رائحہ دار ہے اور یہ تمام صفات اوس
کی ذات کے مغائر نہیں ہیں اور وہ کھڑا ہوتا اور بیٹھتا اور ہلتا جلتا اور ٹھہرتا اور چلتا پھرتا

[1] دیکھو صواعق محرقہ ۱۲

بھی ہے اور ماتحت الثری کو بذریعہ شعاع نوری کے جانتا ہے جو اوس کے جسم سے نکلکر اوس طرف پڑتی ہے اور عرش پر رہتا ہے جب اوس سے لوگون نے پوچھا کہ تیرا اللہ بڑا ہی یا کوہ احد تو کہا کہ کوہ احد حکمیہ مقاتل بن سلیمان پر طعن کرتے ہین کہ وہ اس بات کا قائل ہی کہ اللہ گوشت و خون رکھتا ہی اور ہشام کہتا ہے ارادۂ الٰہی ایک حرکت ہے جو نہ اوس کے عین ہے اور نہ غیر ہے اور اللہ تعالیٰ کو اشیا کا علم اونکے پیدا ہو جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے قبل اونکے وجود کے وہ اونہین نہین جانسکتا ہے اور اسکا علم نہ قدیم ہے اور نہ حادث ہی اور کلام اوس کی صفت ہے جو نہ مخلوق ہے اور غیر مخلوق اور اللہ تعالیٰ پر اعراض دلالت نہین کر سکتے بلکہ اجسام اوس پر دلالت کرتے ہین کیونکہ اجسام کے ساتھ اوس کو مشابہت ہے اور یہ شخص اللہ تعالیٰ پر بدا بھی تجویز کرتا تھا اور اوس کے زعم مین امام پر معصیت جایز نہین ہی اور انبیا پر جایز ہے اور کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے مین اسیران بدر سے عصیان خدا کا کیا تھا مختار کشی کی کتاب مین ہشام کی چچا عمر بن یزید سے منقول ہے کہ وہ اوائل مین جہم بن صفوان کے مذہب پر تھا پھر امام جعفر صادق کی ہدایت سے شیعہ جعفریہ مین داخل ہو گیا ہشام کی تالیفات سے بہت سی کتابین ہین مختلف بیانون مین جیسے توحید اور حدوث اجسام اور جبر و قدر اور امامت اور ابطال امامت مفضول اور رد معتزلہ اور رد زنادقہ اور رد طلحہ اور زبیر اور استطاعت وغیرہ مین اور اس نے ایک کتاب اللہ تعالیٰ کی جسمیت کے بیان مین لکھی ہے[۱] ہشام کا قول یہی ہے کہ اہل جنت و دوزخ کی یہ نوبت پہونچی گی کہ وہ اپنی حالت مین مدہوش اور بیہوش ہو جائین گے اپنی جالون پر اونکو قابو نرہے گا جیسے کسی کو نشہ ہوتا ہے ایسے مست و اسنے ہو جائین گے[۲] اور فرقہ ہشامیہ کا ظہور سنہ ۱۹۰ مین ہوا تھا ابن حزم وغیرہ کہتے ہین کہ جس شخص نے اول دین اسلام مین یہ بات کہی کہ اللہ جسم ہے وہ یہی ہشام بن حکم ہے[۳]

---

[۱] دیکھو مجالس المومنین ۱۲ [۲] دیکھو جلد اول مختصر منہاج السنۃ عربی عبارت کتاب مذکور کی یہ ہی قال ابو محمد بن حزم وغیرہ اول

سوم جوالیقیہ ۔ ہشام بن سالم جوالیقی جوزجانی کوفی کی طرف منسوب ہیں جو بشر بن مروان بن حکم کا غلام تھا اسکا قول شنیع یہ تھا کہ اللہ انسان کی صورت پر ہے نصف اعلیٰ اوس کا مجوف ہے یعنی خالی اور نصف اسفل مصمت ہے یعنی ٹھوس بھرا ہوا اور سر کے بال کالے ہیں وہ گوشت وخون نہیں رکھتا ہے بلکہ ایک چمکتا نور ہے اور پانچوں حواس مثل حواس انسان رکھتا ہے اور حواس اوس کے باہم متغایر ہیں اسطرح کہ جس چیز سے مثلاً سنتا ہے وہ وہ نہیں جس سے دیکھتا ہاتھ پاؤں منہ آنکھ کان سب کچھ رکھتا ہے مگر شرمگاہ اور ڈاڑھی نہیں ہے اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۱۳ میں ہوا خلاصہ میں مذکور ہے کہ وہ امام جعفر صادق اور موسیٰ کاظم کے اصحاب میں سے تھا اور اس فرقہ کو **سالمیہ** بھی کہا کرتے ہیں اور کبھی **ہشامیہ** بھی لکھ دیتے ہیں۔

چہارم زراریہ ۔ زرارہ بن اعین شیبانی کوفی کے تبع ہیں یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات حادث ہیں اور قبل حدوث صفات کے اللہ نہ عالم تھا اور نہ سمیع اور نہ بصیر اور نہ قادر اور نہ حی یہانتک کہ اوس نے اپنے لئے یہ سب کچھ اکتساب کیا اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۴۵ میں ہوا زرارہ مسئلہ امامت میں عمائیہ کی قدم بقدم تھا یعنی فطحیہ بھی ہوا کہتے ہیں اور بعضے لکھتے ہیں کہ آخر وقت میں اس رائے سے ترک کیا تھی اور اوس نے عبداللہ بن جعفر سے مسائل دریافت کئے جب نہ بتلا سکے تو موسیٰ بن جعفر کے پاس چلا گیا یہ مشبہ بھی تھا کتاب ابن داؤد میں مرقوم ہے کہ زرارہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم کے راویوں میں سے ہے سنہ ہجری ۱۵۰ میں انتقال کیا اور اس نے ایک کتاب استطاعت اور جبر کی تحقیق کی لکھی ہے میزان ذہبی میں مذکور ہے کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ زرارہ نے امام باقر سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اوس نے باقر کو نہیں دیکھا تھا

پنجم یونسیہ ۔ یہ یونس بن عبدالرحمن قمی کے پیرو ہیں اسکا اعتقاد تھا کہ اللہ عرش پر ہے حملہ

---

۱ جلد اول مختصر منہاج السنۃ کی عبارت یوں ہے الہشامیۃ اصحاب ہشام بن سالم الجوالیقی یزعمون ان ربہم علی صورۃ الانسان ینکرون ان یکون لحما ودما ویقولون ہو نور ساطع یتلألأ بیاضا وہو ذو حواس خمس کحواس الانسان لہ ید ورجل وانف واذن وعین وفم یسمع بعینہ ما یبصر وکذلک سائر حواسہ متغایرۃ عندہم ۔ ۲ سنہ ۳ دیکھو مجالس المومنین ۴ دیکھو مجالس المومنین

جسکو ملائکہ اوٹھائے ہوئے ہیں اور اسکی قوت ملائکہ کی قوت سے زیادہ ہے[۱]

ششم نعمانیہ یہ محمد بن علی بن نعمان کوفی صیرفی کی طرف منسوب ہین جسکو اہل سنت
شیطان الطاق اور شیعہ مومن الطاق کہا کرتے ہین اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کوفہ مین ایک مقام
طاق کی نام سے مشہور ہے وہان اس کی دوکان تھی جسمین بیٹھا ہوا درہم و دینار پرکھا کرتا تھا اور
اہل سنت کی کتب مین یہ فرقہ **شیطانیہ** کے نام سے زیادہ مشہور ہے مگر شہرستانی وغیرہ
نے نعمانیہ کے نام سے لکھا ہے کنیت اسکی ابوجعفر اور لقب احول ہے اسی لئے ابوجعفر
احول کہا جاتا ہے اسکی تالیف سے کئی کتابین ہین ایک حضرت علی کی امامت کے بیان مین احتجاج
نام کتاب ہے اور دوسری [illegible] فی ردّ [illegible] یہ شخص بمنزلہ [illegible] شیعہ دون کی مذاہب مین ملا جلا
رہا کرتا تھا اس کا یہ مذہب تھا کہ اللہ کو اشیا کے پیدا کرنے سے قبل اونکا علم نہین ہوتا اور
اللہ افعال عباد کا عالم ہوتا تو یہ بات مستحیل ہوتی کہ بندون کا امتحان اختیار کرتا اور اوس کو
زعم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک نور ہے غیر جسمانی اور باوجود اس کے قائل تھا اسکا کہ اللہ تعالیٰ
انسان کی سی صورت رکھتا ہے اور یہ شخص رجعت کا قائل تھا اور اس فرقہ کا ظہور [illegible] مین ہوا

ہفتم مفوضہ یا تفویضیہ اس فرقہ کا ظہور ۲۵۰ھ مین ہوا تھا انکا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے خلق عالم و تدبیر عالم کو اونکے سپرد کر دیا ہے اور جو کچھ دنیا مین
ہے آپ نے مباح کر دیا ہے [illegible] عالم [illegible] کا پیدا کیا ہوا ہے اور انہین سے بعض
نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے سپرد فرمایا ہے اور ایک فرقہ انہین سے یہ
کہتا ہے کہ دونون کے سپرد کیا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سب ائمہ کے سپرد کیا ہے مفوضہ جب بادل
کو دیکھتے تو اوسے سلام کرتے اس گمان سے کہ امیر علی کرم اللہ وجہہ اسمین ہین

ہشتم بدائیہ یہ لوگ اس کے قائل ہین کہ بدا اللہ پر جائز ہے یعنی جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ

---

[۱] دیکھو مجالس المومنین [illegible] ۱۲

[۲] منتہی المقال مین لکھا ہے کہ یونس نے امام جعفر کو کوہ صفا و مروہ مین دیکھا تھا مگر ان سے روایت نہین کی ہے

کسی شئے کا ارادہ کرے اور پھر اوس سے پشیمان ہوجائے اسواسطے کہ ظاہر ہووے اوسپر
وہ چیز کہ پہلے سے اوسپر ظاہر نہ تھے جس طرح کہ آدمی مین تبدیل رائے ہوتی ہے یہ لوگ کہتے ہین
کہ خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بھی اسی طرح پر ہوئے کہ اللہ تعالی اونہین خلیفہ بنا کے
پشیمان ہوا اور اونکی تعریف مین جسقدر آیات نازل کین وہ سب آخرکار اوس کے واسطے
موجب ندامت کا ہوئین انکا ظہور ۲۵۵ھ مین ہوا حکمیہ اور زراریہ اور سالمیہ جسکا نام جوالیقیہ بھی ہی
اور دوسرے امامیہ جیسے مالک جہنی و دارم بن حکم و ریان بن صلت بھی اللہ تعالی پر بدء کے قائل
ہین امامیہ اپنے اوپر اعتراض اوٹھانے کے لئے بدء کے معانی مین تاولین کرنے لگے ہین
اور کہتے ہین جو کچھ اہل سنت نے سمجھا ہے بدء کے امامیہ کے نزدیک وہ معنی نہین بلکہ اس کے
اور معنے ہین جو لایق انکار نہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ ظاہر ہین لفظ بدء سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ
اللہ تعالی اپنے حکم دینے کے بعد اوس کے وقت مقررہ پر واقع ہونے سے قبل ممانعت
کردی اور اس سے جہل و پشیمانی اللہ پر لازم نہین آتی اور نہ اوسکی خطا ثابت ہوتی ہے اس
لئے کہ مطلب اس قول سے یہ ہے کہ کبھی آقا کو اپنی نوکر کی اطاعت و تابعداری دوسرون پر
ظاہر کرنا ہوتی ہے تو ایک مشکل کام کا حکم فرماتا ہے اور جب یہ شخص وہ کام شروع کرتا ہے
تو منع کر دیتا ہے اور مصداق اسکا حضرت ابراہیم کا قصہ ہے کہ اونکو اپنے بیٹے اسمعیل کے
ذبح کرنے کا حکم دیا اور جب وہ تعمیل کو آمادہ ہوئے اور دونون نے حکم الہی پر صبر اور رضامندی
رکھی تو منع کر دیا اور اجر اونکا المضاعف کر دیا ابو الفتوح نے کنز الفوائد مین اسکی تحقیق و تفصیل کی ہے
نہم محمدیہ۔ اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ امام قایم محمد معروف بہ نفس زکیہ بن عبد اللہ بن حسن
مثنے بن امام حسن بن حضرت علی بن ابی طالب ہین اور اونہون نے ابو منصور کی طرف امامت کی
وصیت کی تھی نہ بنی ہاشم کی طرف جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کے

ے سوانح محرقہ کی یہ عبارت ہے۔ ثم ظہرت الزراریۃ والیونسیۃ والمفوضۃ والکیسانیۃ والبیانیۃ
والغامیۃ منہم و بدء ظہورہم فی حدود ستۃ خمس واربعین و مایۃ ۔ ۱۲ ؎ دیکھو مجالس المومنین

لئے وصیت کی تھی اور اپنے بیٹے اور بھتیجے کے لئے وصیت نہ کی ۔

دہم حسینیہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ ابو منصور نے اپنے بیٹے حسین کے لئے امامت کی وصیت کی تھی اس لئے ابو منصور کے بعد وہ امام ہوئے ۔

باقی فرقہائے امامیہ کی تفصیل یون ہے ،

یازدہم حسنیہ جنکا ظہور ۹۵ھ مین ہوا ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ جناب امیر کے بعد حسن مجتبیٰ کو امامت پہونچی پھر حسن مثنیٰ کو امام حسن کی وصیت سے امامت پہونچی پھر اونکے بیٹے عبداللہ محض امام ہوئی اور ان عبداللہ کے ساتھ امام جعفر صادق کا مناقشہ طول طویل وارد ہے جسمین کچھ رد و بدل واقع ہوا ہے جو کتب امامیہ مین مذکور ہے اور ایک تقریب سے ملا رفیع واعظ نے بھی ابواب الجنان مین کلینی سے نقل کیا ہے پھر عبداللہ کے بیٹے محمد جو نفس ذکیہ کے لقب سے مشہور ہیں انکو نفس کیہ نے منصور دوانقی خلیفہ بغداد کی عہد ۱۴۵ھ مین اوسکی مظالم سے سادات پر تنگ آکر تھوڑی سی آدمیونکو ساتھ لیکر مدینہ منورہ مین خروج کیا اور مدینہ مین ایک بڑی جمعیت پیدا کرلی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ امام مالک نے فتویٰ دیدیا کہ منصور نے جبر آ بیعت خلافت سے لی ہے نفس ذکیہ کا حق ہے نفس ذکیہ اگرچہ نہایت دلیر قوی بازو فن جنگ سے واقف تھے لیکن تقدیر سے کسکا زور چل سکتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان ۱۴۵ھ مین نہایت بہادری سے لڑکر میدان جنگ مین مارے گئے اونکے بعد ابراہیم اونکے بھائی نے علم خلافت بلند کیا اور اس سر و سامان سے مقابلہ کو اوٹھے کہ منصور کے حواس جاتے رہے کہتے ہیں کہ اس اضطراب مین منصور نے دو مہینے تک کپڑے نہین بدلے سرہانے سے تکیہ اوٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نہین جانتا یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا ابراہیم چونکہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ بہت بڑی عالم اور مقتدائے عام تھے اونکے دعوے خلافت پر ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین خاص کوفہ مین کم و بیش لاکھ آدمی اونکے ساتھ جان دینے کو تیار ہوگئے اور پیشوایان مذہب کے ساتھ امام ابوحنیفہ نے بھی اونکی تائید کی اور امام صاحب ابراہیم کی علانیہ طرفداری اور بجز اس کے کہ خود شریک جنگ نہو سکے اور ہر طرح پر اونکی مدد کی ابراہیم نے اپنی بے تدبیری سے شکست کھائی

ف و ت دیکھو غنیۃ الطالبین ۱۲

اور امامت کا سلسلہ اونکی نسل مین جاری نہین رہا ہے اس لئے پھر دنیا مین آوین گے اور صواعق
محرقہ مین لکھا ہے کہ افطحیہ جنہین عمائیہ بھی کہتے ہین عبدالرحمن بن عمر کے اصحاب ہین [illegible] السیرین
لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر سب بھائیون مین بڑے تھے باپ کی وفات کے بعد امامت کی
مدعی ہوئے بہت سے شیعہ نے انکی متابعت کی لیکن بالآخر ان مین سے بھی بہت سے منحرف
ہوکر امام موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل ہو گئے اور جو لوگ عبداللہ کی امامت کے معتقد رہے
وہ افطحیہ مشہور ہو گئے اس لئے کہ انکا داعی عبداللہ بن افطح تھا اور بعضے کہتے ہین کہ خود عبداللہ
بن جعفر کا عرف افطح تھا اور منتہی المقال سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ افطح کی امامت کے
جو لوگ قائل ہین وہ فطحیہ کہلاتے ہین اور یہ فطحیہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کے مقر ہین اور ساتھ
اونکے عبداللہ افطح کو بھی امام مانتے ہین کہ اونکو صادق اور کاظم کے درمیان مین داخل کرتے
ہین اور شہید سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ افطح کی امامت کی امام کاظم اور امام رضا کے درمیان
مین قائل ہین اور توضیح المقال مین لکھا ہے کہ بعض کی راے یہ ہے کہ یہ فرقہ فطحیہ اس لئے
کہلاتا ہے کہ سرگروہ اوسکا عبداللہ بن فطیح کوفی تھا اوسی کی طرف یہ منسوب ہین نامہ دانشوران
مین ابن قتیبہ کے حالات مین ہے کہ زید علوی کا قول ہے کہ اب فرقہ فطحیہ کو اسماعیلیہ
کہتے ہین اس لئے کہ اون لوگون مین سے جو عبداللہ افطح کے امامت کے معتقد تھے
کوئی باقی نہین رہا یہ عبداللہ بن جعفر کم علم تھے کتاب جمہرۃ النسب مین مذکور ہے کہ زرارہ
بن اعین کوفی بھی اوائل اول عبداللہ افطح کے امامت کا معتقد تھا جب مدینہ کو گیا تو عبداللہ افطح کی
خدمت مین حاضر ہوا اور اوس نے مسائل فقہیہ کا سوال کیا عبداللہ نے جو جواب دئے اون سے
نہایت جہل ثابت ہوا بعض کتب مین لکھا ہوا ہے کہ سائل نے عبداللہ سے دریافت کیا
کہ دو سو درم پر کس قدر زکوٰۃ واجب ہے بولے پانچ درم پھر سائل نے کہا سو درم پر کسقدر ہے تو یان
لگا کر کہا اڑہائی درم اور یہ امامیہ کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ سو درم پر زکوٰۃ نہین
چاندی کا نصاب دو سو درم ہے اوس سے کم پر زکوٰۃ نہین الغرض زرارہ افطح کی امامت سے پھر گیا

اور جب کوفہ کو واپس آیا تو اوس کے دوست ملنے کو آئے اور امام کا حال دریافت کیا اور حمزہ
زرارہ کی پاس قرآن رکھا ہوا تھا اوس نے قران کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میرا تو یہ امام ہے
اس کے سوا میرا کوئی امام نہیں پس شیعہ قطعیہ اپنے امام سے پھر گئے۔

ہفدہم اسحاقیہ یہ کہتے ہیں کہ اسحاق بن جعفر اپنے باپ کے بعد امام ہیں اور یہ اسحاق
نہایت متقی اور اعلیٰ درجہ کے عالم تھے ثقات محدثین نے انسے روایات نقل کی ہیں جیسے سفیان
بن عیینہ وغیرہ – سلہ

ہیجدہم مفضلیہ یہ اصحاب ابو الفضل بن عمر کے نام سے ہیں کہتے ہیں کہ جعفر صادق کے
بعد موسیٰ کاظم امام ہوئے لیکن کہ جعفر صادق نے اونکی واسطے نام ایکے بعض کردی تھی اسطرح
کر ساتواں تمہارا اکہ قائم و امام تمہارا ہے اور بعض کہتے ہیں یوں کہا تھا کہ صاحب تمہارا اکہ قائم تمہارا
ہے آگاہ ہو کہ وہ ہم نام صاحب توریت ہے اور یہ لوگ اونکی وفات کے قائل ہیں اس لیے
انکو قطعیہ بھی کہتے ہیں کہ اونکے موت قطعی جانتے ہیں۔

نوزدہم موسویہ – انکو امام موسیٰ کاظم کی موت وحیات میں شک ہے اسلیے امامت
کو اونہیں پر منحصر سمجھتے ہیں –
اور کہتے ہیں کہ اونکے بعد سلسلہ امامت بند ہو گیا اور کہتے ہیں کہ اگر امامت غیر موسیٰ کاظم
کیلئے صحیح ہو تو وہ نافذ ہے۔

بستم ممطوریہ – یہ لوگ موسیٰ کاظم کی حیات کے قائل ہیں کہتے ہیں وہ نہیں مرے اور غیبت
کو مہدی ہوکر عود امام منتظر جانتے ہیں انکو ممطوریہ اسلیے کہتے ہیں کہ ایکبار قطعیہ کے ساتھ انہوں
نے مناظرہ کیا تھا قطعیہ کے رئیس نے جسکا نام یونس بن عبد الرحمن ہے انکو کہا انتم اہون
عندنا من **الکلاب الممطورۃ** یعنی تم ہمارے نزدیک بارش کے بھیگے ہوئے کتوں سے
بھی زیادہ حقیر ہو اوسوقت سے یہ لوگ ممطوریہ مشہور ہو گئے۔

سلہ صاحب مختصر تحفہ نے اسحاقیہ اور مفضلیہ کے درمیان میں ایک فرقہ لکھا ہے جو یعفوریہ کہلاتے ہیں اور ابن ابی یعفور کے

بست وہفتم رجعیہ انکو **کاظمیہ** بھی کہتے ہین انکا قول یہ ہے کہ موسی کاظم کا انتقال ہو گیا مگر
لیکن پھر وہ دنیا میں لوٹ کر آئین گے اور چونکہ یہ تینون فرقے امامت کو موسیٰ کاظم پر موقوف
رکھتے ہین اور انکو بھی **لا یموت** سمجھتے ہین اسلیئے **واقفیہ** بھی کہلاتے ہین نامہ
دانشوران مین ابن قبہ کے حالات مین بیان کیا ہے کہ واقفیہ بھی مختلف طور پر ہین بعضے جناب
ابو عبداللہ جعفر صادق پر توقف کرتے ہین اور تھوڑے سے ابو جعفر محمد باقر پر توقف کرتے
ہین اور ایک گروہ موسی بن جعفر پر توقف کرتا ہے علمائے رجال و محدثین امامیہ کی اصطلاح مین خالیا
واقفیہ کو پہلی قسم پر اطلاق کرتے ہین توضیح المقال مین اعتیاد سے سلسلہ وار ابو القاسم حسین بن
محمد بن عمر بن یزید سے کہ چچا سے روایت کی ہے کہ واقفیہ کی ابتدا کی یہ صورت ہے کہ اشاعشریہ
کے پاس تیس ہزار دینار بابت زکوٰۃ وغیرہ کے جو کچھ اونپر واجب تھا جمع ہو گئے اونھون
نے وہ دینار امام موسی کاظم کے وکلاء کے پاس بھیجے جو کوفہ مین موجود تھے اور یہ دو شخص
تھے جن مین سے ایک کا نام حیان سراج ہے اور موسیٰ کاظم اوس زمانہ مین ہارون الرشید کے
حکم سے بغداد مین محبوس تھے ان وکیلون نے اون دینارون سے مکانات اور غلہ وغیرہ
اشیا لیکر خرید کر لین جب موسیٰ کاظم کا سنہ ہجری مین انتقال ہو گیا۔ تو یہ وکلاء اونکی موت کے
منکر ہو گئے اور روپیہ دبا بیٹھے اوس اموال کے شیعون مین یہ بات مشہور کر دی کہ وہ نہین
مرین گے فرماتے تھے کہ مین حی لا یموت ہون کیونکہ وہی مہدی ہین پس جب سے شیعہ کا
اسی پر عقیدہ جم گیا کہ امام موسیٰ کاظم زندہ ہین اور وہ مال اون دونون وکیلون کے پاس دم
آخر تک رہا پھر انتقال کے وقت اونھون نے وصیت کر دی کہ امام موسیٰ کے ورثا کو دیدیا
جائے تب شیعہ واقف کار ہوئے کہ انھون نے مال کی حرص سے یہ فقرہ گانٹھا تھا اور کتاب
فوائد مین یہ ہے کہ واقفیہ اون لوگون کو کہا کرتے ہین جنھون نے موسیٰ کاظم کی غیر کی امامت
پر توقف کیا اور اونکے بعد پھر کسی کو امام نہ مانا اور جب مطلق واقفیہ استعمال کرتے ہین تو
یہی فرقہ مراد ہوتا ہے جو موسیٰ کاظم پر امامت کو موقوف رکھتا ہے اور جب کہین واقفیہ

اوسنے مین آنا ہے تو وہ کسی قرینہ کے ساتھ ہوتاہے جنمین ایک قرینہ یہ ہے کہ جس نے موسیٰ کاظم کو نہ پایا اور اون سے قبل یا اونکے زمانہ مین مرگیا تو یہ واقفی اس وجہ سے ہی کہ امام موسیٰ کاظم کی امامت کا مقر نہین ہوا جیسے سماعہ بن مہران اور علی بن حنان دیکھئے ین القسیم اور تحقیق یہ ہے کہ واقفیہ دو قسم کے ہین ایک وہ جو امامت کو موسیٰ کاظم پر موقوف سمجھتے ہین دوسرے وہ ہین جنہون نے خود موسیٰ کاظم کی امامت مین اونہین کے وقت مین کسی شبہ کی وجہ سے توقف کیا انہین امام تسلیم نہ کیا۔

بست و دوم احمدیہ - یہ لوگ کہتے ہین کہ موسیٰ کاظم کے بعد اونکے بیٹے احمد امام ہوئے

بست و سوم جعفریہ - یہ لوگ کہتے ہین کہ جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم بن جعفر امام ہین پھر علی رضا بن موسیٰ پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی اور حسن عسکری لاولد فوت ہوئے کوئی اولاد نہین چھوڑی اور نہ اونکی کوئی بیٹا محمد نامی پیدا ہوا پس یہ محمد مہدی کی ولادت کے منکر ہین۔

بست و چہارم اثنا عشریہ - جب لفظ امامیہ مطلقًا بلا قید بولتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے ابن اثیر نے شرح کتاب جامع الاصول کے بحث نبوت مین کہا ہے کہ مذاہب مشہورہ اسلام مین جنپر تمام عالم کے مسلمانون کا مدار ہے مذہب شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد رضی اللہ عنہ کا ہے اور مذہب امامیہ ہے اور اسبات کی تعیین کی ہے کہ مذہب امامیہ کی مجدد دوسرے صدی ہجری کے اوائل مین امام علی بن موسیٰ رضا تھے اس لئے کہ گمان اوسکا یہ ہے کہ حدیث مین جو آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کی آغاز مین ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو امت مذکور کے لئے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین کو روشن اور زندہ کرتا ہے تو ایسا مجدد کسی ایک مذہب سے خصوصیت نہین رکھتا ہے بلکہ ہر ایک مذہب کا ہر صدی کے اول مین ایک مجدد ہوتا ہے کہتے ہین کہ اثنا عشریہ کا ظہور ۲۶۰ھ؁ مین ہوا ہے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب حسن عسکری بن علی نقی نے

بسند شہرستانی ... مسلمان ... جنمین ... [illegible]

وفات پائی تو پانچ برس کا ایک لڑکا محمد نامی سوسن یا نرجس کنیز کے شکم سے چھوڑا جو نصف شعبان میں سنہ ۲۵۵ھ میں جیسا کہ ابن الوردی نے بھی کہا ہے پیدا ہوا تھا مہدی موعود اور خاتم الائمہ یہی ہیں خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کے عہد میں بقول ابن وردی نو برس کی عمر میں تہ خانہ سامرہ میں جو ایک بڑا شہر ہے تکریت اور بغداد کے درمیان میں شرقی دجلہ پر آباد کیا ہوا معتصم کا چھپ گئے اور سنہ مخفی ہونے کا ۲۶۶ ہے اور یافعی کے نزدیک سنہ ۲۶۵ھ ہے شیخ عبدالحق نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ اول اصح ہے ابن بطوطہ نے اپنی رحلہ میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اوس تہ خانہ کی دروازہ پر سواردان اور سواری کو ٹھہرے ہوئے مشاہدہ کیا ہے اس سے لئے یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اسی سے لئے انکا لقب **اثنا عشری** ہو گیا ہے اور انکے یہاں ترتیب ائمہ کی اسطرح ہے **امام اول** حضرت علی بن ابی طالب ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے جمعہ کے روز ہجرت سے ۲۳ سال قبل بیت الحرام میں فاطمہ بنت اسد سے متولد ہوئے روز یکشنبہ کو ۱۲ رمضان سنہ ۴۰ ہجری میں ۶۵ برس کی عمر میں عبدالرحمن ابن ملجم کے ہاتھ سے شہید ہو کر تین کپڑون کے اندر مقام غری یا نجف یا مسجد کوفہ کے درمیان میں یا قصر الامارۃ کوفہ میں شب کو دفن ہوئے آپکی مہر پر یہ کندہ تھا الملک للہ الواحد القہار۔ **امام دوم** حضرت حسن بن علی علیہما السلام ہیں جو سنہ ۳ ہجری میں نصف رمضان کو پیدا ہوئے تھے اونکی کنیت ابو محمد ہے اور لقب تقی اور زکی اور سبط اور ولی ہے اور انمین اشہر تقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید لقب عطا کیا تھا اور سنہ ۴۱ھ میں نصف جمادی الاولی کو معاویہ کو کار خلافت سپرد کر کے صلح کر لی اور ایک لاکھ درم سالانہ معاویہ سے اونکے مقرر کر دئے اعلام الورے میں طبری سے لکھا ہے کہ وہ صلح کے بعد مدینہ میں دس سال تک زندہ رہے پھر اونکی زوجہ جعدہ بنت اشعث کندی نے معاویہ کے کہنے سے زہر دیدیا جس سے ۵ ربیع الاول سنہ ۴۹ یا سنہ ۵۰ھ کو ۴۷ برس کی عمر

لہ دیکھو مقدمہ اول کتاب منتہی المقال فی اسماء الرجال ۱۲ منہ

مین انتقال فرمایا معاویہ نے یہ خبر سنی تو سجدہ مین گر گئے اور بعضے کہتے ہین کہ یزید کے بہکانے سے کہ مین سمجہے بعد امام حسن کے نکاح کرونگا زہر دیا مگر یزید نے بہی اوس سے نکاح نکیا امام حسن بقیع مین مدفون ہوئے خضاب سیاہ کیا کرتے تہے سلسلہ حسنیہ آپ ہی سے مخصوص ہے اور بعضے اور سلسلے بہی حسن مثنی کی ذریعہ سے ملتی ہین انکی مہر پر کندہ تہا العزة للہ

امام سوم - حضرت حسین بن علی کرم اللہ وجہہ ہین تو پانچوین شعبان کو سنہ ۴ ہجری مین پیدا ہوئے انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور القاب رشید و طیب و زکی و وفی و سید و مبارک و تابع لمرضاة اللہ و سبط اصغر ہین اور انمین بہت مشہور زکی ہے میدان کربلا مین جمعہ کے دن دہم محرم سنہ ۶۱ کو ۵۵ سال کی عمر مین شہید ہوئے سنان بن انس نخعی خاص اونکا قاتل ہے اور اونکی مہر پر کندہ تہا لکل اجل کتاب[1]

امام چہارم - زین العابدین بن حسین شہید ہین جنکا لقب زکی و امین اور زین العابدین اور کنیت ابو الحسن و ابو محمد ہے اور علی اصغر نام ہے مدینہ مین پنجشنبہ کو پنجم شعبان سنہ ۳۸ مین سلافہ نام دختر یزدجرد سے جنکا لقب شاہ زنان ہے پیدا ہوئی تہی اور واقعہ کربلا مین ۲۲ برس کے تہے بسبب مریض ہونے کے قتل ہونے سے بچ گئے بقول ابن الصباغ مالکی صاحب فصول مہمہ ولید بن عبد الملک کے زہر دلوانے سے دہم محرم کو سنہ ۹۵ مین ۷۵ برس کی عمر مین فوت ہوکر اپنے چچا حسن سبط کی قبر شریف مین مدفون ہوئے مروان اور عبد الملک اور اوسکا بیٹا ولید انکی ہم عصر تہے اونکی مہر پر یہ کندہ تہا وما توفیقی الا باللہ

---

[1] دیکہو تاریخ ابو الفدا

[2] تاریخ التواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا نام علی اوسط ہے اور علی اصغر یوم عشرہ مین رضاعت سے شہید ہوئے تہے اور صحیح یہ ہے کہ امام حسین کے تین بیٹون کے نام علی ہین اول علی اکبر شہید جو بیرہ دختر عروہ بن مسعود ثقفی سے پیدا ہوئے تہے دوسرے علی امام اور علی اوسط نیہ سے علی اصغر ان دونون کی ماں کا نام شہربانو ہے جو اسیر ہو کر آئی تہین اسلئے بعضون نے اونکو ام ولد کہا ہے اور منسوبین مین شمار کیا ہے اور یہ شاہ ایران کی بیٹی تہا اور واقع الانوار طبقات الخ مین امام حسین کے حالات مین لکہا ہے۔ امام حسین کے تین فرزند تہے علی اکبر علی اصغر کہ جنکی نسل سے یہ سادات [illegible] سادات کے خاندان مین تیسرے جعفر اور دو دختر فاطمہ اور سکینہ بی بی سکینہ قرا[illegible] مین سیدہ نفیسہ بنت حسن

امام پنجم - محمد بن علی ہین جو جمعہ کے دن سوم صفر ۵۷ھ کو مدینہ مین دختر امام حسن ہی سے پیدا ہوئے لقب اونکے باقر و شاکر و ہادی ہین اور کنیت ابوجعفر ہے انکا معاصر ولید ہے بقول موٴلف نور الابصار ترسٹھ ۶۳ سال کی یا اٹھاون سال کی عمر مین ۱۱۷ھ فوت ہوئے درالاصداف مین ہے کہ یہ بھی مسموم ہوئے تھے اور بقیع مین قبۃ العباس کے اندر دفن ہوئے انکی مہر پر رب لاتذرنی فرداً کندہ تہا۔

امام ششم - جعفر بن محمد ہین جنکے لقب صادق و فاضل و طاہر ہین اور کنیت ابوعبداللہ ہے مدینہ مین دوشنبہ کو ۸۰ھ مین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ ۱۷ ربیع الاول کو ۸۳ھ مین ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق سے پیدا ہوئے اور قاسم کی ماں عبدالرحمن بن ابوبکر کی بیٹی ہین اسی سے کہا کرتے تہے **ولدنی الصدیق مرتین** اونکی مہر پر کندہ تہا **ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ** ابوجعفر منصور اونکا معاصر تہا بقول نور الابصار ماہ شوال مین اور بقول بعض ۱۵ رجب کو مدینہ کے اندر ۶۸ سال کی عمر مین ۱۴۸ھ مین منصور کے عہد مین وفات پائی اور اپنے باپ دادا کی مقبرہ مین مدفون ہوئے۔

امام ہفتم - موسیٰ بن جعفر ہین جنکا لقب صابر و صالح و امین ہے اور زیادہ مشہور کاظم ہے کنیت ابوالحسن اور ابوابراہیم ہے اونکے معاصر ہادی و ہارون الرشید تہے اہل عراق اونہین باب الحوائج کہتے تہے اس لئے کہ اون سے کام بہت نکلتے تہے سماۃ حمیدہ بربریہ سے ابوا مین ۱۲۸ھ کو پیدا ہوئے ۲۵ رجب ۱۸۳ھ مین ۵۵ سال کی عمر مین خرمون مین زہر دلوائے جانے سے وفات پائی بغداد کے اندر باب التبن مین دفن ہوئے اونکی مہر پر کندہ تہا **الملک للہ وحدہ**۔

ﻪ دیکہو طبقات مناوی ۱۲

رہے اور مقام سامرہ مین انتقال کیا باپ کی قبر مین جمعہ کے دن ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ مین
دفن ہوئے ۲۹ برس یا ۲۸ برس کی عمر پائی سبحان من له مقالید السموات والارض
انکی خاتم پر کندہ تھا معتز اور مہتدی اور معتمد اونکی معاصر تھے۔

امام دوازدہم محمد بن حسن خالص ہین جنکی کنیت ابوالقاسم ہے اور القاب مہدی
منتظر قائم صاحب الامر صاحب الزمان حجت و قائم ہین اور مشہور زیادہ مہدی ہے اور یہی
منتظر ہین اونکو زندہ غیر مرئی بتاتے ہین کہتے ہین کہ خوف اعدا سے غائب ہوگئے ہین
اور ظاہر ہوکر زمین کو عدل سے بھر دینگے جسطرح کہ جور سے بھر گئی ہے مگر اونکی غیبت کے وقت
اور سن و سال مین بہت اختلاف کر کے چند فرقے بن گئے ہین بلکہ بعضے کہتے ہین کہ
وہ مر گئے ہین پھر لوٹ کر دنیا مین آوینگے اسوقت مین اثنا عشری کے نزدیک دعاۃ کا سلسلہ
بند ہوگیا ان مین بعضے یہ دعوے کرتے کہ ہم امام غائب اور امامیہ کے درمیان مین سفارت
کرتے ہین اور پھر یہ سفیر اپنی وفات کے وقت جانشین کر دیتے اور یہ سلسلہ سنہ ۳۲۸ ہجری
تک رہا اور سفیر اول عثمان ابن سعید عمری اسدی تھا اس کے بعد بیٹا اسکا ابوجعفر وکیل ہوا اور
قریب پچاس سال کے وکیل رہا اس کے بعد ابوالقاسم حسین ابن روح وکیل ہوا اس نے
اپنے بعد علی بن محمد سمیری کے لئے وصیت کی یہ علی بن محمد سنہ ۳۱۶ مین سفیر ہوا اور سنہ ۳۲۸ مین
فوت ہوا اوس کے بعد سے سفارت کا سلسلہ بھی بند ہوگیا اور وہ خاتم السفرا سمجھا جاتا ہے اور
اوس کے بعد امام کی طرف سے کوئی سفیر نہین آیا اور امام نے غیبت کبرے اختیار کر لی
پس غیبت کبرے کی ابتدا سنہ ۳۲۸ سے ہے اور جب تک انکے پاس سے سفیر آتے رہے
وہ غیبت صغرے کہلاتی رہی جسکی مدت ۷۴ سال ہے جیسا کہ صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ
نے تصریح کی ہے۔ اور امامیہ سفیر کو امام مخفی کا باب کہتے ہین بہت سے لوگون نے کذب
افترا کے طور پر بھی بابیت اور سفارت کا دعوے کیا تھا جنکی تکذیب کے باب مین امام مخفی
کی طرف سے فرمان کتب امامیہ مین مصرح ہین استرآبادی نے رجال کبیر مین ایسے سفیرون

کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے اونمین سے یہ ہین ابو محمد حسن شرعی اور محمد بن نصیر نمیری
احمد بن ابی العزاقر اور احمد بن ہلال اور ابو طاہر محمد بن ہلال وغیرہ ابتدا مین شیعہ اثنا عشریہ
متفرق طور پر ملک عراق مین رہتے تھے اور اپنے آپ کو اہل سنت مین ملائے ہوئے
تھے اور تقیہ کی حالت مین دور دور جاتے تھے جب خلفاے عباسیہ کے زوال اقبال کے آغاز
سے قریب قریب تمام سنہ ایکہزار ہجری مین عراقین اور خراسان مین سلاطین اثنا عشریہ کا زور
ہوگیا تو اثنا عشریہ نے تقیہ چھوڑ دیا اور ظاہر ہوگئے چنانچہ ایک شخص بویہ نامی جسکی کنیت ابو شجاع
ہے اور منسب اوسکا یزدجرد آخری بادشاہ ملک فارس تک اور وہان سے پشت بپشت
بہرام گور تک پہونچتا ہے دیلمان گیلان مین بحالت افلاس رہا کرتا تہا کہ ملک فارس کے
انقلاب کے بعد اوسکا خاندان گیلان مین چلا آیا تہا بویہ کے تین بیٹے تھے علی احمد حسن کہ پہلے
کا خطاب عماد الدولہ دوسرے کا رکن الدولہ تیسرے کا معز الدولہ ہوا یہ سب کے شیعہ اثنا عشریہ

ﻪ مولوی قدرت اللہ نے جام جہان نما مین لکہا ہے کہ عوام کے نزدیک چہاردہ معصوم انہین بارہ اماموں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ سے عبارت ہے اور یہ غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ چہاردہ معصوم یہ ہین (١) محمد محسن بن علی کرم اللہ وجہہ جو بی بی فاطمہ علیہا السلام سے ہین انکی قبر جنت بقیع مین ہے (٢) عبد اللہ بن امام حسن رضا یہ سات برس کی عمر مین طلوع بن عامر کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر جنت بقیع مین ہے (٣) جعفر بن امام حسین یہ تین برس کی عمر مین تشنگی سے جان بحق تسلیم ہوئی انکی قبر کربلا مین ہے (٤) قاسم بن امام حسن انکی قبر کربلا مین ہے (٥) حسین بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر ری مین ہے (٦) صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر بھی رے مین ہے (٧) علی اظہر بن امام محمد باقر آٹھ برس کی عمر مین احمد بن منصور کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی شام مین ہے (٨) عبد اللہ بن امام جعفر صادق یہ دو برس کی عمر مین خلیفہ بغداد کے سامنے عبید اللہ بن محمود کوفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر بغداد مین ہے (٩) یحیی بن امام محمد جعفر صادق تین برس کی عمر مین باسطان کی درمیان شہید ہوئے قبر انکی باسطان مین ہے (١٠) صالح بن امام موسی کاظم تین برس کی عمر مین یوسف بن ابراہیم کی ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی رے مین ہے (١١) طیب بن امام موسی کاظم سات برس کی عمر مین دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی شیراز مین ہے (١٢) محمد جعفر بن امام محمد تقی چار برس کی عمر مین یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر کوفہ مین ہے (١٣) محمد جعفر بن امام حسن عسکری یہ بھی ابن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر رے مین ہے (١٤) قاسم بن محمد مہدی تین برس کی عمر مین منصور بن ناصر بن ابراہیم کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر شیراز مین ہے

سے تھے انہون نے شمال ایران کے پاس ملک جرجان و مازندران مین خلفاے عباسی کی طرف سے
حکومت حاصل کی اور قاہر باللہ بن معتضد عباسی کے عہد سے جو سنہ ۳۲۰
مین بعد قتل مقتدر کے خلیفہ ہوا انکی دولت کا ظہور شروع ہوا اور انہون نے مذہب اثنا عشری کا
اظہار کیا تو شیعہ اثنا عشری کو بڑی قوت ہاتھ آئی اور عماد الدولہ نے ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین رجان اور
اصفہان پر قبضہ کیا پھر برابر سلسلہ فتوحات کا انکے ہاتھ مین جاری رہا یہانتک کہ راضی باللہ
کے عہد مین سنہ ۳۲۶ ہجری تک سارا فارس عماد الدولہ ابن بویہ کے ہاتھ مین آگیا اور رے اور اصفہان
وغیرہ مین رکن الدولہ نے اپنا قدم جما دیا اور تینون بھائی بعد دیگرے صاحب سلطنت ہوئے اور یہانتک
زور بڑھایا کہ خلفاے بغداد پر غالب آگئے اور خلفاء کا عزل و نصب انکے اختیار مین ہو گیا اور تمام
آذربایجان و خراسان جرجان و مازندران و جیلان و دیلم و اصفہان و رے و شیراز وغیرہ پر انکا
قبضہ رہا اور ۱۲۷ برس تک انکی سلطنت قائم رہی اسکے بعد آخری بادشاہ انکا ملک الرحیم
خسرو فیروز بن رکن الدولہ بن بویہ کی اولاد مین سے جسکو سلطان طغرل بیگ نے سنہ ۴۴۷ ہجری مین گرفتار
کیا تھا یہ لوگ غالی اثنا عشری مذہب کے تھے مذہب کا انکے یہ حال تھا کہ سنہ ۳۵۱ ہجری مین جب رکن الدولہ
ابن بویہ نے طبرستان و جرجان فتح کیا تو حکم دیا کہ تمام شیعہ اثنا عشری مساجد پر یہ لکھدین لعن اللہ
معاویۃ بن ابی سفیان و لعن من غصب فاطمۃ فدکا و من منع ان یدفن الحسن عند قبر جدہ و من نفی ابا
ذر الغفاری و من اخرج العباس من الشوری یعنی اللہ لعنت کرے معاویہ پر اور اوس شخص
پر لعنت کرے جسنے حضرت فاطمہ سے ظلم کے ساتھ فدک کو چھین لیا اور اوس پر جس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس امام حسن کو مدفون ہونے سے روکا اور اوس پر جس نے
ابوذر غفاری کو شہر بدر کرایا اور اوس پر جس نے حضرت عباس کو شورے مین شریک کرنے
سے چھوڑ دیا۔ اور جلد اول نزہت اثنا عشریہ مین من غصب فاطمۃ فدکا کی جگہہ من اغضب
فاطمۃ رضی اللہ عنہا واقع ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہونگے اللہ اوس شخص پر لعنت کرے جس نے
بی بی فاطمہ کو غصہ دلایا۔ سو اس کلام مین لعن حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان اور ام المومنین

عائشہ اور حضرت عمر پر بھی لگایا۔ اسواسطے کہ آنحضرت کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے
فاطمہ علیہا السلام کو باغ فدک میراث میں ندیا اور یہ کہا کہ آنحضرت کا مال میراث نہیں ہو سکتا
اسواسطے کہ وہ فرما چکے تھے۔ لانورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ یعنی نہیں چھوڑتے ہم یعنی گروہ انبیا
میراث جو کچھہ ہم چھوڑتے ہیں صدقہ ہے۔ اور جبکہ بی بی صاحبہ نے یہ دعوے کیا کہ یہ باغ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہبہ کر چکے ہیں تو اون سے گواہ طلب کئے اونکی طرف سے حضرت علی اور ام ایمن یہ دو شاہد
پیش ہوئے۔ تو اونکی شہادت کو اسلئے قبول نکیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں تھا
ایک اور عورت کی ضرورت تھی اس کارروائی کے بعد فاطمہ علیہا السلام حضرت ابوبکر سے ناخوش ہوئیں
اور اونسے بولنا چالنا ترک کردیا۔ حالانکہ مسور بن مخرمہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی فاطمہ میرا جزو ہے جس نے اوسکو
غصہ دلایا اوسنے مجھکو غصہ دلایا۔ اور امام حسن نے وفات کے قریب وصیت کی تھی کہ مجھکو میرے
نانا کی قبر کے پاس دفن کرنا جب انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے چاہا کہ نبی علیہ السلام کی قبر کے پاس
دفن کریں معاویہ کی طرف سے مروان بن حکم مدینہ کا فرمانروا تھا اوسنے منع کیا قریب تھا کہ بنی امیہ و بنی ہاشم
میں تلوار چلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ مکان میرا ہے میں اجازت نہیں دیتی آخر کو
بقیع میں مدفون ہوئے اور شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمان نے ابوذر کو مدینہ سے ربذہ کو نکلوا دیا تھا اور
جبکہ حضرت عمر کی موت کا وقت قریب ہوا تو اونہوں نے ان چھہ شخصوں کو مشورہ خلافت اور کار خلافت
کے لئے منتخب کیا تھا حضرت علی عثمان زبیر طلحہ سعد و عبد الرحمن رضی اللہ عنہم اور حضرت عباس
کو چھوڑ دیا تھا سو من اخرج العباس عن الشورے سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے اونکو بعض لوگوں نے
اس تحریر کو مٹا دیا تب ونے مہلبی کے اشارے اور معز الدولہ کی اذن سے یوں لکھا گیا لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور حکم دیا کہ لعن میں سوائے معاویہ کے دوسرے کا ذکر نکیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس تحریر
کو شیعہ سے اتنی دلچسپی تھی سنہ ۳۴۱ ہجری میں مہلبی نے ایک قوم تناسخیہ کی گرفتار کی جسمیں ایک نوجوان تھا کہ اوسکو اسکا
کا زعم تھا کہ حضرت علی کی روح نے مجھمیں حلول کیا ہے اور اوس قوم میں ایک عورت تھی کہ وہ کہتی تھی مجھ

تھیں بی بی فاطمہ کی روح انتقال کیا ہے اور ایک شخص یہ کہتا تھا کہ مجھ میں جبریل نے انتقال کیا ہے جب ان لوگوں کی یہ کلمات سنکر شور اٹھا تو یہ کہنے لگے کہ ہم محبان اہل بیت ہیں معز الدولہ نے بوجہ اس کے کہ خود بھی شیعہ تھا ان کو رہا کرا دیا فرقہ اثنا عشریہ کو آل بویہ کے عہد میں جنہیں دیالمہ بھی کہا کرتے ہیں بڑی قوت ہاتھ آئی بڑے بڑے علما جمع ہوئے اور تصانیف سے مذاہب کی تائید کی اور بغداد میں سنہ ۴۴۸ھ میں شیعہ و سنی کے فتنے برپا ہوئی جس سے اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کی جگہہ کھلم کھلا حی علیٰ خیر العمل شروع کیا بلدہ کرخ میں اسکا رواج ہو گیا پھر چنگیز خان تاتاری کی اولاد میں سے سلطان غازان بن ارغون بن القابس ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان شیخ صدر الدین ابراہیم خلف شیخ سعد الدین حموی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر سلطان محمود کے نام سے مشہور ہوا اور اس بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ فوج بھی مسلمان ہو گئی اور اس نے ایک اثنا عشری عالم سے تاج الدین نام کے سمجھانے سے یہ مذہب قبول کیا پھر تمام ملک میں یہ مذہب پھیل گیا بڑے بڑے علما جمع ہوئے چنانچہ ابن مطہر حلی بھی انہیں میں تھے اور اس سلطان کی حیات تک اس فرقہ کا غلو بہت ہی بڑھا رہا ابن مطہر نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں یہ بادشاہ سنہ ۶۷۰ھ میں پیدا ہوا تھا اور ۶۹۴ھ میں مسند نشین سلطنت ہوا اور اسی سال میں مسلمان ہوا تھا پھر سلطنت تراکمہ کی جنکی اصل فرقہ اثنا عشری سے تھی دیار بکر اور اوس کے گرد و نواح میں جو ولایت ایران میں داخل ہے اور فی الحال سلطان روم کے ماتحت ہے سنہ ۸۰۶ھ میں قائم ہوئی اور اس فرقہ کو از سر نو رونق ہو گئی اور پچاس برس تک اس ریاست میں تبرا و غلو کا غلبہ رہا اور علمائے اثنا عشری اکر جمع ہو گئی تراکمہ کی زوال سلطنت کے بعد سلاطین حیدریہ نے جنہوں نے اپنا لقب صفویہ رکھا سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا انکی سلطنت کا بانی بادشاہ اسمٰعیل ہے جسکی شہرت اور ظہور سنہ ۹۰۵ھ میں ہوا اور سنہ ۹۱۶ھ تک سب عراق عجم اور کرمان اور مازندران اور آذربیجان و خراسان و تبریز مفتوح ہو گیا سلاطین صفویہ کو یہاں تک غلو تھا کہ شاہ اسمٰعیل

صفویہ نے موجب طریقۂ اثنا عشریہ کے ایک ٹوپی سرخ رنگ ایسی ایجاد کی جسکے بارہ قطعی ہوتے تھے اور ہر قطعی مین ایک امام کا ائمہ اثنا عشریہ مین سے نام لکھا جاتا تھا اور یہ ٹوپی خاص شیعہ اثنا عشریہ کے اوڑھنے کے واسطے بنوائی گئی تھی تاکہ شیعہ اور غیر شیعہ مین فرق و تمیز رہے اور چونکہ سرخ رنگ کو ترکی زبان مین قزل کہا کرتے ہین اس لئے اس کے اوڑھنے والے قزلباش مشہور ہوگئے غرض فرقۂ اثنا عشریہ کا زور و شور ایران مین یہانتک بڑھگیا کہ انہین سے ایک بادشاہ کو علمائے اثنا عشریہ نے صاحب الزمان کا نائب قرار دیکر اوس کے لئے رسم سجدہ جاری کرائی اور اس بادشاہ نے زبردستی مخلوق کو اس مذہب مین ڈالا جسنے انکار کیا قتل کرایا اہل سنت وجماعت کے جمعہ وجماعات روکدئے اور خطبون مین ممبر و نپر بی بی عایشہ اور بی بی حفصہ اور بڑے بڑے صحابہ کی علانیہ مذہب بیان کرانا شروع کی ملکہ کوچہ و بازار مین اونپر لعنت کرائے ہزارہا علمائے اہل سنت کو قتل کرایا اونکی مساجد خراب کرادین اور انہین سے بڑے بڑے علما کی قبرین اوکھڑوا کر ہڈیان جلوادین جیسے عین القضاہ ہمدانی اور قاضی ناصر الدین بیضاوی غیرہ اور ہزارہا اہل سنت خانہ بدوش اور تباہ وبرباد ہوکر توران مین بادشاہان ماوراء النہر کے پاس پناہ گزین ہوے زوال دولت صفویہ کے بعد سلاطین زندیہ بھی اسی مذہب پر ہوے اور زندیہ سے سلاطین قاچاریہ نے یہ سلطنت چھین لی کریم علی خان قاچار طہماسپ ثانی کا سپہ سالار تھا نادر شاہ نے اسے قتل کرادیا اس کے دو بیٹے تھے محمد حسین خان محمد حسن خان محمد حسن خان کے بیٹے آقا محمد خان نے لطف علی خان زند پر کہ سلاطین زندیہ کا آخری بادشاہ ہے غلبہ پاکر سلطنت ایران حاصل کی اور ۱۲۰۰ھ مین مستقل طور پر سلطنت مذکور کا تخت نشین ہوکر آقا محمد شاہ کے نام سے مشہور ہوا اور ۲۱ ذی الحجہ ۱۲۱۱ھ مین اس کے مقتول ہونے کے بعد

---

[1] فتوحات اسلامیہ مین کہا ہی کہ اس کو شیخ صفی الدین اردبیلی کی اولاد مین ہونے کی وجہ سے صفویہ کہتے ہین جو سنی المذہب درویش اہل سلوک مین سے تھے اونکی سلسلہ کا طریق احمد غزالی برادر امام محمد حجۃ الاسلام غزالی تک پہونچتا ہے ۱۲

منہ

اسکا بھائی فتح علی شاہ حکمران ہوا اور ۱۹ جمادی الاولے سنہ ۱۲۵۰ کو اسنے انتقال کیا تو محمد شاہ
والی سلطنت ہوا اور اسنے جب ۶ شوال سنہ ۱۲۶۴ کو وفات پائی تو اسکے بیٹے ناصر الدین
شاہ فرمانروا ہوئے اب انکے بیٹے شاہ مظفر الدین مالک سلطنت ایران ہین اور ان تمام
سلاطین قاچاریہ کا مذہب اثنا عشری ہے انکے غلو کا یہ حال ہے کہ ناسخ التواریخ مین جہان جہان
خلفائے ثلثہ اور بی بی عائشہ صاحبہ کے تاریخی حالات تمام کیئے ہین وہان اونپر مطاعن بھی
ضرور لکھدیئے ہین اور جواب نقل نہین کیئے ہین سرجان مالکم کی تاریخ مین لکھا ہے کہ مذہب شیعہ
کا رواج ایرانیت وہان کے رہنے والونمین اتفاق پیدا ہوجانے کا سبب واقع ہوا ہے اور بقدر
حب وطن کے دلونمین راسخ ہوگیا ہے اس زمانہ مین ایرانیون کو وہ تعصب مذہبی باقی نہین رہا جو
پہلے تھا اور اسکا سبب یہ نہین ہے کہ اونمین ترقی و تربیت آگئی ہے ملایہ جوش دہیما ہوگیا ہے
اہل سنت وجماعت کو کافر نہین قرار دیتے ہین کہتے ہین یہ لوگ مسلمان ہین مگر مومن نہین اسلئے
کہ انہون نے اون لوگون کی خلافت کو قبول کرلیا ہے جنہون نے آل رسول کا حق مار لیا اور جور
کے ساتھ خلافت جلائی پس یہ لوگ اسوجہ سے خطا مین ڈوبے ہوئے ہین۔ اور نوسو اکہتر
ہجری مین دکن ملک ہندوستان مین سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ سلطنت کرتی تھی اور ان سب
لوگون کا مذہب اثنا عشری تہا او تشیع مین بہت غلو رکھتے تھے۔ خاندان بہمنیہ کا بانی اول
شاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی ہے کہ چوبھی ربیع الاول سنہ ۷۴۸ مین ملک دکن کا فرمان روا ہوا
اور اس خاندان کا آخری شاہ کلیم اللہ بہمنی بن محمد شاہ بہمنی ہے جو اپنی ملک سے بیدخل ہوکر
سنہ ۹۳۴ مین برہان نظام شاہ کے پاس جاکر وہین راہی ملک بقا ہوا اس خاندان نے ملک
دکن مین ایک سو بیاسی برس تک سلطنت کی انکا دار السلطنت احمد آباد بیدر تہا یوسف
عادل شاہ جو سنہ ۸۹۵ یا سنہ ۸۹۶ مین بیجاپور واقع ملک دکن کا بادشاہ ہوا تہا اس کی طبیعت مین
بسبب ایران کے رہنے بہنی اور شیخ صفی کے خاص خاص معتقدون کے ملنے جلنے سے تشیع کی گرمجوشی بیٹھ

ف تحفہ اثنا عشریہ مین ہے درو دکن سلاطین بہمنیہ و عادل شاہیہ کہ نہایت مرتبہ غلو تشیع داشتند بہم رسیدند۔ ۱۲

گئی تھی اس سے اس مذہب کو اپنے سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنی اوسی مذہب کی تائید وحمایت
کرتا تھا ان عادل شاہیون سے چوتھا بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ھ مین تخت نشین ہوا
تو اس نے اپنے اسلاف کے مذہب کو ترک کردیا اور خطبہ مین سے ائمہ اثنا عشر کے نام
نکلوا دیے اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور اوس سرخ ٹوپی کا اوڑھنا موقوف کرادیا جو کلاہ
دوازدہ ترک کہلاتی تھی اور سپاہ شیعہ کی علامت سمجھی جاتی تھی ۹۶۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ
کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا علی عادل شاہ مذہب اثنا عشری پر ہوا اوسکا مذہب باپ کے
سامنے ہی سے یہ تھا اوس نے اپنے اجداد کا مذہب اوجالا اور غالی شیعون کا طور وطریق اختیار
کیا اور خطبہ مین ائمہ اثنا عشر کا نام داخل کرادیا اور لفظ علی ولی اللہ کلمات اذان مین داخل کرایا
اور ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین شیعہ جو تقیہ کرنے لگے تھے اونکو حکم دیدیا کہ علی الاعلان
کوچہ بازار مین اپنے کام مین مشغول رہین۔ یہی حال ان فرمان رواؤن کی حکومت مین رہا یہانتک
کہ سکندر شاہ کے ہاتھ سے ۱۰۹۷ھ مین قلعہ بیجاپور نکل گیا اور اوس کو قلعہ دولت آباد
مین عالمگیر شہنشاہ ہندوستان نے قید کردیا پس عادل شاہیون کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس
خاندان مین دس آدمی دو سو دو برس تک فرمان روا رہے اور نظام شاہیہ خاندان مین
جسکی بنیاد احمد شاہ نومسلم نے ڈالی تھی اوسکا بیٹا برہان شاہ تخت احمد نگر پر بیٹھا تو اوس نے
شاہ طاہر کی ہدایت سے مذہب اثنا عشری کو رواج دیا ۹۹۷ھ مین میران حسین پانچوین بادشاہ
کے مارے جانے سے مذہب کا تبدل واقع ہوا اور سنی غالب آئے اور جہانگیر شہنشاہ ہندوستان
کے عہد مین اوسکی بیگم نورجہان اور بیگم کے رشتہ دارونکا یہی مذہب تھا سلطنت پر حاوی
ہو گئی تھی اور ان کے پاس عراق اور خراسان کے تمام شیعہ اثنا عشری بھرے پڑے تھے
اور تمام وزرا وصوبہ داران ملک اور امرا اسی مذہب پر تھے۔ اور تمام ملک اودہ مین شیعون
کی حکومت رہی ابتدا وزرا و بادشاہان صوبہ اودہ کے برہان الملک سعادت میر محمد امین

۵۲ دیکھو تاریخ فرشتہ ۱۲

نیشاپوری سے ہوئی جو امام موسے کاظم کی اولاد مین سے تھا اور محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان
نے اوسے صوبہ دار اودہ کا کیا تھا اور فروری ۱۸۵۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ مین واجد علی شاہ
سے انگریزون نے انتزاع ملک کیا شاہ معزول نے اپنی ایک تالیف کے صفحہ ۴۰ مین
جسکا نام مجموعہ واجدیہ ہے لکھا ہے اسامی ملعونان و ملعونات کہ تا قیامت برآنہا لعنت
باید کرد اور اوس کے بعد مین بعضے اصحاب کبار کے نامون سے بھر دئیے ہین نعوذ
باللہ منہا امامیہ اثنا عشریہ رویت حق تعالی کا انکار کرتے ہین اور انکے نزدیک متعہ کی
حلیت کا اعتقاد لازم ہے اور جو فعل قبیح ہوتا ہے اوسکی نسبت خدائے تعالی کی طرف
نہین کرتے اور امامت کو خدائے تعالی کا لطف جانتے ہین اور تقرر امامت کو واجب
قرار دیتے ہین اور حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ وغیرہ صفات باری تعالی کو
عین ذات مانتے ہین اور حشر ونشر کے قائل ہین اور علم معتقدات کو بلا دلیل کافی نہین
جانتے اور قائل ہین اس کے کہ اللہ تعالی اور ائمہ غیر شیعہ کی گمراہی سے راضی ہین اور شیعہ
تراویح رمضان اور موزون پر مسح کے منکر ہین[1] اور کہتے ہین نماز پیچھے ہر فاجر کے جائز نہین

عقائد اثنا عشریہ کی تفصیل بہ ترتیب یون ہے

(بیان توحید) معرفت اللہ تعالی کی واجب ہے ہر مکلف پر کیونکہ وہ منعم ہے تاکہ ہم اوسکا
شکر کرین اللہ تعالے موجود ہے اور واجب الوجود لذاتہ ہے یعنی اپنے وجود مین غیر کا محتاج
نہین اور اوس پر عدم جائز نہین (بیان صفات ثبوتیہ) اللہ تعالی قدیم ازلی ہے یعنی
اوس کے وجود پر عدم سابق نہین باقی ہے ہمیشہ رہیگا یعنی اوس کے وجود کو عدم لاحق نہین
ہوتا اور قادر مختار ہے یعنی اگر چاہے کرے اور اگر چاہے نکرے اور عالم ہے یعنی تمام
چیزین اوس کے نزدیک ظاہر اور حاضر ہین زندہ ہین یعنی صحیح ہے اوس سے کہ قادر ہوے

---

[1] مولوی عصمت اللہ نے فقہ اکبر کی شرح مین کہا ہے چونکہ شیعہ تراویح رمضان کے منکر ہین اور مسح موزون پر نہین کرتے بلکہ پاؤن پر مسح بلا موزہ کے کرتے ہین اس لئے امام نے انکے رد کی نیت سے کہا ہے مسح موزون پر اور تراویح رمضان مین سنت ہے

اور جانتے اور ہر مقدور پر قادر ہے اور ہر معلوم کا عالم ہے اور متکلم ہے بغیر زبان کے اور اللہ کو
متکلم ہونے سے یہ مطلب ہے کہ کسی جرم سماوی یا جسم ارضی مین کلام دیا و کیا تاکہ اپنی غرض
کو خلق کی طرف پہونچاوے پس اس قسم کے کلام کو اوسکا اپنی ذات کی طرف نسبت
بھی اللہ تعالی کا کلام کہاتا ہے اور اللہ تعالے کے سمیع او بصیر ہے بغیر کان اور آنکھ کے مقصد
یہ ہے کہ مبصرات اور مسموعات کو جانتا ہے اور اللہ تعالی بغیر اعضا کے مدرک ہے
یعنی اوس چیز کو جانتا ہے جسکا ادراک حواس سے ہوتا ہے اور صاحب ارادہ ہے یعنی ترجیح
دیتا ہے فعل کی جسوقت جانتا ہے اوسکی مصلحت کو اور اللہ تعالی صادق ہے جو
کہتا ہے کذب سے منزہ ہے اور کارہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے ترک فعل کے جسوقت
فعل کے ہونے مین جانتا ہے اور واحد ہے اوسکا کوئی شریک الوہیت مین نہین (بیان صفات
سلبیہ) اللہ تعالی نہ جسم ہے نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے ——— اور نہ
کسی جہت مین ہے اور نہ کسی مکان مین ہے اور وہ نظر کے ساتھ نہین دکھہ سکتا نہ دنیا مین نہ آخرت
مین کیونکہ وہ مجرد ہے اور رویت کے لئے جسم وجہت شرط ہے اور خود بھی کہتا ہے
لن ترانی یعنی ہرگز نہ دیکھے گا تو مجھے اور کہا لا تدرکہ الابصار نہین پاسکتین اوسکو
آنکھین اور اللہ کے لئے نہ ولد ہے نہ زوجہ اور متحد اپنے غیر سے نہین ہوسکتا اور مرکب کسی
شئے سے نہین ہے اور نہ حلول کے ساتھ متصف ہے اور نہ کسی ایسی صفت کے ساتھ
جو اوسکی ذات مقدس پر زاید ہو متصف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو ذات الہی کا حدوث لازم آئیگا
اس سے کہ محل حوادث ہوگی اور اگر وہ صفت قدیم ہو تو قدما کا تعدد لازم آئے گا
اور یہ باطل ہے پس صفات ثبوتیہ اوس کے عین ذات ہوئی اور اللہ تعالی عالم بالعلم
اور قادر بالقدرہ نہین ہے بلکہ علم اور قدرت عین ذات اوسکی ہین اور تعدد صفات سے
تعدد معنے کا نہین ہوتا اگر عالم بالعلم اور قادر بالقدرہ ہو تو محتاجی اوس کی صفات کی جانب
لازم آوے اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالی قادر و عالم بالذات واحد ہی سے معنے ہی

ہین مجال تعدد نہین ہے (بیان عدل) اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے نہ برائی کرتا ہے اور
نہ واجب مین خلل ڈالتا ہے کیونکہ قبیح کا فعل قبیح ہے اور واجب مین خلل ڈالنا اللہ تعالیٰ کا
نقصان ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے اور غیر سے غنی ہے رضا بقضا و قدر
واجب ہے اور ہر چیز کہ ہے اور ہو وہ قضا و قدر سے ہے اور ان دونون سے جبر و ظلم
لازم نہین آتا ہے کیونکہ قضا و قدر علم اور بیان کے معنی مین ہے یعنی ہر شے کو جانتا ہے
جس حالت پر کہ وہ ہے اور اوسکو مالک سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مکلفین کو
بعض چیزون کی ساتھ تکلیف دی ہے اور اوسکا بدلہ ثواب ابدی کے ساتھ تکلیف کے مقابلہ مین
دیتا ہے اور اون آلام کا بھی عوض دیتا ہے جو مکلفین کی ذات پر نازل ہین اگر ایسا نکرے تو ظلم لازم
آئے اور اللہ تعالیٰ عادل ہے پس عوض پہونچانا واجب ہوا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ
اصلح ہے ورنہ عبث لازم آئیگا اور اللہ تعالیٰ عبث سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے
لطف ضروری ہے کیونکہ خلق کو پیدا کیا اور اوس مین خواہش رکھی پھر اگر لطف نہ فرماتا تو
قبیح کام پر آمادہ کرنا لازم آتا جو قبیح ہے اور لطف سے مراد یہ ہے ادلہ کا نصب کرنا اور عقل
کامل کا دینا اور رسولون کا بھیجنا اونکے زمانہ مین اور انقطاع رسل کے بعد امام کا باقی رکھنا تاکہ
غرض فوت نہوجائے (بیان نبوت) نبی ہمارے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن
ہاشم بن عبد مناف ہین وہ رسول ہین اور سچے حق و صدق کے اور انکا سب سے بڑا معجزہ
قرآن ہے کہ حق و باطل مین فارق ہے اور باقی ہے قیامت تک اور حجت ہے
خلق پر اور وہ اعجاز بوجہ زیادتی فصاحت و بلاغت کے ہے اس طرح پر کہ جب سے آپ نے تحدی
فرمائی اس امر پر کہ اگر مین پیغمبر نہین ہون اور یہ کلام الٰہی نہین ہے تو اس کے ادنی سی صورت
کی مثل لاؤ کسی سے اوسکا جواب آجتک ممکن نہوا اور آپ قبل بعثت اپنے نفس پر نبی تھے
اور بعد اوس کے آپ طرف کافۂ خلق کے رسول ہوئی اور تمام انبیا اپنے افعال اور اقوال
مین معصوم ہین تمام عیوب اور گناہ اور سہو اور نسیان سے اول عمر سے آخر عمر تک پس

جہان کلام مجید مین معصیت اور سہو کا ذکر ہے وہ واجب التاویل ہے اور انبیا کا اپنے اہل
زمانہ سے افضل ہونا واجب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی
نہوگا اور وہ تمام انبیا و مرسلین سے افضل و اشرف ہین اونکی معراج جسم عنصری کے ساتھ عالم
بیداری مین حق ہے اخبار صریح متواتر سے ثابت ہے منکر اوسکا دائرہ اسلام سے خارج
ہے آپ دروازہائے آسمان سے تشریف لیگئے اس مین حاجت خرق والتیام
افلاک کی باقی نرہی اونکا دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے (بیان امامت) امام کا ہونا لطف
الٰہی ہے جسطرح نبی کا ہونا لطف ہے پس نبی کے بعد امام کا وجود اللہ کی جانب سے
اوس کے حکم سے واجب ہے ورنہ قبیح لازم آئیگا جو محال ہے اور امام بعد جناب رسالتمآب
کے بلافصل علی بن ابی طالب ہین اور اون کے بعد گیارہ امام اونکی اولاد مین سے ہین
یعنی حسن پھر حسین پھر علی زین العابدین بن حسین پھر محمد باقر بن علی پھر جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم
بن جعفر پھر علی رضا بن موسےٰ کاظم پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری
بن علی نقی پھر محمد صاحب الزمان بن حسن عسکری یہ سب از روے حق کے ائمہ آدمیون
کے ہین ایک بعد دوسرے کے ہر امام انہین سے ایک بعد ایک کے از روے
نصوص متواترہ خلافت کے منصوص ہے اور انکا اپنے افعال و اقوال مین معصوم و مطہر ہونا
واجب ہے تمام گناہ اور سہو سے خواہ صغیرہ ہون خواہ کبیرہ عمداً اور سہواً اور ائمہ کا اعلم اور
افضل ہونا بھی واجب ہے اور مہدی منتظر امام محمد بن حسن عسکری ہین کہ اپنے والد کے زمانہ
مین پیدا ہوئے اور غائب ہین اور زندہ ہین اور باقی ہین جب تک دنیا باقی رہے اور غیبت
انکی اپنی خواہش طبعی سے نہین کیونکہ وہ معصوم ہین پھر کیسے واجب مین کمی اور خلل کرتے اور
نہ پروردگار کی جانب سے ہے کیونکہ وہ عادل اور حکیم ہے پھر قبیح کام کیسے کرتا اور نظرون اور
اور افادات سے اخفا قبیح ہے بلکہ اونکی غیبت کا فروان کی کثرت اور دوستون کی قلت

لہ امام کا مقرر کرنا لطف ہی اور لطف اللہ پر واجب ہے پس امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے ۱۲

کی وجہ سے ہے اور اونکا ظاہر ہونا ضرور ہے اور امام کی غیبت مین خلق کو اسطرح فائدہ پہونچتا ہے جسطرح کہ آفتاب سے فائدہ پہونچتا ہے جبکہ وہ بادل کی آڑ مین ہوتا ہے (بیان معاد) اللہ تعالی اجسام فانی کا اعادہ کریگا جیسے کہ دنیا مین تھے تاکہ مستحقین کو حق پہونچے انبیاء نے اسکی خبر دی ہے پس اعتقاد ساتھ معاد جسمانی کے واجب ہے اور ائمہ معصومین زمانہ مہدی علیہ السلام مین جماعت امم سابقہ اور لاحقہ کے ساتھ رجوع کرینگے تاکہ اپنی دولت اور حق کا اظہار کرین اللہ نے جو قرآن مین فرمایا ہے **ویوم نحشر من کل امة فوجا** یعنی وہ روز جسمین ہم ہر امت مین سے ایک گروہ اوٹھاوینگے اسی امر کی طرف اشارہ ہے امامت حضرت علی اور انکی اولاد مین سے باہر نہین نکلتی ہے اگر نکلے بھی تو غیر ون کے ظلم سے اور جناب امیر کی یا اونکی اولاد کے تقیہ کرنے سے اور جن باتون کی نبی علیہ السلام نے خبر دی ہے اور بتواتر ہم تک پہونچی ہین جیسے انبیائے سابقہ کی نبوت اور رسالت رسل اور کتب منزلہ اور وجود ملائکہ اور احوال برزخ اور ثواب قبر اور عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر اور زندہ ہونا قبر مین اور احوال قیامت اور حساب اور سوال اور میزان اور صراط اور بولنا اعضا کا اور اڑنا نامہ اعمال کا اور جنت کا ساتھ نعیم اور حور و قصور اور غلمان کے اور دوزخ کا ساتھ عذاب سخت کے فی الحال موجود ہونا اور مظلوم کا ظالم سے انصاف کرنا اور قعر ہائے جہنم اور حوض کوثر جس کے ساقی حضرت علی ہین کہ اوس سے پیاسون کو قیامت مین سیراب کرینگے اور نبی اور ائمہ معصومین کی شفاعت اون لوگون کی حق مین جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہین اور فرقہ شیعہ مین سے ہین اور اللہ تعالی کا اہل قبور کو اوٹھانا اور قیامت کے مواقف اور اہوال قیامت ان سب کا اعتقاد واجب ہے ایمین سے کسی بات مین شک نہین کیونکہ خبر دی ہے انکے معصومین نے اور کتاب اللہ مین بھی انکا ذکر آیا ہے منکر انکا ملحد یا منافق ہے۔

فائدہ

بحر المذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور موئد الافاضل بعد خطط الآثار اور ملل و نحل شہرستانی مین

[illegible]

شیعہ کے فرقون کے یہ نام اور لکھے ہے۔

شرکیہ انکا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علی شریک ہین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری مین

تناسخیہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح کو تناسخ ہوا کرتا ہے اور بعضے تناسخیہ یہ بھی کہتے ہین

کہ جب روح دنیا مین آتی ہے بعد اس کے کہ وہ موت اول کے ساتھ دنیا سے جا چکی تھی

تو بکری کے بچہ مین داخل ہوتی ہے پھر اوس سے بھی کسی حقیر چیز مین انتقال کرتی ہے اسی

طرح نقل کرتے کرتے گندگی اور غلاظت کے کیڑون مین نقل کرتی ہے اور یہ آخری جسم ہوتا ہے

کہ اوسکو ملتا ہے بلکہ بیان تک ہوتا ہے کہ روح لوہے مٹی اور کچے برتنون مین نقل کر جاتی ہے

اور آگ مین پکنے اور پامال ہونے اور گلنے سڑنے اور کوٹنے پیٹنے اور توڑ و خراب ہو جانے

سے عذاب پاتی ہے جسقدر گناہ روح کے ہوتے ہین اوسی قدر اوس کو عذاب ہوتا ہے

مخطئیہ انکا اعتقاد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام چوک گئے۔

خلفیہ انکا قول یہ ہے کہ نماز غیر امام کی پیچھے جائز نہین۔

رجعیہ یا راجعیہ۔ انکا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب عنقریب رجوع کرنے والے

ہین تاکہ اپنے اعدا سے انتقام لین گے (دیکھو خطط) اور بعضے کہتے ہین کہ رجعیہ کی یہ رائے ہے

کہ حضرت علی ابر مین ہین اور دنیا مین قیامت سے قبل رجوع کرین گے اور رعد اونکی گھوڑے

کی ہنہناہٹ کی آواز ہے اور برق اوس گھوڑے کے نعل کی آگ ہے (دیکھو بحر)

متربصہ تربص یعنی انتظار خروج امام مہدی کا کرتے ہین۔

اباریہ کہتے ہین کہ حضرت علی نبوت مین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین۔

لاعنیہ یہ طلحہ اور زبیر اور معاویہ اور بی بی عائشہ پر لعنت کرتے ہین۔

متراخصیہ انکا قول یہ ہے کہ سلطان مسلم پر خروج جائز ہے۔

خشبیہ عبد اللہ ابن عمر وخرقی کے تبع ہین۔

اور آمریہ اور جبیہ اور جبلالیہ اور کشاف اصطلاحات الفنون مین کہا ہے کہ امامیہ اثنا عشریہ

سے ایک گروہ کا نام سلفیہ ہے اور قاضی عیاض نے شفا کے تیسرے باب مین کہا ہے
کہ روافض کے ایک فرقہ کا نام عنبریہ ہے یہ لوگ عبید اللہ بن حسن عنبری کی طرف منسوب
ہین یہ بصرہ کا قاضی تھا اوس نے عقائد اور عقلیات مین تقلید کو جائز کیا تھا کہتا تھا انبیا کا جھوٹ
بولنا اون اور ان باتون مین جو خدا کی طرف سے لائے ہین کسی مصلحت کی وجہ سے جائز ہے
کیالیہ ملل ونحل مین شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ فرقہ احمد بن کیال کی طرف منسوب ہے
یہ ایک شخص کا اہلبیت مین سے داعی تھا جو بعد جعفر بن محمد صادق کے مخفی رہتا تھا اوس نے
اپنے آپ کو ظاہر نکیا احمد نے مسائل علمیہ پر واقفیت حاصل کر کے اپنی رائے کے ساتھ
ملا دیا اور ہر ایک علمی مسئلہ مین ایک نئی تحقیق پیدا کر لی جو نہ سمعیات کے مطابق تھی نہ عقلیات
کے بلکہ بعض قول اوس کے حق کے بھی مخالف تھے جبکہ اوسکی بدعت پر ائمہ کو اطلاع ہوئی
تو اوس سے نفرت کرنے لگے اور اوس کو برا کہنے لگے جب کیال کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے
یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور دوبارہ یہ دعوے کیا کہ مین قائم ہون اور منتظر ہون اوس کے
معتقدون نے اوس کے ان دعوون کو تسلیم کیا احمد کی مذہب کی بنیاد اس بات پر تھی کہ جو
کوئی آفاق کو نفوس کے ساتھ موافق کر سکے اور ان عالم علوی اور سفلی کے راستے بتلا سکے
اور جسکی ذات مین تمام علوم جمع ہون اور اسمیات پر قدرت رکھتا ہو کہ ہر کلی کو اوس کے
شخص معین جزئی مین بیان کر سکے وہی قائم ہے اور کہتا تھا کہ دنیا مین کوئی شخص اس صفت
کے ساتھ سوا میرے پیدا نہین ہوا اور زبان عربی و عجمی مین بہت سے کتابین ان مطالب کے
بیان مین احمد نے لکھی ہین اسنے عالم آفاق کو عالم علوی اور عالم نفوس کو عالم سفلی قرار دیا تھا کہتا تھا
تین عالم ہین عالم اعلی عالم ادنی عالم انسانی عالم اعلی مین پانچ مکان تجویز کئے تھے ایک مکان
الاماکن جسمین کوئی چیز موجود نہین اور وہ سب کو گھیرے ہے اور شرع مین جو عرش وارد ہے
اوس سے یہی مکان الاماکن مراد ہے اس کے تلے مکان نفس اعلی کا ہے اس کے تلے مکان نفس ناطقہ کا
اوسکے تلے مکان نفس حیوانی کا اسکے تلے مکان نفس انسانی کا نفس انسانی عالم نفس اعلی پر چڑھ گیا تھا

اور مکان نفس ناطقہ اور نفس حیوانی کے پیٹ سے گرے تھے نفس انسانی وہان جاکر گونگا متحیر حسرت زدہ محبوس ہوکر رہگیا اور سڑگیا اور اوس کے اجزا متحیل ہوگئے اس لیئے عالم سفلی مین گرگیا اور اسی عفونت کی حالت مین مدتون تک رہا پھر نفس اعلی نے اپنے انوار او سپر ڈالے پس عالم مین ترکیب پیدا ہوئین اور زمین و آسمان اور مرکبات یعنی معدنیات و نباتات و حیوانات اور انسان سب نے اور اس ترکیب سے انسان بلا وغیرہ میں پھنس گیا کبھی سرور کبھی غم کبھی آرام کبھی اندوہ و محنت اوس کو پہونچنے لگی یہانتک کہ قائم ظاہر ہوکر اوسکو حالت کمال کو پہونچادی اور ترکیب رفع ہوجائے اور متضادات باطل ہوجائین اور روحانی جسمانی سے ظاہر ہوجائے اور وہ قائم احمد ہے پھر احمد نے اپنے قائم ہونے پر اسطرح استدلال کیا تہا کہ کہتا تھا اس نام مین چار حرف جمع ہین جو چارون عالم کے موافق ہین الف نفس اعلے کے مقابل ہے اور حا نفس ناطقہ کی اور میم نفس حیوانیہ کے اور دال نفس انسانیہ کے اور عوالم علوی کے مقابلے مین عوالم سفلی جسمانی ثابت کرتا تہا کہتا تہا کہ آسمان خالی ہے اور وہ مقابل مین مکان الاماکن کے ہے اور آسمان کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے ہوا اور ہوا کے تلے زمین اور زمین کے تلے پانی یہ چارون اون عوالم علوی کے مقابل ہین پھر کہتا تھا کہ انسان آگ کی مقابلہ مین ہے اور پرند ہوا کے مقابلہ مین اور حیوان زمین کے مقابلہ مین اور مچھلی پانی کے مقابل مین اور پانی کے مرکز کو اسفل المراکز قرار دیا تہا اور مچھلی کو اخس المرکبات بتایا تھا اور انسان کا مقابلہ عالم روحانی و جسمانی سے اسطرح کیا تہا کہ کہتا تھا انسان مین جو پانچ حواس ہین انمین سمع مکان الاماکن اور آسمان کے مقابل ہے اور بصر نفس اعلے اور آگ کے مقابل ہے اور قوت شامہ نفس ناطقہ اور ہوا کے مقابل ہے اور قوت ذائقہ نفس حیوانی اور زمین کے مقابل ہے اور قوت لامسہ نفس انسانی اور پانی کے مقابل ہے اور کہتا تھا کہ میرے نام کے حرفونمین سے الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان پر اور میم طایر پر اور دال مچھلی پر کہتا تہا اللہ تعالی نے انسان کی شکل اسم احمد کے حروف کے مطابق بنائی ہے قد

مثل الف کے کیا ہے دونون ہاتھ مثل حا کی اور شکم مثل میم کے اور دونون پاؤن مثل دال کے
اور کہتا تھا کہ انبیا اہل تقلید کے رہبر ہین اور اہل تقلید اندھے ہین اور قائم اہل بصیرت کا
رہبر ہے اور اہل بصیرت اولوالالباب ہین اور بصیرت عالم علوی و سفلی کے مقابلہ کرنے
سے حاصل ہوتی ہے میزان اہل علم سے مراد بتاتا تھا اور صراط اپنے نفس کو جانتا تھا اور کہتا
تھا جنت بصیرت حاصل کر لینے کا نام ہے اور دوزخ اس کے خلاف پر پہونچ جانے کا دہ

فرقہ خوارج

سب سے پہلے جو علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کر کے اون سے جدا ہو گئے اور ترک کیا یہی
فرقہ ہے جب ۳۷ھ ہجری مین معاویہ اور حضرت علی کے لشکر مین بمقام صفین باہم
سے جنگ شروع ہوئی اور معاویہ کی فوج کے دل حضرت علی کی تلوار سے چھوٹ گئی اوسوقت سعا
نے کلام مجید نیزون پر رکھوا کر آواز بلند کہلایا کہ یہ کلام اللہ ہمارے تمہارے درمیان ہے
اسوقت مین مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی بیس ہزار شمشیر زنون کے ساتھ حضرت
امیر کی خدمت مین آئے انکی پیشانیون پر سجدے کے نمایان نشانیان تھین اور ایک جماعت
قاریان قرآن کے بھی جو بعد اس کے خوارج کہلائے انکے ساتھ تھے اور عرض کی کہ
آپکو معلوم ہے کہ ہمنے حضرت عثمان کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ کلام اللہ کے مطابق کام
نہین کرتے تھے جب اہل شام آپ سے یہ استدعا کرتے ہین کہ موافق کتاب اللہ
کے تصفیہ کر لیا جائے تو انکی رائے کو ماننا چاہئے ورنہ ہم آپ کو مثل اونہین کے قتل
کر ڈالین گے یا ہم آپ کو مخالفین کے سپرد کر دین گے حضرت علی نے جواب دیا کہ تم ابھی
حق وصدق پر دشمنون سے لڑے جاؤ یہ کام اونہون نے تمہارے فریب دینے کے لئے
کیا ہے مین اُن سے زیادہ مستحق ہون اسبات کا کہ کتاب اللہ کے موافق احکام جاری
کرون معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابن ابی معیط اور حبیب بن مسلم اور ابن ابی سرح اور ضحاک
بن قیس ایسے دیندار اور فرمان بردار قرآن کے نہین ہین انکو خوب جانتا ہون یہ شعبدہ اونکا

سے نے اس لئے گھڑ لیا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے مخلصی حاصل کریں مگر ان لوگون نے حضرت
امیر کی بات کو نہ مانا اشعث بن قیس نے حضرت امیر سے کہا کہ تمام لشکر آپکا حکم قرآن
پر بت پڑتا ہے اور جو معاویہ نے تجویز کیا ہے اوس سے یہ لوگ راضی ہیں اب مجھے حکم ہو تو
معاویہ کے پاس جاؤں اور اونکا مطلب دریافت کرون آپ نے اوسکو کہہ دیا کہ تیرے جو جی
میں آوے کر وہ معاویہ کے پاس گیا کہ تمنے کس لئے قرآن اوٹھائے ہیں کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ایک
میری طرف سے اور ایک حضرت علی کی طرف سے حکم (ثالث) مقرر ہووے وہ جو کچھ کتاب اللہ
کی رو سے فیصلہ کر دین اوسپر فریقین عمل کرین پھر شامیون نے کہا کہ ہم اپنی طرف سے عمرو بن
عاص کو ثالث کرتے ہین اور اشعث بن قیس اور قاریان قرآن نے کہا کہ حضرت علی کی
طرف سے ابو موسیٰ اشعری ثالث مقرر ہون ۔ حضرت علی نے کہا مین ابو موسیٰ سے
راضی نہین اور نہین اس کام کے لایق نہین جانتا اس لئے کہ وہ کئی مہینے مجھ سے
منحرف رہے تھے اور لوگون کو میری متابعت سے روکتے تھے یہانتک کہ مین نے
اونکو امن دیا اور اپنے پاس بلایا اگر ثالث کا ہونا ضروری ہے تو عبد اللہ ابن عباس کو میری
طرف سے ثالث مقرر کرنا چاہئے عراقیون نے جواب دیا کہ وہ آپکے عزیز قریب ہین کوئی
غیر شخص ہو حضرت علی نے کہا کہ اچھا مالک اشتر کو مقرر کرو اشعث نے کہا کہ یہ سارا فتنہ اونہین
کا تو پیدا کیا ہوا ہے وہ گھوڑا دوڑاتا جنگ کرنا چاہتے ہین قرآن کے موافق حکم کرنا کیا چاہین
اور حضرت علی کو اس بات پر مجبور کیا کہ اونہون نے ابو موسیٰ اشعری کے لئے ثالث مقرر کرنیکی
اجازت دیدی اور عمرو بن عاص معاویہ کی طرف سے پنچ قرار پائے اور اقرار نامہ جانبین
سے ۱۳ صفر ۳۷ھ کو قلمبند ہوا اشعث نے اس خیال سے کہ تمام لشکر عراق و شام کو اس
صلح کی خبر ہو جائے پھر کوئی شرایط صلح کے خلاف کام نکرے اول اقرار نامہ کو لیجا کر لشکر شام
کی صفون مین سنایا اونہون نے اوسے تسلیم کیا اور خوش ہوگئے پھر لشکر عراق کی صفون
مین سنانے کو آیا لشکر حضرت علی مین جہان چار ہزار آدمی جماعت بنی عنزہ کے ٹھہرے تھے

تھے انکے پاس آکر سنایا تو سعدان اور معدان دو بھائی اوس کاغذ کا مضمون سنکر آگ ببھوکا ہو گئے
اور کہنے لگے لاحکم الا اللہ یعنی حکم و حکومت خاص اللہ کے لئے ہے یہ کہکر تلواریں
یان سے نکالکر لشکر شام مین گھس گئے اور کشت و خون ہوئے بعد مارے گئے یہ پہلے
تھے جو دونون بھائیوں کے منھ سے نکلا پھر اشعث قبیلہ مراد کے پاس آیا اور وہ کاغذ سنایا تو
اس قبیلے کے سردار کو بہت ناپسند ہوا اور کہنے لگا لاحکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون
پھر اشعث قبیلہ بنی راسب مین آیا تو اونہون نے اقرارنامہ سنکر کہا لاحکم الا اللہ لا
نرضی ولا نحکم الرجال فی دین اللہ یعنی حکم سوا خدا کے نہین اور ہم بھی لوگ اجازت
نہین دیتے کہ دین الٰہی مین حکومت کرے پھر قبیلہ بنی راسب یا قبیلہ بنی یشکر بن وائل مین سے
ایک جوان نے اشعث سے مضمون کاغذ سنکر انکار کیا اور اول لشکر شام مین گھس پڑا اور ان سے لڑ کر
لشکر عراق مین آیا اور یہان لڑا اور پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو جسطرح مین معاویہ کی
بیزار ہون اوسیطرح حضرت علی سے بیزار ہون اور مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اول جس نے
لاحکم الا اللہ کہا اور خارجی ہوا وہ حجاج بن عبداللہ معروف بہ برک ہے جو قبیلہ بنی سعد بن زید
بن مناة بن مرة بن صریم سے تھا پھر اشعث قبیلہ بنی تمیم مین آیا اونہون نے بھی مضمون کاغذ
سنکر کہا لاحکم الا اللہ یقضی بالحق وھو خیر الفاصلین یعنی حکم خاص خدا کے لئے
ہے کہ حق و باطل کے درمیان فصل الخطاب ہے عروہ بن ادیہ برادر مرداس تیمی نے کہا اتحکمون
الرجال فی امر اللہ لاحکم الا اللہ یعنی کیا آدمی خدا کے حکم مین مداخلت کرتے ہین حالانکہ
حکم سوا اللہ کے کسی کے لئے نہین ہے بعد اسکے اشعث حضرت علی کی خدمت مین
آیا اور عرض کیا کہ عہدنامہ سنکر ہمارے لشکر عراق نے سر تسلیم خم کیا مگر تھوڑے سے بنی
راسب کے آدمی اور کچھ اور قبیلون کے آدمی اوس کو ناپسند کرکے کہنے لگے لاحکم الا اللہ
اور ہم شام و عراق دونون کے آدمیون سے بیزار ہین اور سب سے جنگ کرینگے حضرت
علی نے فرمایا کہ اونکو اونکی حال پر چھوڑ دینا چاہئے یہ باتین یہی ہوتی رہی تھین کہ چارون طرف

سے لوگ جمع ہو گئے اور یہ وہ ہین کہ **خوارج** کہلائے حضرت علی سے چلا چلا کر کہتے تھے
لاحکم الا للہ احکم للہ یا علی - اے علی حکم اللہ کے لئے ہے نہ تمہارے لئے ہم
نہین چاہتے کہ آدمی اپنے اجتہاد سے دین الٰہی مین حکومت کرین ہم اللہ کے حکم کے موافق معاویہ
سے جنگ کرتے تھے تا اوس بات کو تسلیم کرین جیسے ہم نے اختیار کیا ہے اور
تمنے جو پہلے حکم مقرر کرنے کے لئے رائے دی تھی یہ ہم سے گناہ ہوا اب ہم اوس گناہ
سے توبہ کرتے ہین تم بھی اے علیؓ توبہ کرو اور پھر بدستور معاویہ سے جنگ شروع کردو
حضرت علی نے اونکو سمجھایا مگر خوارج نے آپکا ارشاد نہ مانا اور یہی کہتے رہے کہ آپ اپنی آدھی
رائے کو بدل دین اور توبہ کرلین اور معاویہ سے جو معاہدہ کیا ہے اوسے توڑ ڈالین
مہلت جنگ کو موقوف کرین حضرت علی نے فرمایا کہ جبکہ ہمنے معاہدہ اپنی مرضی سے
کیا اور عہدنامہ لکھا گیا تو اب نقض عہد نہین کرسکتے خوارج نے جو دیکھا کہ حضرت علی نے
اونکی بات کی وقعت نہ کی تو اونسے منحرف ہو گئے اور اونکی ہمراہ کوفہ کو نہ گئے - موضع حروراء
دیکھو حاشیہ (بضم راے مہملہ وسکون واو وراے مہملہ والف ممدودہ) ہین کہ کوفہ سے
دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے جا کر ٹھہر گئی اسی لئے انکو **حروریہ** بھی کہتے ہین
یہ چھہ ہزار آدمی تھے اور اپنا امیر القتال شبث بن ربعی کو اور امیر الصلوٰۃ عبداللہ بن الکواء یشکری
کو بنایا اور حضرت علی کا نام مخطی رکھدیا اور کہتے تھے کہ حضرت علی اگر خلیفہ برحق تھے تو تحکیم پر
کیون راضی ہوئے اور اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو خلافت کیون قبول کی اور مسلمانون اور
معاویہ سے کیون جنگ کی اور کس لئے اتنے مسلمانون کا کشت و خون کیا حضرت علی
اونکے پاس گئے اور کمان کو ٹیک کر نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ ایک خطبہ کہا
اور اون کو سمجھایا کہ تمکو معلوم ہے کہ مین ثالثی کو سب سے زیادہ مکروہ جانتا ہون مینے تمہارے
لئے اوسے قبول کیا ہے خوارج نے کہا کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہے حضرت علی نے فرمایا کہ تمنے

لہ دیکھو تاریخ ملاجامی بزبان فارسی ۱۲

لیتے تھے پھر کیون میرا ساتھ چھوڑا بڑے ہم سے گناہ ہوگیا تھا کافر ہوگئے تھے پھر پشیمان ہوئے توبہ کرلی آپ بھی پشیمان ہوکر توبہ کرین تاکہ ہم آپکے ساتھ شریک ہوکر آپ کے دشمنون سے جنگ کرین حضرت علی نے کہا استغفر اللہ من کل ذنب۔ خوارج سے سمجھ لیا کہ حضرت علی نے قبول تحکیم سے توبہ کرلی اور سب اونکے ہمراہ کوفہ کو چلے گئے اشعث بن قیس نے کہ منافق اور فتنہ انگیز تھا ایک روز حضرت علی سے کہا کہ لوگ یہ بات مشہور کررہے ہین کہ آپ تحکیم کو ضلالت جانتے ہین اور اوس سے پشیمان ہین اور جو اوسے اچھا جانتا ہی اوسے کافر سمجھتے ہین آپنے لوگون سے اس گمان کے دفعیہ کی غرض سے مسجد مین خطبہ مین یہ کہا کہ کوئی یہ نہ جانے کہ مین تحکیم سے پشیمان ہون جس نے خیال کیا اوس نے غلطی کی اور جو حکومت کو ضلالت جانتا ہے وہ گمراہ ہے جب خوارج نے آپکی زبان سے یہ بات سنی تو دوبارہ یہ کہہ لاحکم الا اللہ لشکر مین سے نکلکر موضع حروراء مین چلے گئے اور کہنے لگے ان علیا ومعاویۃ قد اشرکا فی حکم اللہ یعنی تحقیق حضرت علی ومعاویہ دین خدا مین مشرک ہوگئے ہین اور انہون نے خوارج بصرہ کو بھی لکھا کہ مسلمانون نے برخلاف کتاب اللہ کے دو آدمیون کو ثالث مقرر کیا ہے اور سب کافر ہوگئے ہین اونہون نے جواب بھیجا کہ تمہاری رائے صحیح ہے ہم بھی بہت جلد تم سے آکر ملتے ہین جب خوارج حروراء مین جمع ہوگئے تو عبداللہ بن وہب کے ہاتھ پر کہ ایک نہایت متقی تھا ان سب نے بیعت کی اور یہ عہد باندھ لیا کہ جن لوگون نے حکم الٰہی کے برخلاف ثالث مقرر کئے ہین اون سے جنگ کرین گے حروراء مین اول چار ہزار جمع ہوئے تھے پھر ایک جماعت انمین اور ملگئی جس سے سارے بارہ ہزار آدمی ہوگئے عبداللہ بن عباس نے حضرت کے حکم سے حروراء جاکر اون سے مناظرہ کیا مگر وہ راجع طرف حق کے نہوئے اور نہروان کو چلے گئے جو بغداد اور واسط کے درمیان مین دجلہ کے شرقی جانب واقع ہے انکو بستی مین جو مسلمان ملتا اوسے مار ڈالتے اور مال و اسباب لوٹ لیتے نہروان مین حضرت

علی کی طرف سے عبد اللہ بن خباب حکمران تھا اوسے بھی قتل کر ڈالا حضرت علی معاویہ سے جنگ کرنے ملک شام پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے کہ آپکو یہ خبر پہنچی کہ خوارج ملک میں فساد کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور انکا ارادہ یہ ہے کہ حضرت علی شام کو چلے جاینگے تو ہم کوفہ کو لوٹ لینگے اور عیال کوفہ کو مار ڈالینگے یہ سنکے شام کا ارادہ ملتوی کر کے خوارج کا تعاقب کیا اور نہروان پہونچکر خوارج کو بہت کچھ سمجھایا تو آٹھ ہزار مان گئے اور توبہ کر کے حضرت علی کی اطاعت قبول کری مگر چار ہزار نے نہ مانا انکے سردار عبد اللہ بن وہب اور حرقوص بن زہیر معروف بہ ذو الثدیہ تھے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اون سے مقابلہ کیا اور دو ہزار چھ سو کو تہ تیغ کر ڈالا وہ دونون سردار بھی کام آئے باقی بھاگ نکل گئے اور حضرت علی کی طرف سے کل ستر آدمی [illegible]
بعض[1] لکھتے ہین کہ چار ہزار مین سے صرف نو آدمی زندہ بچے کل مارے گئے اون نو مین سے دو خراسان مین جاکر سجستان مین آباد ہوئے اور دو یمن کو چلے گئے اور دو عمان مین جا بسے اور دو دریائے فرات کے کنارے پر مقام شن مین آباد ہوئے اور ایک تل قوقان مین آباد ہوا اب سارے خوارج انھین نو آدمیون کی نسل سے ہین۔
خوارج گناہ پر تکفیر کرتے تھے امام پر خروج وقتال روا رکھتے تھے یہ سب کے سب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی محبت اور حضرت علی بن ابی طالب کے بغض مین غالی ہین یہانتک کہ بعض خوارج نے ابن ملجم قاتل جناب امیر کی مدح مین قصاید اور ابیات لکھی ہین اور اہل سنت وجماعت نے اونکا دندان شکن جواب دیا ہے یہ سب کلام استیعاب مین موجود ہے دین خالص مین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہی کہ لا حکم الا للہ سے مراد خوارج کی یہ تھی کہ ہم کوئی چیز قبول

[1] دیکھو تاریخ اعثم کوفی اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ حضرت علی کی لشکر مین سے نو آدمی مارے گئے اور خوارج تمام کام آگئے صرف دس زندہ بچے اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی عبد اللہ بن وہب کے ساتھ ایکہزار آٹھ سو خوارج رہ گئے تھے وہ سب مارے گئے اور تاریخ طبری مین لکھا ہی کہ جنگ نہروان مین حضرت علی کی طرف سے سات آدمی قتل [illegible] زیادہ حالات کتاب روضۃ الصفا و ناسخ التواریخ سے نقل کیا گیا ہی ١٢

کے ابوموسی اشعری کے ساتھ جناب مرتضی نے تحکیم (ثالثی) کو نامنظور کیا تو اس پر وہ لوگ
خفا ہو گئے اور جناب امیر کو چھوڑ دیا اور انکو نواصب بھی بولتے ہین۔ مگر فتاوی عزیزی مین
مذکور ہے کہ نواصب فرقہ جدا ہے اور خوارج جدا نواصب مغرب اور شام مین بہت سے
متوکل عباسی اور اوسکا وزیر علی ابن جہم دونون ناصبی تھے سنہ ۲۳۶ھ مین متوکل نے امام حسین
کی زیارت کے گرداگرد کی تمام عمارات توڑ واڈالین اور حکم دیدیا کہ کوئی زیارت کے
واسطے نہ جائے اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بہ ابن سکیت کو جسکی تالیفات
سے اصطلاح المنطق لغت مین مشہور کتاب ہے امام حسن و حسین کی اوس کے بیٹون کے
کے مقابلہ مین تعریف کرنے پر مروا ڈالا اور اوس کے مصاحبین مین سے ایک شخص
عبادہ نامی تھا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑون کے نیچے ایک گل تکیہ باندھکر توند بنا
کرلیتا تھا اور اپنے سر کو کھول لیتا تھا کیونکہ اوس کی تندیا پر بال نہ تھے اور ناچتا تھا اور
کہتا تھا آیا توندیلا جس کے سر پر بال نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹھا ہوا شراب
پیتا اور ہنستا کچھ اوپر دس برس حکومت کرکے سنہ ۲۴۷ھ مین مارا گیا تعجب یہ ہے کہ شیخ
محی الدین عربی نے فتوحات مین اوسکو اون اقطاب مین شمار کیا ہے جنہین ظاہر مین بھی
حکومت اور سلطنت حاصل ہوئی غرضکہ فرق ان دونون فرقون مین یہ ہے کہ خوارج اون
صحابہ کی جنہون نے باہم لڑائیان کین جیسے طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان و علی اور معاویہ
اور عمرو بن عاص کی تکفیر کرتے ہین اور نواصب صرف حضرت علی اور اونکی اولاد سے
بغض و عداوت رکھتے ہین متاخرین مین سے عبد الحمید مغربی بھی ناصبی تھے جسنے
ایک کتاب تالیف کرکے اوسمین جناب امیر کی نسبت دو قسم کے مطاعن لکھی ہین
ایک وہ کہ فقط نواصب ہی نے اون کو بیان کیا ہے اور شیعہ اور اہل سنت اونکا انکار
کرتے ہین اور اس قسم کا اعتبار نہین اسواسطے کہ محض افترا اور بہتان ہے ایسے مطاعن
سے اون جناب پر ذرا الزام عائد نہین ہوسکتا۔ اور دوسرے مطاعن یہ ہین مثلاً شرکت حضرت

عثمان کے قتل مین اور شرکت بی بی عایشہ پر زنا کی تہمت مین وغیرہ وغیرہ اور دوسری قسم کے مطاعن وہ ہین جنکی اہلبیت کتب شیعہ اور اہل سنت دونون مین موجود ہے اور دونون فرقون کے پاس سے اونکی صحت ہو سکتی ہے ان قسم کے مطاعن کا جواب اہل حق نے ایسا دیا ہے اور اہل حق کو اون مطاعن کا کوئی افسوس نکرنا چاہئے اسلیئے کہ کوئی آدمی دنیا مین ایسا نہین ہو جس کے حق مین بدگو اور عیب جویون نے طعن اور جرح نکیا ہو خود جناب کبریا کے آپکی طرف گیر ان کیجاتی ہین ع قیل ان الالہ ذو ولد
حضرت آدم سے لیکر تا حضرت خاتم النبیین فرقہ حشویہ نے بتقریب انکار عصمت انبیا علیہم السلام کبیرے اور صغائر و کبائر کو منسوب بجناب انبیا کیا ہے اور آیات و احادیث سی بزعم خود ثابت کیا ہے دوسرے انکار عصمت ملائکہ یہی چال چلی ہے تسمیہ نے خلفای [illegible] پر طعن کئے ہین لیکن منصف جانتے ہین کہ یہ باتین اونکی شان مین کوئی نقصان نہین پیدا کر سکتین ع واذا اتتک مذمتی من ناقص
[illegible] جب پہونچے تیرے پاس کوئی برائی میری کسی ناقص [illegible] سے [illegible] میرے لئے اثبات کی کرین کامل ہون اور خوارج کا نام [illegible] ہے خوارج کہتے ہین کہ ہم نے اپنی جانون کو دین کے واسطے خرید لیا ہے اسلیئے کہ ہمنے ائمہ ظالم کی رفاقت سے کنارہ کشی کی اسوجہ سے ہم شراۃ ہین کسی نے کہا ہے یہ نام اونکا اسلئے ہوا کہ وہ مسلمانون پر نہایت غضبناک تھے اور خوارج کو مارقہ بھی کہتے ہین اور وجہ تسمیہ احادیث ذیل سے معلوم ہوگی ابو سعید خدری سے بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول علیہ السلام مال غنیمت کہ حنین سے آیا تھا ہر آدمی کو بقدر حاجت بانٹ رہے تھے کہ آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم مین سے ایک آدمی آیا جسے ذو الخویصرہ کہتے ہین آپ سے کہنے لگا کہ تقسیم مین عدل کرو اور سب کو برابر دو آپ نے فرمایا کہ افسوس تیرے حال پر جب مین نے نا انصافی کی تو اور کون انصاف کریگا

حضرت فاروق نے آپ سے عرض کی کہ حضور حکم دیں تو میں اس کی گردن ماردوں حضرت
نے فرمایا کہ ایسا مت کرو اس لئے کہ اوس کے ایسے یار ہونگے جنکی نماز اور روزوں کے
مقابلہ میں تم لوگوں کو اپنی نماز اور روزے حقیر معلوم ہونگے اور پڑھینگے قرآن مگر نا گذریگا
قرآن انکے حلق سے نکلیں گے دین سے جیسے کہ نکلتا ہے تیر شکار میں سے پیکان سے بیرنگ
اور نہیں پایا جاتا ہے تیر میں کچھ اثر حالانکہ تیر نجاست اور خون سے گذرا ہے اون کے
بعض اصحاب کی علامت یہ ہے کہ ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ کہ اوس کے ایک بازو میں
ابھری ہوگی پستان عورت یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح کہ وہ ہلتی ہوگی بغاوت کرینگے
یہ لوگ اون سے جو سب آدمیوں سے بہتر ہونگے ابو سعید کہتے ہیں کہ جب حضرت علی نے
خوارج سے جنگ کی تو میں اونکے ہمراہ تھا جب فتحیاب ہوئے تو حکم دیا کہ اوس شخص کو
مقتولین میں سے تلاش کرو جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خبر دی تھی تلاش
کی تو اوس کی لاش ملی اور دیکھا تو وہی علامت موجود تھی جو آنحضرت نے بیان کی تھی
اوس شخص کو ذو الثدیہ بھی کہتے تھے ثائے مثلثہ کے ضمہ اور دال کے فتحہ اور تشدید یائے
تحتانی سے یہی اون خارجیوں کا سردار تھا اور جنہوں نے کہا ہے کہ ذو الخویصرہ سردار خوارج
تھا یہ سہو ہے کیونکہ ظہور خوارج حضرت علی کے زمانہ میں ہوا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مراد یہ تھی کہ ذو الخویصرہ کی اصل سے خوارج نکلیں گے اور حضرت علی اور اونکے یاروں سے
جو اپنے زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں جنگ کریں گے اور شریک بن شہاب سے نسائی
نے روایت کی ہے کہ ابو برزہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الخویصرہ کے
اون گستاخانہ الفاظ کے بعد فرمایا **یخرج فی آخر الزمان قوم کان ھذا منھم یقرؤن
القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیة
سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج اخرھم مع المسیح الدجال** نکلے
گی آخر زمانہ میں ایک قوم گویا کہ یہ شخص اونہیں میں سے ہے پڑھیں گے قرآن کہ نہیں اترے گا

اونکے گلی کی ہنسلیوں سے نکل جاوینگے اسلام سے جیسے نکلجاتا ہے تیر شکار سے علامت اونکی یہ ہے کہ اونکی سر منڈی ہونگے وہ ہمیشہ خروج کرتے رہینگے یہانتک کہ اونمین سے پچھلا شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا اور حدیث متفق علیہ میں حضرت علی سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے حق میں انھوں نے پیشین گوئی کے فرمایا تھا یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیمۃ یعنی بہترین قول خلق کہیں گے (مطلب یہ ہے کہ قرآن بیان کرینگے) ایمان اونکا اونکے گلون سے تجاوز نہ کرے گا دین سے اسطرح نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکلجاتا ہے تم اونکو جہان پاؤ مار ڈالو قیامت کے دن اونکے قاتل کو ثواب ملیگا اور انہیں کے حق میں ابو سعید خدری سے مسلم نے روایت کی ہے یکون امتی فرقتین فتخرج من بینھما مارقۃ یلی قتلھم اولیھم بالحق میری امت دو فرقے ہونے کی اونکے بیچ سے ایک جماعت نکلنے والی خروج کرے گی ان مارقہ کو وہ شخص قتل کرے گا جسکو حق سے بہت قربت حاصل ہوگی امت کے دو فرقے ہوجانے سے مراد یہ ہے کہ ایک جماعت امیر علیہ السلام کی طرفدار ہوگئی اور دوسرے نے معاویہ کی جانب داری کی اور انہیں سے جس تیسری جماعت نے خروج کیا وہ مارقہ یعنی خوارج ہیں حضرت علی مرتضے نے جنکو اس وقت حق کے ساتھ بہ نسبت تمام امت کے زیادہ قربت حاصل تھی ان مارقہ کے ساتھ قتال کیا۔

فائدہ ۔ خوارج کا مذہب یہ ہے کہ ان چار حالتوں میں اہل قبلہ کا خون مباح و حلال ہے (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے (۲) کوئی بدعت اوس سے حادث ہو (۳) سلطان سے بغاوت کرے (۴) فرائض کو ترک کرے اور ترک کو حلال جانے۔ اور یہی مذہب معتزلہ کا بھی ہے۔ مگر اہل سنت کے نزدیک تین حالتوں میں اہل قبلہ کا خون مباح ہے

(۱) اسلام کے بعد کافر ہو جائے (۲) محصن ہونے کے بعد زنا کرے (۳) کسی کو بغیر حق
کے مار ڈالے۔ اور باغی کا قتل کرنا اوس وقت تک جایز ہے کہ وہ مقابلہ کرتا رہے
اور جب دب جائے لڑائی چھوڑ دے تو اوسکا قتل کرنا درست نہین۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے
کہ امت محمدی مین سب سے اول تکفیر کرنا شروع کی وہ معتزلہ اور خوارج ہین[۱] اور اکثر خوارج کا یہ قول
ہے کہ امام کا مقرر کرنا کسی حال مین امن کا زمانہ ہو یا فتنہ و فساد کا نہ اللہ پر واجب ہے
نہ بندون پر نہ شرعی طور پر نہ عقلی طور پر پھر اگر اوسے مقرر کر دین تو جایز ہے اور اگر نہ مقرر کرین
تو بھی جایز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین کہتے ہین کہ خوارج نے نصب امام کو واجب نہین
بتایا ہے مگر اونمین سے ایک گروہ کہتا ہے کہ حالت فتنہ مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے
اور ایک گروہ کہتا ہے کہ امن کی حالت مین واجب ہے انتہی شرح[۲] مقاصد اور نہایۃ العقول
وغیرہ مین یہ دونون مذہب ہشام بن عمر فوطی اور ابوبکر اصم کی طرف منسوب کیے ہین جو معتزلی
ہین بعض کتب مین لکھا ہے کہ خوارج کہتے ہین کہ معاویہ نے حضرت علی سے خلاف کیا
تو اسمین معاویہ حق پر تھے اور بعضے فرضیت زکوۃ کے منکر ہین اور نماز کو سواے اپنے امام
کے دوسرے کے پیچھے روا نہین رکھتے اور ان کے نزدیک نماز کا وقت سے تاخیر کرکے
پڑھنا اور روزہ رمضان کا ماہ رمضان کا چاند دیکھنے سے قبل رکھنا جایز ہے اور نکاح کرنا
ولی کی موجودگی کی بغیر صحیح ہے اور ایک درم کا دو درم کو دست بدست بیع کرنا جایز ہے
قرار دیتے ہین اور موزہ پہنکر نماز پڑھنا جایز سمجھتے ہین اور انکے نزدیک موزہ مسح کرنا درست
ہے اور سلطان کی فرمانبرداری انکے یہان ضروری نہین انکے اعتقاد مین امام کا قرشی
ہونا لازم نہین عادل ہونا کافی ہے کہتے ہین کہ اگر امام ظلم و جور کرے تو اوسکا معزول کرنا واجب

---

[۱] رسالہ عقائد مولفہ سلیمان بن عبد الوہاب مین ہے وقد سئل شیخ الاسلام ابن تیمیہ عن التکفیر الواقع فی ہذہ الامۃ من اول من احدثہ وابتدعہ فاجاب اول من احدث فی الاسلام المعتزلۃ وعنہم تلقا من تلقاہ وکذلک الخوارج ہم اول من اظہرہ ۱۲ [۲] دیکھو یعنی اصول الدین مولفہ امام فخر الدین رازی اور شرح طوالع الانوار مولفہ عبید اللہ بن محمد فرغانی اور مطالع الانظار مولفہ ابو الثنا شمس الدین ۱۲

سے ہے یا مار ڈالنا چاہیئے اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے
لئے ابھی بعض نہین کی تھی اور انکے نزدیک کسی شئے کا وجوب عقل کے ذریعے ثابت
نہین ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کا حسن و کفر کا قبیح دریافت ہو سکتا ہے
بلکہ یہ سب باتین شرع سے جانی جاتی ہین یہی رائے مشبہ کی ہے خوارج کے مصنفین مین
سے عبداللہ بن زید اور محمد بن حرب اور یحییٰ بن کامل اور سعید بن ہارون ہین ۔

خوارج کے فرقون کی تفصیل

ایک بیہسیہ یہ لوگ بیہس بن الہیصم بن جابر کی طرف منسوب ہین جو قبیلۂ بنی سعد بن
ضبیعہ سے تھا اس نے زمانہ ولید بن ہشام مین [illegible] حاصل کی تھی حجاج نے اس کے
گرفتار کرنے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ نہ لگا اور مدینہ کو بھاگ گیا وہان عثمان بن حبان مزنی
نے گرفتار کر لیا ولید کو جب اسکی گرفتاری کی خبر پہونچی تو عثمان کو لکھا کہ اس کے دونون
ہاتھ اور دونون پاؤن کٹوا کر قتل کرادو عثمان نے حکم کی تعمیل کی بیہس نے ابراہیم اور میمون
کی تکفیر کی ہے اس لئے کہ بیعت امامت مین انکو اختلاف تھا اسیطرح واقفیہ کی بھی
تکفیر کی ہے اسکا اعتقاد ہے کہ ایمان عبارت ہے اقرار اور معرفت خدا اور اس
چیز کے علم سے جسکی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی ہے اور جو کوئی ایسی چیز کا ارتکاب
کرے جسکی حلت و حرمت سے واقف نہو وہ کافر ہے اور بعض بیہسیہ کی یہ رائے
ہے کہ وہ شخص کافر نہین ہوتا جب تک امام مطلع ہو کر اوس پر حد جاری نہ کرے اور جس
چیز پر حد جاری نہین ہوتی وہ معاف ہے اور جسوقت امام سے کفر صادر ہوگا تو
سا ہی رعیت بھی کافر ہو جائیگی اور اطفال کا حال کفر و ایمان مین انکی مان باپ کا سا ہے

---

۱ دیکھو شرح عمدۃ النسفی ۱۲ ۲ شرح مواقف مین اسیطرح ہے اور غنیۃ الطالبین اور ملل و نحل اور شرح شہرستانی مین بیہس لکھا ہے اور
صحیح بھی ہے اس لئے کہ تعریفات سید شریف مین لکھا ہے البیہسیۃ اصحاب ابی بیہس ہیصم بن جابر اور نفائس الفنون
مین بھی ابی بیہس ہے اور شیخ ابو نصر مکی کی تعریفات مین ابو بیہس الہیصم بن جابر مرقوم ہے ۱۲

اگر وہ کافر ہین تو یہ بھی کافر ہونگے اور جو ماں باپ ایماندار ہین تو یہ بھی ایماندار ہونگے
اور بعضے یہ کہتے ہین کہ شراب کا نشہ حلال ہے اور نشہ کی حالت مین آدمی کے قول پر مواخذہ
نہین اور بعضوں کی یہ رائے ہے کہ جب نشہ کی حالت مین ارتکاب گناہ کبیرہ کا ہو تو وہ
نشہ حرام ہو جاتا ہے اور افعال عباد کو عباد کی طرف منسوب کرتے ہین اس فرقہ کو
بیہسیہ بھی کہتے ہین

دوسرے مرداسیہ یہ فرقہ ابو بلال مرداس حنظلی کی طرف منسوب ہے اسکی
ماں کا نام ادیہ اور باپ کا نام حدیر تھا اور قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور نہایت عابد اور زاہد
اور پرہیزگار تھا ابن زیاد نے تمام خوارج کے ساتھ اسکو بھی قید کر دیا تھا مگر جیلر نے اسکو عابد
پاکر اجازت دیدی کہ شب کو اپنے مکان کو چلا جایا کرے ایک روز ابن زیاد نے یہ تجویز کی
کہ کل یا ان تمام قیدی خوارج کو قتل کر ڈالنا چاہئے ابو بلال کے ایک دوست نے جو ابن زیاد
کا مقرب تھا اسکے گھر جاکر اس ارادہ کی اطلاع دیدی مگر یہ اپنے معمول کے موافق شام
سے جیل کو چلا گیا داروغہ نے ابن مرداس سے کہا کہ امیر کا یہ ارادہ ہے کیا تمکو بھی خبر اسکی
ہو چکی ہے ابن مرداس نے کہا ہان مجھکو یہ حال معلوم ہے داروغہ نے کہا کہ پھر تم موت کے
منہ مین کیوں چلے آئے ابو بلال نے جواب دیا کہ آپنے مجھپر احسان کیا تھا پھر مین کیسے بیوفا
ہو کر آپ کو کشاکش مین ڈالتا جب خوارج کو ابن زیاد نے قتل کرنا شروع کیا تو جیلر نے
یہ سارا قصہ اوس سے بیان کرکے سفارش کی اور رہائی دلادی سنہ ہجری مین ابو
بلال مرداس نے ابن زیاد سے متوحش ہو کر چالیس آدمیوں کے ساتھ اہواز مین خروج
کیا اور ایکبار اتنی دلیری سے زیاد کی دو ہزار فوج کا مقابلہ کیا اور انکو شکست فاش ہوئی
مگر آخر کار سنہ ٦١ مین مارا گیا تمام خوارج جو اوس کے ساتھ شریک تھے مرداسیہ ہین خوارج
مین اوسکو ورع کی وجہ سے بہت عظمت تھی یہ شخص جنگ صفین مین سیدنا علی کے ہمراہ تھا
اور بوجہ تحکیم کے اوسنے علٰحدہ ہو گیا تھا نہروان مین لڑائی مین خوارج کے ساتھ شریک تھا

جناب امیر سے جنگ کی تھی انکا مذہب یہ تھا کہ عورات کا خروج کرنا حرام ہے اور کہتا تھا
جو ہم سے جنگ کریگا ہم اوس سے جنگ کرینگے اور جو ہماری طرفداری کریگا ہم اوس
کے دوست ہین اور کہتا تھا جبتک لڑائی مین دشمن کی طرف سے ابتدا نہو اوس سے
لڑنا چاہیے ایکبار ابن عامر کو اوس نے قبا پہنے دیکھا تو برا مانا اور کہنے لگا یہ فساق کا لباس
ہے ابوبکرہ نے اوسکو جواب دیا کہ سلطان کے حق مین ایسے الفاظ کہنا چاہیے اس لیے کہ جو
سلطان سے بغض رکھتا ہے اللہ اوس سے بغض رکھتا ہے۔

تیسرے ازارقہ یہ ابی راشد نافع بن ازرق بن قیس بن نہار بن انسان بن اسد
بن صبیرہ بن ذہل بن دول بن حنیفہ کی طرف منسوب ہین جب ابو بلال مرداس مارا گیا اور
ابن زیاد نے اوس کے اصحاب کو بہت تنگ کیا تو اوس نے خوارج سے کہا کہ اللہ نے تم پر
جہاد فرض کیا ہے حکام ظالم تم پر ظلم کرتے ہین اسلیے مناسب ہے کہ مکہ کو چلو اور اگر عبد اللہ
ابن زبیر تمہارے مذہب کے موافق نکلین تو اون کے ساتھ شریک ہوکر حکام ظالم پر جہاد کرو اور
اگر وہ تمہاری راے سے مخالف ہون تو اون کو حرم سے نکال دینا چاہیئے چنانچہ یہ اون کے
پاس گئے اور اونکے شریک ہوکر فوج شام سے لڑے فوج شام بوجہ انتقال یزید کے مکہ سے
شام کو لوٹ گئے تو انہون نے عبد اللہ بن زبیر کے سامنے حضرت عثمان کی بہت سے
مطاعن بیان کرکے کہا کہ جو لوگ اونکے قتل مین شریک تھے ہم اونکو اچھا جانتے ہین
اور جو لوگ اونکے دوست ہین ہم اون سے بیزار ہین آپکی راے اونکے حق مین کیا ہے عبد اللہ
نے کہا کہ جو حضرت عثمان کو برا جانتا ہے مین اوس سے بیزار ہون اور اونکے دوست
کا دوست ہون اونکی خوبی مین کوئی کلام نہین تو نافع اور عبد اللہ بن صفار سعدی اور عبد اللہ
بن اباض او حنظلہ ابن بیہس وغیرہ سرداران خوارج کہ سب بنی تمیم سے تھے اونکو چھوڑ کر بصرہ
کو چلے آئے اور ابو طالوت کہ بکر ابن وائل کے خاندان سے تھا اور ابو فدیک عبد اللہ بن
ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ کو چلے گئے جب ابن زیاد بہ چار دن طرف

ہو گیا کیونکہ اوسکو اللہ نے حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کر اوس نے نافرمانی کی اور سجدہ نکرنا
بیرہ گناہ ہے کہ شیطان اللہ کی وحدانیت کا عارف تھا یہی حال مسلمان کا ہے
اگرچہ وہ اللہ کی وحدانیت کا عارف ہوتا ہے مگر کبیرہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے اور
بیہقی نے اپنی سند سے صغیرہ گناہ جائز ہے اور ہر گناہ انکے نزدیک کفر ہے اور ہوسکتا ہے
کہ اللہ تعالی کسی نبی کو مبعوث کرے اور اوسکے علم میں یہ بات ہو کہ یہ نبوت کے بعد کافر
ہو جائیگا اور اپنے پیغمبر حضرت علی سے جنگ کرنے ہی ہو لیکن پہلا۔ کتاب الاوائل[۱]
کے ساتویں باب میں ابو ہلال عسکری نے کہا ہے کہ نافع بن ازرق جسکی طرف ازارقہ
منسوب ہیں اوس نے اس آیت سے رب لا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا انک ان تذرہم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا
یعنی اے رب زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا چھوڑنا تحقیق اگر تو انکو چھوڑے
گا تو وہ تیرے بندوں کو بہکا دینگے اور بدکار کفر کرنے والا جنینگے یون
تاویل کرتا تھا کہ جو لوگ ہم سے مخالف ہیں اونکے بچون کو قتل کرنا اور اونکی عورتون
کو ہلاک کرنا حلال ہے جب اوس سے یہ قول ظاہر ہوا تو اوس کے اصحاب میں سے
ایک گروہ اوس سے پھر گیا پھر سنتاباذ میں نافع مارا گیا[۲] ازارقہ کے نزدیک مومنین
کے لئے رویائے صالحہ نہیں بلکہ انکی خوابین بھی ایکقسم کی وحی ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے انتقال کے بعد سے منقطع ہوگئی۔ منتخب[۳] تاریخ طبری میں کہا ہے کہ خوارج
کی دو قسمیں ہیں (۱) خوارج کوفہ (۲) خوارج بصرہ۔ خوارج بصرہ کی تعداد خوارج کوفہ سے

---

[۱] منقول از تاریخ عربی نامعلوم الاسم موجودہ کتب خانہ ریاست رامپور کرم خوردہ اور ناقص ہونے کی وجہ سے اس تاریخ کا
مفصل حال معلوم ہوا اس کتاب میں وہ واقعہ معتبر کتب کا لکھا ہے اور روضۃ الشہداء سے بھی نقل کیا ہے - ۱۲
[۲] ثم تاول نافع بن الازرق وهو الذی نسبت الیه الازارقة قول الله تعالی رب لا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا الی قوله ولا یلدوا الا فاجرا کفارا علی ان قتل الاطفال وسبی النساء من الاجنبیة حلال فلما اظهر ذلک فارقه طائفة
من اصحابه ثم قتل برستاباذ ۱۲ - کتاب الاوائل [۳] دیکھو موید الافاضل - ۱۲

زیادہ ہے خوارج کوفہ بیس ہزار کے قریب تھے خوارج کوفہ کا رئیس نافع بن ازرق تھا اس سے
انکو ازارقہ کہا کرتے تھے علی العموم خوارج کا یہ مذہب ہی کہ امام عادل ہو نبی علیہ السلام اور حضرت
صدیق و حضرت فاروق کے مذہب پر پھر خوارج بصرہ و کوفہ نے فروع مین اختلاف
کیا ہے خوارج بصرہ کہتے ہین امام قریش ہی سے چاہئے اونمین سے کسی خاندان اور قبیلہ
ہو اور خوارج کوفہ کہتے ہین کہ ہاشمی ہو خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت
مین سے اور وہ حضرت علی کی اولاد سے ہے نہ عباس اور حمزہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی اولاد انکی
ترجمہ کامل تاریخ کامل مین مذکور ہے کہ نافع نے ازارقہ سے کہا کہ جو ہمارے ہم مذہب ہوکر
مین شریک نہوئے اونکے ساتھ دوستی رکھنا حلال نہین نہ اونکے ساتھ مناکحت حلال ہے نہ اونکا
ذبیحہ کھانا حلال ہے اور نہ اونکی شہادت قبول کرنا چاہئے نہ اون سے علم دین سیکھنا چاہئے
نہ اونکو وراثت پہونچ سکتی ہے اونکے اطفال کا قتل کرنا درست ہے اون سے نفرت رکھنا
چاہئے اور تمام مسلمان کفار ہین مثل کفار عرب کے پس اونکے واسطے دو باتین ہونا چاہئیں
یا قتل کئے جائین یا اسلام قبول کرین نافع کے کچھ اصحاب نے اوس کی اس رائے سے اتفاق
کیا اور کچھ نے مخالفت کی اون مخالفین مین سے ایک نجدہ بن عامر ہے اور یہ شخص یمامہ کو
چلا گیا نافع نے ابن اباض اور ابن صفار کو یہ سب اپنی رائے لکھ بھیجی ابن صفار نے نافع کا خط
پڑھکر رکھدیا اور اپنے اصحاب سے اوسکا حال نہ بیان کیا اس خیال سے کہ مبادا اونمین تفرقہ
اور اختلاف پڑجائے مگر ابن اباض نے وہ خط لیکر پڑھا اور کہا اللہ نافع کو موت دے
یہ رائے اوسکی صحیح نہین اگر قوم مشرک ہوتی اوسوقت یہ معاملات اوس کے ساتھ کرنے
کے قابل تھے مگر وہ تو شرک سے بری ہین لیکن وہ کفار نعمت و احکام ہین ہمکو صرف یہ چاہئے
کہ اونکو قتل کرین جب تک ہماری رائے وہ نہ تسلیم کرلین اور سوا قتل کے کوئی اور معاملہ انکے
ساتھ نہ برتنا چاہئے ابن صفار بولا کہ اللہ تم دونون سے بیزار ہوا اس لئے کہ تو نے نہایت
قصر کیا اور ابن ازرق نے غلو کیا اور اسیطرح اور خوارج کہنے لگے اور اونمین بڑا اختلاف پڑگیا

ہوگیا یہ واقعہ ۶۶ھ کا ہے اور نجدہ کی عمر اسوقت مین ۳۰ سال کی تھی اس کو لوگ امیر المومنین
کہتے تھے اس کے اصحاب کو نجدیہ اس لئے ہنین کہتے کہ درمیان اہل اور نجدیہ کے
والون کے فرق رہے نجدہ نے تین ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ بحرین کی طرف
۶۷ھ مین کوچ کیا اور قوم قطیف کو تباہ کردیا انکی بیسقدر عورت اور مرد ہاتھ لگے انکو لونڈی
وغلام بنایا نجدہ آپ قطیف مین ٹھہرا اور اپنے بیٹے مطرح کو قوم عبد القیس کے مفرور لوگ
سے لڑائی کرنے تو بری کی طرف روانہ کیا مطرح اور بہت سے آدمی یہان مارے گئے نجدہ کے قدم
بحرین مین جمگئے مصعب بن زبیر حاکم بصرہ نے ۶۹ھ مین عبداللہ بن عمیر لیثی کی ماتحتی مین
چار ہزار آدمی کے لشکر سے نجدہ پر چڑھائی کی نجدہ نے اس فوج کو شکست دی بعد نجدہ
نے عطیہ بن اسود کی ہمراہ ایک جماعت عمان کو بھیجی عطیہ نے اوسطرف کا شہر فتح کرکے
اور اپنی طرف سے اس مقام کا ابو القاسم کو افسر کرکے عطیہ چلا گیا اہل عمان نے ابو القاسم
کو مار ڈالا اور عمان سے خوارج کو نکال دیا پھر عطیہ عمان کی طرف آیا تو اوسے تسخیر نکرسکا آخر
کرمان کی طرف چلا گیا اور یہان اپنا مقام کردیا اور ٹکسال درہمون کی جاری کی اور ان کا
کانام عطویہ رکھا اور کرمان مین عطیہ اتنا جما کہ جب مہلب نے اسپر لشکر بھیجا تو یہان سے
سیستان کو بھاگ گیا اور پھر یہان سے سندھ کی طرف چلا گیا اور پھر ایک مقام پر لشکر مہلب
کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ خوارج کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا کہ علامہ ابن
اثیر نے تاریخ کامل مین تصریح کی ہے۔ اور خطط الآثار مین مذکور ہے کہ نجدہ نے عطیہ بن اسود
کو سیستان کی طرف بھیجا تھا اوس نے اپنا مذہب مرو مین ظاہر کیا پس اوس کے
متبع **عطویہ** مشہور ہوگئے۔ نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد بادیہ نشینوں سے
صدقہ وصول کرنا شروع کیا اور کاظمہ مین بہت سے بنی تمیم اس کے آدمیون کے ہاتھ
مارے گئے اور پھر اہل صنعا سے بیعت لی پھر نجدہ نے اہل حضرموت پر ابو فدیک کو فوج دیکر
بھیجا اوس نے ان سے صدقہ وصول کیا اور نجدہ ۶۸ھ یا ۶۹ھ مین اٹھ سو یا دو ہزار جنگجو

حرمین کی جمعیت کے ساتھ مل گیا اور عبداللہ بن زبیر سے ایک معاہدہ قرار پاکر رجوع کیا نجدہ
مدینہ کی طرف آیا مگر جبکہ سنا کہ عبداللہ ابن عمر یہاں مجھ سے مزاحمت کرنے کو تیار ہین توطائف
کی طرف چلا گیا اور نجدہ نے ابن عمر کو ایک خط لکھا اور بعض کئی چیزون کو کہ مسئلے دریافت
سے ابن عمر نے حوالہ دیا کہ ابن عباس سے دریافت کرنا چاہئے چنانچہ اوس نے اون
دریافت کیا جب نجدہ طائف کے پاس آیا تو عاصم ابن عروہ بن مسعود ثقفی اوس کے پاس آئے
اور اپنی قوم کی طرف سے اوس سے بیعت کی اور اسطرح اہل طائف اوس کے شر سے محفوظ رہے
یہان سے نجدہ بحرین کو چلا آیا اور یہ حکم دیا کہ کوئی تاجر یمامہ سے غلہ حرمین کی طرف
نہ لیجائے ابن عباس نے نجدہ کو ایک خط لکھا کہ جب ثمامہ بن اثال اسلام لایا تو اوس نے غلہ
کی روانگی اپنے یہان سے اہل مکہ کی طرف بند کر دی تھی اور اہل مکہ اوس وقت مین مشرک تھے حضرت
رسول علیہ السلام نے اوس کو لکھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہین ان سے غلہ کی روانگی بند نہ کرنا چاہئے اوس نے
ارشاد کی تعمیل کی باوجودیکہ ہم مسلمان ہین تو نے ہم سے غلہ روک دیا نجدہ نے یہ تحریر دیکھکر اپنے
اوس حکم کو منسوخ کر دیا بعد اسکے نجدہ کے اصحاب اوس کی طرف سے بدظن ہونے
لگے اور اوس سے مخالفت پر آمادہ ہوے تو اوس کے عاملون کو جا بجا رعایا نے اپنے یہان سے
نکالنا شروع کیا اور وجہ اختلاف کی یہ ہوئی کہ ابو سنان بن وائل نے نجدہ سے کہا کہ جو شخص
تم سے بیعت تقیہ کی راہ سے کرے اوسے قتل کر ڈالنا چاہئے نجدہ نے ابو سنان کو بہت
سخت و سست کہا اور کہا کسی کو اللہ نے علم غیب نہین دیا ہے اس لئے ہمکو چاہئے کہ ظاہر
پر حکم کرین اور عطیہ بن اسود بھی نجدہ کے مخالفت پر آمادہ ہو گیا تھا اور سبب اسکا یہ تھا کہ نجدہ نے
ایک چھوٹا سا لشکر بحری مقامات کو بھیجا اور ایک لشکر بری مقامات کو روانہ کیا اور لشکر بحری کو لشکر
بری سے زیادہ دیا تو اس بات پر عطیہ نے نجدہ سے نزاع کیا اور ناراض ہوا نجدہ نے عطیہ کو ڈانٹا
اور لوگون کو اشارہ کر دیا کہ اوسے قتل کر ڈالین اور ایک شخص نجدہ کے لشکر مین سے شراب
پیا کرتا تھا نجدہ اوس کی نسبت کہنے لگا کہ اگرچہ وہ شراب پیتا ہے مگر دشمنون کے حق مین بلائے بیدرمان ہے

اور تحقیق سرور عالم سے مشرکین سے مدد چاہی تھی نجدہ کے اصحاب اوسکی اسبات سے ناخوش ہوئے اور عبد الملک نے نجدہ کو تحریر کیا کہ جو کچھ تمنے آجتک مخلوق کی خونریزی کی ہے اور مال چھینے ہیں وہ تمکو معاف کئے جاتے ہیں اور تمکو یمامہ کا مالک کیا تو بشرطیکہ تم ہماری اطاعت کرو اوس تحریر کی وجہ سے عطیہ نے کہا کہ یہ تحریر عبد الملک کی ضرور اسبات پر دلالت کرتی ہو کہ اوس نے نجدہ کے دین میں کوئی خرابی اور کمزوری پائی ہوگی اور عطیہ اسے چھوڑ کر عمان کو چلا گیا اسیطرح کی بہت سی باتیں جمع ہوگئیں کہ نجدات نے ابو فدیک عبد اللہ ابن ثور کو اپنا رئیس مقرر کر لیا جو بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھا اور سب نجدات فدیکیہ کہلانے لگے نجدہ تلاقہ ہجر کی ایک گاؤں میں چھپ گیا ابو فدیک نے اوسکی تلاش کے لیئے آدمی متعین کئے فدیکیہ نے اوس سے کہا اگر تم نجدہ کو تلاش کرکے قتل نکروگے تو ہم سب تمکو چھوڑ دینگے فدیکیہ نے سنہ میں نجدہ کو تلاش کرکے قتل کر ڈالا نجدہ نہایت بہادر اور سخی تھا نجدہ کے مارے جانے سے کچھ فدیکیہ اوس سے ناراض بھی ہوئے اور ابو فدیک کو چھوڑ دیا ملکہ مسلم بن جبیر نے ابو فدیک پر چھپکر حملہ کیا اور بارہ زخم پہونچائے مسلم کو فدیکیہ نے قتل کر ڈالا اور ابو فدیک کو اوس کے مکان اوٹھا کر لے گئے اور علاج کے بعد اوسے آرام ہوگیا سنہ میں ابو فدیک پر عبد الملک بن مروان کے عامل نے فوج کشی ہوئی اور سخت خونریزی کے بعد وہ مارا گیا اور چھ سو اصحاب بھی اوس کے کام آئے اور آٹھ سو گرفتار ہوئے میر سید شریف نے شرح مواقف میں لکھا ہے کہ نجدات میں سے ایک فرقہ کا نام عاذریہ ہے اور انکا عاذریہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نجدہ نے ایکبار اپنے بیٹے کو قوم قطیف کی مہم پر بھیجا اوس نے وہاں کے لوگوں کو قتل کیا اور اونکی عورتوں کو پکڑ لیا اور قبل تقسیم کے اون سے نکاح کر لیا اور تقسیم سے قبل مال غنیمت میں سے خرچ کر ڈالا جب نجدہ کے پاس آگئے اور اوسے ان معاملات کی خبر ہوئی تو اوس نے کہا تمکو یہ مناسب نتہا اونہوں نے جواب دیا کہ ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا کرنا ہم کو مناسب

نہین نجدہ نے بوجہ جہل کے ہونیکے عذر کو مان لیا نجدہ کے اصحاب [illegible] امر کے خلاف
پیدا ہین اور انہون نے اوس سے اس حکم کو تسلیم کیا اونکا یہ مذہب ٹھہر گیا کہ دین دو باتون
کا نام ہے ایک اللہ رسول کی معرفت اور حرام جاننا اون مسلمانون کے قتل کا جو
اپنے موافق ہین دوسرے اقرار کرنا ما جاء من عند اللہ کا جو باتین کہ [illegible] سے آئی ہے بالاجمال
کہ ان باتون کی عدم واقفیت سے معذور نہین اس کے ماسوا تحریم و تحلیل اور تمام شرایع
ونواہی ہین اونمین لوگ بسبب جہل کے معذور رکھے جاتے ہین اسی سے انکو عاذریہ
بھی کہتے ہین باقی تمام باتون مین سارے نجدات متفق ہین اور نجدات کا عقیدہ یہ ہے
کہ مجتہد خطا کرنے سے گنہگار نہین ہوتا ہے اور جو کوئی خلاف اس کے مجتہد کو
معذب جانتا ہو وہ کافر ہے اور جائے تقیہ مین خون اہل ذمہ کے حلال ہین اور جس نے
نظر حرام کی یا جھوٹ بولا یا کسی صغیرہ پر اصرار کیا اور اوس سے توبہ نکی تو وہ کافر ہے اور جس نے
زنا کیا چوری کی شراب پی بغیر اصرار کے ان افعال پر وہ مومن ہے کافر نہین اور انکا عقیدہ یہ ہے
کہ آدمیون کو امام کی حاجت نہین مگر جبکہ وہ دیکھین کہ انصاف وعدل کی [illegible] رعایت
نہو سکے گی تو اوس وقت امام کا مقرر کرنا جائز ہے اور واجب العمل صرف کتاب اللہ ہے
اور نجدات سارے احکام مین ازارقہ سے خلاف رکھتے ہین ایک عقیدہ [illegible] مین اونکی موافق
ہین غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے کہ تمام خوارج جناب امیر کو بوجہ تحکیم [illegible] اور ان لوگون کو
جو گناہ کبیرہ کرتے ہین کافر قرار دیتے ہین لیکن نجدات کا [illegible] ہے۔

پانچوین صفریہ - زیاد بن اصفر کی طرف منسوب ہین [illegible] نے لکھا ہے کہ صفریہ
بفتح صاد نعمان بن صفر کے اصحاب ہین کسی نے کہا کہ یہ منسوب ہین طرف عبداللہ بن صفار
کے وہ ایک شخص بنی مقاعس مین تھا نام اسکا حارث بن عمرو بن [illegible] بن زید بن مناۃ
بن تمیم بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے [illegible] نام انکا یہ سبب
[illegible] کے ہوا ہے بعض نے کہا [illegible]

بعضوں نے کہا ہے کہ یہ فرقہ منسوب ہے طرف اباض کے۔ بضم الف، اباض ایک گاؤں ہے
یمامہ کے علاقہ میں بعض نے عبد اللہ بن یحیی اباضی لکھا ہے مروان بن محمد کے عہد میں اس نے
خروج کیا تھا مروان کی حکم سے عبد اللہ بن محمد بن عطیہ نے اوس سے جنگ کر کے
قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ عبد اللہ تمام معاملات میں اوسکا رفیق تھا تاریخ کامل میں لکھا ہے
کہ جب خوارج نے عبد اللہ بن زبیر سے مفارقت کی تو یہ بھی اوس گروہ کے ہمراہ تھا اور
بصرہ میں چلا آیا اور نافع بن ازرق کے ساتھ خروج نکیا اور جب نافع نے اس مضمون کا خط اسکو
لکھا کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر ہے اوسکے ساتھ مناکحت ناجائز
ہے اوسکے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا نادرست ہے اوسکو وراثت نہیں پہونچ سکتی اوسکے بچوں
کو قتل کرنا چاہئے اور اس سے تعرض کرنا چاہئے تو عبد اللہ بن اباض نے اس رائے
میں اوس سے اختلاف کر کے کہا کہ جو اہل قبلہ میں سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر نعمت والاحکام ہے
مشرک نہیں اور اوسکے ساتھ مناکحت اور اوسکی وراثت جائز ہے اور ہتیار اور گھوڑا
مخالفوں کا جنگ میں لینا جائز ہے اور اس کے علاوہ ناجائز ہے علاوہ ازیں ہماری مخالفین کے
شہر دار الاسلام ہیں مگر جو پایہ تخت سلطان کا ہے وہ دار الکفر ہے اور مخالفوں کی گواہی ہم پر مقبول
ہے اور اس کے نزدیک ایمان تمام نہیں بغیر عمل صالح کے اور اس کے زعم میں مرتکب کبیرہ موحد
ہے مومن نہیں اسلئے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور یہ مرتکب کبیرہ کو کافر نعمت جانتا ہے نہ کافر
ملت اور اس کے اعتقاد میں استطاعت قبل فعل کے ہے اور بندوں کے افعال کا خالق خدا ہے
اور تمام عالم اہل تکلیف کے ساتھ فنا ہوتے فنا ہو جائیگا اور اولاد کفار کی تکفیر و تعذیب میں
متوقف ہے اور متوقف ہے اس بات میں بھی کہ نفاق شرک ہے یا نہیں اور اسمیات میں بھی متردد

---

١ مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنہ والبقاع میں لکھا ہے اباض بضم الف اور بائے موحدہ کی تخفیف اور اوس کے بعد [illegible] ضاد معجمہ ایک گاؤں ہے یمامہ کے علاقہ میں اس مقام پر خالد بن ولید اور مسیلمہ [illegible] جنگ ہوئی [illegible]

٢ لب اللباب [illegible] ایک شخص اباضیہ کا پیشوا [illegible] اباضی ہے یہ منسوب ہے طرف عبد اللہ اباض کے ١٢

ہے کہ کوئی ایسا رسول ہونا جائز ہے یا نہیں جس کے ہاتھ سے صدق دعوے نبوت پر کوئی
معجزہ نہ ہو اور بعض احکام کی اوس پر وحی آتی ہو اور انکی تعمیل کا اوسکے امتیوں پر حکم ہو۔
امیر المومنین علی اور اکثر صحابہ کو کافر کہتا ہے اور یہ اباضی چار فرقے ہو گئے ہیں۔

(۱) **حفصیہ** ابو حفص بن ابی المقدام کے پیرو ہیں حفص بن ابی المقدام اباضی کا ایک پیرو تھا اور
منفرد تھا ساتھ اس قول کے کہ معرفت الٰہی ایمان و کفر کے بیچ میں توسط ہے پس جسنے اللہ کو
پہچانا اور رسول و بہشت و دوزخ وغیرہ سے انکار کیا اگرچہ ہر گناہ کا مرتکب ہوا وہ کافر ہے
مشرک نہیں ہے باقی اباضیہ نے اسکا انکار کیا اور کہا کہ وہ مشرک ہے حفصیہ کہتے ہیں
کہ اس آیت میں کالذی استہوتہ الشیاطین فی الارض حیران یعنی مانند اوس شخص کے
کی کہ ڈالدیا ہے اوسکو شیطان نے زمین میں حیران سے مراد علی مرتضیٰ ہیں

(۲) **یزیدیہ** یزید بن انیسہ کے اصحاب ہیں یہ اباضی اتنا مذہب رکھتے ہیں کہ اللہ ایک رسول
عجم سے مبعوث کریگا اور اوس پر ایکدفعہ ہی پوری کتاب اترے گی جسکے سبب سے شریعت محمدی
منسوخ ہو جاوے گی اور اس پیغمبر کا دین صابیانی ہوگا جسکا قرآن میں ذکر ہے اور اسکے
زعم میں ہر گناہ صغیرہ وکبیرہ شرک ہے اور جن لوگوں نے اپنے اوپر حد جاری ہونے کے
کام کیے وہ مشرک ہیں۔

(۳) **حارثیہ**[۲] یہ لوگ ابو الحارث اباضی کے پیرو ہیں کہتا تھا کہ بندوں کے افعال
مخلوق الٰہی نہیں ہیں بلکہ خود اونکے خالق ہیں اور استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے
جیساکہ مذہب معتزلہ کا ہے۔

(۴) **عبادیہ** یہ فرقہ ایک بدعت عجیبہ کے ساتھ منفرد ہوا انکا مذہب یہ ہے کہ عبادت

۱؎ دیکھو شرح مواقف و تعریفات سید شریف اور شہرستانی کی ملل و نحل میں صرف حفص و ثقہ ہے۔
۲؎ بالراء المہملہ مستفاد از شرح مواقف و تعریفات سید شریف و کشاف اصطلاحات الفنون اور ملل و نحل شہرستانی
میں حارث اباضی ہے ۱۲

یا کسی کے ساتھ کی جائے اور خدا تعالیٰ کی رضامندی اوس سے مقصود نہو وہی طاعت ہے

ستائیسواں عجاردہ - یہ عبدالرحمٰن بن عجرد کی طرف منسوب ہیں انکو **عجردیہ** بھی کہتے ہیں یہ گروہ نجدات سے موافق ہے طرز و شئے میں منفرد ہے ایک یہ کہ اطفال مشرکین دوزخ میں جائینگے دوسرے اطفال سے بری رہنا بلوغ و صفائی اسلام واجب ہے اور جب وہ بالغ ہوجاوین تو انکو اسلام کی دعوت کیجائے انکے نزدیک مرد کو اپنی بیٹی نواسی پوتی اور بھائی بہن کی بھتیجی نواسی پوتی سے نکاح کرنا جائز ہے اور یہ دس گروہ ہیں

(۱) میمونیہ - اصحاب میمون بن عمران انکا قول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اور گناہ و شرک کا ارادہ نہیں کرتا جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے وہ مشرکوں کے اطفال جنت میں داخل ہونگے اور کہتے ہیں کہ استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے اور افعال عباد کا اللہ خالق نہیں ہے اور یہ اپنے مخالفین کے اموال کو حلال نہیں کہتے جب تک کہ مالک مقتول نہو جب مارا جائیگا تو اوس کا مال غنیمت ہوجائیگا اور یہ کہتے ہیں کہ مرد کو اپنی نواسی اور پوتی اور بھتیجی اور بھانجی سے نکاح کرنا جائز ہے اور انکے اعتقاد میں سورۂ یوسف قرآن میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ ایک محض عشقیہ قصہ ہے انکے نزدیک ایمان بالغیب باطل ہے انکے نزدیک مرد کا اپنی حقیقی پوتیوں اور نواسیوں اور حقیقی بھتیجیوں اور بھانجیوں کو نکاح میں لانا جائز ہے۔

(۲) حمزیہ - حمزہ بن ادرک شامی کے متبع ہیں اس نے خراسان میں عہد خلافت ہارون الرشید میں خروج کیا تھا خراسان میں ہارون کی طرف سے علی بن عیسےٰ بن ماہان گورنر تھا حمزہ بوشنج کی طرف بڑھا عمرویہ بن یزید ازدی حاکم ہرات نے چھ ہزار فوج کے ساتھ اوس سے جنگ

---

۱ دیکھو شرح مواقف کشاف اصطلاحات الفنون وارشاد المسلمین خطط آثار اور ملل و نحل شہرستانی میں عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالکریم ہے اور تعریفات سید شریف میں عبداللہ بن عجرد مرقوم ہے اور غنیۃ الطالبین میں عبدالکریم لکھا ہے ۱۲

۲ عجرد اسم رجل من الخوارج والعجردیہ من الخوارج منسوبون الیہ دیکھو غنیۃ الطالبین ۱۲ ۳ دیکھو شرح مواقف کشاف اصطلاحات الفنون ارشاد المسلمین تعریفات سید شریف اور ملل و نحل میں میمون بن خالد ہے ۱۲

کی اور شکست پائی پھر علی بن حسین نے دس ہزار فوج اپنے بیٹے حسین کی ماتحتی مین حمزہ سے مقابلہ کے لئے بھیجی مگر اس پر حمزہ کا ایسا رعب چھایا کہ مقابل نہو سکا علی نے اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ کو اس فوج کا افسر کرکے جنگ کے لئے متعین کیا مگر اس فوج کو بھی شکست ہوئی علی نے حمزہ کے مقابلہ کے لئے پھر عیسیٰ کو بھیجا بلخ مین حمزہ کے اصحاب سے لڑائی ہوئی حمزہ نیشاپور مین موجود تھا تمام حمزیہ مارے گئے صرف چالیس آدمی زندہ بچے حمزہ قہستان کی طرف چلا گیا عیسیٰ نے نوجون کو اوق اور جون کی طرف بھیجا اور یہان جو جو حمزیہ دستیاب ہوئے قتل کئے گئے اور اون دیہات کو تباہ و برباد کیا اور جلا دیا جو حمزہ کو مدد دیتے تھے حاکم زرنج عبد اللہ بن عباس نسفی مال لدوا کر علی کے پاس لئے جاتا تھا حمزہ نے اسفراین مین اوسے گھیر لیا عبد اللہ نے ایسا جمکر مقابلہ کیا کہ حمزہ پسپا ہوا اور حمزہ کے منہہ پر زخم آیا حمزہ مع اپنے اصحاب کے کرم مین چھپ گیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد طاہر بن حسین حاکم بوشنج پرورش کے ایک مکتب مین تیس لڑکے پڑہ رہے تھے اونکو مع معلم کے مار ڈالا طاہر نے یہ خبر سنکر حمزہ کی تادیب کے لئے خود چڑہائی کی اور ایک مقام پر اونکو گھیر کر بڑی سختی کے ساتھ مار ڈالا اور تمام مال و اسباب اونکا ضبط کر لیا خلط الآثار مین لکھا ہے کہ حمزہ کرمان کے ایک جنگل مین غرق ہوگیا حمزیہ تمام باتون مین میمونیہ کے ساتھ موافق تھے مگر اطفال مشرکین کو دوزخ مین بتاتے تھے اس لئے قدریہ نے اونکی تکفیر کی اور مسئلہ قدر مین قدریہ کے ساتھ موافق تھے اس لئے ازارقہ انکو کافر کہتے تھے اپنے مخالفین کی غنایم کو حلال سمجہتے تھے بلکہ حکم کل مال غنیمت کے جلا دینے کا دیتے تھے ۔

(۲۳) **شعیبیہ**[1] شعیب بن محمد کے پیرو ہین یہ گروہ موافق ہے ساتھ میمونیہ کے اونکی ساری باتون مین مگر یہ کہتے ہین کہ بندون کے افعال کا خالق اللہ ہے کیونکہ میمونیہ اس بارے مین مائل طرف قدریہ کے ہین نفائس الفنون مین لکھا ہے کہ شعیب میمون کے ساتھ تھا

---

[1] شعیبیہ وہو شعیب بن محمد وہم کالمیمونیۃ الا فی القدر ۱۲ تعریفات شیخ ابو نصر مکی ۱۲

کرتا تھا جب وہ قدر کا قائل ہوا تو اس نے اوس سے تبرا کی۔

(۴) **حازمیہ** متعلق حازم بن عاصم یہ شعیبیہ کے ساتھ موافق ہین مگر علی کرم اللہ وجہہ کے حق مین متوقف ہین اور تصریح اونکی بریت کی نہین کرتے جسطرح کہ دوسرون کی بریت کی تصریح کرتے ہین اور انکا قول مسئلہ قدر و مشیت مین مثل قول اہلسنت کے ہے ولایت و عداوت مین مخالف خوارج کے ہین کہ اللہ ہمیشہ محب اپنے اولیا کا اور دشمن اپنے اعدا کا ہے انکے نزدیک ایمان فرض مجہول ہین اس کے لیئے کوئی دلیل قاطع نہین ہے۔

(۵) **خلفیہ** خلف خارجی کی طرف منسوب ہین یہ لوگ کرمان و مکران کی طرف رہتے تھے انکا اعتقاد یہ ہے کہ خیر و شر دونون اللہ کی طرف سے ہین اور کہتے ہین کہ اطفال مشرکین دوزخ مین رہینگے بلا اس کے کہ انہون نے کوئی عمل و شرک کیا ہو انکے نزدیک تارک غزا کافر ہے

(۶) **اطرافیہ** غالب ابن شادل سجستانی کے متبع ہین یہ گروہ حمزیہ کے موافق ہے مگر منفرد ہے اسباب مین کہ اطراف ملک کے رہنے والے جن احکام شرعی سے واقف نہونگے وہ اوس مین معذور ہین ایسے احکام کی عدم تعمیل سے اونپر مواخذہ نہین ہوتا اور ان لوگون کے بہت سے عقائد اہل سنت و جماعت کے بھی موافق ہین اور مسئلہ قدر مین قدریہ کے مخالف ہین اور اہل سنت و جماعت کے موافق اور واجبات عقلی ثابت کرتے ہین۔

(۷) **معلومیہ** یہ اپنے مقالات مین حازمیہ کے موافق ہین مگر دو مسئلہ مین باہم متباین ہین ایک یہ کہ جسنے اللہ کو مع جمیع اسما و صفات کے نہ پہچانا وہ کافر ہے مومن نہین دوسرے قدر و مشیت مین موافق اہلسنت کے ہین۔

(۸) **مجہولیہ** یہ بھی تمام عقائد مین حازمیہ کے موافق ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اللہ کو بعض اسما و صفات کے ساتھ جاننا بھی مومن ہونے کے لئے کافی ہے اور یہ مسئلہ قدر و مشیت مین موافق قدریہ کے ہین۔

لہ کذا فی شرح المواقف اور شہرستانی کی ملل و نحل مین حازم بن علی ہے اور کشاف اصطلاحات الفنون اور ارشاد المسلمین میں شرح

(۹) **صلتیہ** — یہ عثمان بن ابی الصلت کے اتباع ہین اور بقولے عثمان بن صلت بن صامت[1] کے اور بقول[2] بعض صلت بن صامت کے اور بقولے صلت بن ابی صامت[3] کے اصحاب ہین یہ گروہ عقائد مین عجاردہ کے موافق ہے اور اس قول مین منفرد ہین کہ جو اسلام لائیگا ہم اوس کے دوستدار ہین لیکن اوسکے اطفال سے ہم بری ہین اس لئے کہ اطفال کے لئے اسلام نہین ہے جب تک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد اونکو اسلام کی طرف دعوت کرنا چاہئے اور بعض صلتیہ سے یہ منقول ہے کہ اطفال خواہ مسلمانون کے ہون یا مشرکون کے اونکے ساتھ عموماً نہ دوستی ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد اونکو دعوت اسلام کرنا چاہئے

(۱۰) **ثعالبہ یا ثعلبیہ** ثعلبہ بن عامر کی طرف منسوب ہین یہ عبد الرحمن عجرد کے موافق تھے مگر اسبات مین مختلف ہوگئے کہ اطفال کے متولی و دوستدار رہنا چاہئے جب تک کہ وہ بلوغ کو پہونچین پس اگر بعد بلوغ کے وہ انکار حق کرین تو اون سے عداوت رکھنا چاہئے اور اون سے یہ بھی منقول ہے کہ اطفال سے نہ دوستی رکھنی کا حکم ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ ہون اور انکا ایک قول یہ ہے کہ غلام سے مال کی زکوٰۃ لینا چاہئے اور جب اوس کے پاس مال نہو تو اوسکو زکوٰۃ دینا بھی چاہئے۔ انکا قول ہے کہ کام اللہ کی مشیت سے ہے نہ اوسکے قضا و قدر سے اور بوجہ اختلاف باہمی کے ثعالبہ کے پانچ فرقے ہوگئے ہین اور انمین ہر فرقے نے دوسرے کی تکفیر کی ہے۔

(الف) **اخنسیہ** (خلاف معہ ہے) یہ اخنس بن قیس کے متبع ہین اور عقائد مین ثعالبہ کے موافق ہین مگر کئی ایک باتون مین اونسے خلاف کیا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ کوئی اگر ایسے شہر مین رہے جہان بوجہ خوف کفار کے اپنے دین اسلام کو ظاہر نکر سکے تو وہ مومن نہین بلکہ کفر و ایمان مین متوقف سمجھا جائیگا اور انکا قول یہ ہے کہ ہم متوقف ہین اون سب

---

[1] دیکھو تعریفات و ارشاد المسلمین و کشاف اصطلاحات الفنون اور شرح مواقف کی عبارت یہ ہے الصلتیۃ ہو عثمان بن ابی الصلت وقیل الصلت بن الصامت ۱۲ [2] و [3] دیکھو کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲ [4] ملل و نحل شہرستانی مین مرقوم ہے کہ صلتیہ متبع ہین عثمان بن صلت یا صلت بن ابی صامت کے ۱۲ منہ

لوگون سے جو دار تقیہ مین رہتے ہین مگر جس کو ہم مومن پہچانین گے اوسکو دوست رکھین گے
اور جس سے کفر دیکھین گے اوس سے بیزار ہونگے ہمکو جایز نہین ہے کہ ہم کسی اپنے مخالف کو
بےتعد القتال کرین اور اوسکا مال چرائین اور مومن عورت کا نکاح اوسکی قوم مشرک کے ساتھ
انکی رہنے مین جایز ہے۔

(ب) معبدیہ۔ یہ معبد بن عبد الرحمن کے اصحاب ہین۔ انکے نزدیک مومن عورت کا نکاح
بہ قوم مشرک مرد کے ساتھ ناجایز ہے اور یہ کہتے ہین کہ نہ غلام سے زکوٰۃ لینا چاہیے اور نہ اوسکو
دینا چاہیے۔

(ج) رشیدیہ۔ رشیدیہی کے یار مین انکو عشریہ بھی کہتے ہین اسلئے کہ ثعالبہ نے
کہا کہ جس زراعت کو نہر اور کول وغیرہ سے پانی ملے تو اوسکا حاصل نصف عشر یعنی بیسوان حصہ لینا
چاہیے گر زیاد بن عبد الرحمن نے اون سے کہا نہین بلکہ اوسمین عشر یعنی دسوان حصہ واجب
ہے مگر جو شخص یہ کہے کہ بیسوان حصہ لو تو اوس سے بھی بیزاری ضرور نہین اسپر رشید نے یہ کہا کہ
جب یہ ٹھہرا کہ ایسے شخص سے بیزاری ضرور نہین تو ہم اوسی کے مطابق عمل کرین گے جیسا کہ اونھون
نے کیا پس اس کام مین دو فرقے ہو گئے۔

(د) شیبانیہ۔ شرح مواقف مین میر سید شریف نے اور تعریفات مین شیخ ابو الفضل نے
کہا ہے کہ یہ لوگ شیبان بن سلمہ کے متبع ہین حجۃ الاکوان اور خطط الآثار مین لکھا ہے کہ اس نے
ایام ابو مسلم خراسانی مین خروج کیا تھا ابو مسلم لوگون کو حلقہ اطاعت خلفاے عباسیہ مین
لاتا تھا یہ اوسکی اور علی بن کرمانی کی مدد اور معاونت بمقابلہ نصر بن سیار کے کرتا اسلئے ثعالبہ
اوس سے بیزار ہو گئے تھے جب شیبان مارا گیا تو بعضے لوگ کہنے لگے کہ اوس نے توبہ کرلی
تھی ثعالبہ نے جواب دیا کہ اوسکی توبہ نامقبول ہے اسلئے کہ اوس نے ہمارے موافقین فی المذہب
کو قتل کیا اور اونکا مال و اسباب چھین لیا اور توبہ قتل مسلمان کی بعد مقبول نہین جب تک قصاص
جاری نہو اور مال نہ پھیرا جاے یا اوسکو بخشوا نہ لیا جاے سب سے پہلے اسی نے قول تشبیہ

ظاہر کیا اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ بندہ کو کچھ اختیار نہین اور سکے سارے افعال اللہ تعالی کے مخلوق ہین۔

(۷) **بکریہ**۔ یہ بکر بن عبداللہ عجلی کی طرف منسوب ہین اوسکا قول یہ تھا تارک نماز کافر ہے اور اسکا کفر کچھ ترک نماز کے سبب نہین ہے بلکہ اس لیئے کہ وہ اللہ سے جاہل ہے اگر وہ جانتا کہ اللہ میرے پوشیدہ اور علانیہ حالات سے مطلع ہے اور طاعت اوسکی بہتر اور نافرمانی بری ہے تو وہ کبھی نماز کو ترک کرتا یہی قول اوسکا تمام کبائر مین تھا یعنی مرتکب کبائر اللہ سے جاہل ہونے کی وجہ سے کافر ہے اور اللہ تعالی کی دشمنی و دوستی اوس کے بندون کے ساتھ وقت موت کے معتبر ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن مرا وہ اللہ کا دوست ہے اور جو کافر مرا وہ دشمن ہے اور اون اعمال کا اعتبار نہین جو موت سے قبل کیئے جائین اس لیئے کہ دوامی طور پر اونکا وثوق نہین کیونکہ کبھی آدمی سے ادا ہوتے ہین اور کبھی فوت بھی ہو جاتے ہین کہتا تھا یہی حال ہماری دوستی اور دشمنی کا ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن دنیا سے تیر ہوا وہ دوست ہے اور جو کافر اوٹھا وہ دشمن ہے۔

آٹھوین **شبیبیہ**۔ یہ فرقہ منسوب ہے طرف شبیب خارجی ابن یزید بن نعیم شیبانی کے یہ شخص صالح بن مسرح کی ہمراہ رہتا تھا جو فرقہ صفریہ کا ایک سرغنہ تھا جب مقام موصل مین صالح نے وفات پائی تو شبیب کے لیئے وصیت کی صالح کی قبر وہی ہین ہے جو خارجی اوس کے پاس سے گذرتا وہ ضرور سر مونڈاتا شبیب نے موصل مین خلافت عبدالملک بن مروان مین خروج کیا یہ شخص نہایت شجاع تھا اسکے پیرون کی جماعت بڑھ گئی عراق مین اوس وقت حجاج بن یوسف ثقفی حکمران تھا حجاج نے پانچ سرداروں کی ماتحتی مین یکے بعد دیگرے شبیب کے استیصال کے لیئے لشکر بھیجا اوس نے سبکو قتل کیا بعد اس کے شبیب نے کوفہ کی طرف رخ کیا حجاج بھی بذات خاص اودھر کو چلا اور شبیب کے پہونچنے سے پیشتر وہان پہونچگیا

لہ دیکھو معارف ابن قتیبہ۔ ۱۲

شبیب نے حجاج سے بڑی بڑی لڑائیان لڑین آخر کار جب ملک کوفہ مین اوسے حجاج سے پے در پے شکستین ملین اور ظفریابی سے مایوس ہو گیا تو وجلہ کو قطع کرکے ملک اہواز کی طرف چلا گیا اور وہان سے فارس گیا اور فارس سے کرمان کی طرف گیا مگر یہان بھی ٹھہرا بلکہ عراق عرب کو گیا حجاج نے اپنے ایک سپہ سالار سفیان نامی کو اوس کے تعاقب مین روانہ کیا دریائے اہواز پر دونون کا مقابلہ ہو گیا دن بھر طرفین مین جنگ ہوا کی رات کے وقت طرفین کے لشکر جنگ گاہ سے اپنی اپنی فرودگاہون کو واپس ہوئے شبیب گھوڑے پر سوار تھا پل کو عبور کرنے لگا ایک گھوڑی سامنے آگے جا رہی تھی گھوڑا اسکا اوس گھوڑی کی وجہ سے بگڑا یہ اوس کی پشت سے علیحدہ ہو کر دریا مین گر پڑا اوس وقت اس کے منہہ سے یہ کلام نکلا لیقضی اللہ امرا کان مفعولا اور غوطہ کھایا جب پانی کے سطح پر پھر آیا تو کہا ذلک تقدیر العزیز العلیم اور غرق ہو گیا لاش اوسکی پانی سے نکالکر سفیان کے پاس لے گئے چاک کرکے دل نکالا تو مثل سنگ کے سخت نکلا جب اوسکی مان سے بیان کیا گیا کہ شبیب مارا گیا تو اوس نے یقین نکیا جب کہا کہ وہ ڈوب گیا ہے تو اس بات کا یقین کر لیا کہنے لگی کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو مینے دیکھا تھا کہ میرے شکم سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہے سمجھہ گئی کہ اوسے کوئی چیز نہین بجھا سکتی سوائے پانی کے یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے[1] شبیب کا فرقہ اور نہین فرقہائے خوارج کے ساتھ عقائد مین موافق ہے لیکن اون سے اسبات مین متفرد ہے کہ عورت کی امامت وخلافت کو جایز بتاتا تھا اسی شبیب نے اپنی مان غزالہ نام کو اپنا خلیفہ کیا تھا اوس نے کوفہ مین داخل ہو کر خطبہ پڑہا اور نماز صبح مسجد جامع مین جا کر ادا کی پہلی رکعت مین سورۂ بقرہ دوسری رکعت مین سورۂ آل عمران پڑہی —

نوین کوزیہ - اس فرقے کے خوارج طہارت مین مبالغہ کرتے ہین کہتے ہین کہ بدن کی مالش غسل کے وقت فرض ہے (دیکھو بحر المذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور موائد الافاضل وغیرہ)

---

[1] دیکھو تاریخ روضۃ الصفا - ۱۲

دسوین کنزیہ - یہ لوگ مال جمع کرتے ہین زکوٰۃ کی فرضیت سے منکر ہین (دیکھو تذکرۃ المذاہب اور مؤید الافاضل اور بحر المذاہب وغیرہ)

گیارہوین شمراخیہ - یہ فرقہ عبداللہ ابن شمراخ کی طرف منسوب ہے - اوس کے نزدیک ماں باپ کا مار ڈالنا حلال ہے جب اوس نے یہ حکم دیا دار التقیہ مین رہتا تھا اوس کے اس حکم سے خوارج بیزار ہو گئے اور انکے نزدیک وطی بلا نکاح جایز ہے (دیکھو غنیۃ الطالبین اور بحر المذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور مؤید الافاضل) توضیح المذاہب مین لکھا ہی کہ شمراخیہ صوفیان مبطل مین سے بھی ایک گروہ کا نام ہے -

بارہوین بدعیہ - یہ فرقہ تمام مقالات مین ازارقہ کی موافق ہے مگر اسبات مین متفرد ہے کہ نماز مین صرف دو رکعت فجر کو پڑھنا چاہئے اور دو رکعت رات کو اور اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہین اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیات - یعنی دن کے دونون طرف اور رات کی کچھ ساعتون مین نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیان برائیون کو دور کرتی ہین یہ لوگ کہتے ہین کہ کم سے کم نماز کی دو رکعت ہین اور وقت اوسکا دن کے انہین دونون طرفون مین مذکور ہے جو شب کے نزدیک ہین اور یہ فرقہ ازارقہ کے ساتھ اسبات مین متفق ہے کہ جب کفار پر فتح حاصل ہو تو انکی عورتون کو قید کر لینا اور اونکے اطفال کو مار ڈالنا چاہئے اور اپنے اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہین لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا - یعنی زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑنا[1] -

خطط الآثار مین خوارج کے فرقون کے یہ نام اور لکھے ہین

تیرہوین اصومیہ - یہ یحیی بن اصوم کے متبع ہین -

چودہوین یعقوبیہ - یہ یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین -

[1] دیکھو ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین از مولوی عبد الحکیم بن شیخ شمس الدین ۱۲

پندرھوین مفضلیہ - یہ مفضل بن عبداللہ کے پیرو ہین -
سولھوین ضحاکیہ - ضحاک بن قیس خارجی کے متبع ہین اس نے بنو امیہ کے زمانہ
مین کوفہ مین خروج کیا تھا اور اپنا لقب امیر المومنین رکھا تھا اور کوفہ پر قابض ہو گیا تھا -
مجالس المومنین مین مذکور ہے کہ جب اس نے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرنا
شروع کیا تو مومن الطاق ایک دن اوس کے پاس گئے اور کہا مین ایک شخص ہون اپنے
دین سے بخوبی واقفیت رکھتا ہون مینے تمہارے عدل و انصاف کی بہت شہرت سنی ہے
اس لئے مین چاہتا ہون کہ تمہاری صحبت مین رہا کرون ضحاک اس بات سے خوش ہوا پھر مومن
الطاق نے اوس سے کہا کہ تمکو حضرت علی سے کیون بغض ہے اوس نے جواب دیا کہ انھون
نے دین مین ثالث کا تقرر قبول کیا اور جو شخص دین الٰہی مین ثالثی جائز رکھے اوس سے
دشمنی رکھنا اور جنگ کرنا حلال ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم مجھے اپنے دین کے اصول سے
آگاہ کرو تا کہ مین تمہارے ساتھ مناظرہ کرون اور جب تمہاری حجت مجھپر غالب آجائے تو
مین تمہاری اتباع اختیار کرون اور مناسب یہ ہے کہ صواب و خطا کی امتیاز کے لئے
دونون کی طرف سے ایک آدمی ثالث مقرر ہونا چاہیے جو یہ بات بتائے کہ یہ شخص مصیب
ہے یہ مخطی ہے ضحاک نے اپنے یارون مین سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ شخص
علم و فضل مین پایہ رکھتا ہے یہ دونون کے درمیان مین ثالث ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم
اس شخص کو اوس دین مین جس مین مین تم سے مناظرہ کرنا چاہتا ہون ثالث مقرر کرتے ہو
ضحاک نے کہا ہان مومن الطاق نے اوس کے متبعون سے کہا کہ تمہارے سردار نے دین
الٰہی مین ثالث مقرر کیا اب تم جانو اصحاب ضحاک نے یہ بات سنتے ہی ضحاک کو اتنا مارا کہ وہ مرگیا
انتہیٰ - یہ بیان قاضی نور اللہ صاحب کا صحیح نہین تحقیق یہ ہے کہ ضحاک خارجی امام ابوحنیفہ کے
پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو انھون نے پوچھا کس بات سے ضحاک نے کہا کہ تمہارا
عقیدہ ہے کہ حضرت علی نے معاویہ کے جھگڑے مین ثالثی مان لی تھی حالانکہ جب وہ حق پر تھے

تو ثالثی ماننے کے کیا معنی امام صاحب نے کہا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے
ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھکو تقریر کی اجازت دو ضحاک نے کہا کہ مین بھی سنا فرمہ ہی
چاہتا ہون امام صاحب نے کہا کہ اگر بحث آپس مین نہ طے ہو تو کیا علاج ضحاک نے کہا
کہ ہم دونون ایک شخص کو منصف قرار دیدین چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیون مین سے ایک شخص
انتخاب کیا گیا کہ دونون فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے امام صاحب نے فرمایا
کہ یہی تو حضرت علی نے بھی کیا تھا پھر اونپر کیا الزام ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکا اوٹھکر چلا آیا۔
تاریخ کامل وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۲۷ھ ہجری مین ضحاک بن قیس شیبانی نے کہ بنی بکر بن وائل
کے خاندان مین سے تھا مروان حمار پر خروج کیا اور عراق کی طرف بڑھا سبب اسکا یہ تھا
کہ جب ولید بن یزید بن عبد الملک مارا گیا تو مقام حرورا مین ایک خارجی نے خروج کیا
جسکا نام سعید بن بہدل شیبانی تھا اور اس نے سنا کہ عراق کی رعایا مین بڑا اختلاف اور
شورش ہے تو عراق کی تسخیر کے ارادہ سے اودہر چلا اور راستے مین مرگیا اور اس نے ضحاک
کو اپنا قایمقام کر دیا یہ بھی حرورا کا باشندہ تھا تمام شراۃ نے اوس سے بیعت کر لی اور
ضحاک شہر موصل کو گیا پھر یہان سے شہر زور کو صفریہ بھی ضحاک کے لشکر مین شامل ہو گئے
اور اب اس کی فوج کی مجموعی تعداد چار ہزار کی حد کو پہونچگئی جب ضحاک نے یہ سنا کہ عراق آجکل
فسادات کا مرکز ہو رہا ہے تو اوس نے یہان فتوحات حاصل کرنے کا ارادہ کیا مروان نے
یزید بن عمر بن ہبیرہ شیبانی کو اوس سے جنگ کے لئے متعین کیا سلیمان بن ہشام نے بھی
ضحاک سے بیعت کر لی اور اسکا شریک حال ہو گیا اور ضحاک کو اکسا کر مروان کے ساتھ جنگ کی
لئے آمادہ ہو گیا ضحاک نے مثنی بن مروان کو تو اپنی طرف سے کوفہ مین چھوڑا اور خود موصل کو گیا
ابن ہبیرہ نے مثنی سے جنگ کر کے اوسے قتل کر ڈالا جب ضحاک موصل مین آیا تو اوسے
فتح کر لیا اور اب ایک لاکھ آدمی اس کے لشکر مین جمع ہو گئے تھے مروان خود ماردین کی مقام
پر ضحاک کے لشکر کے مقابل مین آموجود ہوا جنگ مین ضحاک مارا گیا اور اس کا بہت سا لشکر

کٹ گیا ضحاک کے مارے جانے کے بعد صفاکیہ نے ابن خیبری سے بیعت کر لی۔

فرقہ مرجیہ

مرجیہ لفظ ارجا سے بنا ہے جو مشتق ہے رجا بمعنی امید سے اس لئے کہ مرجیہ کو یہ امید ہے کہ اہل معاصی کو اللہ ثواب دیگا اسی وجہ سے یوں کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع نہیں دیتی ہے یا یہ لفظ مشتق ہے ارجا بمعنی تاخیر سے اس لئے کہ اونہوں نے حکم اصحاب کبائر کو آخرت تک موخر رکھا ہے پس دنیا میں صاحب کبیرہ پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا کہ دوزخی ہے یا جنتی ہے اس صورت میں مرجیہ وعیدیہ کی ضد ٹھہرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ارجا بمعنی تاخیر سے مرجیہ اس لئے بولتے ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کی تاخیر درجہ اول سے درجہ چہارم پر کرتے ہیں اس صورت میں مرجیہ شیعہ کے مقابل ٹھہریں گے اور اہل سنت و جماعت بھی اسمیں داخل ہوجائیں گے پہلی صورت میں مرجیہ یائے تحتانی کے ساتھ ہوگا اور دوسری صورت میں ہمزہ کے ساتھ یعنی مرجئہ اور اوس شخص کو جو اس مذہب پر ہو مرجی بغیر ہمزہ کے اور کبھی مرجئی ہمزہ کے ساتھ بروزن مرجعی کہتے ہیں[1] حقیقت مرجیہ کی یہ ہے کہ انکو اثبات [بعد اوپر]

---

[1] منتہی الارب فی لغات العرب اور لسان العرب کی فصل الحرف ہمزہ میں لکھا ہے کہ ارجا تاخیر کے معنی میں ہے اور اس لئے آخر میں ہمزہ ہے اسی سے مرجیہ فرقہ کا نام بنا ہے جو اس مذہب پر ہو عرب میں وہ شخص رجل مرجئ بروزن مرجع کہلاتا ہے جب یائے نسبت اس کے آخر میں لگاتے ہیں تو کہتے ہیں مرجئی بروزن مرجعی اور یہ اسصورت میں ہے کہ اس کے آخر میں ہمزہ رکھی جائے اور جب ہمزہ نہ قرار دیجائے تو کہتے ہیں رجل مرج بروزن معط اور اسصورت میں مرجیہ یائے تحتانی کی تشدید کے ساتھ ہے چنانچہ بعض عرب کہتے ہیں ارجیت و اخطیت و توضیت پس ہمزہ نہیں دیتے اور ہمزہ نہ دینے کی صورت میں عرب یائے نسبت مرجی کے آخر میں لگا کر مرجی تشدید آخر کے ساتھ کہتے ہیں اور مرجیہ ایک فرقہ ہے مسلمانوں کا اونکا قول ہے ایمان قول ہے بلا عمل کے یعنی ایمان صرف کلمہ شہادت کے اقرار کا نام ہے گویا کہ اونہوں نے کلمہ شہادت کے اقرار کو عمل پر مقدم کیا ہے کیونکہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بندے نہ نماز پڑھیں اور نہ روزہ رکھیں تب بھی ایمان اونکو نجات دیدے گا ابن اثیر نے کہا ہے کہ حدیث میں مرجیہ کا ذکر آیا ہے اور وہ ایک فرقہ ہے جسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں پہونچا سکتی ہے جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی طاعت نفع نہیں دیسکتی ہے اور وہ مرجیہ اسلئے کہلاتے ہیں کہ اللہ نے ان سے تعذیب معاصی کو موخر کر دیا ہے۔ ۱۲ انتہی منہ

تھی وعید و خوف مین مومنین سے غلط ہے اور سارے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ اگر اللہ کسی
گنا ہگار کا کوئی گناہ معاف کر دے تو پھر اوس پر یہ لازم ہوگا کہ اوس قسم کے گناہ
سارے گنا ہگاروں کے معاف کرے اور جس قسم کے گنا ہگار دوزخ سے نکالے تو
پھر اوس پر یہ لازم ہوگا کہ اوس قسم کے سارے گنا ہگارون کو دوزخ سے نکالے اور مجمع
البحرین مین لکھا ہے کہ بعض ماہرین مذاہب نے کہا ہی کہ مرجیہ فرقہ جبریہ ہے جنکا یہ قول ہے
بندے کو کام کی کوئی قدرت نہین کسی کام کو اوس کی طرف منسوب کرنا اور اوس کی قدرت
سے سمجھنا بطور مجاز کے ہے۔ حقیقت مین بندہ کا کوئی کام نہین سبکا اصل فعل اللہ ہے۔
اور یہ جو اختیار مین مذکور ہے کہ مرجیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑہے
نہ غسل جنابت کرے اور کعبہ کو توڑ ڈالے اور اپنی مان کے ساتھ نکاح کرے پھر بھی وہ
جبریل و میکائیل کے ایمان پر ہے اور کبھی مرجیہ کی تفسیر اشعریہ کے ساتھ کی جاتی ہے
انتہی یہ سراسر تعصب ہے۔ مرجیہ ایمان اور عمل کو دو مختلف چیزین قرار دیتے ہین
اور کہتے ہین کہ ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہونا کچھہ ضرر نہین کرتا ایک شخص دل سے اگر
توحید اور نبوت کا معترف ہے اور فرایض نہین ادا کرتا تو وہ مواخذہ سے بری ہے اور
مرجیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ دوزخی جب آگ مین ڈالے جائین گے تو وہ وہان بلا عذاب
کے رہا کرین گے جسطرح مچھلیان پانی کے اندر رہتی ہین اسیطرح اہل نار بھی نار مین رہا
کرین گے اور فرق جنتیون اور دوزخیون مین اسطرح سے ہے کہ مومن جنت کے اندر
کھانے پینے کے ساتھ نفع اوٹھایا کرین گے اور کافرون کو دوزخ کے اندر کھانا پینا میسر
نہ آئے گا[1] اور مرجیہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص اس مضمون

[1] کتاب تمہید مین معین نسفی نے لکھا ہی قالت المرجیہ لعنہم اللہ اذا دخل اہل النار النار فانہم یکون فی النار بلا عذاب کالحوت فی الماء الا ان الفرق بین الکافر والمومن ان للمومن استمتاعا فی الجنۃ بالاکل والشرب واہل النار فی النار لیس لہم استمتاع الاکل والشرب۔ ۱۲ منہ

کی ثابت نہین کہ فلان میرے بعد امام ہوا ابن جوزی کہتے ہین کہ عبد الواحد اسدی معروف بہ ابن برہان کا قول ہے کہ اللہ کفار کو بھی ہمیشہ دوزخ مین نرکھیگا اس لئے کہ ہمیشہ عذاب دینا مخلوقات کی شان سے ہے اور طلب انتقام اس کی علت ہے جو غضبناک کو عارض ہوتا ہے اور دل مین غضب کے پیدا ہونے کی علت خون کا جوش مارنا ہے اور یہ باتین اللہ تعالی کے حق مین محال ہین سب سے پہلے جس نے یہ مذہب نکالا **ابو محمد حسن** بن محمد معروف بہ ابن حنفیہ بن حضرت علی بن ابیطالب ہین اونہون نے اس مسئلہ مین گفتگو کی لیکن یہ عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے ہین جسطرح کہ اور مرجیہ نے کیا ہی بلکہ یون کہتے تھے کہ صاحب کبیرہ کافر نہین ہوتا اس سئے کہ ادائے طاعات اور ترک معاصی اصل ایمان سے نہین ہین انکے زوال سے ایمان زائل نہین ہوتا ہے پھر مرجیہ کئی طرح پر ہوگئے **قسم اول** مرجیہ خالص یہ قائل صرف ارجا کے ہین اور یہ یونسیہ وعبیدیہ و غسانیہ وثوبنیہ ومرلسیہ ہین **قسم دوم** مرجیہ قدریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ وقدریہ کے ان لوگون کے لکر گروہ احمد بن شبیب اور صالحی اور خالدی اور ابوشمر ہین **قسم سوم** مرجیہ جبریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ وجبریہ کے جیسے جہم بن صفوان **قسم چہارم** مرجیہ خوارج یہ خوارج بھی ہین اور مرجیہ بھی ہین جیسے ثوبانیہ۔ شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ مرجیہ نے بعض اون مسائل مین خوارج کے ساتھ اتفاق کرلیا ہی جو امامت سے تعلق رکھتے ہین اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اول موجد ارجا کا بصرہ مین حسان بن بلال بن حارث مزنی ہے اور بعض نے یون ذکر کیا ہے کہ موجد اول ارجا کا ابو سلمان ہے اوس نے سنہ ۱۵۲ ہجری مین وفات پائی ہے

تفصیل مرجیہ خالص کے فرقونکی

پہلا فرقہ یونسیہ یہ یونس بن عمر نمیری کے متبع ہین اسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان اللہ کا پہچاننا اور اوس کے سامنے عاجزی اور ترک گردن کشی اور اوس کی دوستی دلمین رکھنا

عمران

سے ہے اور یقین سے علی ہذہ ہر خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ پس جس شخص مین یہ تمام
خصلتین جمع ہون وہ مومن ہے اور اوس کو ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت
ضرر نہین کرتی نہ کسی گناہ پر اوسکو عذاب ہوگا اور نہ کسی طاعت کے ترک کرنے سے
سزا پائیگا کیونکہ سوائے معرفت الٰہی کے اور طاعات ایمان کے قبیل سے نہین
ابلیس اللہ کی وحدانیت کو پہچانتا تھا مگر بوجہ تکبر اور سرکشی کے کافر ہوگیا چنانچہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ یعنی شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا
اور وہ تھا کافرون سے جس کے دل مین اللہ کی محبت اور خوف بیٹھ گیا اور اوس کے
ساتھ دل سے دوستی رکھی اور عاجزی کی۔ پھر اوس نے خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ اس
سے گناہگار نہین ہوتا اور اگر اوس سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اوس کے اخلاص و یقین
مین فرق نہین آتا اور محبت و اخلاص کی وجہ سے جنت مین جائیگا نہ طاعت و اعمال کے
سبب سے **دوسرا فرقہ عبیدیہ** ہے یہ عبید المکذب[له] کے اصحاب ہین انکا
اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سارے صفات اوسکی ذات کے غیر ہین اور وہ ذات
مقدس آدمی کی صورت پر ہے اور باقی عقائد مین یونسیہ کے ہم مشرب ہین۔
تیسرا فرقہ غسانیہ ہے یہ غسان بن ابان کوفی کے متبع ہین یہ شخص محمد بن حسن شیبانی
کا شاگرد تھا اور نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر تھا اسکا مذہب ایمان مین یہ تھا کہ
ایمان زیادہ ہوتا ہے لیکن کم نہین ہوتا اور یہ کہتا تھا کہ ہر خصلت خصال ایمان مین سے
بعض ایمان (یعنی حصہ ایمان وجزو ایمان) نام ہے اور اوسکا یہ اعتقاد بھی تھا کہ ایمان نام
ہے خدا اور رسول کی معرفت کا اور اجمالاً اون چیزون کی معرفت کا جو شارع سے پہونچی ہین
اور تفصیل کی ضرورت نہین اور معرفت اجمالی سے مراد یہ ہے کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ نے

[له] مکذب شرح مواقف ارشاد المسلمین اور میر سید شریف محمد اکبر کے الہامیہ مین ہے اور مکتب ملل و نحل
مین ہے مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے صحیح مکذب ہی ہے ۱۲ منہ

حج فرض کیا ہے مگر یہ معلوم نہین کہ کعبہ کہان ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ مکہ مین نہو اور کسی جگہہ ہو اور اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا مگر یہ یقین نہین کہ جو محمد مدینہ مین تھے وہی محمد ہین یا انکے سوا کوئی اور ہین اور سور کا گوشت اللہ نے حرام کیا ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ جس جانور کو عرف مین سور قرار دیکر حرام جانتے ہین یہ وہی ہے یا غیر ہے۔

واضح ہو کہ اس قول سے مراد غسان کی یہ ہے کہ یہ احکام حقیقت ایمان مین داخل نہین ہین اور کچھ یہ نہین ہے کہ اوس کو ان چیزون کے باب مین شک تھا بلکہ وہ جتاتا ہے کہ اگر مومن یہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہین یا کوئی اور ہین اور کعبہ یہی ہے یا اور کوئی ہے تو اوس کے ایمان مین فرق نہین آسکتا کیونکہ ایمان کی حقیقت مین انکو دخل نہین ہے انمین شک کرنے اور اونپر اعتقاد نرکھنے سے ایمان باطل نہین ہوتا اور غسان[1] اپنے مذہب کے رواج دینے کے لئے لوگون سے یہ کہا کرتا تھا کہ یہ رائے امام ابو حنیفہ کی ہے حالانکہ یہ محض افترا تھا بلکہ معتزلہ نے بھی امام ابو حنیفہ اور اونکے تابعین کو مرجیہ کہا ہے اور وجہ شاید اس کی یہ ہوگی کہ جو لوگ مسئلہ قدر مین معتزلہ سے مخالفت کرتے تھے وہ اونکو مرجیہ مشہور کر دیتے تھے یا امام صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق نہ زیادہ ہوتی ہے نہ کم تو معتزلہ کو اس سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہوگا کہ امام صاحب نے جو عمل کو حقیقت ایمان سے خارج کر دیا ہے تو اونکے نزدیک مغفرت کے لئے ایمان کافی ہے اوس کے ہوتے ہوئے کسی عمل مفروضہ کا ترک اور گناہ ضرر نہین کرتا کیونکہ اعمال ایمان مین داخل نہین بلکہ زمخشری نے بوجہ تعصب مذہب اعتزال و قدر کے سارے اہل سنت کو کشاف مین مرجیہ و جبریہ کہدیا ہے اس لئے کہ وہ عمل کو حقیقت ایمان مین داخل نہین کرتے اور نہ یہ کہتے ہین کہ بندہ خالق افعال ہے اور یہ صاحب کشاف کی غلطی ہے اس لئے کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہین کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے اور عمل سبب ہے کمال ایمان کا نہ یہ کہ

[1] عقود الجمان مین شرح مواقف سے اس بات کو بلفظہ نقل کیا ہے۔ ۱۲

ایمان قول ہے بلا عمل پس انکا مذہب توسط ہے جبر و قدر مین دین خالص کے موافق کہتے ہین کہ یہ قول بھی صحیح نہین کہ ساری اہل سنت حقیقت ایمان مین عمل کو داخل نہین کرتے اس لئے کہ حنابلہ و شافعیہ کل اس بات کے قائل ہین کہ ایمان کی حقیقت مین اعمال داخل ہین اور یہی راے بعضے حنفیہ کی بھی ہے اور یہی قول مالکیہ[1] کا ہے اور اسی کو معتبر جانا ہے جیسا کہ مالا بد منہ مین مذکور ہے ہان مشہور یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عمل ذات ایمان مین داخل نہین مگر ضعیف ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات مین اسکی تاویل یون کی ہے کہ امام صاحب مجتہد ہین اور مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب پر بھی ہوتا ہے اور خطا پر اوس کے لئے ایک اجر ہے جیسا کہ صواب پر دو اجر ملتے ہین محدثین بھی اس مذہب مین امام صاحب کے مخالف ہین بلکہ ان بزرگون نے اوس زمانہ مین یہانتک سختی کی تھی کہ جو شخص اونکی راے کے ساتھ متفق ہوتا تھا اوسکو کافر یا فاسق سمجھتے تھے قاضی ابو یوسف ایکبار شریک کی عدالت مین گواہ ہو کر گئے تو اونھون نے کہا مین اوس شخص کی شہادت نہین قبول کرتا جسکا یہ قول ہو۔ نماز جزو ایمان نہین اور طرفہ یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین مین بھی جہان تہتر فرقون کا ذکر کیا ہے وہان مرجیہ کے بارہ فرقے شمار کئے ہین اونہین حنفیہ کو بھی مرجیہ کہا ہے ان الفاظ کے ساتھ اما المرجیۃ ففرقہا اثنتی عشر فرقۃ الجہمیۃ و فلانۃ و فلانۃ والحنفیۃ و اما الحنفیۃ فہم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ و رسولہ و بما جاء من عندہ جملۃ الخ مگر اس مین علماے محققین کو کلام ہے یہانتک کہ شیخ القطب عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ اس بات کے قائل ہین کہ اس عبارت کو معاندین نے غنیہ مین اپنی طرف سے داخل کر دیا ہے بلکہ محققین کو تو اسمین بھی کلام ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبد القادر

[1] کتاب فقہ مالکی مصنفہ ابو محمد عبد اللہ ابن ابی زید قیروانی مین مذکور ہے وان الایمان قول باللسان و اخلاص بالقلب و عمل بالجوارح یزید بزیادۃ الاعمال و ینقص بنقص الاعمال فیکون فیہا النقص و بہا الزیادۃ ولا یکمل قول الایمان الا بالعمل ۱۲

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے بہرصورت امام ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب کو مرجیہ کا ہم اعتقاد خیال کرنا درست نہین اس لئے کہ ارجاء تو یہ ہے کہ یہ سمجھین کہ عذاب وعقاب اور مواخذہ کسی طرح نہوگا اور ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان نہ پہونچا سکیگا سو یہ عقیدہ حنفیہ کا کب ہے بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی مشیت وارادہ مین ہے جسے چاہے معاف کرے جسے چاہے عذاب دے اور گناہگار کے واسطے عذاب بھی ثابت کرتے ہین اور اوس کے ضرر سے خایف رہتے ہین ہان لطف پر انکی نظر بھی ہے اس لئے جانب مغفرت وامیدواری کی رعایت رکھتی ہین اور کہتے ہین کہ اگر اللہ چاہے تو بغیر توبہ کے تمام گناہ بخشدے اور فاسق کو دوزخ مین نڈالے[1]۔ امام ابوحنیفہ کو اس سے کچھ بحث نہ تھی کہ یہ مسئلہ فلان شخص یا فلان فرقہ کا ہے وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے اور مغز سخن کو پہچانتے تھے جب یہ بحث اونکے سامنے پیش کی گئی تو اونھون نے علانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جدا گانہ چیزین ہین اور دونون کا حکم مختلف ہے اسپر بہت لوگون نے اونکو بھی مرجیہ کہا لیکن وہ ایسا مرجیہ ہونا خود پسند کرتے تھے محدثین اور فقہا مین سے جو لوگ امام صاحب کے ہمزبان تھے اونکو بھی یہی خطاب عنایت ہوا محدث ابن قتیبہ نے اپنی مشہور اور مستند کتاب المعارف مین مرجیہ کے عنوان سے بہت سے فقہا اور محدثین کے نام گنائے ہین جن مین سے چند یہ ہین ابراہیم تیمی اور عمرو بن مرہ اور طلق الحبیب اور حماد بن سلیمان اور عبد العزیز بن ابو داؤد اور خارجہ بن مصعب اور عمر بن قیس الاصر اور ابو معاویۃ الضریر اور یحیی بن ذکریا اور مسعر بن کدام حالانکہ انہین سے اکثر حدیث وروایت کے امام ہین اور صحیح بخاری ومسلم مین ان لوگونکی سیکڑون روایتین موجود ہین نواب صدیق حسن خان وغیرہ جو اس پر غش ہین کہ امام صاحب کو حضرت پیران پیر نے یا بعض محدثین

[1] تذکرۃ السلوک مین بھی ہمنے اس بات کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے بلکہ تفصا مین جسقدر معاندانہ باتین حضرت غوث اعظم کے حق مین لکھی ہین اون سبکا بھی جواب ہمنے تذکرۃ السلوک مین دیدیا ہے ۱۲ منہ سلمہ

نے مرجیہ کہا ہے ابن قتیبہ کی فہرست دیکھتے تو شاید اونکو ندامت ہوتی اس بحث کے متعلق
امام ابوحنیفہ کی ایک تحریر موجود ہے جس کے طرز استدلال و استنباط نتائج سے امام صاحب
کی دقت نظر کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اصل مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اس لئے اس موقع پر ہم
اوسکا حوالہ دینا مناسب سمجھتے ہین یہ تحریر عثمان بتی کے ایک خط کا جواب ہے جو اونہون نے
امام صاحب کو لکھا تھا عثمان اوس زمانہ کے ایک مشہور محدث تھے عام لوگون مین جب امام
ابوحنیفہ کے ان خیالات کے چرچے ہوئے تو اونہون نے امام صاحب کو ایک دوستانہ خط
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ لوگ آپ کو مرجیہ کہتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ آپ مومن کا گمراہ ہونا
جائز قرار دیتے ہین مجھکو ان باتون کے سننے سے نہایت رنج ہوتا ہے کیا یہ باتین
صحیح ہین اس خط کے جواب مین امام صاحب نے ایک طولانی خط لکھا ہے جسکو قلائد العقیان
مین چھٹے باب کے اندر ایک علیحدہ فصل مین پورا نقل کیا ہے - اس کے فقرے کہین کہین سے ہم
انتخاب کرتے ہین حمد و نعت کے بعد عثمان بتی کی دوستانہ نصیحت اور خیر خواہی کا شکریہ ادا
کر کے اصل مضمون اس طرح شروع کیا ہے مین آپکو بتاتا ہون کہ رسول اللہ کے مبعوث ہونے
سے پہلے تمام لوگ مشرک تھے رسول اللہ جب مبعوث ہوئے تو لوگون کو اس بات کی طرف
دعوت کی کہ خدا کو ایک مانین اور رسول اللہ جو کچھہ لائے اوسکو تسلیم کرین پس جو شخص اسلام
مین داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ دیتا تھا اوسکی جان و مال حرام ہو جاتا تھا پھر خاص اون لوگون
کے لئے جو ایمان لا چکے تھے فرایض کے احکام آئے پس اوسکا پابند ہونا عمل ٹھہرا اور خدا نے
اسی کی طرف اشارہ کیا ہے الذین امنوا و عملوا الصالحات ومن یومن باللہ و
یعمل صالحا - اس قسم کی اور آیتین ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے ہونے سے
ایمان جاتا نہین رہتا البتہ اگر تصدیق و اعتقاد نہو تو مومن کا اطلاق نہین ہوسکتا عمل و تصدیق
کا دو جدا گانہ چیز ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہین
لیکن اعمال کے لحاظ سے مراتب مین فرق ہوتا ہے کیونکہ دین و مذہب سب کا ایک ہی ہے

کیونکہ خدا نے خود کہا ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصی بہ ابراھیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ یعنی تمہارے لئے اوس دین کو مشروع کیا جسکی وصیت نوح کو گئے تھے اور جو تجھپر وحی بھیجی اور جسکی وصیت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ کو کی وہ یہ ہے کہ دین کو قائم رکھو اور اوس میں متفرق نہو آپکو جاننا چاہئے کہ تصدیق مین ہدایت اور اعمال مین ہدایت یہ دونوں دو چیزیں ہین آپ ایک شخص کو جو فرایض سے ناواقف ہو مومن کہہ سکتے ہین پس ایسا شخص فرایض کے لحاظ سے جاہل اور تصدیق کے لحاظ سے مومن ہے خود خدا نے قرآن مین یہ اطلاقات کئے ہین کیا آپ اوس شخص کو جو خدا کے اور رسول خدا کے پہچاننے مین گمراہ ہو اوس شخص کی برابر قرار دین گے جو مومن ہو لیکن اعمال سے ناواقف ہو خدا نے جہان فرایض بتائے ہین اوس موقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ یبین اللہ لکم ان تضلوا یعنی خدا نے اس لئے بیان کیا کہ تم گمراہ نہو دوسری آیت مین ہے ان تضل احدٰھما فتذکر احدٰھما الاخریٰ یعنی ایک گمراہ ہو تو دوسرا یاد دلادے حضرت موسیٰ کی زبان سے فرمایا۔ فعلتھا اذا وانا من الضالین یعنے جب مین نے وہ کام کیا تب مین گمراہ تھا ان آیتون کے علاوہ اور بھی آیتین ہین جو اس دعوے کے ثبوت کے لئے دلائل قاطعہ ہین اور حدیثین تو اور بھی واضح اور صاف ہین حضرت عمر اور حضرت علی امیر المومنین کے لقب سے پکارے جاتے تھے تو کیا اس کے یہ معنے تھے کہ وہ صرف اون لوگون کے امیر تھے جو فرایض اور اعمال کی پابند تھے حضرت علی نے شام والون کو جو اون سے لڑتے تھے مومن کہا کیا قتل سے بڑھکر کوئی گناہ ہے پھر جو لوگ قتل کے مرتکب ہوئے کیا آپ قاتلین اور مقتولین دونون کو برسر حق قرار دیتے ہین اگر آپ صرف ایک کو یعنی حضرت علی اور طرفداران حضرت علی کو برسر حق تسلیم کرین گے تو دوسرے فریق کو کیا کہین گے اس کی خوب سمجھ سب لیجئے اور خوب سمجھئے میرا یہ قول ہے کہ اہل قبلہ سب مومن ہین اور فرایض کے

ترک سے کافر نہین ہوسکتے جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرایض بجالاتا ہے وہ مومن اور
جنتی ہے جو ایمان اور اعمال دونون کا تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے جو شخص ایمان رکھتا ہے
اور فرایض اوس سے ترک ہوجاتے ہین وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گناہگار مسلمان ہے
خدا کا اختیار ہے اوسپر عذاب کرے یا معاف کردے امام صاحب نے جس خوبی
سے اس دعوے کو ثابت کیا ہے انصاف یہ ہے کہ اس سے بہتر نہین ہوسکتا۔

چوتھا فرقہ تومنیہ ہے یہ لوگ ابو معاذ تومنی فیلسوف کے متبع ہین اسکا اعتقاد تھا
کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور محبت اور اخلاص اور اوس چیز کے اقرار سے جسکی پیغمبر خدا نے
تبلیغ کی ہے اور ان سب کے یا بعض کے ترک کرنے سے کافر ہوتا ہے اور کہتا تھا کہ
جس معصیت کے کفر ہونے پر اتفاق نہو تو اوسکے کرنے والے کو فاسق کہنا چاہئے
بلکہ یون کہنا چاہئے کہ وہ گناہگار ہوگیا اور فسق کیا اور ترک کرنا نماز کا حلال جانکر کفر ہی
اور قضا کی نیت سے ترک کرنا کفر نہین فسق ہے اور یہ سارے خصائل جنکو ایمان
کہتے ہین انمین سے بعض خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ ہے کہتا تھا کہ کوئی نبی کو
مارڈالے یا اوس کے تپانچہ مار دے تو وہ کافر ہوتا ہے لیکن نہ اس لئے کہ اوس نے
پیغمبر کو قتل کیا یا تپانچہ مارا بلکہ اس لئے کہ اوس نے پیغمبر کی تکذیب کی اور ہتک کیا ہی اور اوسکو
دشمن رکھا ہے۔

پانچوان فرقہ مریسیہ ہے ابن اہول نے کہا ہے کہ مریسیہ مرجیہ کا فرقہ بشر بن غیاث
بن عبد الرحمن مریسی کی طرف منسوب ہے اسکا باپ یہودی تھا اور قوم کا رنگریز تھا جو
کوفہ مین رہتا تھا بشر مریسی . . نے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور اون سے تھوڑا سا
اخذ بھی کیا پھر ابو یوسف تلمیذ امام اعظم کی صحبت اختیار کرکے اون سے تفقہ کیا اور
حدیث کو سنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا
یہانتک کہ فائق ہوکر امام ابو یوسف کے اخص اصحاب مین سے ہوا کہتا تھا کہ مشائخ صوفیہ

کی باتون سے کسی بات نے میرے دل مین قرار نہین پکڑا یہانتک کہ مین نے دو گواہ
اصل کتاب و سنت سے اوسپر ناطق نہین پائی مگر چونکہ یہ شخص اخیر مین علم کلام اور فلسفہ مین
مصروف ہو گیا تھا اس لئے لوگ اس سے پھر گئے اور امام ابو یوسف اکثر اوس کی
مذمت کرتے اور جب سامنے آتا تو منہ پھیر لیتے تھے اس نے امام یوسف سے
بہت سی روایت اور مذہب مین اقوال بیان کئے ہین جن مین سے غریب قول یہ ہے
کہ گدھے کا کھانا جائز ہے - نفی صفات الٰہی اور خلق قرآن کا قائل تھا جیسا کہ عقیدہ معتزلہ
کا ہے اسپر اہل سنت نے اوسکی تکفیر کی ہے اور اوس کا اعتقاد یہ تھا کہ بندون کی
کام مخلوق خدا ہین استطاعت[1] فعل کے ساتھ ہے جیسا کہ عقیدہ اہل سنت کا ہے
اسی لئے معتزلہ نے اوس کو کافر ٹھیرایا دوسرا عقیدہ اوسکا یہ تھا کہ ایمان نام ہے تصدیق
قلبی و اقرار زبانی دونون کا اور کفر انکار کا نام ہے اور اس کے نزدیک سجدہ کرنا چاند
سورج اور بت کو کفر نہین لیکن کفر کی علامت ہے بشر کا ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی پیغمبر
کو قتل کر ڈالنے یا اوس کے تپانچہ مار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور کفر کی وجہ
یہ ہے کہ اوس نے پیغمبر کی تکذیب کی اوس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اوسکو
قتل کیا یا تپانچہ مارا اسیطرح اور بہت سے اقوال شنیع اوس سے صادر ہوئے جنکے
سبب عہد خلیفہ رشید مین سزایاب بھی ہوا مگر صحیح یہ ہے کہ رشید کو جب خبر پہونچی کہ بشر مریسی
کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے تو کہنے لگا کہ اگر وہ میرے ہاتھ لگا تو اس سختی سے قتل
کراؤنگا کہ آج تک اس طرح کوئی نہ مارا گیا ہے بشر چھپ گیا اور عرصہ بیس[2] سال تک کہ رشید
زندہ رہا وہ مختفی[3] رہا نحو کا علم نہین جانتا تھا آواز اس کی بہت بڑی تھی امام شافعی سے اکثر مناظرہ

[1] صحیفۃ الاکوان مین کہا ہے زعم ان افعال العباد مخلوق للہ تعالیٰ ولا استطاعۃ مع الفعل اور کشف الغمہ
مین ترجمہ کیا ہے اوسکا اعتقاد یہ تھا کہ افعال عباد مخلوق خدا ہین استطاعت ساتھ فعل کے نہین ہے انتہی
یہ سہو ہے - ۱۲ منہ [2] دیکھو حدایق الحنفیۃ - ۱۲ [3] دیکھو خطط الآثار جلد دوم ۱۲

رکھتا تھا امام شافعیؒ نے جب اوس سے مسئلہ خلق قرآن و نفی صفات الٰہی مین مناظرہ
کیا تو اوس سے یہ بات کہی کہ تو آدہا کافر ہے اس لیئے کہ قائل خلق قرآن کا ہے
اور صفات الٰہی کی نفی کرتا ہے اور آدہا مومن ہے اس لیئے کہ قائل قضا و قدر و خلق
اکتساب عباد کا ہے بشر مریسی نے کچھ اوپر ستر برس کی عمر پائی اور ۲۱۸ھ مین اسکا انتقال
ہوا ہے[1] اور بعض کہتے ہین ۲۱۹ھ مین فوت ہوا مریس جسکی طرف یہ منسوب ہے فتح راے
مہملہ اور یاے تحتانی اور سین مہملہ کے ساتھ ایک قصبہ ہے جو ملک مصر مین واقع ہے[2]

مرجیہ غیر خالص

ایک غیلانیہ - یہ لوگ منسوب ہین طرف مروان بن غیلان یا ابو مروان غیلان
دمشقی کے اس گروہ مین تین خصلتین جمع تھین - ارجا - قدر - خروج - قدریہ ہونے کی وجہ
سے کہتے تھے فاعل خیر و شر کا بندہ ہے اور خارجی ہونے کے سبب سے کہتے تھے
کہ امام کا غیر قرشی ہونا بھی جائز ہے جو کوئی کتاب و سنت کے مطابق عمل کرے وہ قابل
امامت ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے انکے نزدیک ایمان نام
ہے معرفت ثانی کا اور وہ اللہ تعالیٰ کا پہچانتا اور اوس کے ساتھ محبت رکھنا اور اللہ
تعالیٰ کے حضور مین عاجزی اور لاچاری کرنا اور اس بات کا اقرار ہے کہ رسول اللہ کی
جانب سے ہے اور جو کچھ اللہ کی جانب سے وہ لایا ہے حق ہے غیلانیہ کی اصطلاح
مین اس تفصیل کا نام معرفت ثانی ہے اور وہ کہتے ہین معرفت اول فطری ضروری ہے
اور وہ جاننا اس بات کا ہے کہ کوئی عالم کا بنانے والا اور میری ذات کا پیدا کرنیوالا ہے
سو معرفت اول کو ایمان مین دخل نہین معرفت ثانی کا نام ایمان ہے اور غیلانیہ کے نزدیک
سارے اعمال ایمان سے خارج ہین اور انکا قول ہے کہ علم حدوث اشیا کا ضروری ہے

---

[1] دیکھو شذرات الذہب ۱۲

[2] دیکھو حدایق الحنفیہ

دوسرے شبیبیہ - یہ محمد بن شبیب مرجی قدری کے متبع ہین یہ شخص ایمان کے مسلہ مین ثوبانیہ کا ہم اعتقاد تھا یعنی اوس کے نزدیک ایمان نام ہے معرفت واقرار اللہ اور اوس کے رسولون کا اور اون چیزون کا جنکا کرنا عند العقل ناجایز ہے اور جن چیزون کا کرنا عقل کے نزدیک جایز ہے اون کا اعتقاد ایمان نہین اور کہتا تھا اعمال ایمان مین داخل نہین اور سارے افعال اختیاریہ کا خالق بندے کو جانتا تھا۔

تیسرے ثوبانیہ - یہ ثوبان کے متبع ہین یہ پہلے مرجی تھا پھر خارجی معتزلی ہو گیا اوس کا یہ قول تھا کہ ایمان عبارت ہے اللہ اور اوس کے رسولون کی پہچاننے اور اونکا اقرار کرنے سے اور اون کامون کی اعتقاد سے جنکا کرنا عقل کے نزدیک ناجایز ہے اور جنکا کرنا عقل کے نزدیک جایز ہے اون کا اعتقاد کرنا ایمان نہین گویا اوس نے ایمان کو واجب بالعقل قبل ورود شرع کے ٹھہرایا تھا اس قول مین غسانیہ و یونسیہ سے علیحدہ تھا اور مومنین کے عذاب دوزخ سے نجات پانے پر اس کو یقین نہ تھا اور اعمال کو ایمان مین داخل نہین کرتا تھا۔

چوتھے شمریہ - یہ فرقہ ابو شمر مرجی قدری کی طرف منسوب ہے وہ کہتا تھا کہ ایمان عبارت ہے خدا تعالی کے پہچاننے اور اوس سے محبت رکھنے اور اوس کے سامنے عاجزی کرنے اور اس بات کے اقرار کرنے سے کہ وہ یکتا ہے کوئی اوس کی مثل نہین اور ان چیزونکو ایمان جب کہتے ہین کہ انبیا ان پر حجت اور دلیل لاوین اور جب وہ حجت لاوین تو انبیا کا اقرار اور اونکی تصدیق بھی ایمان اور معرفت سے ہے اور اقرار اون احکام کا جو انبیا اللہ کے پاس سے لائے ہین ایمان مین داخل نہین اور ایمان مین ہر خصلت نہ پورا ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ بلکہ جب ساری خصلتین جمع ہو جاتی ہین تو وہ مجموعہ ایمان ہوتا ہے اور خصلتہاے ایمان کے لئے عدل کے شناخت ضروری ہے اور شناخت عدل سے مراد قدر ہے یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ تمام خیر و شر کا بندہ آپ خالق ہے نہ خدا تعالی اور یہ شخص اعمال کو ایمان

مین داخل نہین کرتا تہا اور اس کا قول ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے تو اوس کو علی الاطلاق فاسق نہ کہنا چاہیئے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ یہ فلان بات مین فاسق ہے۔ **فائدہ**

غنیۃ الطالبین مین مرجیہ ذیل کے تین فرقونکو بھی لکھا ہی

معاذیہ۔ یہ لوگ منسوب ہین طرف معاذ کے اوسکا قول ہے جس نے طاعت الٰہی کو ترک کیا اوس کے حق مین کہنا چاہیئے کہ اوس نے فسق کیا یون نہ کہنا چاہیئے کہ وہ فاسق ہے کیونکہ اسم فاعل کا صیغہ دوام پر دلالت کرتا ہے اور فاسق اللہ کا نہ دوست ہے نہ دشمن ہے اس لیئے کہ دوست مومن ہے اور دشمن کافر اور وہ ان دونون سے علیحدہ ہی۔

یونانیہ۔ یہ فرقہ منسوب ہے یونان کی طرف انکا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان کی صرف اس بات کا نام ہے کہ خدا اور اوس کے رسول کو پہچان لے اور زبان سے اقرار کرے اور جس کام کا کرنا روا نہین اوسے نکرے۔

صالحیہ۔ اس فرقہ کا نام صالحیہ اس لیئے مقرر ہوا کہ انہون نے ابوالحسین صالحی کے مذہب کو اختیار کیا ہے صالحی کہتا ہے کہ ایمان نام ہے معرفت خدا کا علی الاطلاق یعنی یہ جان لے کہ عالم کا کوئی صانع ہے اور کفر جہل ہے اس معرفت سے اور تثلیث کا قائل ہونا کفر نہین مگر یہ کافر ہی سے ظاہر ہوتا ہے سوائے ایمان کے اور کوئی چیز عبادت نہین اور خطط الآثار مین مرجیہ کے ضمن مین لکھا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو بن صالح کی طرف منسوب ہین اور شہرستانی نے ملل و نحل مین فرقہ مرجیہ کے بیان مین کہا ہے کہ صالحیہ صالح بن صالحی کے متبع ہین اور جو عقیدہ ان کا صنیہ مین ذکر ہوا ہے اوس کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ صالحیہ کے نزدیک اللہ کی معرفت عبارت ہے اوسکی دوستی کھنی اور اوس کے سامنے خضوع کرنے سے اور خدا کی معرفت تو ہو اور رسول کا منکر ہو تو یہ بات جائز ہے اور عقل کے نزدیک روا ہے کہ خدا پر ایمان لائین اور رسول پر ایمان نہ لائین اس لیئے کہ رسول نے اپنی زبان سے یہ بات نہی ہے کہ جو مجھپر ایمان نہ لایا

وہ کافر ہے اور کہتا تھا کہ نماز اللہ کی عبادت نہین اوسکی عبادت بھی ایمان ہے
اور ایمان معرفت الٰہی کا نام ہے اور ایک خصلت ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اسی
طرح کفر بھی ایک خصلت ہے نہ بڑھے نہ گھٹے اور یہ شخص اس بات کا معتقد ہے کہ
فاعل خیر و شر کا بندہ ہے اور کہتا ہے کہ امام قریش کے سوا اور شخص بھی ہو سکتا ہی
جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق عمل کرے وہ امامت کی قابل ہے اور امامت
اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ بعض وہ مرجی ہین جنھون
نے قدر کو ارجا کی ساتھ جمع کیا ہے جیسے صالحی اور ابو شمر اور محمد بن شبیب اور غیلان
مگر فرقہ صالحیہ کو جو صالحی کے اصحاب ہین معتزلہ کے ضمن مین ذکر کیا ہے اور غنیہ
اور ملل و نحل وغیرہ مین کوئی فرقہ صالحیہ معتزلہ مین نہین بیان کیا اور تذکرۃ المذاہب
و موید الافاضل وغیرہ مین مرجیہ کے اتنے نام اور فرقے اور لکھے ہین - تارکیہ - شائلیہ
راجیہ - شاکیہ - تہمیہ - عملیہ - منقوصیہ - مستثنیہ - اشریہ - بدعیہ - مشبہ - حشویہ -
تارکیہ - کہتے ہین ایمان صرف فرائض ہین اور سوا فرائض کے کوئی عبادت فرض نہین
راجیہ کہتے ہین جس نے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا تو اوسے طاعت نفع پہونچاتی
ہے اور معصیت ضرر نہین دیتی **تمانیہ** کہتے ہین کہ بندہ جب طاعت بجا لاتا ہے تو اوسکا
نام مطیع ہو جاتا ہے اور جب عصیان کرتا ہے تو اوسکا نام عاصی ہوتا ہے اور جائز ہی
کہ اس کے خلاف بھی ہو **شاکیہ** کو ایمان پر یقین نہین ہو وہ شک مین ہین **تہمیہ** کہتے
ہین کہ ایمان کا مبنا عمل پر ہے پس جو امر و نہی کی تعمیل نہین کرتا وہ کافر ہے **عملیہ**
کہتے ہین کہ ایمان عمل اعضا کا نام ہے **منقوصیہ** کہتے ہین کہ ایمان بڑھتا ہے
اور گھٹتا نہین **مستثنیہ** اس لئے کہلاتے ہین کہ انکے نزدیک ایمان مین استثنا کرنا
یعنی انا مومن انشاء اللہ کہنا جائز ہے **اشریہ** کہتے ہین کہ قیاس باطل ہے دلیل ہونا
اوسکا صحیح نہین **بدعیہ** کہتے ہین امیر کی اطاعت واجب ہے اگرچہ گناہ پر ہو -

مشبہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا ہے حشویہ کہتے ہین واجب اور سنت اور نقل کے درمیان کوئی فرق نہین تلخیص الآثار مین مرجیہ کے تین فرقون کے صرف نام اور لکھے ہین محمدیہ اصحاب محمد بن تیمی **زیادیہ** اتباع محمد بن زیاد کوفی اور **قصیریہ شمیہ**

فرقہ نجاریہ

یہ فرقہ حسین بن محمد بن عبد اللہ نجار کی طرف منسوب ہے عبد اللہ کا باپ جولاہہ تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ ترازو کا تسمہ تیار کرنے والا تھا اس کے مناظرات نظام کے ساتھ رہتے تھے ایکبار مناظرے مین جب کچھ حجت نہ لا سکا تو نظام نے اوس کو دھتکار کر کہا اٹھ جا رسوا کرے تجھکو اللہ تجھکو کون عالم اور ذی فہم جانتا ہے وہان سے تپ مین مبتلا ہو کر اوٹھا بیمار پڑ کر مر گیا یہ اور اس کے متبع اس اعتقاد مین کہ خالق افعال اللہ ہے اور بندہ کاسب ہے اور استطاعت فعل کی ہمراہ ہوتی ہے اور مسئلہ قضا و قدر اور وعد و وعید اور امامت حضرت ابو بکر مین موافق اہل سنت کے ہین اور نفی صفات الٰہی یعنی علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و حیات و خلق قرآن یعنی حدوث کلام الٰہی اور انکار رویت حق تعالیٰ مین ساتھ نظام کے موافق معتزلہ کے ہین نجار کہتا تھا کہ اللہ آخرت مین بندون کے دلون مین ایک قوت پیدا کرے گا جس سے اوسکو پہچان لین گے پھر وہ قدرت دونون آنکھون کی طرف منتقل ہو جاے گی جسکی وجہ سے آنکھون کو بھی شناسائی اللہ کی حاصل ہو جاے گی اسی شناسائی کا نام رویت ہے اور اللہ ارادہ کرنے والا خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے اور جاننے والا بھی خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے ارادہ و علم صفت علیحدہ اوسکی ذات سے نہین اور اللہ نفع و ضرر و خیر و شر کا ارادہ کرتا ہے اور اوس کے صاحب ارادہ ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ کسی کا مغلوب و مطیع نہین ہے اوسکو مجبور کر کے اپنی خواہش پوری نہین کرا سکتے

لہ النجاریہ اصحاب محمد بن الحسین النجاریہ الفاظ شرح مواقف اور بحر المذاہب اور تعریفات کے ہین اور ملل و نحل شہرستانی مین یون ہے النجاریہ اصحاب حسین بن محمد نجار اور غنیۃ الاکوان مین یون ہے النجاریہ اتباع الحسین بن محمد بن عبد اللہ

اور قدرت حادثہ کے لئے بھی تاثیر ثابت کرتا ہے اور اوس کا نام کسب رکھتا ہے جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے اور اوسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کی ذات ہر مکان مین موجود ہے اور اس سے یہ مراد نہین کہ اوسکا علم یا قدرت ہر مکان مین موجود ہے اور کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب ہے کچھ شرع پر موقوف نہین اور کہتا تھا کہ مرتکب کبیرہ بقدر اپنے گناہ کے دوزخ مین عذاب پاکر اوس سے نکلے گا ہمیشہ دوزخ مین کفار کی طرح رہنا عدل کے خلاف ہے اور سارے نجاریہ اللہ کے لئے ایک ارادہ ثابت کرتے ہین جو کچھ پیدا ہوتا ہے اونکے خیر و شر اور ایمان و کفر اور طاعت و عصیان کا اسی کے ذریعہ سے ارادہ کرتا ہے اور عامہ معتزلہ کی رائے اس کے خلاف ہے اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر و نکیر کا منکر تھا اور کہتا تھا ایمان زائد ہوتا ہے کم نہین ہوتا اور نجاریہ تین فرقے ہین۔

ایک برغوثیہ یاران محمد بن عیسی الملقب بہ برغوث انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی جسوقت پڑھا جاوے تو عرض ہے اور جسوقت کسی شئے کے ساتھ لکھا جائے تو وہ جسم ہے۔

دوسرے زعفرانیہ (عین مہملہ و فا کے ساتھ) انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی غیر ہی ذات الٰہی سے اور جو غیر ذات الٰہی سے غیر ہے وہ مخلوق ہے پس کلام الٰہی بھی مخلوق ہے اور جو یہ کہے کہ مخلوق نہین وہ کافر ہے۔

تیسرے مستدرکہ۔ ان کا قول یہ ہے کہ کلام الٰہی مخلوق ہے مطلقاً مگر ہم متابعت سنت و اجماع کی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے یعنی اسوجہ سے کہ سنت سے ثابت ہوا ہے اور اجماع اسپر ہو چکا ہے کہ کلام الٰہی مخلوق نہین ہے ہمکو بھی اسکا قائل ہونا پڑا ہے کہ وہ مخلوق نہین ہے مگر رائے انکی یہ ہے کہ کلام الٰہی کے غیر مخلوق ہونے

ﷺ دیکھو کتاب تیسیر ۱۲-

سے مراد یہ ہے کہ اوس کی جو ترتیب اور عبارت ہے حروف اور اصوات مخصوص کے ساتھ یہ مخلوق نہین ہے جو مخلوق ہے اوس کی ترتیب اور عبارت اوس کے خلاف ہے جسپر یہ ترتیب خاص دلالت کرتی ہے اور اوس محکی عنہ کی یہ حکایت ہے اور اس تاویل کے ساتھ اہنون نے کلام الٰہی کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے تعارض اقوال کو دفع کیا ہے اور انکا رسم یہ ہے کہ جو کوئی دین مین ہمارا مخالف ہے اوسکی ساری باتین غلط ہین یہانتک کہ اوسکا لا الٰہ الا اللہ کہنا بھی کذب ہے۔

فرقہ جبریہ

جبریہ بفتح باتشدید کی مناسبت سے استعمال کر لیتے ہین درصل اوسمین بلے موحدہ ساکن ہے کیونکہ جبر کی طرف منسوب ہے انکو مجبرہ بھی کہتے ہین رسالہ جبر و اختیار مین ملا باسو جانے لکھا ہے کہ بندہ سے بعضے افعال اختیاریہ کا مجاز ہے اور معنی اس قول کے یہ ہین کہ افعال اختیاریہ کی اوسکی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے مرتعش کی طرف حرکت ارتعاشی کا منسوب کرنا کہ جب مرض رعشہ پایا جاتا ہے جو بندے کے اختیار مین نہین ہے تو بطریق وجوب کے اوس سے حرکت ارتعاشی صادر ہوتی ہے اسی طرح جب وہ امور پائے جاتے ہین جو بندے کے اختیار مین نہین ہوتے تو بطریق وجوب کے اوس سے حرکت اختیاری سرزد ہوتی ہے جیسے کاغذ مین حروف لکھے ہوتے ہین تو اوس کو اون حرفون کے حاصل کر لینے کا اختیار نہین ہوتا بجز اس کے کہ وہ کاغذ اون حرفون کا محل ہوتا ہے غرضکہ معنی اس قول کے کہ بندہ کو بعضے فعلون کا اختیار ہی ہے یہ ہے کہ جب تین یا چار باتین پائی جاتی ہین تو فعل ضروری پایا جاتا ہے (۱) قدرت جسکی وجہ سے فعل کے اقدام پر جرات ہوتی ہے (۲) اس بات کا تصور یا اعتقاد کہ یہ فعل اچھا ہے ہو بھی جائے گا کوئی مانع موجود نہین ہے (۳) شوق جو اس تصور یا اعتقاد کے بعد کما حقہ

لہ مجمع البحرین مین ہی الجبریۃ باسکان الباء خلاف القدریۃ و فی عرف اہل الکلام یسمون المجبرۃ ۱۲ منہ

پیدا ہوتا ہے (۴) ارادہ بعضے کہتے ہین کہ شوق موکد کا نام ارادہ ہے اور بعضون کے نزدیک دونون مین فرق ہے پس ایسا اختیار ثابت کرنا ضروری ہے اسی کے اشاعرہ معتقد ہین بلکہ ماتریدیہ جو اختیار ثابت کرتے ہین اوسکو بھی اسی معنے پر حمل کیا جائے جیسا بعض مواضع سے سمجھا جاتا ہے تو اس صورت مین اشاعرہ و ماتریدیہ کے مطلب مین خلاف نہیگا مگر جبریہ ایسے اختیار کے بھی منکر ہین انکے غلاۃ کا قول ہے کہ بندے مین استطاعت قبل اور بعد اور ہمراہ فعل کے نہین اور نہ اوسے اپنے کامون مین کسی طرح کا اختیار حاصل ہے اور نہ کامون مین اوس کے کسب کو دخل ہے وہ مجبور محض ہے اوس کے کامون کو اوسکی ذات ہی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے جمادات کی طرف کسی کام کی نسبت کیجاتی ہے مثلاً کہتے ہین چکی چلتی ہے پرنالہ بہتا ہے نہر جاری ہے اس بیان سے جبریہ اور اہل سنت کا فرق ظاہر ہوگیا اہل سنت کا مذہب جبر و تفویض مین متوسط ہے کیونکہ انکے نزدیک بندونکے افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندے کاسب ہین مگر اون کے کسب و عمل کو فعل کے پیدا کرنے مین کوئی اثر نہین مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ ائمہ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبریہ سے مراد اشاعرہ ہین اور قدریہ سے مراد معتزلہ ہین اور علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ مجبرہ وہ ہین جنہون نے کہا ہے کہ ہمارے لئے کچھہ کرنے کی قدرت نہین ہم مجبور ہین جب ہم کوئی کام کرتے ہین تو اللہ اوسوقت اوس کام کو ہمارے لئے پیدا کردیتا ہی اور بندون کی طرف کام بطور مجاز کے منسوب ... کردئے جاتے ہین حقیقۃ جیسے کہتے ہین نہر جاری ہے چکی چلتی ہے اور اپنی اس رائے کے اوپر قرآن کے ساتھ استدلال کرتے ہین حالانکہ اوسکے معنے بالکل نہین سمجھے ہین اس کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ مجبرہ کو جبریہ بھی اسلئے کہتے ہین کہ وہ امر الٰہی کو موخر کرتے ہین اور کبائر کا ارتکاب کرتے ہین جبریہ کی دو قسمین ہین ایک جبریہ خالصہ کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت نہین کرتے دوسرے جبریہ متوسطہ کہ بندے کے لئے قدرت غیر موثرہ ثابت کرتے ہین

مگر جو لوگ کہ قدرت حادثہ کے لئے فعل پیدا کرنے مین اثر ثابت کرتے ہین اور اوس
اثر کو کسب و عمل کہتے ہین وہ جبری نہین معتزلہ و شیعہ کی یہ زیادتی ہے کہ اونہین بھی جبری قرار دیتے
ہین یون تو اون معتزلہ پر بھی جو افعال مولدہ کے قائل ہین جبریہ کا اطلاق صادق آتا ہے
شرح مواقف مین لکھا ہے کہ نجاریہ اور ضراریہ بھی جبریہ متوسطہ مین سے ہین اور شہرستانی
نے انکو جبریہ خالص کے ذیل مین لکھا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مجبرہ خالص کے کئی گروہ ہین۔
اول جہمیہ۔ یہ لوگ جہم بن صفوان ترمذی کے متبع ہین جو راسب کا آزاد کیا ہوا غلام تھا
ابن ابی حاتم کی کتاب مین مذکور ہے کہ جہم کوفے کا رہنے والا اور فصیح تھا مگر کم علم
تھا اور ابن خزیمہ بھی کہتے ہین کہ جہم کوفی الاصل تھا اور ترمذ مین گھاٹ پر رہتا تھا مرد فصیح
تھا مگر اعلی درجہ کا عالم نہ تھا امام احمد حنبل نے جہمیہ کے رد مین ایک رسالہ لکھا ہے
اوس مین کہتے ہین ہمکو معلوم ہوا ہے کہ جہم کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ وہ اکثر اللہ تعالی کی
نسبت بات چیت کرتا تھا ایک جماعت کفار کی اوسکو ملی جو سمنیہ کہلاتے تھے یہ لوگ
سومنا کی طرف منسوب ہین کہ چین مین ایک بت تھا سمنیہ نے جہم سے کہا کہ ہم تم سے گفتگو
کرتے ہین اگر تمہاری حجت غالب آئے تو ہم تمہارا دین اختیار کرلین گے اور اگر ہماری حجت
تم پر غالب آئے تو تم ہمارے دین مین آجانا پھر اونمین اسطرح گفتگو ہونے لگی۔

سمنیہ۔ تمکو اس بات کا یقین ہے کہ ہمارا اللہ ہے۔

جہم۔ ہان مجھکو اس کا یقین ہے۔

سمنیہ۔ تمنے اللہ کو کبھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔

جہم۔ مینے کبھی نہین دیکھا۔

سمنیہ۔ تمنے کبھی اللہ کی زبان سے کلام سنا ہے۔

جہم۔ مین نے کبھی اللہ کی زبان سے کلام نہین سنا

سمنیہ۔ کبھی تمنے اوس کی بو سونگھی ہے۔

جہم - جی نہین -

سمنیہ - کبھی تمنے اوس کو چھوا ہے -

جہم - کبھی نہین -

سمنیہ - کبھی تمکو اللہ نے چھوا ہے

جہم - مجھکو بھی نہین چھوا -

سمنیہ - پھر تمنے کیسے جانا کہ وہ ہمارا اللہ ہے -

جہم یہ بات سنکر متحیر ہوکر رہگیا اور چالیس دن تک اس فکر مین مبتلا رہا کہ کس کی عبادت کرون اور چالیس دن بوجہ شک کے نماز نہ پڑھی پھر اوس نے ایک دلیل مثل نصاریٰ کے پیدا کی نصاریٰ کا زعم یہ ہے کہ روح حضرت عیسیٰ مین ہے یہی اللہ کی روح ہے اور اللہ ہی مین سے ہے پس جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ کوئی چیز پیدا کرے تو وہ اپنی بعض مخلوق مین داخل ہوتا ہے اور اوس کی زبان سے کلام کرتا ہے اور جس بات کو چاہتا ہے اوس کا حکم دیتا ہے جسکو نہین چاہتا اوس کی ممانعت کرتا ہے اور وہ روح نظرون سے غائب ہے جہم نے بھی اسیطرح کی ایک حجت پیدا کی اور سمنی سے یون ہم کلام ہوا -

جہم - کیا تمکو یہ نہین معلوم کہ اللہ کی روح تم مین ہے -

سمنیہ - ہان یہ ضرور معلوم ہے کہ اللہ کی روح مجھ مین داخل ہے -

جہم - تمنے وہ روح کبھی اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

سمنی - نہین دیکھی -

جہم - تمنے کبھی روح کا کلام اپنے کانون سے سنا ہے -

سمنی - نہین -

جہم - تمنے کبھی اوسکو پایا اوس نے تمکو کبھی چھوا ہے -

سمنی - جی کبھی نہین -

جہم ـ یہی حال اللہ تعالیٰ کا ہے کہ نہ وہ ان آنکھون سے دیکھتا ہے نہ اوسکی آواز سنی جاتی ہے نہ اوسکی بو سونگھی جاتی ہے اور وہ نظرون سے غایب ہے، اور نہ وہ کسی خاص مکان مین رہتا ہے اور جہم نے اپنے اس کلام لکہنا اون آیات پر قایم کی جو متشابہات ہین جیسے **لیس کمثلہ شئ** یعنی اللہ کی مثل کوئی چیز نہین اور **وھو اللہ فی السموات والارض** یعنے اللہ آسمانون اور زمین مین ہے اور **لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار** یعنی اوسکو نہین پاسکتین آنکھین اور وہ پاسکتا ہے آنکھون کو اس حکایت کو ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین خلف بن سلیمان بلخی سے اور ابن خزیمہ نے توحید مین قدامہ سے بھی روایت کیا ہے جہم نے اپنے مذہب کا اظہار ترمذ مین کیا تھا وہ کہتا تھا اللہ کے سوا کوئی فاعل نہین ہے مجازاً بندہ کو فاعل کہدیتے ہین بندہ کو نہ قدرت موثرہ حاصل ہے نہ کاسبہ بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے جو کچہ اوس سے صادر ہوتا ہے وہ اسطرح صادر ہوتا ہے جیسے جمادات سے اور نہ اس بات کو مانتا تھا کہ ایک شئے دو قادرون کی قدرت کا متعلق واقع ہوتی ہے اوس نے اہل اسلام پر بہت سے شکوک ڈالے جسکا اثر ملت اسلامیہ مین بہت برا ظاہر ہوا اور بہت سے آدمیون نے اوس کی متابعت کی فلاسفہ کی طرح اوس کے قول کا انجام بھی تعطیل تھا سارے صفات الٰہی کا منکر تھا معتزلہ بھی اسکے نفی صفات مین جہم کے موافق ہین اور یہ سب **معطلہ** کہلاتے ہین اور جہم کہتا تھا اللہ کا اوس چیز کے ساتھ وصف کرنا جس کے ساتھ مخلوق موصوف ہوتی ہے جایز نہین پس اللہ کے لئے کوئی صفت مثلاً عالم یا حی یا مرید وغیرہ ہونے کی اوس کے نزدیک ثابت نہ تھی اسماے حسنیٰ کی حقیقتون کا منکر تھا کہتا تھا کہ اللہ کا نام اونکے ساتھ مجازاً رکھا گیا ہے یا مقصود ان سے کچہ اور ہے مگر ان کے یا اونکے معنی نہین معلوم ہوسکتے اور استوی علی العرش کا منکر

---

[۱] ایثار الحق علی الخلق کی عبارت جہمیہ کی باب مین یہ ہے فانہم زعموا ان للعبد قدرۃ غیر انہ لااثر لہا البتۃ واضافۃ الخلوقۃ سدوصدہ ولم یثبتوا اکتسابا للعبد ولا مقدورا بین قادرین ۱۲

تھا کہتا تھا اللہ ہر مکان مین ہے دیدار الٰہی کا بھی قائل نہ تھا اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر و نکیر اور پل صراط اور حوض کوثر اور ملک الموت کا انکار کرتا تھا اور یہ بھی مثل شیعہ اور معتزلہ کی کرامات اولیاء اللہ کو باطل کرتا تھا اور معجزات انبیا کو ثابت و صحیح مانتا تھا کہتا تھا اگر کرامات کی تصدیق کی جائیگی تو معجزات کا ابطال لازم آئیگا اور انبیا اور اولیا مین مابہ الامتیاز کچھہ نرہیگا اور قرآن کو مخلوق بتاتا تھا اور کہتا تھا جنت و دوزخ جنتی اور دوزخیون کے اونمین داخل ہونے کے بعد فنا ہوجائینگے اور سواے ذات باری کے کچھہ باقی نرہیگا اسکا مذہب یہہ ہے کہ ایمان قلب کے ساتھہ ہے نہ زبان کے ساتھہ اور جس نے اللہ کو پہچان لیا اور زبان سے ایمان کا اقرار نہ کیا تو وہ کافر نہین ہوتا ہے اس لیئے کہ علم خاموشی سے زوال نہین پاتا ہے اور کہتا تھا کہ جہان ایمان ہوتا ہے وہان کوئی گناہ نقصان نہین پہونچا سکتا مومن گناہون کی سزا سے امین ہے معتزلہ نے استطاعت کی نفی کرنے کی وجہ سے اوس کی تکفیر کی ہے اور اہل سنت نے صفات الٰہی کی نفی کرنے اور قرآن کو مخلوق ماننے اور دیدار الٰہی کا انکار کرنے کی وجہ سے اوس کی تکفیر کی ہے جہم اس بات مین منفرد تھا کہ سلطان ظالم پر خروج کرنا جایز ہے اور اوس کی نزدیک سب علوم خواہ تصوری ہون یا تصدیقی نظری ہین اور اوس کا قول ہے کہ ایمان نام ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اور بعضے جہمیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی اور جو کچھہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہین ان دونون باتون کی معرفت کا نام ایمان ہے جہم کہتا تھا کہ اللہ تعالےٰ کا علم حادث ہے لیکن یہ ایسی صفت سے جس کے ساتھہ غیر اللہ موصوف ہوتا ہے اسیطرح کہتا تھا کہ کلام الٰہی بھی حادث ہے اور اللہ کو اوسکا متکلم نہ سمجھنا چاہئیے کتاب الاوائل مین ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے کہ جس نے اول یہہ کہا کہ اللہ تعالےٰ نے کبھی کلام نہین کیا وہ جہم ہے اور یہہ قول اوس کے خصوصیات مین سے ہے انتہی مگر تحقیق یہ ہے کہ جس نے دین اسلام مین اول یہہ کہا کہ اللہ نے کلام نہین کیا

وہ جعد بن درہم ہے اور اسی نے اول یہ بھی کہا تھا کہ قرآن مخلوق ہے جعد کا قول
تھا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خود کلام نہین کیا تھا بلکہ کلام اور آواز کو درخت مین
پیدا کر دیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اوسی درخت سے وہ کلام سنا تھا اسی طرح جعد یہ بھی
کہتا تھا کہ جبرئیل نے خدا پاک سے قرآن نہین سنا تھا بلکہ جبرئیل نے لوح محفوظ مین
سے پڑھ لیا تھا جب خالد بن عبد اللہ قسری نے اوس کی یہ بات چیت سنی تو پکڑ لیا
اور عید اضحیٰ کے دن خاص اسی بات کی سزا مین ذبح کر ڈالا اول خالد نے منبر پر چڑھکر مسلمانون
سے خطبہ مین بیان کیا کہ تم قربانی کرو اللہ اوسے قبول کریگا اور مین آج جعد بن درہم کو
قربان کرتا ہون اس لیے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہین
بنایا اور نہ حضرت موسے کے ساتھ کلام کیا خالد یہ کہکر منبر سے اوترا اور جعد کو ذبح کر ڈالا یہ
واقعہ تابعین کے زمانہ کا ہے ابن تیمیہ نے کتاب العقل والنقل مین لکھا ہے کہ جہمیہ اور
معتزلہ یہ کہتے ہین کہ قرآن اللہ تعالیٰ سے مباین ہے یہی حال اوس کے سارے
کلامون کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے درخت مین کلام پیدا کر دیا تھا اوسی کو حضرت موسیٰ نے
سنا تھا اور ہوا مین کلام پیدا کیا تھا تو اوسے جبرئیل نے سنا تھا اور اللہ کا کوئی ایسا
کلام نہین جو اوس کی ذات کے ساتھ قایم ہو۔[لہ]
تفسیر جامع البیان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے آخر مین الکبری کا رسالہ لگا ہوا ہے اوس
مین بیان کیا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب مین فرق یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہین
کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے حقیقت مین کلام کیا اور بولا تھا مگر یہ کلام اسطرح کا تھا
کہ اللہ نے کسی غیر چیز مین پیدا کر دیا تھا اوس سے حضرت موسیٰؑ نے سن لیا اور وہ غیر

[لہ] کتاب العقل والنقل کی عبارت یہ ہے ان الجہمیۃ واشباہہم من المعتزلۃ قالوا ان القرآن بائن منہ وکذلک سائر کلامہ وعندہم ان اللہ خلق کلاما فی الشجرۃ فسمعہ موسیٰ وخلق کلاما فی الہوا فسمعہ جبرئیل ولا یعلم عندہم ان یوجد من اللہ کلام یقوم بہ فی الحقیقۃ ۔ ۱۲ منہ

چیز یا کوئی درخت تھا یا ہوا یا اور دوسری چیز اللہ کی ذات کے ساتھ کلام قایم نہین ہو سکتا
اسیطرح نہ کوئی دوسری صفت جیسے قدرت مشیت رحمت حیات وغیرہ اوس کی ذات کے
ساتھ قایم ہوسکتی ہے اور جہمیہ کبھی تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی سے کسیطرح
کلام نہین کیا اور کبھی یہ بات صاف طور پر منہ سے تو نہین نکالتے کیونکہ اس مین صریح دین
اسلام اور دین مسلمانون سے دیدہ و دانستہ خلاف لازم آتا ہے بلکہ ظاہر مین اس بات کا اقرار کرتے
ہین کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی سے کلام کیا مگر ساتھ ہی اتنی تاویل کر دیتے ہین کہ اللہ
نے اپنے کلام کو غیر چیز مین پیدا کر دیا تھا اور دلیل اپنے مطلب پر یہ بیان کرتے ہین کہ
کلام کی حقیقت حروف و آواز ہین اور یہ دونون محدث ہین اور حروف و آواز اسی چیز کے ساتھ
قایم ہوتے ہین جو متحیز ہو اور اللہ متحیز نہین پس اللہ کے ساتھ کلام قایم نہین ہو سکتا اوس کی
[illegible] عربی مین ذکر کیا ہے کہ جہمیہ کو اس بات کا جو جواب دیا ہے اوسکی تین قسمین ہین یہ
جواب تین گروہون سے دئے ہین (۱) کلابیہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ اللہ کے
کلام کی حقیقت حروف و آواز نہین بلکہ وہ تو ایک معنے اور مفہوم ہے جو متکلم کی ذات کے ساتھ
قایم ہوتا ہے حروف اور آواز تو اوس معنے کے بیان کرنے کے لئے ہین اور وہ معنی
امر کے اعتبار سے امر ہے اور نسبت نہی کے نہی ہے اور خبر کے اعتبار سے
خبر ہے جبکہ اس معنے کو عربی الفاظ مین ادا کیا قرآن کہلایا اور عبرانی مین ادا کیا تو توریت نام پایا
اور سریانی مین ادا کیا تو انجیل نام ہوا پس کلام ایک ایسی چیز ہے کہ [illegible] اپنی دونون قسمون
مین حقیقۃ مشترک ہے یا ایسا ہو کہ کلام خالق پر کلام کا اطلاق مجازی طور پر ہے اور کلام مخلوق پر
اوس کا اطلاق حقیقی ہے یہ رائے متاخرین اصحاب مالک اور شافعی اور احمد اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ
کی ہے (۲) اگرچہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہی ہین لیکن یہ دونون چیزین محدث نہین
یہ مذہب سالمیہ کا ہے جو ابوالحسن بن سالم کے اصحاب ہین انکی رائے یہ ہے کہ قرآن
مع حروف اور آواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پہلا گروہ جس طرح کلام

نفسی کو قدیم مانتا ہے یہ دوسرا گروہ برخلاف اوس کے کلام لفظی کو قدیم کہتا ہے انکی دلیل
یہ ہے کہ بغیر حروف و آواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنے امر ونہی اور خبر نہیں ہو سکتا
جس نے یہ دعوی کیا ہے کہ توریت اور انجیل اور قرآن ایک ہی معنے ہے اختلاف
صرف عبارات مین ہے جو اوس معنے پر دلالت کرتی ہین یہ اوس کی غلطی ہے اس تقدیر
پر آیت کرسی اور قل ہو اللہ احد اور تبت یدا ابی لہب اور توریت اور انجیل ایک ہی چیز قرار پاتی ہے
اس گروہ نے ابن کلاب کے قول کو تسلیم نہین کیا ہے یہ گروہ قرآن لفظی کو قدیم تبلاتا
ہے اور اس صورت مین حروف اور آوازون کی ذاتون کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کہ یہ دونون
اللہ کی ذات کو لازم ہین اور با و شین و میم وغیرہ ہمیشہ سے موجود ہین اور موجود رہین گے
کوئی شئے اون سے سابق نہین یہ سب اللہ کی ذات کے ساتھ ازل سے قایم ہین یہ دوسرا
مذہب بعض اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا بتایا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ کہتا ہے کہ ہم نے مانا کہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہین اور حروف
اور آواز محدث بھی ہین مگر انکے محدث ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ اونکا مخلوق ہونا اور
اللہ سے منفصل ہونا واجب ہے تو یہ بات ممنوع ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ قدیم نہین
ہین تو یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر ہم ایسے کلام کو جو قدیم نہو محدث بھی نہین قرار دیتے یہ گروہ
اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت موسیٰ سے جو کلام کیا نہ وہ قدیم تھا
نہ محدث اس فرقہ کی رائے ہے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہتا ہے کلام کرتا
ہے اور جب چاہتا ہے نہین کرتا یہ بات بھی اسی قبیل سے ہے جس طرح اوس نے
اپنے کلام مین فرمایا ہے خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی
علی العرش یعنی اللہ نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر عرش پر قرار پکڑا اور
ثم استوی علی السماء وھی دخان پھر چڑھا آسمان کی طرف اور وہ دھوان تھا اور
ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ یعنی اون کے پاس اللہ اور فرشتے

اوس کے ساتھ یا تو نہین آوین ایسی باتین قرآن مین بہت ہین اور حدیث مین اکثر مقامات پر آیا ہے کہ اللہ جب چاہتا ہے اپنے افعال اور کلام کو جو اوس کی ذات سے کے ساتھ قایم ہین واقع کرتا ہے پس جو اوس کی ذات سے کے ساتھ قایم ہے وہ اوسی کا کلام ہے نہ کسی غیر کا اور مخلوق خالق سے کے ساتھ قایم ہو نہین سکتا اور نہ رب مخلوق کا محل بن سکتا ہے اللہ کی ذات پاک سے کے ساتھ وہی کلمات اور افعال قایم ہوتے ہین جنکو وہ چاہتا ہے اور جو چیزین مخلوق نہین ہوتین مخلوق وہ ہے جو مباین ہو اور اللہ کا کلام اوس سے مباین نہین وہ اوسی سے موجود ہے اوسی کے ساتھ قایم ہے ۔

مذہب محدثین اور صوفیہ کا تفصیلی بیان حافظ نے فتح مین کہا ہے کہ جہمیہ کی مذمت اہل سنت سے کی ہے تو وہ صرف مذہب جبری ہی کی وجہ سے نہین بلکہ سلف سے اونکی مذمت پر اسوجہ سے بھی اتفاق کیا ہے کہ صفات الٰہی کے منکر ہین یہانتک کہ کہتے ہین قرآن اللہ کا کلام نہین اور وہ مخلوق ہے استاد ابو المنصور ابو القاہر بن طاہر تمیمی نے کتاب الفرق بین الفرق مین کہا ہے کہ جہمیہ کے رئیس چار ہین اونمین سے ایک جہم ہے جو اللہ کے اوصاف کا منکر تھا اور بندے کو مجبور محض بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کا علم حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہ کہنا چاہیے وہ اپنی طرف سے کلام نہین کرتا امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ کیا کہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہین بخاری نے عبد العزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم کا کلام ایک صفت بے معنے ہی اور ایسا مکان ہے جسکی بنیاد نہین ابن ابی حاتم نے معتمر بن سلیمان کے ذریعہ سے خلاد طفاوی سے روایت کی ہے کہ سلم بن احوز مازنی کو جو خراسان مین تھا خبر پہونچی کہ جہم اس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا تو اوسے قتل کر ڈالا اور یہ واقعہ سنہ ۱۳۰ھ کا ہے اور ابو القاسم لالکائی کا قول کتاب السنۃ مین یہ ہے کہ جہم سنہ ۱۳۲ ہجری مین مارا گیا اور طبری نے واقعات سنہ ۱۲۷ ہجری مین ذکر کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے نصر بن سیار خراسان کا گورنر

تھا حرث بن سریج نے اوس پر خروج کیا اور یہ کہتا تھا کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو اور جہم
اوس وقت حرث کا میر منشی تھا دونون فریق مین صلح کے باب مین بہت کچھ خط و کتابت
ہوئی اور یہ قرار پایا کہ جہم اور مقاتل بن حیان جو کچھ فیصلہ کرین وہ منظور رہے انہون نے تجویز
کیا کہ حکومت خراسان کی بابت شورے ہونا چاہئے اور اہل خراسان جس سے اپنی
دلت چاہی اوسکا امیر مقرر ہو کر اونپر حکم عدل کے ساتھ کرے مگر نصر نے اس تجویز کو نامنظور
کیا اور مدت تک باہم لڑائی رہی یہانتک کہ حرث عہد خلافت مروان حمار مین ۱۲۸ ہجری مین
مارا گیا جہم کی نسبت بعض کی راے یہ ہے کہ وہ بھی میدان جنگ مین کام آیا اور بعض
یہ کہتے ہین کہ وہ پکڑا گیا اور نصر بن سیار نے سلم بن احوز مازنی کو حکم دیا کہ اوس کی گردن مارو
جہم نے معافی چاہی مگر سلم نے قتل کئے بغیر نہ چھوڑا اور وہ مقام مرو مین قتل کیا گیا اور
ابن ابی حاتم نے سعید بن رحمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم ۱۳۰ھ مین مارا گیا اور
ممکن ہے کہ حرث سے دو برس کے بعد جہم کا قتل واقع ہوا ہو پس کرمانی نے جو یہ کہا ہے کہ
جہم ہشام بن عبدالملک کے ایام خلافت مین مارا گیا یہ صحیح نہین ہے شاید کرمانی کو سہو ہو گیا ہو
کہ اوس کا ذہن جعد بن درہم سے جہم کی طرف منتقل ہو گیا جو ہشام کے عہد مین خالد القسری
امیر عراق کے حکم سے مارا گیا جو یہ کہتا تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہین بنایا اور
نہ حضرت موسے سے کلام کیا یہ مقالہ خاص جعد ہی نے اول منہ سے نکالا ہے جہم نے اوس
کی تقلید کی ہے اس لئے اسکا نام مقالہ جہمیہ مقرر ہو گیا۔ اور بخاری نے کتاب خلق الافعال
مین لکھا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہم جعد بن درہم کا شاگرد تھا اور جہم کا واقعہ قتل
جعد کے واقعہ سے بہت بعد ظہور مین آیا ہے کہ جہم ہشام بن عبدالملک کا قتل
شاید کرمانی کو یہ دہوکا اس روایت سے ہوا ہے جو ابن ابی حاتم نے صالح بن احمد بن
حنبل کے طریق سے روایت کی ہے اونہون نے کہا میں نے ہشام بن عبدالملک کے دفتر
مین نصر بن سیار حاکم خراسان کے نام اس مضمون کا حکم دیکھا ہے کہ ایک آدمی سے جسکا نام

نام بھی ذکر کئے ہین **خلقیہ** اور **حدوثیہ** اور **اتحادیہ** اور **اقترانیہ** بعض
رسائل مین لکھا ہے کہ جہمیہ **اتحادیہ** جنکو اپنے مذہب مین نہایت غلو ہے اس بات
کے مدعی ہین کہ جو کچھہ ہمکو الہام حاصل ہوتا ہے وہ اوس چیز سے افضل ہے جو حضرت
موسیٰ کو حاصل ہوئی تھی ۔۔ مراد اوس سے اللہ کا اون سے کلام کرنا ہے ،

دوم ملکریہ ۔ یہ لوگ ابن عبد الاحد کے اصحاب ہین یہ شخص اس عقیدے مین نظام
کے موافق تھا کہ انسان صرف روح ہے اور یہہ بھی زعم کرتا تھا کہ اللہ قیامت کے دن اپنے
ایسی صورت مین دکھائی دیگا جسکو وہ پیدا کریگا لوگ اوسی صورت سے بات چیت کرینگے
صاحب کبیرہ منافق ہے موضع کے سبب تلک طبقہ مین ہوگا اوس کا حال کافر
کے حال سے بھی بدتر ہے پیاز اور لہسن کے کھانے کو حرام بتاتا تھا وضو کو قرقرہ شکم سے
واجب کہتا تھا اور حضرت ابو بکر کی خلافت پر نص ہونے کا قائل تھا ۔

سوم ضراریہ ۔ یہ ضرار ابن عمرو کے اصحاب ہین یہ متفرد تھا ساتھہ کئی مقالات کے کہتا تھا
اللہ کی رویت قیامت کے دن ایک اور حاسہ سے ہوگی جو ان حواس خمسہ کے سوا
ہوگا اور ابن مسعود اور ابی ابن کعب کی قرأت کا منکر تھا اور کہتا تھا اونکے قرأت کے مصحف
وہ قرآن نہین جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور دین عامہ مسلمین مین شک کرتا تھا اور
کہتا تھا شاید یہ لوگ کفار ہین جسم کو اعراض مجتمعہ بتاتا تھا جس طرح کہ قول نجاریہ کا بھی یہی ہے ۔
شہرستانی ملل و نحل مین کہتا ہے کہ حفص فرد بھی مسئلہ تعطیل مین ضرار کے موافق ہے
کیونکہ دونون کا قول یہ ہے کہ باریتعالیٰ کو جو عالم اور قادر کہتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی
ہے کہ وہ جاہل اور عاجز نہین اور اوس کے واسطے ایسی ماہیت ثابت کرتے ہین جسکو
سوائے اوس کے کوئی نہین جانتا اور کہتے ہین کہ یہ قول امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب
کی رائے کے مطابق ہے اوس کی تابعین نے اس قول کی یون تاویل کی ہے کہ مراد
ضرار کی اس قول سے کہ اللہ کے لئے ایک ماہیت ہے اوس کی ذات سے علحدہ

ہے کہ اللہ پر اوس کا نفس ظاہر ہے وہ اوسے بخوبی جانتا ہے کسی قسم کی دلیل
اور خبر کی اوس کو ضرورت نہیں ہے اور ہم اسکو دلیل اور خبر سے جانتے ہین اور بندہ کے
کام اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہین بندہ اونکا کاسب ہے اور جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلون
مین مشترک ہو اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ ایک چیز دو قدرت موثرہ کا مقدور نہین بن سکتی
بلکہ دو قوت کاسبہ بھی ایک مقدور سے متعلق نہین ہو سکتین پس زید کو خالد کے کام
پر قدرت حاصل نہو گی اور ضرار کہتا تھا کہ جائز ہے کہ اللہ اعراض کو اجسام سے بدل دے
اور کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اجماع صحابہ کا حجت ہے پس
احکام دین مین خبر احاد نامقبول ہے کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب نہین جب تک
رسول نہ آئین اور حلال وحرام کو نہ بتائین اوس کی معرفت واجب نہین اس کے
نزدیک امامت غیر قرشی کی بھی جائز ہے بلکہ جب قرشی اور گنوار مسلمان جمع ہون تو گنوار اس منصب کے
لیے منتخب کرنا چاہیے کیونکہ اوس کے طرفدار کم ہونگے پس کوئی کام شرع کے خلاف
کرے گا تو اوسکا معزول کرنا آسان ہوگا اگرچہ معتزلہ بھی امامت غیر قرشی کی جائز رکھتے ہین
مگر قرشی پر اوسکو تفوق نہین دیتے - انہین جبریہ مین سے ایک فرقہ کا نام **بطیخیہ** ہے
یہ اسماعیل البطیخی کے متبع ہین اور دوسرے کا **صباحیہ** کہ ابو صباح بن معمر کی طرف
منسوب ہین موید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین جبریہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہین
مضطریہ - افعالیہ - معیہ - مفروغیہ - بخاریہ - متمنیہ - کسلیہ - سابقیہ - حبیبیہ - خوفیہ -
فکریہ - حسبیہ **مضطریہ** اس لئے کہتے ہین کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہین
بندے کو انکے صدور مین اختیار نہین اور **افعالیہ** اس لئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک
بندے سے افعال صادر ہوتے ہین مگر اون پر بندے کو قدرت نہین - اور **معیہ** نام
انکا اس لئے ہوا کہ انکا قول ہے کہ فعل و قدرت دونون بندے کو حاصل ہین اور **مفروغیہ**
اس لئے کہلاتے ہین کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ بغیر اختیار کے ہوتا ہے اور **بخاریہ**

مشبہ

یہ لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالے مخلوق کے ساتھ مشابہ ہے اسی سے جناب باری کی
تمثیل محدثات کے ساتھ دیتے ہین اللہ کی صفات کے ثابت کرنے مین انکو شرافلو
پیشتر لوگ کی غرض یہین جو اللہ کے لئے صفات ثابت نہین کرتے کیونکہ اثبات صفات
مین اللہ تعالے کی تشبیہ لازم آتی ہے او جس نے اللہ کو اوس کی مخلوق کے ساتھ
تشبیہ دی وہ مشرک ہے اسی سے یہ لوگ اور جو انکی طرح اللہ کے لئے صفات ثابت نکرین
وہ معطلہ کہلاتے ہین اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ تعطیل او تشبیہ دونون کی نفی کیجاے
تعطیل اوسے کہتے ہین کہ اوس ذات مقدس کے لئے صفات کمال ثابت نکرین اور
تشبیہ یہ ہے کہ اوس کے واسطے صفات کمال اس نہج سے ثابت کرین کہ مخلوق کے
ساتھ مشابہت پیدا ہوجائے اور مثال دونون قسمون کی اسطرح سے ہے اگر یہ کہین کہ خدا عالم
نہین ہے یا عالم کا اطلاق خدا پر نکرنا چاہئے یہ تعطیل ہوگی اسلئے کہ صفت علم سے کہ
جو صفت کمال ہے اوسکو معطل اور معرا کر دیا اور اگر یون کہین کہ جسطرح ہم عالم ہین خدا بھی
عالم ہے یہ تشبیہ ہے اس لئے کہ خدا کو صفت علم مین مخلوق سے مشابہ کر دیا ہے اور اگر کہین
کہ خدا کو علم حاصل ہے اسطرح کہ ہمارے علم سے اوس کے علم کو کسی طرح مشابہت نہین
یہ صورت علم کی اثبات اور تشبیہ کی نفی کی ہے اسیطرح سمع اور بصر اور تمام صفات کو خیال کرنا
چاہئے اور توضیح اس کی یہ ہے کہ ہم اشیا کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہین اور اس دیکھنے
مین ہمکو کمال حاصل ہوتا ہے مگر یہ کمال نقصان سے خالی نہین اسلئے کہ ہمکو کمال قوت
باصرہ اور عضو مخصوص کی استعانت کے بدون حاصل نہین ہوتا یہی بہت بڑا نقصان ہے
کہ ہمارے عجز کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور خدا پاک ہے اس سے کوئی عضو یا جز رکھتا ہو
یا کسی چیز کے ادراک مین اوسے کسی عضو کی طرف احتیاج پڑے اور ہمارا علم عدم کے بعد
حاصل ہوتا ہے اور خدا اس سے منزہ ہے کہ اوس کو علم جہل کے بعد حاصل ہوا ہو اور ہمکو

کسی شئے پر علم جب آتا ہے کہ اوسکا مفہوم خلط نشین ہو جاوے اور یہی ہمارے نقصان
کی وجہ سے ہے اور خدا محل حوادث سے منزہ ہے اور جب چیزیں غائب ہو جاتی ہیں
تو ہمارا علم بھی زائل ہو جاتا ہے اور خدا میں علم کا زوال محال ہے اور ہمارا علم مقترن کا معلول
ہے اور خدا کے علم کو معلول علت کی ضرورت نہیں حاصل یہ ہے کہ خدا کے لئے اشیا کا
علم اس طرح ثابت کرنا چاہئے جسمیں کمال پیدا ہو اور نقصان کے وجوہات جو ہمارے علم میں
لازم ہیں اونکی نفی کرنا چاہئے۔ شہرستانی ملل و نحل میں کہتا ہے کہ مالک بن انس اور امام
احمد بن حنبل اور داود بن علی و محمد اصفہانی المعروف بہ داود ظاہری نے باوجودیکہ متشابہات
کو اونکے معانی ظاہری پر حمل کیا اور تاویل کی طرف متوجہ ہوئے لیکن کہا کہ ہمکو یقین ہے
کہ اللہ کسی چیز کے مشابہ نہیں ہے اور نہ کوئی چیز مخلوق میں سے اوس سے مشابہ ہو سکتی
ہے اور تشبیہ سے احتراز کیا اور داود جواربی اور ہشیم بن حمدان وغیرہ اصحاب حدیث
کہتے تھے کہ اللہ ذی صورت ہے اور اوسکے اعضا ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ابن
تیمیہ اور ابن قیم اور ابو داود ظاہری اور ابن حزم اور شوکانی یہ پانچوں بڑے بھاری مجسم ہیں
سلف امت کے خلفا ہیں۔ کتاب مسمین حنابلہ کو بھی مجسمہ میں شمار کیا ہے اور مجسمہ کو
اہل بدعت قرار دیا ہے۔ یہ امر ہے کہ بعض آیات و احادیث میں ایسے الفاظ ہیں جنکے ظاہری
معانی اللہ تعالی کی جسمیت پر دلالت کرتے ہیں مثلاً الرحمن علی العرش استوی
رحم کرنے والا اوپر عرش کے قائم ہوا و جاء ربك والملك صفا صفا یعنی جب آویگا
تیرا پروردگار اور آوینگے فرشتے صفوں کی صفیں ثم دنی فتدلی فكان قاب قوسین او
ادنی پھر نزدیک ہوا پس اوتر آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک ید الله
فوق ایدیهم یعنی اللہ کا ہاتھ اوپر ہے اونکے ہاتھوں کے ویبقی وجه ربك یعنی باقی

---

[1] دیکھو نظم الفرائد حاشیہ شرح العقائد زیر شرح و الحجری علیہ زمان ۱۲ [2] کتاب فقہ مالکی میں لکھا ہے
اللہ کی ذات عرش پر ہے اور اوسکا علم ہر مکان میں ہے ۱۲

رہے گا منہ تیرے رب کا و یوم یکشف عن ساق جس دن کھولی جاوے گی پنڈلی
اور ابوہریرہ سے صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے فاما النار فلا تمتلی حتی یضع اللہ
رجله یعنی دوزخ نہیں بھرے گی یہانتک کہ رکھے گا اللہ تعالی اوس میں اپنا پاؤں اور
ابوہریرہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے لما قضی اللہ
الخلق کتب کتابا فھو عندہ فوق عرشہ جبکہ مقدر کیا اللہ تعالے نے پیدا کرنا
مخلوق کا لکھی کتاب پس اللہ تعالے کے پاس اوس کے عرش پر ہے اور ابوہریرہ
سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے ینزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلة الی السماء الدنیا
نزول فرماتا ہے رب ہمارا ہر رات میں طرف آسمان دنیا کے اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں وعدنی ربی ان یدخل
الجنة من امتی سبعین الفا بلا حساب علیهم ولا عذاب مع کل الف سبعون
الفا وثلث حثیات من حثیات ربی۔ وعدہ کیا ہے مجھے پروردگار میرے نے
کہ داخل کریگا بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بلا حساب کہ ہر ہزار کے ساتھ ہزار اور تین
لپین میرے رب کے لپوں سے ہونگی اور عبد اللہ ابن مسعود سے بخاری و مسلم نے
روایت کی ہے ان یمسک السموات یوم القیامة علی اصبع والارض علی اصبع
یعنی اللہ تعالے تھامے گا قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کو دوسری انگلی پر اور عبد اللہ
ابن عمر سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے ان قلوب بنی آدم
بین اصبعین من اصابع الرحمن تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالی کی دو انگلیوں کے
درمیان میں ہیں اور مسلم نے روایت کی ہے یمین اللہ ملأی یعنی داہنا ہاتھ اللہ کا ہے
بھرا ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کلام ظاہری اور ظنی ہیں اور اللہ تعالی کا جسمیت سے
منزہ ہونا یقینی ہے اور یقینیات کے مقابلہ میں ظنیات کا اعتبار نہیں اور یہ مسلمات
سے ہے کہ جبکہ دو دلیلیں آپس میں مخالف ہوں تو اونپر اعتماد [illegible]

کی تاویل کر دینا چاہئے اور اس تاویل کی دو صورتین ہین **ایک تاویل اجمالی** وہ یہ ہے
کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ مراد ہے ان سے وہ حق ہے اور اونکی کیفیت کی نسبت کچھ نہ کہے
ہو اور تفصیل اونکی اللہ تعالے کو تفویض کر دے پس استوے حق تعالی عرش پر اور استوے
ید و وجہ و ساق و قدم و اصبع و ضحکات وغیرہ کہ قرآن و حدیث اسپر ناطق ہین بخبر متواتر اور اجماع
سلف سے ہمکو پہنچا ہے کہ یہ الفاظ اپنے معانی ظاہری پر محمول ہین مذہب اسلم یہی ہے
اور سلف نے یہی اختیار کیا ہے اور سارا عصر صحابہ اسی حالت پر گذر گیا تھا یہانتک کہ اکثر متکلمین
متاخرین نے **دوسری تاویل تفصیلی** کی راہ اختیار کی مثلاً مراد استوی سے استیلا
اور ید سے قدرت اور وجہ سے ذات ہے اور مراد قدم سے حدیث نار مین قدم بعض مخلوقات
الٰہی کا ہے اور رب کے نزول فرمانے سے مراد یہ ہے کہ حکم اوسکا اور رحمت اوس کی یا ملائکہ
اوسکے اوترتے ہین اور ضحکات یعنی ہنسیان یا ہنسیان کنایہ ہے کثرت اور مبالغہ سے اور
اصبع کنایہ ہے تصرف اور غلبہ قدرت اور عظمت الٰہی سے اور اصلی معنے مراد نہین۔ ذہبی
نے سیر النبلا مین قتیبہ اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور مزنی اور ابو حاتم رازی وغیرہ
سے نقل کیا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کی تاویل نہین کرتے تھے ظاہری معنے پر حمل کرتے تھے
اور یہی ذہبی نے کتاب العرش مین اسی قسم کے اقوال کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق
جل شانہ فوق العرش ہے بلا کیف صدہا صحابہ اور تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل
کئے ہین اور احادیث نبویہ جو فوقیت رب پر دال ہین بھی ذکر کئے ہین اور ملا علی قاری کی شرح
قصیدہ بدء الامالی اور ابن ہمام حنفی مولف فتح القدیر کی مسائرہ اور ابن عبد العزیز بخاری حنفی
کی کتاب کشف الاسرار شرح اصول بزدوی اور ابو شکور حنفی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے
کہ مذہب صحابہ وغیرہم صحابہ و ائمہ غیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جل شانہ کی فوقیت
عرش پر و ید و وجہ وغیرہ صفات بلا کیف ہین اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہین منشا اول
کا صرف اسی قدر ہے کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات و احادیث سے خیال تجسم کا کیا

تو علما نے اونکے الزام و اسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ
یہ معانی ماول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ شبہ تجسم دفع ہو جاوے ورنہ یہ الفاظ سب معانی
ظاہرہ پر محمول ہین اور کیفیات ان سب کی مجہول ہین اور اس مین تجسیم بھی لازم نہین آتا ہے
کیونکہ جب کیفیت مجہول کی گئی اور خیال لیس کمثلہ شئی کا بھی رہا اور تنزیہ تام کی گئی تو تجسیم کسی
طرح لازم نہ آوے گا پس مراد الہی پر ایمان لانا چاہئے اور انکی تاویلات سے سکوت
اوسلے ہی۔ اور یہ جو اس قول کے رد مین کہا ہے کہ اگر اسیطرح ہو تو قرآن معلوم المعنی نرہے
اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی نزول کا فائدہ صرف فہم معانی مین منحصر نہین کہین مجرد ایمان
ہی مطلوب ہوتا ہے چنانچہ متشابہات مین یہی منظور ہے تاویل الاحادیث مین شاہ ولی اللہ
صاحب نے لکھا ہے کہ صفات تشبیہی باریتعالی امثل ہاتھ پاؤن وغیرہ صراط مستقیم یہی ہے
کہ اونکے ظاہر پر چھوڑا جاوے اور انکی کیفیت وجود سے بحث و تفتیش نکیجاوے اور مجملاً
یہ اعتقاد رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالے نے ان الفاظ سے ارادہ کیا ہے وہی حق ہے اور
باوجود ظاہر پر چھوڑنے کے یہ نکہے کہ یہ ارادہ کیا ہے اور وہ ارادہ نہین کیا کیونکہ نہ تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسے مسائل کی تحقیق کیفیت مین بحث کی اور نہ اونکے اصحاب نے اور نہ
تابعین نے ایسی تدقیقات مین اول معتزلہ مشغول ہوئے کہ اونہون نے فلاسفہ سے جو
اسلام کے مخالف تھے ایسی باتین چورائین پھر بعض اہل سنت نے بھی ایسے تدقیقات مین معتزلہ
کی موافقت کی اور شبہ کے مختلف فرقے ہین بعض تو اتنا ہی کرتے ہین کہ اللہ کو مخلوق کے
ساتھ مشابہ کرتے ہین اور حادثات کے ساتھ اوس کی تمثیل بیان کرتے ہین مثلاً کہتے ہین
کہ اللہ تعالی مانند اجسام کے ہے اور گوشت اور خون کی مثل ہے اور بعضے یہانتک
غلو کرتے ہین کہ اوسکو مخلوق اور حادث بنا دیتے ہین اس لیئے کہ کہتے ہین وہ جسم ہے اور
خون ہے اور گوشت ہے ایسے فرقے مجسمہ کہلاتے ہین اور انہین سے سب ایک ہی
طرح کے نہین ہین کوئی شیعہ غلاۃ مین داخل ہے کوئی امامیہ ہے . . . . . .

وغیرہ وغیرہ مگر سب خاص اس بدعت مین مشترک ہین چنانچہ تھوڑا سا بیان اونکا غلاۃ شیعہ و
وامامیہ کے فرقہائے ہشامیہ و جوالقیہ و بنانیہ و مغیریہ و مداریہ و یونسیہ مین ہوچکا اور جو
صرف مشبہہ ہین اون کا ذکر یہان ہوتا ہے۔

ایک مشبہ مقاتلیہ ہین یہ ابوالحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی کی طرف منسوب
ہین شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ سرخیل مشبہین صفات الٰہی مین سے مقاتل بن سلیمان
ہین۔ اور شیعہ و کرامیہ نے انہین کی اتباع کی ہے۔ ان لوگون نے یہانتک
مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو خلق سے مشابہ کردیا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ انکا مذہب یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور جثہ ہے انسان کی صورت پر وہ گوشت اور خون اور اعضا زبان
اور دن رکھتا ہے مگر یہ چیزین اوس کی مخلوق مین سے … کسی کے مشابہ نہین نہ مخلوق مین
سے کوئی اوس کے مشابہ ہے یعنی اگرچہ اللہ اسم اعضا کے اطلاق مین اشیا کے ساتھ
مشابہت رکھتا ہے مگر حقیقت مین دونون باہم مخالف ہین تاج المکلل مین لکھا ہے کہ
مقاتل ۱۵۰ھ مین بصرہ مین فوت ہوئے تھے اصل انکی بلخ سے ہے علامہ عصر تھے علما ان
کے باب مین مختلف خیالات رکھتے ہین بعضے اونکی روایات کو قابل وثوق سمجھتے ہین اور
بعضے کہتے ہین کہ کذاب ہین ابوحاتم محمد بن حبان بستی نے کہا ہے کہ مقاتل علم قرآن کو یہود
ونصاریٰ سے سیکھا کرتے تھے جو کچھ اونکی کتب توریت وانجیل کے مطابق ہوتا اخذ کرتے
اور یہ مشبہ تھے رب العلمین کو مخلوقات سے مشابہ کرتے تھے میزان الاعتدال کی جلد ثانی
مین ذہبی لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ
کیا ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہین اور مقاتل نے اثبات صفات الٰہی مین اتنی افراط
کی کہ اللہ کو مثل مخلوق کے بنادیا۔ تاریخ ابن خلکان مین مذکور ہے کہ مقاتل نے بغداد مین علم
حدیث حاصل کیا تھا تفسیر قرآن مین یکتائے عصر تھے ایک تفسیر اونکی مشہور ہے شافعی سے
حکایت کی گئی ہے کہ تمام آدمی تین چیزون مین تین شخصون کی عیال ہین مقاتل … کی تفسیر

مین اور زہیر بن ابی سلمے شعر مین اور امام ابوحنیفہ کے کلام مین ابراہیم حربی نے کہا ہے
کہ مقاتل دعوے کرتے تھے کہ ما دون العرش جو کچھ ہے اوس کے حال سے مجھسے سوال
کرو ایک آدمی نے یہ سنکر اون سے دریافت کیا کہ جب آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو سر
اون کا سر مونڈا تھا مقاتل نے کہا کہ یہ بات تمہارے علم سے نہین اللہ تعالی نے مجھے بوجہ
اوس دعوے مین نیچا دکھانا چاہا اور سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ جب اونہون نے وہ
دعوی کیا تو ایک شخص نے اون سے دریافت کیا کہ چیونٹی کو آپ جانتے ہین بھلا فرمائی
تو اوس کی آنتین حصہ مقدم مین ہوتی ہین یا مؤخر مین مقاتل اس سوال سے مبہوت ہو
رہ گئے سفیان کہتے ہین کہ مینے سمجھ لیا کہ یہ اونکو اوس تعلی کی اللہ نے سزا دی ہے
اور مقاتل کا میلان ارجا کی طرف بھی تھا اون کا قول ہے کہ قیامت کے دن اللہ دوزخ کے
اوپر ایک راستہ بچھائیگا اور مومن گنہگارون کو اوسپر گذرنے کا حکم ہوگا پس اونکو دوزخ
کی آنچ اور حرارت بمقدار گناہ کے پہونچے گی اور اس الم مین اونکا عذاب پورا کر لیا جائے
پھر بہشت مین داخل کئے جائینگے۔

دوسرے مشبہ حشویہ ہین یہ اس بات کے قایل ہین کہ اللہ جسم ہے کہ طول و عرض
و عمق اور گوشت و خون رکھتا ہے اوس کے اعضا بھی ہین مگر یہ سب چیزین اوسکی مخلوق سے
مغایر ہین اور کعبی نے بعض حشویہ سے حکایت کی ہے کہ اونکا زعم یہ ہے کہ اللہ کا دیدار دنیا مین
ہوجانا بھی جایز ہے اور کہتے ہین کہ عرش اوس کے چارون طرف سے چار چار انگل زیادہ
اور بڑھا ہوا ہے[1] اس کے نزدیک سوا اثنی عشر امام کے کوئی اور امام نہین اولاد رسول خدا مین سے
کسی کو امام نہین مانتے[2] اسماے الہی کے انکے نزدیک تین مراتب ہین۔ اسما ذات۔ اسماے

[1] علامہ مختصر منہاج السنۃ کی یہ عبارت ہے وقالت الکافۃ الحشویۃ ان اللہ تعالی جسم له عرض و طول و عمق و کی انہ
یجیز انہ یجوز رویتہ فی الدنیا وانہ یفضل العرش عنہ من کل جانب اربع اصابع - ۱۲ منہ

[2] عمدہ جلد پنجم از کتاب دوم ناسخ التواریخ صفحہ - ۲۸۹ - ۱۲ منہ

صفات اسماء افعال شہرستانی نے ملل و نحل میں حشویہ کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ اشعری نے محمد بن عیسی سے حکایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مضر اور کہمش اور احمد ہجیمی کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے دوستون کو اوس کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرنا اور اللہ کو چھونا جائز ہے اور اللہ کے دوست ان صادق دنیا و آخرت میں اوس سے گلے ملتے ہیں اور انکو یہ مرتبہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان بہت سے ریاضات کر کے حد اخلاص و اتحاد تک پہونچ جاتا ہے اور داود جواربی سے حکایت کی ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی داڑھی اور شرمگاہ کی سوال سے تو معاف رکھو کیونکہ خبر میں یہ دو چیزین ثابت نہین ہوئین باقی اور سب چیزین ان سے سوال کرو اور کہا اللہ تعالی جسم اور گوشت اور خون ہے اوس کے لئے اعضا ہین ہاتھ پاؤن سر زبان دو آنکھین دو کان رکھتا ہے مگر اوس کی یہ چیزین ایسی نہین جیسے مخلوقات کی ہوتی ہین اللہ کی اور مخلوق کی یہ چیزین باہم مشابہ نہین اور داود کا یہ بھی عقیدہ بیان کرتے ہین کہ اللہ سر سے سینہ تک کھوکل ہے باقی ٹھوس ہے اوس کے بال سیاہ اور سیدھے ہین اور اوس کے بال گھونگروالے بھی ہین اور جو کچھ قرآن و احادیث سے ثبوت کو پہونچا ہے مثلاً ہاتھ منہ پہلو آنا جانا فوقیت وغیرہ یہ سب الفاظ اپنے معانی ظاہری پر جاری ہین یعنی جیسا ان کو اجسام پر اطلاق کرتے ہین اور جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی اللہ تعالی کے حق میں بھی مراد ہے اور اس قسم کی باتین ہتے اللہ تعالی کے لئے بہت کچھ ثابت کی تھین اور احادیث مین بہت سی باتین اپنی طرف سے لگا کر اونکو پیغمبر علیہ السلام کی طرف منسوب کیا تھا اور یہ تمام باتین یہود کے یہان سے لی تھین اس لئے کہ اللہ کے لئے تشبیہ اونہین مین بہت ہے حشویہ کے نزدیک انبیا معصوم نہین اون سے عمداً گناہ کبیرہ کا صدور ممکن ہے اور بہت سے دلائل اس بات پر ظاہر کرتے ہین چنانچہ بعضے دلائل اونکے یہ ہین حضرت آدم کی نسبت قرآن مین وارد ہے وعصی آدم ربہ یعنی آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی (۲) فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ پھر آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں

سیکھ لین پس اللہ نے اوس کی توبہ قبول کی اور ظاہر ہے کہ توبہ گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے (۳) آدم کی زبانی قرآن مین آیا ہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے پروردگار ہمنے اپنی نفسون پر ظلم کیا ہے اگر ہمارے گناہ نہ بخشیگا اور ہمپر رحم نکریگا تو ہم زیاںکار ہونگے ہو جاوینگے ظلم سے مراد گناہ ہے اور یہ جو آدم نے کہا کہ اگر تو نہ بخشیگا تو ہم زیاںکار ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گناہ کبیرہ تھا (۴) قرآن مین ہے فازلھما الشیطان عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ یعنی اونکو شیطان نے لغزش دی اور اونکو وہان سے کے آرام مین سے نکال دیا لغزش دینے سے جنت سے نکالا جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے گناہ کبیرہ صادر ہوا (۵) آدم و حوا کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے فلما اتٰھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتٰھما یعنی جب اونکو صحیح و سالم لڑکا دیا تو اللہ کے لئے شریک اوس چیز مین مقرر کرنے لگے کہ اونکو دیا تھا اور شرک اکبر الکبائر ہے دوم حضرت ابراہیم کے حق مین قرآن مین آیا ہے فلما جن علیہ الیل رأ کوکبا قال ھذا ربی جب ڈہک لیا اوسکو رات نے دیکھا ایک تارے کو کہا یہ میرا پروردگار ہے پس اگر حضرت ابراہیم نے اپنے سچے اعتقاد سے تارے کو پروردگار کہا تھا تو شرک کیا اور اگر سچے اعتقاد سے نہین کہا تو جھوٹ بولے (۲) قرآن مین ہے اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی یعنی جسوقت حضرت ابراہیم نے کہا اے رب میرے تو مجھکو دکھا کیونکہ زندہ کرتا ہے تو مردون کو تو معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم کو شک تھا کہ اللہ تعالی کو مردے کے زندہ کرنے کی قدرت ہے یا نہین اور یہ شک ہی کفر ہے۔ سوم حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بنی اسرائیل کی حمایت مین ایک قبطی کے مکا مارا جس کے صدمہ سے وہ مرگیا اور قبطی کا مار ڈالنا محض ناحق تھا اور اس کو امر اتفاقی بھی نہین کہ سکتے اس لئے کہ حضرت موسی نے اوس کی مرجانے کے بعد خود کہا ھذا من عمل الشیطان انہ عدو مضل مبین یہ حرکت شیطان کی ہوئی تحقیق وہ دشمن گمراہ کرنے والا ہے پس قتل عمد تھا کہ محض خصومت کی راہ سے وقوع مین آیا چنانچہ اسیواسطے حضرت موسی نے پروردگار کے آگے استغفار کیا۔ چہارم۔ حضرت داود

اپنی کوٹھی پر کھڑے تھے کہ ایک عورت پر نظر جا پڑی کہ نہا رہی تھی وہ نہایت خوبصورت تھی پسند
آگئی حضرت داؤد نے اوس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ یا منگیتر ہے
اور اوریا اون دنونمین حضرت داؤد کے بھانجے ثواب نامی کی ہمراہ بلقا کی طرف قلعہ کے محاصرہ
مین مشغول تھا حضرت داؤد نے اپنے بھانجے کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ دیکر اعدا
وین سے لڑنے کو بھیجے اور اوس زمانہ مین حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لیکر لڑائی
مین جاتا تھا اتنا لڑتا تھا کہ فتحیاب ہوتا تھا یا مارا جاتا تھا چنانچہ اوریا بھی ایک لڑائی مین مارا گیا
حضرت داؤد نے اوس عورت سے نکاح کرلیا اور حضرت داؤد کے نکاح مین ۹۹ عورتین
پہلے سے تھین اللہ تعالی نے دو فرشتے اونکے پاس بھیجے اونمین سے ایک نے دوسرے
کی طرف اشارہ کرکے کہا ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ
فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطاب یعنی یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے
دنبیان موجود ہین اور میرے پاس ایک دنبی ہے مجھسے کہتا ہے کہ وہ ایک دنبی بھی مجھکو دیدے
تاکہ سو پوری ہوجاوین اور مجھسے سختی کے ساتھ کلام کرتا ہے سو یہ فتوے اس رمز کا تھا کہ
جب انبیا سے ایسا فعل وقوع مین آوے کہ کسی عورت شوہر دار کے خاوند کو قتل کرا کر اوس
کی بی بی کو نکاح مین لادے تو اورون سے کیا بعید ہوگا **پنجم** اللہ تعالی فرماتا ہی
ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب قال رب اغفرلی
یعنی ہمنے حضرت سلیمان کو جانچا اور ہمنے اوس کے تخت پر ایک بدن ڈالدیا پھر اوس نے
رجوع کیا حق کی طرف بولا اے میرے رب معاف کر مجھکو کیفیت اس واقعہ کی یہ ہی
کہ حضرت سلیمان نے ایک بت پرست کافر کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اوس کا باپ
انکے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ لڑکی رات دن اپنے باپ کے غم مین روتی رہتی تھی
حضرت سلیمان نے اوس کے کہنے سے ایک سنگی تصویر اوس کے باپ کی طیار کرادی
تاکہ وہ اوس کو دیکھکر اپنے دل کو تسلی کرتی رہے لڑکی اپنی موروثی عادت کے موافق اوس

کی پرستش کرنے لگے چالیس دن کے بعد حضرت سلیمان کو صورت واقعہ کی اطلاع ہوئی
تو اوس بت کو توڑا اور اوس لڑکی پر خفا ہوے اور خلوتخانہ مین بیٹھکر استغفار مین مشغول
ہوے جب استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے جسمین لکھا تھا اسم اعظم ایک
جن اوس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت حضرت سلیمان کی سی بنالی اور تخت
پر بیٹھکر حکومت کرنے لگا حضرت سلیمان کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس کے خوف سے نکلگئے
جب اونکا قصور خدا نے معاف کیا تو چھ مہینے کے بعد شراب کے نشہ مین وہ انگشتری اوس
جن کے ہاتھ مین سے دریا مین گر پڑی مچھلی نگل گئی وہ شکار ہوئی اوس کے پیٹ مین سے
وہ انگشتری نکلی اور حضرت سلیمان کو ملی وہ لیکر اپنے تخت سلطنت پر پھر آئے جسد سے عبارت
اسی جن سے ہے **ششم** حضرت یونس نے بادشاہ ملک نینوا و موصل کو نصیحت کی
جب اوس نے نمانا تو اوس سے کہا کہ اگر میری بات پر ایمان نہ لاے گا تو تجھپر چالیس دن
مین عذاب الٰہی نازل ہوگا اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ میرے اس وعدہ کو پورا کر ورنہ مین خفیف
ہونگا حق تعالےٰ نے فرمایا کہ تمنے عذاب کا وعدہ دینے مین جلدی کیون کی اب صبر کرنا
چاہئے ایمان انکا مقدر ہے راستہ پر آجاوینگے حضرت یونس اس بات سے بہت
غمگین ہوئے اور ایک مہینے کے بعد مع قبائل اوس شہر سے نکلے راستہ مین دریا مین
گر گئے مچھلی انکو نگل گئی وہان استغفار کیا سو باہر آئے اسیطرف اشارہ ہے اس
آیت مین وذا النون اذ ذہب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ الخ یعنی یونس
جب خفا ہوکر چلے گئے اور سمجھا ہم اوسکو نہ پکڑ سکینگے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت یونس
نے ایک تو بے حکم الٰہی امن لوگون سے عذاب آنیکا دن مقرر کردیا دوسری غضب کی
حالت مین وہان سے کہین چلدیے اور غضب گناہ ہے تیسرے گمان کیا کہ اللہ قادر
نہین ہے اور قدرت الٰہی مین شک کرنا کفر ہے۔
ہفتم یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے خلوتخانے مین بلاکر اصرار کیا کہ مجھسے صحبت کرو

حضرت کے دلمین اگرچہ زینب کا عشق تھا مگر کچھہ سوچکر منع کردیا مگر زید نے طلاق دیکے ہی دی کیونکہ اونکے دل مین اللہ نے زینب کی طرف سے نفرت پیدا کردی تھی جب عدت کے دن پورے ہوچکے تو حضرت نے اون سے نکاح کر لیا پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کیسی تھی کہ پرائی عورت کو دیکھکر عاشق ہوگئے عشق عصمت کے خلاف ہے اور زید کو زینب کی طلاق دینے سے منع کرنا حضرت کی دلی منشا کے خلاف تھا اسی لئے اللہ تعالی نے بطور عتاب کے فرمایا تخفی فی نفسك واللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ - اس سے معلوم ہوا کہ جو بات چھپاتے تھے یعنی تعلق قلب وہ دراصل بُری بات تھی کیونکہ وہی بات چھپائی جاتی ہے جو عقل و عادت دونون کے نزدیک قبیح ہوتی ہے اور جائزات کے چھپانے مین نبی علیہ السلام نے کبھی کسی سے حیا نہین کی (۵) خدا تعالی فرماتا ہے لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین اگر تم شرک کروگے تو تمہارے عمل اکارت جاوینگے اور تم خاسر ہوجاوگے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سے شرک بھی ظہور مین آتا تھا جس سے بچنے کے لئے جناب باری نے اونکو تنبیہ کی (۶) حق تعالے حضرت سے فرماتا ہے ووجدك ضالا فہدی یعنی تجھکو راہ بھولا ہوا پایا پھر راہ سوجھائی یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حضرت ابتدا کے حال مین گمراہی مین مبتلا تھے جسکو حق تعالے نے اپنی ہدایت سے دور کیا (۷) یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اے نبی پرہیز کر اور ڈر خدا سے اور اطاعت و فرمانبرداری کفار و منافقین کی مت کر اس آیت سے عدم تقوی اور اطاعت کفار نا فرمانی الہی مین آپکی نسبت ظاہر ہے تنبیہ حشویہ کے ان دلائل کا جواب اہل سنت نے نہایت کافی طور پر دیا ہے اور یہ تمام جواب ہمنے شرح اردو عقائد نسفی مین جسکا نام نجم العقائد ہے بالتفصیل ذکر کئے ہین چونکہ ہمنے اس رسالہ مین صرف ہر فرقے کے عقائد کو ذکر کیا ہے اون کے جوابات کی بیان کرنے کا التزام نہین کیا ہے

یہ عقیدہ نمبر ۷ ہے ... [illegible]

اس لئے وہ جواب یہاں نہیں لکھے

تیسرے مشبہ کرامیہ - یہ منسوب ہیں طرف ابوعبداللہ محمد بن کرام بن حراق
بن خرابہ سجستانی کے یہ شخص بعد سنہ ۲۰۰ سو ہجری کے گذرا ہے کم علم تھا ہر ایک مذہب سے
اوس نے تھوڑے بہت مسائل رطب یابس سے لئے تھے اور انکو اپنی کتاب میں
لکھکر رواج اوسکا ممالک اغنام وغیرہ (غور) علاقہ خراسان میں دیا تھا اسی سے اوسکا
نام ہوگیا اور ایک مذہب ٹھہر گیا سلطان محمود بن سبکتگین اوس کے مذہب کے ناصر ومددگار
تھے انکی طرف سے اہل حدیث وشیعہ پر آفت رہی - محمد بن کرام نے اثبات صفات
میں یہانتک غلو کیا کہ نوبت تجسیم وتشبیہ کی پہونچی جس سے پھر کر شام میں آیا زغرہ میں بماہ صفر
سنہ ۲۵۵ ہجری مرکر بیت المقدس میں مدفون ہوا وہاں لوگ اوس کے متبع بیس ہزار سے زیادہ
تھے اور شہروں میں انکے سوا اور بہت لوگ تھے جنکا شمار نہیں ہوسکتا ہے اور کرامیہ
کئی گروہ ہیں (۱) عابدیہ (۲) اسحاقیہ (۳) نونیہ (۴) زرینیہ (۵) واحدیہ (۶)
ہیصمیہ وغیرہ لیکن یہ سب ایک ہی فرقہ گنا جاتا ہے اس لئے کہ بعض انکی تکفیر بعض
کی نہیں کرتے یہ سب کے سب مجسمہ ہیں اتنی بات ہے کہ انمیں بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ
قایم بنفسہ ہے اور بعض اوس کو اجزاے موتلفہ کہتے ہیں اور اوس کے لئے جہات ونہایات
بتاتے ہیں انکے اعتقاد میں اللہ جسم ہے اور اوسکی حد ونہایت ہے اسفل کی طرف اور
اوس کا ملاقات کرنا اجسام ماتحت سے جایز ہے اور وہ عرش پر ہے اور عرش
جانب بالا سے اوسکا مماس ہے اور جایز ہے یہ بات کہ اللہ تعالی حرکت اور نزول کرے
اور ساتھین باہم اس امر میں اختلاف ہے کہ اللہ تعالی تمام عرش پر ہے یا عرش کے بعض
حصے پر اور بعضے کرامیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی عرش پر نہیں بلکہ عرش کے محاذی ہے
اور بعض کی راے یہ ہے کہ اسم جسم کا اطلاق اوسپر ہوسکتا ہے - اور بعضے کرامیہ کا زعم
یہ ہے کہ اللہ تعالی تمام جہات واطراف سے متناہی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تلی کی

ہے اور ون کے واسطے ایمان نہین غیر مرتد کے واسطے وہ اقرار ازلی ایمان ہے حاصل کلام یہ ہے کہ انکے نزدیک ایمان کی حقیقت صرف اقرار زبانی ہے اور اقرار کی دو صورتین ہین غیر مرتدین کا خواہ وہ مومن ہون یا کافر وہی اقرار ازلی ایمان ہے اور مرتدین کا ایمان قول مند ہے یعنی کلمہ شہادت کا زبان سے کہنا۔ ابن کرام فقہین کی مسائل کے ساتھ متفرد ہے کہتا تھا مسافر کو عوض نماز خوف کے دو تکبیرین کہنا کفایت کرتا ہے۔ اور ایسے کپڑے مین جو بالکل نجاست مین ڈوبا ہوا ہو نماز کو جایز بتاتا تھا اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ نماز روزہ زکوۃ حج اور ساری عبادات بغیر نیت کے صحیح ہوتی ہین فقط نیت اسلام کی کفایت کرتی ہے لیکن نیت نوافل مین واجب ہوتی ہے اور نماز سے باہر آنا کھانے یا پینے یا جماع کے ساتھ عمداً جایز ہے پھر اوسی پر باقی نماز کو بنا کر سکتا ہے۔

چوتھا فرقہ مشبہ منہالیہ ہے یہ منہال بن میمون کے تبع ہین۔

تنبیہ اگر کسی مقام پر کسی تاریخ یا مہینے یا سال مین اختلاف اس رسالہ کا اور کتب کے ساتھ پایا جائے تو اوسپر نسبت کرنا چاہیے مستند وہی کے قابل ہے اس لئے کہ اس فن کی کتب مین اسقدر اختلاف سالہاے ولادت و وفات و مدت عمر وغیرہ کی بابت لکھا ہے اور بعضون نے ایک واقعہ مین بعض سنتون سے کہے اور بعض نے اوسی واقعہ مین دوسرے سنون کی تصحیح کی ہے کہ دل کو اطمینان کسی پر بخوبی نہین ہو سکتا اور بعضون نے سنون کو عبارت عربی مین اور بعضون نے فارسی مین لکھا ہے اور بعضون نے ہندسونمین درج کیا ہے اور ایسے مقامات تصحیف کا موجب ہین اسیطرح اور اہل علم و کمال کی وفاتون کی سنتونمین بھی اکثر ایسا ہی حال واقع ہوا ہے اس لئے بہت سے لوگون نے اونکی تحریر مین مسامحت کی ہے اور جیسا اتفاق واقع ہوا ایک دو روایتون کی نقل پر اختلاف کے ساتھ یا بدون اختلاف کے قناعت کری ہے اس لئے کہ مقصود اہل علم و مذاہب اور ائمہ وغیرہ کی ترجمون سے یہ ہے کہ اونکا حال معلوم ہو جائے اور یہ کھلجائے کہ فلان شخص کونسی صدی کے قرن مین تھا اور یہ غرض نہین کہ مہینے

اور دن اور سال بھی ہوں اسی سئے اکثر مقاموں پر لکھدیتے ہیں کہ فلان شخص فلان سال کے
حدود میں تھا اگر کسی کو طبقات وغیرہ کے چند نسخے جمع کرنے اور ایک کی تطبیق
دوسرے کے ساتھ دینے سے کسی سال کا رجحان معلوم ہو جائے تو یہ نہایت خوبی کی
بات ہے۔

دوسرا حصہ متفرق فرقوں کے بیان میں

یہ تہتر فرقے جنکے بیان ہوئے سوا انکے اور بہت ایسے فرقے ہیں جو دین اسلام میں پیدا ہوئے
اونکا ذکر متفرق کتابوں میں پایا جاتا ہے میں بھی اونکا یہاں ذکر کرتا ہوں۔

فرقہ اول سالمیہ ابن سالم کی طرف منسوب ہیں غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ اسکا
قول ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں امت محمد علیہ السلام کو ایک آدمی کی صورت میں نظر
آئیگا اور وہ قیامت میں جن اور انس اور ملائکہ اور حیوانات سب خلق پر ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ
کا ایک بھید ہے کہ اگر اوسے ظاہر کر دے تو تدبیر عالم میں خلل آجائے اور انبیا کے لئے
ایک راز ہے اگر وہ اوسے ظاہر کر دیں تو نبوت باطل ہو جائے اسیطرح علما کے لئے
ایک بھید ہے کہ وہ اگر اوسے ظاہر کر دیں تو اونکا علم جاتا رہے اور اللہ کو قیامت میں کفار
دیکھیں گے اور وہ اون سے حساب لیگا اور ابلیس نے حضرت آدم کو دوسرے مرتبہ سجدہ
کر لیا تھا اور شیطان جنت میں کبھی داخل ہونے نہیں پایا اور جبریل حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آتے تھے حالانکہ اپنی جگہہ سے دور نہیں ہوتی تھی اور جب اللہ تعالیٰ نے
حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو اونکے نفس کو اس سے تعجب پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے وحی
کی کہ اے موسیٰ تیرے نفس نے تجھکو تعجب میں ڈالا نظر اوٹھا کر آگے کو دیکھ موسےٰ
نے دیکھا تو اونکو ستر ہزار کوہ طور نظر آئے کہ ہر ایک پر ایک موسیٰ تھا اور اللہ تعالیٰ بندوں سے طاعات
چاہتا ہے گناہ نہیں چاہتا اور اللہ نے اونکے گناہوں کو اونکے ساتھ چاہا ہے اون سے
نہیں چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل حصول نبوت و نزول جبریل علیہ السلام سے قرآن

حفظ کیا کرتے تھے اور جب کوئی قاری قرآن کو پڑھتا ہے تو اللہ قرآن کو اوس کی
زبان سے ادا کرتا ہے جو لوگ قرآن کسی کی زبان سے سنتے ہین تو وہ درحقیقت اللہ سے
سنتے ہین اور اللہ ہر مکان میں ہے نسبت عرش اور ماسوائے عرش ہین کوئی امتیاز نہین۔

فرقہ دوم واحدیہ

حکم محمود بیان بھی کہتے ہین اس فرقہ کا پیشوا محمود ہے محمود اپنی ذات کو شخص واحد کہتا تھا اور
مہدی موعود جانتا تھا اور اوس کا یہ دعوے تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین منسوخ
ہوگیا اب یہ محمود کا دین ہے [illegible] سید نوبت زندان عاقبت محمود گذشت اکثر عرب
طعنہ زن عجم سیزدہ گیلان کے علاقہ مین ایک گاؤن ہے سیمران محمود وہان کا رہنے والا
تھا سنہ [illegible] ہجری مین اوس نے ظہور کیا کہتا تھا کہ جب جسد محمد صلعم کامل ہوا تھا تو مین
پیدا ہوا قرآن مین جو ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنی جلدی بھیجے گا تجکو
پروردگار تیرا مقام محمود مین اس سے یہی مراد ہے توضیح اوس بیان کی [illegible] عناصر مین
قوت پیدا ہوتی ہے تو اوس کو صورت معدنی حاصل ہوتی ہے پھر [illegible] اور ترقی [illegible]
ہے تو صورت نباتی اوسپر فائض ہوتی ہے پھر قوت مین اور ترقی آتی ہے [illegible] صورت حیوانی
اوس کو ملتی ہے پھر ان عناصر کی قوت اس سے بھی زیادہ ترقی کرتی ہے تو صورت انسانی
باقی ہے ان عناصر نے جنکو صورت انسانی حاصل ہوچکی تھی ایسی ترقی کی کہ اوس سے [illegible]
کامل ظہور مین آیا اسیطرح جسد انسانی کے اجزا حضرت آدم کے وقت سے ترقی کرتے
تھے یہان تک کہ رتبہ محمدی اوسکو عطا ہوا اور جب یہ اجزا بالکل کمال کو پہونچ گئے تو محمود پیدا
مین آیا اور یہ کہ حضرت سرور عالم نے حضرت علی سے فرمایا تھا انا وعلی من نور واحد یعنی
علی اور مین دونون ایک نور سے ہین و لحمک لحمی وجسمک جسمی یعنی علی کا گوشت میرا گوشت
اور علی کا جسم میرا جسم ہے یہ اشارہ ہے اسبات کی طرف کہ تمام انبیاء اولیا کے اجزا کی
اجساد کی صفوت و قوت ملگئی تو اوس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کرم اللہ وجہہ

کا جسم تیار ہوا پھر ان دونوں بزرگوں کے بعد کے اجزا جمع ہوئے تو ان سے جب محمود
بنا محمود خاک کو نقطہ کہتا تھا اور تمام عناصر اس کے نزدیک خاک سے پیدا ہوئے ہین اور
نقطۂ خاک ہی واجب اور موجود اول ہے محمود کہتا ہے سورج آگ ہے اور چاند پانی ہے
اور آسمان ہوا ہے اور تناسخ کا قائل ہے اسطور پر کہ جب ذی روح مرتا ہے اور مٹی مین
ملجاتا ہے تو اوس کے بدن کے اجزا جمادات یا نباتات کی صورت مین ظہور کرتے ہین
اور وہ نباتات انسان یا جانور کی غذا ہو کر پھر وہی حیوان یا انسان پیدا ہوتا ہے اور نفس
ناطقہ مجردہ کے وجود کا قائل نہین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہہ اس استعین
بنفسک الذی لا الہ الا ہو مقرر کیا تھا محمود کے بہت سے تصنیفین ہین اسکا اعتقاد تھا کہ
آدم اور عالم کا دورہ ۶۴ ہزار سال مین تمام ہوگئے اور اپنے معتقدون پر اس بات کی تاکید
رکھتا تھا کہ ہمیشہ پارسائی اور درویشی کے ساتھ رہنا چاہئے یہ کہتا تھا کہ جب کوئی شخص
بالکل تعلقات کو چھوڑ دے اور کسی چیز کی طرف رغبت نرکھے صرف اوسقدر غذا کی ضرورت
رکھی جو انفاس کے باقی رکھنے کے لئے کافی ہو تو ایسا شخص ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے اور
یہ واحد ہو جاتا ہے اور اللہ کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اگر کسی امین کو عورت کی خواہش ہو تو
چاہئے کہ عمر مین ایکبار اوس سے صحبت کرے اور اگر زیادہ خواہش ہو تو سال مین
دو بار ایسا کرے اور اگر اتنا صبر نہ کر سکے تو چالیس دن کے بعد صحبت کیا کرے اور
اگر اتنی بھی تاب نہ لا سکے تو مہینے مین ایکبار اوس سے صحبت کیا کرے اور انتہا یہ ہے
کہ ہفتے مین ایکبار ایسا کر لیا کرے اور کہتا تھا کہ جب کوئی جسم انسانی سے حیوانی مین
اور حیوانی سے نباتی مین اور نباتی سے جمادی مین یا برعکس اس کے تناسخ کرتا ہے
تو اوس کے اگلے جنم کی باتین دوسرے جنم مین پہچان لی جاتی ہین اور قاعدہ اس شناخت
کا یہ ہے کہ اس پچھلے جسم مین جو اس کے عادات ہوتے ہین اون سے اگلے جسم کے
عادات معلوم ہو جاتے ہین اور واحدیہ کی اصطلاح مین ایسی شناخت رکھنے والے آدمی کو

معصی کہتے ہین اور اسی بنیاد پر اونہون سنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس مین
آوے اور اس شخص کے منہ سے اول جس چیز کا موالید ثلثہ مین سے نام نکلے تو سمجھ لینا چاہیے
کہ اس پیدایش سے پہلے وہ وہی چیز تھا جسکا نام اوس کے منہ سے نکلا واحدیہ کہتے
ہین کہ جو فریب پیشہ حاجی عبائی کربلائی کہ ایک قسم کا دہاری دار کپڑا ہے پہنے پھرتے ہین اور
مکر و فریب سے کام لیتے ہین جب یہ مرین گے تو اسگلے جنم مین اگر جسم حیوانی مین انتقال
کیا تو گلہری بنائے جائینگے اور اگر جسم نباتی مین انتقال کیا تو دہاریون دار تربوز ہونگے
اور اگر پتھر کے جسم مین انتقال کیا تو سنگ سلیمانی بنائے جائینگے معصی ان باتون سے
خوب واقفیت رکھتا ہے اور کرم شب تاب یعنی جگنو مشعلچی ہے کہ بتدریج تبدل کرکے
اس جسم مین آیا ہے اور کتا اگلی پیدایش مین ترک قزلباش تھا اور اوس کی ٹیڑھی دم
تلوار ہے جسکی یہ صورت ہو گئی ہے اور لوہے کا کمال کو پہونچ جانا یہ ہے کہ اوس سے
کوئی نبی یا ولی مارا جائے اور انکا قول یہ ہے کہ پیدایش اول مین امام حسین حضرت موسیٰ تھے
اور یزید فرعون تھا اوس پیدایش مین حضرت موسیٰ نے فرعون کو دریائے نیل مین
ڈبو دیا اس پیدایش مین حضرت موسیٰ امام حسین ہوئے اور فرعون یزید بنا اور یزید نے
امام حسین کو فرات کا پانی نہ دیا اور اونہین ہلاک کیا اور کہتے ہین جو کوئی حیوانات و نباتات
وجمادات مین سے جو اب سیاہ ہین وہ پہلے سیاہ رو آدمی تھے اور جو اب سفید ہین وہ گورے
آدمی تھے اور یہ تمام فرقہ آفتاب کی تعظیم کرتا تھا اور اوسے قبلہ جانتا تھا اور انکے
یہان ایک دعا رائج تھی کہ آفتاب کی طرف منہ کرکے پڑھتے تھے اس فرقہ کے خواص
اور ممتاز آدمی امین کے لقب سے پکارے جاتے ہین درویش صفا اور درویش بقائے
واحد اور درویش اسمٰعیل اور میرزا تقی اور شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب اور تراب اور کمال
اس فرقہ کے امین تھے بلکہ جتنے علما اور اولیا محمود کے عہد مین تھے یا جنہون نے
اوس کے بعد ظہور کیا ہے سبکو واحدیہ محمود کا تبع قرار دیتے ہین ایک واحدی

کا قول ہے کہ خواجہ حافظ کا بھی یہ مذہب تھا اور چونکہ محمود زیادہ تر ساحل رُودِ ارس پر رہتا تھا اس لئے خواجہ نے اپنے اس شعر میں فرمایا ہے ؎ ای صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس ٭ بوسہ زن بر خاکِ آن وادیِ و مشکین کن نفس ٭ واحدیہ فرقے کے آدمی تمام ایران میں پھیل گئے تھے مگر اپنے مذہب کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے اس لئے کہ شاہ عباس ابن شاہ خدا بندہ صفوی نے انمیں سے ہزارہا آدمیوں کو مروا ڈالا تھا واحدیہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس نے بھی تراب اور کمال سے یہ مذہب حاصل کر لیا تھا مگر پھر دنیا داری اور شہرت کی غرض سے اونکو مروا ڈالا اور بعضے واحدیہ یہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس امین کامل تھا پس جسکو اس مذہب میں کامل نہ پاتا اوسے مروا ڈلتا اور انکی اصطلاح میں دینہ اون لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے اپنی دنامت طبع کی وجہ سے دین محمود میں ترقی نہیں کی ہے واحدیہ کہتے ہیں کہ یہ بھی دینہ نے عداوت کی وجہ سے مشہور کر دیا ہے کہ محمود نے اپنے آپ کو تیزاب میں ڈالدیا تھا یہ بات بالکل غلط ہے محمود نے تمام قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویل کر کے اپنے مذہب پر آیات سے استدلال کیا ہے۔

فرقہ سوم روشنیان

یہ فرقہ بایزید ابن عبد اللہ کی طرف منسوب ہے یہ شخص غالباً سنہ ۹۳۱ میں ابراہیم خان افغان کے عہد میں شہر جلبندہر صوبہ پنجاب میں پیدا ہوا تھا بایزید سراج الدین انصاری کی ساتوین پشت میں ہے اور حیات افغانی میں لکھا ہے کہ اورمڑ ایک قوم ہے پٹھانوں کی بایزید اوس میں سے تھا اس کی ماں کا نام نبین بنت محمد امین تھا بایزید کو طفلی سے تحقیق کا شوق تھا اور ہمدردی اس کے خمیر میں پڑی ہوئی تھی اگر اپنی زراعت کو رکھانے جاتا تو دوسرے کاشتکاروں کی زراعت کو بھی رکھاتا اور اکثر دریافت کیا کرتا کہ زمین و آسمان تو موجود ہیں مگر خدا کہاں ہے بلوغ کو پہنچنے پر اپنا مرز و بوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبد اللہ کے پاس کانی گرم واقع کوہہائے روہ کو چلا گیا حیات افغانی میں اخوند درویزہ

کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب بایزید کو کچھ زر نقد ہاتھ لگا تو گھوڑون کی تجارت کے لئے
سمرقند کو گیا اور وہان سے دو گھوڑے خرید کرکے ہندوستان مین آیا اور کالنجر مین ملا
ملا سلیمان کالنجری کی صحبت مین رہا ملاے مذکور سے مسئلہ تناسخ سنا تو بایزید کا عقیدہ تناسخی
ہوگیا اور جبکہ کالنجر سے پلٹ کر کانی گرم مین آیا تو اوسنے عقیدہ تناسخ سے مذہبی فساد شروع
کیا عبد اللہ کو بیٹے کی یہ بات ناگوار گذری یہانتک کہ فرزند کو چھری سے مجروح کیا
بعد اسکے بایزید کانی گرم سے ننگرھار کو چلا گیا اور وہان ہندون کے ملک سلطان احمد
کے گھر رہنے لگا ننگرہار کے علماے سب کو اوسکی بات کے قبول کرنے سے روکدیا اس
لئے کسی نے اوس کی متابعت نہ کی اسوجہ سے بایزید یہان بھی نہ ٹھہرا اپشادہ پہونچکر غوریا
خیلوان مین مقیم ہوا ان لوگون مین علم کم تھا اکثر اوس کی پیروی کرنے لگے بایزید نے اپنی شہرت
پیری و پیشوائی کیلئے طریق مین کرکے عوام الناس سے کہا یا کہ درگاہ خدا کی طرف بغیر پیر کامل
کے رسائی نہین ہے مین تمکو رہنمائی اور ہدایت کرونگا اسطرح اوس نے بہت سے لوگ
اپنے گرد جمع کرلئے اور شہوت پرستون کے مطیع و منقاد اور خوش کرنے کے لئے عورت
و مرد غیر محرم کو یکجائی رہنے اور کھانے پینے کی اجازت دیدی بایزید جو کچھ کہتا مرید وہی
کرتے قوم خلیل کا بہت سا حصہ اوس کا مرید ہوگیا پھر محمد زئی ہشت نگر مین گیا اور وہان بھی
اسیطرح کہا افغانون مین جو زیادہ جاہل تھے وہ اوس کی زیادہ معتقد تھے ہشت نگر مین
اوس کی پیری کو بہت رونق ہوگئی عالمون سے مباحثہ کرنے کا قصد کیا۔ اخوند درویزہ
نے اوس سے مباحثہ کیا اور اس مین بایزید مغلوب ہوگیا مگر اوس کی مرید ایسے طاقتور
تھے کہ اخوند درویزہ کی کوئی نصیحت اوسپر نہ چلسکی بایزید نے اپنا لقب پیر روشن رکھا
اوسنے مریدون پر ظاہر کیا کہ غیب سے مجھکو ندا ہوئی ہے کہ تمکو سب آدمی میان روشن
کہا کرین اور تمکو حیات جاودانی عطا کی گئی مگر یہ لقب اوس کے مریدون ہی مین رہا دوسرے
لوگون نے پیر تاریک مشہور کردیا محسن خان صوبہدار کابل جو بادشاہ کی طرف سے حکمران

تھا۔ وہ اسکا حال سنکر ہشت نگر آیا اور گرفتار کرکے کابل کو لے گیا مدت تک وہان
قید رہا پھر رہا ہوکر ہشت نگر واپس آیا اور اپنے تمام اصحاب کو جمع کرکے طوطی کے پہاڑ مین مقیم
کھسک گیا پھر وہان سے تیراہ کو آیا آفریدی اور ورکزی فرقہ بھی اسکا مرید ہوگیا اس طاقت کی
کے بعد اوس نے برملا کہا بادشاہ سے بغاوت کرکے لوگون کو عام بلوہ کی اسطرح ترغیب
دی کہ وعظ مین یہ بیان کرنا شروع کیا کہ مغل ظلم پیشہ ہین اونھون نے افغانون پر
حد سے زیادہ ظلم ڈھائے ہین اونکی اطاعت ترک کرنا چاہیے اس شہرت سے اکثر سرحدی
قومین بادشاہ سے باغی ہوگئین اور اوس کے وعظ سے تیراہ [illegible] پھیل گیا بادشاہی فوج جو
اوس کی سرکوبی کو آئے تھے خود ہی سرکوب ہوکر پیچھے کو ہٹ گئے اس آسان فتح سے
اوس کے ہمراہیون کو زیادہ تقویت ہوگئی تیراہ کے لوگون کا یہ حال تھا کہ ظاہر مین بایزید کے
مطیع تھے۔ مگر باطن مین سلطنت مغلیہ کے خیرخواہ تھے بایزید بھی یہ بات خوب جانتے
ہوئے تھا اس لیے اوس نے ایسے لوگون سے اس ملک کو اسطرح پاک کیا کہ بعضون
کو قتل کرایا اور بعضون کو ملک سے خارج کیا اور اوس کے اصحاب و مریدین نے تیراہ پر پوری
قبضہ کرلیا اور ورکزیون کی مضبوط جماعت کے ساتھ ننگرہار پر بھی قبضہ کرلیا اور بہت
سے گاؤن بھی لوٹ لاٹ کر برباد کردیے محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیاری
کرکے بایزید پر چڑھ گیا اور شبخون مارا بھاری لڑائی کے بعد بایزید کے ساتھیون نے لڑکر
شکست پائی بعضے مارے گئے بعضے دشوار گذار پہاڑون پر چڑھ گئے اور بایزید
ہشت نگر کو چلا گیا۔ یہ تو بایزید کے دنیوی کارنامے تھے اب اوس کے عقاید اور
اعمال کی باتین سنو کہ بایزید ابتدا سے ریاضت شاقہ کرنے لگا تھا اہل علم و ادب
کی بہت خاطر کرتا تھا۔ ایک عامی آدمی تھا مگر قرآن کا مطلب خوب بیان کرتا تھا
اور حقایق و معارف ذکر کرتا مرزا محمد حکیم خلف ہمایون بادشاہ صوبہ دار کابل کے دربار مین
خروج سے قبل اسکا مناظرہ علما کے ساتھ کرایا اس کی تقریر علما کے بیانات

پر غالب کئے پھر اس نے نبوت کا دعوے کیا اور کہتا تھا کہ مجھکو الہام ہوتا ہے جبریل
میرے پاس رب العلمین کی طرف سے پیغام لاتے ہین بلکہ اوسکا یہ دعوے تھا کہ مین
علانیہ خدا کو دیکھتا ہون اور بغیر توسط جبریل کے بالمشافہ اوس سے بات چیت کرتا ہون
اور کہتا تھا کہ مجھسے اللہ تعالی نے فرمایا تو انبیا کی نماز پڑھا کر یہ نماز چھوڑ دے اور
انبیا کی نماز معبود کی صفت سے ہے اور زیادہ تر ذکر خفی کیا کرتا تھا بایزید یہ کہتا تھا کہ مسلمانون
کا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہین اس لئے کہ خدا سے واقف نہین اور جس نے
اللہ کو نہین دیکھا وہ اوسے کیا جانے پس ایسے آدمی کی گواہی کذب ہے مولانا ذکریا
نے ایکبار اوس سے یہ کہا کہ تمہارا یہ دعوے ہے کہ مین دلون کی خبر رکھتا ہون تو
بھلا بتاو تو میرے دلمین کیا ہے اگر تم یہ بتا دوگے تو مین تمہارا معتقد ہو جاونگا میان
روشن بایزید نے کہا کہ تم مین دل کب ہے اگر تم مین دل ہوتا تو بے شک مین اوس کی
خبر دیتا مولانا ذکریا نے کہا کہ اول مجھکو قتل کرنا چاہئے اگر میرے بدن مین سے دل
نکلا تو بایزید کو مار ڈالنا چاہئے اور اگر دل نہ نکلے تو بایزید سے کوئی تعرض نہین بایزید
نے کہا کہ یہ دل جسکو تم دل سمجھ رہے ہو یہ تو کتے بکری گاے مین بھی ہوتا ہے اس گوشت
کے ٹکڑے سے دل مراد نہین دل اور ہی چیز ہے اوسمین عرش اور کرسی دونون کی سمائی
ہے پھر مولانا ذکریا کہنے لگے کہ تم دعوے کرتے ہو کہ مجھے قبرون کی حالات معلوم ہین
مردے مجھسے کلام کرتے ہین ہم تمہارے ساتھ قبرستان کو چلتے ہین دیکھین تو مردے
تم سے کسطرح باتین کرتے ہین بایزید نے کہا اگر تم مین اونکی آواز سننے کی قابلیت ہوتی تو
مین تمکو گبر کیون کہتا بایزید سے جو عقیدت نرکھتا اوسے کافر وگمراہ جانتا اور جو اوس کو
نہ پہچانتا اور وحدت وجود کے طریقے پر نہوتا اوس کے ہاتھہ کا ذبیحہ نکھاتا بایزید بہت سے
قول عربی زبان مین بیان کرتا اور اونہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا بایزید
کا قول ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہنا اور اوس کی تصدیق کرنا شریعت کا فعل ہے

اور تسبیح و تہلیل اور مدام زبان کے ساتھ ذکر کرنا اور دل کو وسوسے سے بری رکھنا طریقت کا فعل ہے اور رمضان کے روزے رکھنا اور کھانا پینا چھوڑنا عورات کے ساتھ صحبت کو ترک کرنا شریعت کا فعل ہے اور روزہ نفل رکھنا اور رزق کم کھانا اور بدی سے باطن کو پاک رکھنا طریقت کا فعل ہے مال کی زکواۃ اور عشر دینا شریعت کا فعل ہے اور فقیر و محتاج اور روزہ دار کو کھانا دینا عاجز کی دستگیری کرنا طریقت کا فعل ہے کعبہ کا طواف کرنا لڑائی اور گناہ سے حرم مین بچنا شریعت کا فعل ہے اور دل کا طواف کرنا اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنا اور فرشتون کی طاعت کرنا طریقت کا فعل ہے۔ ہمیشہ حق تعالی کی یاد مین رہنا اور ماسوی اللہ کا پردہ دل سے مٹانا اور دوست کے جمال کا نظارہ کرنا حقیقت کا فعل ہے۔ ذات حق کو چشم دل کے ساتھ دیکھنا اور نور عقل کے ذریعہ سے اوس کو ہر جگہہ معلوم کرنا اور کسی مخلوق کو ایذا نہ پہونچانا معرفت کا فعل ہے اور حق کو پہچاننا اور تسبیح کی آواز کو سننا اور اوسکو سمجہنا قربت کا فعل ہے اور اپنے وجود کو ترک کرنا اور تمام کام اللہ کے وجود سے سمجہنا اور فضولیات سے بچنا اور وصال کو سمجہنا وصلت کا فعل ہے اور اپنی ذات کو حق مطلق مین فانی کرنا اور باقی مطلق ہو جانا اور احد کے ساتھ موحد ہونا اور شر سے پرہیز کرنا توحید کا فعل ہے اور سکن اور ساکن ہونا اور حق مطلق کی صفت اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑ دینا سکونت کا فعل ہے اور سکونت سے بالاتر کوئی مقام نہین قربت اور وصلت اور وحدت اور سکونت یہ اصطلاحین خاص اوسکی تراشی ہوئی ہین وہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے اعلی جانتا تھا اور آدمیون پر ریاضت کرنے کی تاکید کرتا تھا نماز بھی پڑھتا تھا مگر قبلہ کی تعین کا مقید نہ تھا جدہر چاہتا پڑھ لیتا اور اسبات پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتا۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جدہر کو تم منہ کرو وہان ہی اللہ متوجہ ہے کہتا تھا کہ پانی کے ساتھ غسل کرنیکی ضرورت نہین ہے ہوا لگنے سے بدن پاک ہو جاتا ہے کیونکہ چارون عنصر پاک کرنے والے ہین اسکا قول تھا کہ

جو کوئی خدا کو اور اپنی ذات کو نہ پہچانتا ہو تو وہ آدمی نہین پس اگر ایسا آدمی شریر ہے تو وہ بچھو
اور شیر اور سانپ بچھو کے حکم مین ہے اوسکا مار ڈالنا واجب ہے اور اگر نیک اور بے ضرر ہو
تو وہ گاے بکری کے حکم مین ہے اسکا مارنا جایز ہے اسی لئے اس نے اپنے متبعین کو
حکم دیا تھا کہ ایسے آدمیون پر جہان قابو پاؤ مار ڈالو اور دلیل اوس پر یہ آیت لاتا تھا اولئک
کالانعام بل ھم اضل یعنی وہ چوپایونکی طرح ہین بلکہ اون سے زیادہ گمراہ ہین۔
اور کہتا تھا کہ جو کوئی خود شناس نہین زندگی جاوید سے بے خبر ہے وہ مردہ ہے اور ایسے شخص
کے مال کے وارث بھی ایسے شخص نہین ہو سکتے جو خود بھی مردہ ہین بلکہ اوس کی میراث
زندہ کو پہونچتی ہے اس لئے نادان کے مار ڈالنے کا بھی حکم دیا تھا اگر ہندو کو خود شناس
پاتا تو مسلمان خود ناشناس پر اوس کو ترجیح دیتا برسون تک اوس نے اور اوس کے متبعون
راستون مین لوگون کو لوٹا ڈاکہ زنی کی اور مسلمانون وغیرہ سے مال چھینا ایسے مال مین
خمس نکال کر بیت المال مین جمع کرتا جب حاجت ہوتی تو اہل استحقاق کو اوسمین سے دیتا
وہ اور اوسکی تمام بیٹے زنا اور فسق وفجور سے محترز رہتے تھے بدعہدون اور خود شناسون کے
مال سے بچتے اور اون پر ظلم نہ کرتے تھے بایزید کہتا تھا کہ خدا ناشناسون کے قتل کے لئے
مین منجانب اللہ مامور ہون تین بار حق تعالے نے مجھ سے یہ فرمایا کہ ان لوگون کو قتل کر لیکن
ہتیار نہ اوٹھائے جب مکرر یہی حکم ہوا تو مجبور ہو کر جہاد کو مستعد ہوا اسکی تصنیف سے
کتابین ہین عربی اور فارسی اور ہندی اور پشتو مین مقصود المومنین ایک کتاب اس کی عربی
مین ہے اور اس کی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے جسکو چار زبانون مین لکھا ہے عربی فارسی
ہندی پشتو اسکا دعوے یہ ہے کہ خیر البیان کی ساری باتین وہ ہین جو اللہ تعالے
نے مجھے مخاطب کرکے کہی ہین اسیوجہ سے روشنیان اس کو صحیفہ الہی اعتقاد کرتے
ہین اور حالنامہ اوس کے ایک کتاب ہے جسمین اوس نے اپنے لایف لکھے ہین افغانستان
کے پہاڑون مین ایک مقام ہے بھتہ پور وہان پہاڑی پر بایزید کی قبر ہے اس کے

سب بیٹے تھے شیخ عمر اور کمال الدین اور خیر الدین اور جلال الدین اور نور الدین اور ایک بیٹی تھی جسکا نام کمال خاتون تھا بایزید کے بعد شیخ عمر باپ کا جانشین ہوا جتنے پیر روشن کے اصحاب تھے وہ اس کے پاس جمع ہو گئے کچھ دنون کے بعد شیخ عمر کا اور یوسف زئیوں کا بگاڑ ہو گیا یوسف زئیون کے پیشوا اخوند درویزہ تھے یوسف زئیون نے جمع ہو کر دریائے سندھ کے کنارے اپنے مخالفوں پر حملہ کیا اس لڑائی مین شیخ عمر اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے اُنمین سے دو شخصون کو یوسف زئیون نے آگ مین بھی جلایا اور اس معرکہ مین شیخ عمر کا بھائی خیر الدین بھی مارا گیا نور الدین میدان جنگ سے نکلکر بھاگ گیا مگر ہشت نگر کے گوجرون نے اسکا بھی کام تمام کیا اور جلال الدین یوسف زئیون کے ہاتھہ آکر قید ہوا اکبر بادشاہ نے اسکو مع تمام متعلقین کے یوسف زئیون سے لیکر رہا کر دیا اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جلالہ ۱۴ برس کی عمر مین اکبر کے دربار مین آیا تھا کچھ دنون کے بعد بھاگ گیا تیراہ کے پہاڑون مین گھسکر رہزنی جاری کر دی قافلون کو لوٹنے لگا راجہ مان سنگھ اور اونکی مدد کو دوسرے افسران شاہی پہاڑون مین جلال الدین سے لڑنے کو ۹۹۴ہجری مین گئے مگر وہ مغلوب نہو سکا اسے اکبر بادشاہ جلالہ کہا کرتا تھا کابل اور پشاور کا راستہ اسوقت مین کبھی محفوظ نہ تھا کمال الدین اسکا بھائی پکڑا گیا اور اکبر نے دم واپسین تک اسکو قید رکھا چند لڑائیون کے بعد جب راجہ مان سنگہ نے زیادہ تعاقب کیا تو جلالہ غزنی کی طرف بھاگ گیا اور وہان قوم ہزارہ کے ہاتھہ سے قتل ہوا اسکا سر اکبر کے حضور مین بھیجا گیا اکبر نامہ کی جلد سوم مین حالات سنہ ۳۲ و سنہ ۳۳ جلوس اکبری کے ضمن مین اس معرکہ کو ذکر کیا ہے جب جلالہ مارا گیا تو احداد ابن شیخ عمر ابن بایزید کو خلافت ملی یہ بھی اپنے اسلاف کے طریقہ کا بڑا پابند تھا جو کچھ مال جہاد مین ہاتھہ لگتا اوسے بانٹ دیتا اور خمس بیت المال مین جمع کرتا اور پھر ضرورت کے وقت اوسے غازیون پر تقسیم کرتا جو مسلمان اس کے طریقہ کے پابند نہ ہوتے اونپر جہاد کرنا جایز جانتا سنہ ۱۰۳۵ہجری مین جہانگیر کے لشکر کے ہاتھہ سے

مارا گیا اس کے معتقد کہتے تھے کہ قل ھو اللہ احد اسے اجداد کی شان مین ہے ہزارون
افغان اس کے مرید تھے اور اسکو احد کہتے تھے پھر اسکا بیٹا عبد القادر اسکا قایم مقام ہوا اور
اور یہ شاہجہان کے دربار مین حاضر ہو کر امراے شاہجہانی مین داخل ہوگیا اور ۴۳ سنہ مین
پشاور مین مر گیا جلالہ کا ایک بیٹا الہداد نامی رشید خانی خطاب اور منصب چار ہزاری تک سرفراز
ہو کر ۵۸ سنہ مین دکن مین فوت ہوا اور مئو مین مدفون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے

چہارم دین الٰہی

موجد اسکا جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستانی ہے منتخب التواریخ مین مولوی عبد القادر
بدایونی نے لکھا ہے کہ ماہ رجب ۹۸۷ سنہ ہجری مین ایک محضر علما سے بادشاہ مذکور نے
تیار کرایا جسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مطلقا مجتہد پر فضیلت رکھتا ہے اور وہ مجاز ہے اس
بات کا کہ کسی مسئلہ مختلف فیہ مین روایت مرجوع کو ترجیح دیوے معاملات شرعی مین کسی عالم کو
اسے انکار کرنے کی مجال نہین کیونکہ امام عادل معاملات کو مجتہد سے زیادہ
سمجھتا ہے پس جو اوس سے مخالفت کرے وہ دنیا مین اور عقبی مین مستوجب عذاب ہے
بلکہ امام عادل کو اختیار ہے کہ کوئی حکم ایسا بھی اپنی طرف سے جاری کرے جو نص کے
مخالف ہو مگر اوس مین خلایق کی رفاہیت مدنظر ہو اور امام عادل کے ایسے مسائل کی تعمیل
پر واجب ہے اور مراد اس امام عادل سے اکبر کی ذات تھی اس محضر پر مخدوم الملک اور
شیخ عبد النبی صدر الصدور اور قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین ملتانی اور صدر جہان مفتی کل ممالک
ہندوستان اور شیخ مبارک ناگوری اور غازی خان بدخشی کی مہرین اور دستخط تھی انمین سے
بعض نے طیب خاطر سے اور بعض نے طوعا و کرہا دستخط اور مہر کی تھی اس فتوے کے
حاصل ہونے کے بعد اکبر نے اپنی اجتہادات جاری کئے اور تمام تحریم و تحلیل کی موقوفی پر
نوبت پہونچی اور اپنی عقل سے دین مین باتین پیدا کرنے لگا اسلام کا نام تقلید رکھدیا کہتا تھا کہ
قرآن مخلوق ہے وحی محال ہے اور امامات و نبوات مین تشکیک کرنے لگا جن اور فرشتے

الٰہ مدد

اور تمام غیبیات اور معجزات و کرامات سے انکار صریح کر دیا اور قرآن کے تواتر اور اوسکے
کلام الٰہی ہونے کے ثبوت کو محال قرار دیا کہتا تھا کہ بدن کے فنا ہو جانے کے بعد روح
کا باقی رہنا اور ثواب و عذاب کا بغیر تناسخ کے ہونا محال ہے اور پھر علانیہ حکم دیا کہ کلمہ
لا الہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ بھی کہا کرین مگر جب دیکھا کہ عوام کے مزاجون مین اس سے
ایک قسم کی برہمی آگئی ہے تو اس حکم کی تعمیل صرف اون لوگون کے ساتھ مخصوص کر دی گئی
جو اوسکے درباری تھے اور علمائے دنیا طلب نے اوس کے راضی کرنے کے واسطے
یہانتک کیا کہ کتابون کے دیباچے لکھتے تو اون مین حمد کے بعد نعت پیغمبر کے جگہہ اکبر کا
ذکر کرنے لگے ایسی باتون سے اوسکی دور دور بدنامی ہو گئی مگر ہزارون آدمی اوس کی تقلید
بھی کرنے لگے اور یہ لوگ اپنی جانون کو بادشاہ کا مرید کہتے تھے اور بیربل وغیرہ سے
آفتاب کے فضائل سنکر اوس کی تعظیم و تکریم کرنے لگا اور نوروز جلالی مقرر کر کے اوسکا
پرستش کیا جاتا اور دعا تسخیر آفتاب کی آدھی رات کو اور طلوع کے وقت پڑھا کرتا یہ علامت
اوسکو پہونچی تھی گاو کشی اور اوس کا گوشت کھانا حرام کر دیا آتش پرستون سے آتش کے
فضائل معلوم کر کے آگ کی تعظیم کرنے لگا اور حکم دیا کہ بطور آتشکدون کے محل مین آگ کی حفاظت
کی جائے اور وہ ہمیشہ روشن رہے کیونکہ آگ اللہ کی ایک آیت اور اوس کا نور ہے
اور جلوس کے پچیسوین سال مین نوروز کے دن اوس نے آگ اور سورج کو سجدہ کیا اور
یہ مقرر کر دیا تھا کہ جب شام کو شمعین اور چراغ روشن ہون تو ہمارے مرید سروقد تعظیم
کو کھڑے ہو جایا کرین اور ایک زنار مرصع بجواہر تیار کرا کے تبرکاً برہمنون کے ہاتھ سے
پہنی اور راکھی بندھوائی قشقہ ماتھے پر کھینچا پھر ملاؤن نے بادشاہ سے عرض کیا کہ صاحب
الزمان جو خلاف و اختلاف ہندو مسلمانون مین ہے دور کرنے والے ہین وہ حضور ہین
اور اونہون نے بیان کیا کہ محمود بسنجوانی نے اپنی رسائل مین صاف تصریح کر دی ہے
کہ سنہ ۹۹۰ مین باطل کا مٹانے والا شخص ظاہر ہوگا اور اوس نے ہر جگہہ صاحب زمان

کو شخص کے ساتھ تعبیر کیا ہے جسکو جمل کے حساب سے نوسو نوے عدد سمجھتے ہین اور خواجہ
مولانا شیرازی مکہ معظمہ سے بعض شرفا مکہ کا رسالہ لایا جس مین مرقوم تھا کہ بموجب احادیث
صحیح کے سات ہزار سال کہ مدت دنیا کی ہے پوری ہو چکی اور اب وقت مہدی موعود
کے ظہور کا آ پہونچا ہے اور اس قسم کی باتین شیعہ نے بھی امیر المومنین علی علیہ السلام
سے پادشاہ کے سامنے نقل کین اور یہ سب باتین جمع ہو کر اکبر کو نبوت کا دعوے ہوا
مگر صاف لفظ نبوت کا نام نہ لے سکا ایک دوسرے پہلو مین اوس کو ظاہر کیا اور سب
مریدون نے یہ مقرر کر لیا کہ پادشاہ کی محبت کے سامنے مال و جان اور ناموس و دین
ہیچ ہے جب ہزار سال ہجری پوری ہو گئی تو آپ نے خیال کیا کہ ہزار سال محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے گذر گئی اسیقدر اس دین کے باقی رہنے کی مدت تھی اب
اس دین کے احکام و ارکان کا باقی رکھنا بھی ضرور نہین اس لئے اپنے طرف سے
قواعد و ضوابط ایجاد کرنے لگا حکم دیا کہ سکہ مین تاریخ الفی رحلت سے لکھی جائے علما نے
پادشاہ کے لئے رسم سجدہ جاری کی اور اوس کا نام زمین بوس رکھا اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی
شراب رفاہیت اور معالجہ کی غرض سے پیئے تو یہ مباح ہے اور بادشاہ نے داڑھی
منڈوانے کے لئے لوگون کو حکم دیا اوس کے سارے اہل دربار نے داڑھیان منڈوا دین
مصاحبون نے اکبر سے داڑھی منڈانے کے باب مین دلائل بھی بیان کئے کہ لگلے
مرتاضون نے جو داڑھیان رکھین تو یہ ایک قسم کی ریاضت تھی اور وہ اس کام مین ملامتی
تھے اور اب ملامت اور ریاضت داڑھی کے صفا رکھنے مین ہے اس لئے کہ اب
داڑھی کے صفا منڈانے کو فہماے نادان عیب قرار دیتے ہین اور بعض مفتیون نے
ایک مجہول روایت بھی نکال دی اور وہ یہ ہے کما یفعلہ بعض القضات اور بقطعھا
کو تحریف بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ قاضیان عراق کا عمل داڑھی کے منڈانے پر
تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک پرانی کرم خوردہ کتاب مین ایک عبارت لکھکر پیش کی

جسکو شیخ ابن عربی کی طرف منسوب کیا تھا مفاد اوس عبارت کا یہ تھا کہ صاحب الزمان
بہت سی عورت رکھے گا اور داڑھی منڈاتا ہوگا اور اوس کی چند صفتیں ایسی بتائی تھیں
جو شہنشاہ مین موجود تھین اور ایک حدیث موضوع علمائے اکبری نے اوس کے حضور مین
پیش کی کہ ایک صحابی کے فرزند داڑھی منڈائے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اونکو دیکھکر کہا کہ اہل بہشت کی یہ وضع ہوگی غرض یہانتک نوبت پہونچی کہ
مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ اور اکثر امرا نے اقرارنامہ اپنی طرف سے اس مضمون کی گذرانی کہ
مین اسلام مجازی تقلیدی جسکو باپ دادون سے سنتے آئے تھے چھوڑا اور دین
الٰہی اکبرشاہی مین داخل ہوئے اور مراتب چہارگانہ اخلاص یعنی ترک مال ترک جان ترک ناموس
ترک دین سب نے قبول کیا اکبر ایسے لوگون پر زیادہ اعتماد رکھکے اونکی تربیت کرتا فرضیت غسل جنابت
کو موقوف کر دیا اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ انسان کا خلاصہ نطفہ منی ہے جو نیک و بد کی پیدائش
کا تخم ہے پھر اس کے کیا معنی کہ پیشاب و پیخانہ پر تو غسل واجب نہین اور اس لطیف چیز کا
خروج غسل کا موجب ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اول غسل کیا جائے اور بعد اوس کے جماع
کیا جائے اور کہا مردہ کے لیئے کھانا پکا کر فاتحہ دینا بیکار ہے کیونکہ مردہ جماد ہے اوسکو
اس سے کیا حظ حاصل ہوگا بلکہ جس دن بچہ پیدا ہو اوس دن ایک جشن ترتیب دیا جائے
اور اس جشن کا نام جشن حیات رکھا تھا اسیطرح سور اور شیر کا گوشت مباح کر دیا تھا تاکہ جو اسکو
کھائے اوسمین صفت شجاعت آجائے اور حکم دیا کہ چچا پھوپھی ماموں خالہ وغیرہ کی بیٹیون
سے جن سے قریب کا رشتہ ہو نکاح نکیا جائے کہ میل کم ہوتا ہے اور دختر جب تک

۱؎ ماثر الامرا مین مذکور ہے کہ اکبر جو کچھ ایجاد کرتا اوس کو دین الٰہی کہتے تھے اور اوس نے ہر مذہب اور ہر
طریقہ کا خلاصہ ملا کر اوس کا نام دین الٰہی رکھا تھا اور خوشامدی کہتے تھے کہ یہ جو کچھ اوس نے چھانٹا ہے اللہ
کے حکم سے تھا اور یہ لوگ اکبر کو خلیفۃ اللہ کہتے تھے فتح اللہ شیرازی نے تاریخ عربی کو تغیر دیکے سال و ماہ شمسی
بطور مجوسیوں کے مقرر کئے ۔ ۱۲۶۲

چودہ سال کی عمر کو اور فرزند سولہ سال کی عمر کو نہ پہونچے اونکا شادی بیاہ نکیا جائے
کہ اولاد کمزور ہوتی ہے اور بی بی عایشہ صدیقہ کے زفاف کی حضرت سرور کائنات کی
حبیبی بی صاحبہ کی ۹ سال کی عمر مین واقع ہوا تھا منکر تھے اور سونا اور ریشم پہننا مردونکے
لئے جایز قرار دیا نماز اور حج اور زکواۃ کو ساقط کر دیا اور تاریخ ہجری کی تنسیخ کرکے ابتدا اوسکی سال
جلوس سے مقرر کی اور عربی مہینے [illegible] اور اکبر کے [illegible] شمسی طور پر مہینے مقرر کئے اور [illegible]
[illegible] کے موافق سال [illegible] مقرر کیکر اصطلاح [illegible] عبادت کو بیرونق کر دیا
اور اپنے جدید سنہ کا سال و ماہ الٰہی نام رکھا [illegible] تاریخ الفی تالیف کی تاکہ
اس سے ظاہر ہو کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم ہوچکا [illegible] ہونیکے گا اور حکم دیا
کہ چونکہ ہزار سال ہجری ختم ہوچکے لہذا ایک تاریخ [illegible] لکھی جائے [illegible] ہجرت
کے بجائے رحلت کا لفظ سنوات مین لکھا جائے اور اوسکا نام تاریخ الفی رکھا عربی کا
پڑھنا لکھنا اور علوم کی اصطلاحوں کا [illegible] عیب مین داخل ہو گیا حکم دیدیا کہ فقہ و
حدیث و تفسیر کا پڑھنا موقوف کرکے نجوم حکمت طب حساب شعر تاریخ کے فن پڑھے
جائیں اور حروف مخصوص عربی یعنی ثا۔ حا۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ عین۔ قاف کا
تلفظ مین گرانا شروع کیا جو کوئی اکبر کے سامنے عبداللہ کو ابداللہ اور احدی کو اہدی
کہتا تو بہت مسرور ہوتا نبوت اور کلام الٰہی اور رویت الٰہی اور تکلیف اور تکوین اور حشر
و نشر مین طرح طرح کے شبہات پیدا کئے اور تشیع کا برملا اظہار کرتا اور خلفائے
ثلثہ کی حق مین جسقدر مطاعن ہوتے اوس کی دربار مین بیان کئے جاتے جنگ صفین اور
قضیہ فدک وغیرہ معاملات مین صحابہ کا ذکر نہایت برائی کے ساتھ کیا جاتا تمام
انبیا کی زلات کو اونکی نبوات سے انکار کا ذریعہ قرار دیا خصوصاً حضرت داؤد اور
اوریا کے قصہ کو نہایت برائی کے ساتھ بیان کرتے اور حضرت داؤد کو اس وجہ سے
اچھا نہ جانتے اکبر کے نام کی رعایت کی وجہ سے تکبیر [illegible] کے عنوان پر [illegible]

اور مراقبہ اور قطع بدن وغیرہ کے طریق سیکھتا سر چندیا کے بال منڈاتا اور باقی آس
پاس رکھتا اس اعتقاد سے کہ کامل مکمل کی روح اس راہ سے کہ قوت ... کا مسعد
خروج کرتی ہی اور اوسوقت رعد اور صاعقہ کی سی آواز کرتی ہے اور یہ دلیل ہے
اسبات پر کہ میت گناہون سے پاک وصاف ہے صاحب نجات و سعادت
اور اس بات کی بھی علامت ہے کہ روح نے کسی پادشاہ ذی شوکت مین حلول کیا
اور اپنے طریق کا توحید الٰہی نام رکھا تھا اور جسکا یہ اعتقاد نہوتا اوسے مردود و اجب
القتل جانتا اور اپنی جماعت خاص اور مریدون کے نام جوگیون کے چیلون کی مثل رکھے
اکبر بعد صبح کے وقت سورج کے نام پڑھتا اور اوس کی پرستش کرتا تو جن لوگون
اس موقع پر پہونچنے کی دسترس نہوتی وہ باہر کھڑے رہتے اور جب پادشاہ
اوس خلیفے سے فارغ ہو کر برآمد ہوتا تو یہ لوگ سجدہ مین گرجاتے بعض آدمی ایسے تھے
کہ جب تک صبح کے وقت وہ پادشاہ کی زیارت نکر لیتے کھانا پینا منہ دہونا انپر حرام تھا
یہ درشنیہ کہلاتے تھے ہندوؤن نے اکبر پر ظاہر کیا تھا کہ آپ مین ایک ہندو اولیا
کی روح نے حلول کیا ہے اور اوسکو رام اور کرشن کی مثل سمجھتے تھے اور پرانے
کاغذ پر یہ باتین لکھکر اوس کے سامنے پیش کرتے تھے کہ ایک پادشاہ عالمگیر ہند مین پیدا
ہوگا جو برہمنون کی عزت اور گاے کی محافظت کریگا دنیا مین عدل و انصاف جاری کریگا
سلطان خواجہ مرا تو اکبر نے اوس کی قبر مین روزن رکھوائے جن کے ذریعہ سے
سورج کی شعاعین اوسکی جسد پر پڑتی تہین کہا سورج کی روشنی گناہون کو پاک کرتی ہے اور
حکم دیا کہ کوئی مرد اپنے نکاح مین دو عورتین جمع نکرے مگر جبکہ عورت اوسکی بانجھ ہو اور حیض
اوس سے منقطع ہوجائے اولاد کے جننے کی عمر سے ہے اور حکم دیا کہ جب مرید ہمارے آپس مین ملین
تو ایک اللہ اکبر کہے اور دوسرا جل جلالہ یہ سلام اور جواب سلام کی جگہہ تجویز کیا تھا غرض
انہین بدعات مین اکبر مبتلا رہا اور اپنے متبعون کو مبتلا رکھا ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۴ جلوس

مین ۱۵ برس حکومت و سلطنت کرکے اس دنیا سے انتقال کیا۔

تذکرہ۔ اکبر کے عہد مین کچھ لوگ پکڑے گئے تھے وہ الٰہی مشہور تھے کہتے تھے ہم پیغمبری رسالت مین اور خدا کی سے اختیار اپنے لئے ثابت کرتے تھے جب اون سے کہا گیا کہ اس خرافات سے توبہ کرو تو جواب دیا کہ توبہ ذاتہ ماست اسیطرح شریعت اور دین اسلام اور نماز و روزہ وغیرہ کے جدا جدا نام اونہون نے اپنی طرف سے اختراع کئے تھے۔

فرقہ پنجم نسر بود

عالمگیر بادشاہ ہندوستان کے آخر عہد مین میر محمد حسین نام ساکن مشہد مقدس رضوی جو علم عربیت و منطق مین دستگاہ رکھتا تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے زمانہ مین کابل مین آیا اور امیر خان کے منشی کا بیٹا اوسکا شاگرد ہو گیا اس ذریعے سے امیر خان کے حضور مین محمد حسین کی رسائی ہوئی امیر خان نے اوسے لایق فایق شریف پاکر اپنی دختر متبنی کے ساتھ شادی کر دی پھر کچھ عرصے کے بعد شاہی خوشبو خانہ کا داروغہ کرادیا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا عمدۃ الملک کے بیٹون کو کسی طرح کے شعبدے دکھلا کر اپنا معتقد کر لیا خاصکر بادیعلیخان پسر عمدۃ الملک اوس سے بہت عقیدت رکھنے لگا جب عمدۃ الملک اور عالمگیر کا انتقال ہو گیا تو تمام عطر اور گلاب کو جو بادشاہ کے لئے خریدا تھا ساٹھ ستر ہزار روپیہ کو لاہور مین فروخت کرکے اور وہ روپے اپنے قبضے مین لاکر فقیری مے لی چونکہ طامع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہ آئی اس لئے ایک نئی راہ نکالنے کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے شاگرد قدیم یعنی اوسی منشی زادے کو موافق کرکے صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان مین ایجاد کرکے الہام اور قدسی کا دعوی کرین تاکہ اولیا انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو جہانتک کسیقدر ہجوم خلایق کرین بعدہ مرجع انام ہو جائینگے پس ایک کتاب عمدہ دلچسپ نئی زبان اور قواعد کی

ساتھ بناکر آقوندہ مقدس اوسکا نام رکھا تیز تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس اور پراے
فارسی سکے بھی سیقدر بطور عربی سکے ترخیم کر کے جو صاف طور پر صرف ونحو عربی سکے
قواعد سکے مناسب نہ تھے دیج سکئے اور بیگوگیت کا دعوے کیا اور کہا کہ یہ رتبہ
مابین امامت اور نبوت سکے ہے کہا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم سکے نو بیگوگ ہوے ہین
اسیطرح حضرت خاتم الانبیا سکے نو بیگوگ تھے اول بیگوگ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ تھے دوسرے امام حسن تیسرے امام حسین چوتھے زین العابدین پانچوین محمد باقر
چھٹے جعفر صادق ساتوین موسیٰ کاظم آٹھوین علی رضا اور امام علی رضا تک امامت
اور بیگوگیت دونون رتبے جمع تھے پھر محمد تقی بن علی رضا سے یہ دونون منصب جدا
جدا ہو گئے امام علی رضا کے بعد بیگوگیت مجھے ملی اور امامت امام محمد تقی کو اور مین خاتم
بیگوگیت ہون اور تعداد بیگوگیت کی اس خاص ترتیب سکے ساتھ امامیہ مذہب والون
سکے سامنے بیان کرتا تھا اور جسوقت اہل سنت سے ملتا تو خلفائے اربعہ اور چار خلفا
بنی امیہ و خاندان بنی عباس کو جنکی نیکی مشہور ہے بیگوگ گنکر نوان بیگوگ اپنی ذات
کو بتاتا اور کہتا کہ مجھے کسی کی مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن
کرنے والا ہون اور وحی سکے نزول کا بھی مدعی تھا اور کچھہ قاعدے مقرر کر کے بعضی
دنون کو جیسے عید ہاے اسلام محترم سمجھتا تھا اور اپنے مریدون کو جنکا لقب فریود رکھا
تھا یہ ہدایت کی تھی کہ ان دنون کی حرمت کیا کرین اور کہتا تھا مجھپر وحی دو طور سے نازل ہوتی
ہے ایک اسطرح کہ ایک قرص نورانی مثل آفتاب سکے سامنے آتی ہے اور
اوس پر کلمات منقش ہوتے ہین مین اونہین سمجھہ لیتا ہون اور وہی قرص نورانی پھر
مجھپر محیط ہو کر بیہوش کر دیتی ہے۔ دوسرے اسطرح کہ ایک آواز آتی ہے اور کلمات جنہین
مریدون سے بیان کرتا ہون اوس آواز سے سنتا ہون اور السلام علیک کے آخر
مین اپنی راے سے کلمہ خفشان نمود بود ال بڑھا دیا تھا اور جس روز کہ اول اول اوسکے

اعتقاد کے موجب وحی اوس پر نازل ہوئی تھی اوس کا نام روز جشن رکھا تھا اور اوس روز جشن کو بھاری جشن ہوا کرتا تھا اوس کے مرید عبیر وغیرہ خوشبویات آپس میں اوڑاتے اور خوشیاں مناتے اور دو علم ہمراہ لیکر اور ایک اونچی سی ٹوپی اوڑھکر اپنے مریدوں کے ساتھ اون کوہستان کی جانب جہاں دیول رانی کی عمارات دھوبی جھٹیاری کے نام سے مشہور ہین جاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ اول بار وحی خاص اسی مقام پر مجھپر نازل ہوئی تھی اور روز جشن سے چھ یوم پیشتر سے روزہ رکھتا۔ ساتوین ذیحجہ کو روز جشن مقرر تھا اور یکم ذیحجہ سے روزہ رکھا کرتا تھا اور روزون کے دنون مین کسی سے کلام نہ کرتا اور ہر روز سوائے نماز پنجگانہ کے مریدون پر یہ بھی مقرر کیا تھا کہ تین بار میری زیارت کیا کرین پہلا وقت زیارت کا طلوع آفتاب بعد نماز صبح مقرر کیا تھا اور دوسرا دن کے دوپہر کا وقت اور تیسرا غروب آفتاب کا وقت کہ ہنوز شفق کی سرخی مغرب مین ہو اور آداب زیارت کے یہ تھے کہ خود مع خلفا . . . . کے درمیان مین کھڑا ہوتا اور مریدون کو حکم تھا کہ اوس کے گرد بطور چار دیوار مربع کے صفین باندھکر کھڑے ہون پھر سر صف اوس کی طرف منہ کر کے چند کلمے جو اوس کے اختراعی تھے پڑھتی اور اس کے بعد سر جھکا کر اوسکی بائین جانب پھر جاتی تا کہ صف شمال رویہ مغرب رویہ ہو جائے اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے حسب مقابلہ چارون سمت کا چارون صفون کے آدمی تمام کر چکتے تو زمین کی طرف دیکھتے پھر آسمان کو پھر شش جہت کو اس کے بعد زیارت تمام ہوتی اور سب آدمی چلے جاتے ایک دعویٰ اوسکا یہ بھی تھا کہ مین وہی محسن ہون جو بچہ حضرت فاطمہ زہرا کے شکم سے ساقط ہوا تھا اور اپنے چار خلفا بنائے تھے ایک وہی شاگرد پسر منشی خلیفہ تھا اور اس کا نام اپنی مخترع زبان مین دوحی بار رکھا تھا اور دوسرا خلیفہ اوسکا سالا میر باقر تھا اور دو خلیفہ اور تھے اور اپنا نام نمود اللہ اور نمود اور المنود رکھا تھا اور اسی ڈھب کے نام اپنے مریدون کے

اپنی طرف سے مقرر کرتا اور اوسے نشان کہتا اوس کے تین بیٹے تھے اول نمامؔ
دوم فغان سوم ویدا اور دو دختر تہین نمامہ کلان او نمامہ خرد اور اقربائے رحم
کے نام نمایار اور منود یار اور نماد وغیرہ تجویز کئے تھے اور فغان کے بیٹے کا نام منود ید
تھا چونکہ مالدار تھا اسسے اپنی بے پروائی لوگون پر ظاہر کرتا یہ حالت دیکھکر لوگ
اور زیادہ گرویدہ ہوتے پہر لاہور سے بہادر شاہ کے عہد مین دلّی آیا ہادی علی خان کہ بادشاہ
کا مقرب تہا اوس کا بہت معتقد تہا اس لئے اوس کے کام نے قوت پکڑی اور
استیلا اور بہی کئی امیر اوس کے مرید ہو گئے یہانتک کہ ایک رات فرخ سیر بادشاہ اوس
کی ملاقات کو گیا اس نے بڑی دانائی یہ کی کہ بادشاہ سے بے اعتنائی کے ساتھ پیش
آیا اور اوس کا پیشکش بہی قبول نہ کیا اور ایک قرآن اپنے ہاتھہ کا لکہا ہوا بادشاہ کو
دیکر کتابت کی اجرت کے ستر روپیے لئے فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کے عہد مین محمد امین
وزیر نے اوسکی تادیب کی طرف توجہ کی اور اوس کی گرفتاری کا حکم دیا تو وزیر مرض قولنج
مین مبتلا ہو گیا لوگ اس واقعہ کو منود کی بد دعا کا اثر سمجہے اور منود سوکت مسجد مین
جا کر بیٹہ گیا تہا محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان کو بہی تشویش پیدا ہوئی اور اپنے
باپ کی حالت ردی دیکہکر پانچہزار روپئے اپنے دیوان کے ہاتہہ اوس کے پاس بہیجکر
معذرت کی اور تعویذ طلب کیا منود نے جانکنی کی خبر سن لی تہی اس لئے اپنے معتقدین
سے کہتا تہا کہ مین نے ایک تیر اس کے جگر مین مارا ہے ہرگز جانبر نہو گا اور مین بہی شہادت
کے انتظار مین بیٹہا ہون میرا دادا بہی مسجد ہی مین شہید ہوا تہا مگر مین اسوجہ سے کہ ایک
مرتبہ شہید ہو چکا ہون اب شہید نہین ہونے کا اور مراد اوس کی اپنی اس شہادت سے
وہی اسقاط حمل حضرت محسن ہے۔ قمر الدین خان کا بہی آدمی جا پہونچا اور نہایت ساجت
کی کہ آپ محمد امین خان کا قصور معاف کرین اور ایک تعویذ لکہدین منود نے بڑے تکلف
کے ساتہ اپنے ایک مرید سے یہ آیت لکہوا دی وننزل من القران ما ھو

شفاء و رحمة للعالمين ولا يزيد الظالمين الا خسارا یعنی ہم اتارتے
ہین قرآن مین سے وہ چیز جس سے مرض دفع ہون اور رحمت ایمان والون کے
لیئے اور نہین زیادہ کرتا ظالمون کو مگر نقصان اور دیوان کو دیدیا اور یہ کہا کہ مجھے یقین
ہے کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا اور خود اون روپیون کے لینے سی
انکار کیا اور ایسا ہی ہوا کہ دیوان کے پہونچنے سے پیشتر وزیر مرگیا جب یہ خبر مشہور
ہوئی تو نمود کی کرامت کا زیادہ چرچا ہوگیا دو تین سال کے بعد نمود مرگیا اوس
کا بیٹا نما نمود سجادہ نشین ہوا یہ زیادہ لالچی اور کوتہ اندیش تھا چنانچہ جو جایداد نمود نے
خلفا کو دی تھی اوسکو دبانا چاہا دوچی بار نے بہت سمجھایا کہ ہمسے تنازع اچھا نہین نما نمود
نے نمانا دوچی بار نے لاچار ہوکر ایک دن سب مریدون کو جمع کرکے اون سے
کہا کہ آپ لوگ نمود کا اور میرا خط پہچانتے ہو جو پہچانتے تھے اونہون نے اقرار
کیا دوچی بار نے وہ مسودات جو نمود نے اور اس نے باہم صلاح سے مرتب کئے
تھے اور دونون نے مسودے سے کمی بیشی اپنے اپنے قلم سے کی تھی نکالکر دکھائی اور کہا
کہ اس مذہب کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے
ہوتا تو کمی بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے یہ دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ سب باطل ہے اور منحرف
ہوگئے اور تمام کام بگڑگیا نما نمود کے بعد فقار سجادہ نشین ہوا اور اوس کے انتقال
اور دلی کی خرابی کے بعد نما نمود یار اپنے چند اقربا کو جو باقی رہگئے تھے ہمراہ لیکر
بنگالے مین میرن ولد جعفر علی خان کے پاس پہونچا اوس نے اخراجات کے واسطے
پانچ روپیہ یومیہ مقرر کردیا

فرقۂ ششم وہابیہ

لفظ وہابی کے لفظی معنے وہاب والا یا بندہ خدا ہین مگر وہ معنی اوس کے بڑے بھی ہین
جنمین وہ اب عموماً استعمال کیا جاتا ہے انمین سے ایک معنی کو تو مذہبی محاورہ مین برا

سمجھا جاتا ہے دوسرے معنے کو پولیٹیکل اصطلاح مین برا سمجھتے ہین مذہبی محاورہ مین اسکے معنی
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو کی سمجھی جاتے ہین جس کو اکثر مسلمانان ہند عرب
روم مصر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین اور اس کے عقاید و اعمال یہ بیان کرتے
ہین کہ وہ معجزات انبیا و کرامات اولیا کا منکر تھا اور تمام مسلمانون کا جو اس کے اعتقاد
سے مخالف تھے قاتل و مکفر پولیٹیکل محاورہ مین اس کے معنے باغی و بدخواہ سلطنت
کے لئے جاتے ہین جسکی مناسبت پہلے معنی مذہبی سے یہ بیان کیجاتی ہے کہ محمد بن
عبدالوہاب ایسا ہی تھا سلطنت روم کا وہ باغی رہا اور بارہا اوس سے لڑا اور مکہ مدینہ
پر متغلب ہو گیا جس کو آخر محمد علی باشائے مصر نے مغلوب کیا یہ محمد بن عبدالوہاب
قوم بنی تمیم سے ہے ۱۱۱۵ھ مین مقام عینیہ مین جو ایک مقام ہے ملک نجد مین پیدا
ہوا اس سے لئے اس کے مقلد نجدیہ بھی کہلائے اس کے باپ نے بڑی کوشش سے
شریعت اسلام کی تعلیم دی بعدہ اس نے مکہ معظمہ اور بصرہ مین علوم دین تحصیل کیا اور کتب
احادیث صحاح ستہ کا عالم ہوا پھر اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کا حج کیا اور مدینہ طیبہ کی
زیارت کر کے شیخ عبداللہ ابن ابراہیم کا مرید ہوا یہ سوانی اس نے فقہ مین تعلیم حاصل
کی بعدہ یہ اپنے وطن کو گیا اس نے ظاہر شریعت اسلام کی پابندی اور اوس کے
عمل مین فرق نہ کیا یعنی جو لوگ فال دیکھتے یا شگون مانتے یا مزارات کی تعظیم کرتے یا
مزارات کو آراستہ کرتے یا مسکرات کو استعمال کرتے یا حریر پہنتے اونکو برا کہتا
کہ یہ باتین شریعت رسول کے خلاف ہین قرآن شریف اور احادیث کو پڑھکر اس نے
خیال کیا کہ اصول شریعت اسلام مین حال کی آمیزشات کی وجہ سے بڑا تفاوت پیدا
ہو گیا ہے تب یہ آمادہ ہوا کہ لوگون کو خاص احکام اور شریعت اسلام اوس قاعدے سے
سکھاوے اور رواج دے جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور عمل
کیا ہے اور خیال کیا کہ دنیا کے مسلمان بھٹک گئے ہین جو پیر اور اولیا کے قول

کی پیروی کرتے ہین اور یہ رواج اونہون نے اپنے فائدے کی غرض سے دئے ہین اس نے صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی کو اپنا ہادی اور رہنما قرار دیا اور بہت سے رسالے اپنے عقائد مین تالیف کئے۔ اس کے کئی قلمی رسالے بحث توحید اور ترک بدعت و شرک مین میری نظر سے گذرے ہین غرضکہ لوگون نے اسکا کہنا مانا اور اس کے طریقے کو تسلیم کیا جلد دوم فتوحات اسلامیہ مین شیخ احمد دحلان نے لکھا ہی کہ اس کے معتقدین کو یہانتک خیال تھا کہ جو کچھ محمد ابن عبد الوہاب کہتا ہے جو شخص اوسکو نہ مانے وہ کافر مشرک حلال الدم والمال ہے جو آیات قرآنی مشرکین کے حق مین اتری ہین اونہین مسلمانون کے حق مین حمل کیا جیسے ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اس شخص کو پکارتا ہی کہ جواب نہ دیگا قیامت کے دن تک اور وہ پکارنے انکی سے غافل ہین ایضاً ولا تدع من دون الله ما لا ینفعك ولا یضرك یعنی اللہ کے سوا اوس چیز کو مت پکار جو نہ تجھکو نفع دے اور نہ تجھکو ضرر پہونچا سکے محمد بن عبد الوہاب نے کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی یا ولی یا صالح کو پکارے یا اوس سے سوال شفاعت کرے سو وہ اونہین مشرکین کی طرح ہے اور ان آیات کے عموم مین داخل ہے اور آنحضرت اور انبیا اولیا وصلحا کی زیارات کو جانا شرک قرار دیا اور کہا کہ کسی نبی یا ولی کو وسیلہ سمجھکر پکارنا بھی شرک ہے اور جو کسی کام کو سوا اللہ کے کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے گو بطور مجاز عقلی کے ہو یہ بھی کفر ہے جیسے مجھے اس دوا نے نفع پہونچایا یا اس ولی کی وجہ سے میرا یہ کام ہوگیا اور اللہ نے جو مشرکین کی زبانی فرمایا ہے ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی یعنی ہم اونکی عبادت اس لئے کرتے ہین کہ ہم کو اللہ کے پاس پہونچا دین سو جو کوئی وسیلہ کسی بزرگ سے ڈھونڈھتا ہے وہ مثل اونہین مشرکین کے ہے جو کہتے تھے کہ ہم بتون کی پرستش صرف تقرب الی اللہ کے لئے

کرتے ہین کیونکہ مشرکین بھی خالق اون بتون کو نہین جانتے تھے جیساکہ مسلمان ان اہل قبور کو خالق نہین جانتے ہین بلکہ کہتے ہین خالق وہی اللہ ہے چنانچہ اللہ خود فرماتا ہے ولئن سالتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ یعنی جو تو اون سے پوچھے کس نے پیدا کیا ہے آسمانون اور زمین کو تو کہین اللہ نے پس اللہ نے جو انکو کافر و مشرک کہا وہ صرف اسوجہ سے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اصنام کی عبادت تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہین علی ہذا یہ مسلمان بھی اونہین مشرکین کی طرح ہین اہل سنت نے بھی اوس کے رد مین بہت سے رسالے لکھے اور اوس کے شکوک کا بخوبی جواب دیا یہانتک کہ اوس کے بھائی شیخ سلیمان نے بھی اوس کے اقوال کا رد کیا اس شخص کا بھی ایک رسالہ کتب خانہ ریاست مین میری نظر سے گذرا ہے احادیث اور آیات سے اسی بات پر زور دیا ہے کہ مسلمان ایسی باتون سے مشرک نہین ہوسکتے اور جن باتون کو محمد ابن عبد الوہاب نے ناجایز اور ممنوع قرار دیا ہے اونکے جواز پر شیخ سلیمان نے دلائل لکھے ہین سرجان مالکم نے اپنی تاریخ کے باب ۲۲ مین وہابیون کے عقائد بیان کئے ہین کہ وہ لوگ وحدانیت واجب الوجود اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقر ہین لیکن کہتے ہین کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کسی طرح نسبت نہین انکا اعتقاد یہ ہے کہ کسی پیغمبر یا امام یا ولی کو کسی قسم کا تصرف بندون کے معاملات مین حاصل نہین اور نہ بعد وفات کے آخرت مین اونکو کوئی مدد دہی یا فائدہ رسانی کا منصب حاصل ہوسکتا ہے اور جو مسلمان قرآن کی تاویل کرتے ہین اونہین یہ کافر جانتے ہین اور ایسے مسلمانون کے ساتھ غزا یعنی جنگ کرنا لازم جانتے ہین اور جو القاب عزت و احترام پر دلالت کرتے ہین وہ انکے نزدیک سواء اللہ کے دوسرے پر اطلاق کرنا نہ چاہیئے بھی اکیلا تقدیس اور تمجید کے لایق ہے اور بعض قرآن سے ثابت کرتے ہین کہ ان فرقہاے اسلام کے ساتھ جو ہمارے طریق پر نہین محاربہ کرنا لازم ہے اور ان سے یہانتک جنگ کرنا چاہیئے

کہ یا اس طریق کو اختیار کرلین یا مثل کفار کے جزیہ دیا کرین اور جب یہ لوگ ہمارے طریق
کو اختیار نکرین بلکہ جزیہ اپنے جانون پر لازم کرلین تو لباس مومنانہ پہنین گھوڑے پر سوار نہوا
کرین رہنے کے لئے مکانات عالی شان نہ بنائین اور انکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو خراج
اس طرح نہین لیا جایا کرے جیسے پیغمبر علیہ السلام لیا کرتے تھے مثلاً خمس اور زکوٰۃ
وغیرہ وہ غیر مشروع ہے اور محمد اور علی وغیرہ کی قسم کھانا حرام ہے اس لئے کہ
قسم مبارات اس سے ہے کہ جو کچھ دل مین مخفی ہے اوسپر شہادت طلب کرے اور
امورات مخفی کا جاننے والا سوائے ذات پاک رب العالمین کے کوئی اور نہین ہے
اور قبرون پر گنبد وغیرہ عمارات بنانا ایک قسم کی بت پرستی جانتے ہین اسیطرح مزارات
اولیا اور انبیاء وغیرہ کو عین بت پرستی سمجھتے اسی لئے کہتے کہ مزارات اولیا کو توڑڈالنا چاہئے
اور اون کے اسباب وسامان آرایش کا بنیا کہ مشروع کاموںمین صرف کرنا اللہ پاک کی خوشنودی
کا باعث جانتے اور مردون کی تعزیت کو حرام جانتے اس لئے کہ مسلمان پاک کی روح
بہشت مین جاتی ہے اور یہ مسرت کا موجب ہے نہ سوگ کا اخبار کو قابل عمل نہین سمجھتے کتاب اللہ
کو کافی جانتے اور انکا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے جو اپنے رسول محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نیک آدمی جانتے ہین جنہین اللہ
تعالےٰ دوست رکھتا ہے جن استعمالات اور رسوم کا مثل ختنہ وغیرہ کے قرآن مین ذکر
نہین مگر اسلام مین وہ جاری ہین اونہین قابل عمل در آمد قرار دیتے ہین مگر کہتے ہین کہ انکو
رسوم وعادات سمجھکر انکی متابعت کرنا چاہئے عبادات مذہب مین انکا شمار نہین ہوسکتا ہے
اصول انکا یہ ہے کہ جو لوگ انکے طریقے پر نہین اونکو قتل کرنا اونکے مالون کو لوٹنا درست
ہے اور اس معاملے مین مسلمانون کو یہود ونصاریٰ سے بدتر خیال کرتے ہین ہم آگے
چلکر وہابیون کے ایک رسالے سے مضامین کا اقتباس کرینگے اون سے اندازہ ہوجائیگا
کہ یہ باتین جو اونکی نسبت بیان کی گئی ہین کہانتک صحیح ہین اور کہانتک غلط ہین کہتے ہین

اصل مذہب اون نجدیون کا حنبلی تہا اس مذہب کے لوگ حجاز و یمن وغیرہ مین بہت ہین
اور نیا مذہب نکالنے کی نسبت اونکی طرف بظاہر غلط ہے اب ہم یہان یہ بیان کرتے ہین
کہ جب محمد ابن عبد الوہاب کے یہان اور جماعت کا مجمع ہوا تو شہر کے حاکم سے مخالفت
ہوئی بمعائنہ اس کیفیت کے محمد ابن سعود زبردست رئیس درعیہ کے پاس پہونچکر جو
بنی حنیفہ سے تہا پناہ چاہی اوس نے حمایت کی بوجہ حمایت رئیس درعیہ کے وہابی سلسلہ
قایم ہوا اور رئیس درعیہ نے اس جدید مذہب والے سے خاندانی رشتہ و قرابت قایم
کرکے اسکو تقویت دی محمد ابن عبد الوہاب کے کامون کے ظہور کی ابتدا سنہ ۱۱۴۳
ہجری سے ہوئی تھی اور انتشار کی ابتدا سنہ ۱۱۵۰ سے ہے اس رئیس درعیہ کا فرزند عبد العزیز
مشہور وہابی ہوا جب سنہ ۱۲۰۶ مین ابن عبد الوہاب اور محمد بن سعود رئیس درعیہ کا بھی
انتقال ہوا تو عبد العزیز اوسکا قایم مقام ہوا اس نے فوج وہابی کو آگے بڑہایا اور دور
دور کو شہاے ملک کو فتح کیا اس نے کربلای معلی پر بھی چڑہائی کی یہ فوج سعود بن
عبد العزیز کی ماتحتی مین تھے ۱۷ ذیحجہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری کو صبح کے وقت جب فوج وہابی
وہان پہونچی تو حکم دیا کہ کافرون مشرکون کو مارو اور قتل کرو چھہ گہڑی تک قتل عام کیا سات
ہزار آدمی کربلا کے مارے گئے جن مقتولون مین سے مولانا فخر الدین عبد الصمد ہمدانی
مولف بحر المعارف بھی ہے روضۂ اقدس امام ہمام سید الشہدا علیہ السلام کا کچھہ ادب
نکیا جو کچھہ نقد و جنس خزانۂ درگاہ مین جمع تہا وہ سب وہابیون نے لیلیا اور درعیہ کو لیگئے
عبد العزیز نے ایک جماعت علما کی مکہ معظمہ کو بھی بھیجی تھی کہ وہان کے لوگون کو طریقہ محمد ابن عبد الوہاب
پر لائین مگر علماے حرمین نے اونکی رد پر کمر باندہی اور اونکی بات نہ چلنے دی یہ واقعات
شریف مسعود بن سعید بن سعد بن زید کے وقت مین جس نے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین انتقال
کیا واقع ہوئے اور شریف نے اون علماے وہابیہ کو قید کر دیا بعض درعیہ کو لوٹ گئے
پھر عبد العزیز نے ۱۲۰۰۰ فوج اپنے فرزند کلان سعود کو دیکر حرمین پر چڑہائی کرائی سعود نے

خوب معرکہ آرائیان کین اور فتح حاصل ہوئی اُس نے تمام ترکی سلطنت فتح کرلینے کا ارادہ
کیا تھا لکھتے ہین یہ نہایت خوشرو اور عقیل ہونہار اور تدبیر جنگ مین یگانہ تھا چونکہ اس کی
مونچھین اور داڑھی گھنی تھی اسلئے درعیہ کے لوگ ابو الشارب کہتے تھے تمام
مقامات سے عرب جوق جوق آکر اس کے گرد جمع ہوگئے سعود نے ۱۲۱۷ھ مین طایف
کو گھیر لیا اور وہان قبضہ کرکے ہزارہا آدمیون کو تہ تیغ کیا اہل مکہ نے یہ کیفیت
دیکھکر ۱۲۱۸ھ مین اطاعت کرلی ۱۴ روز تک لشکر وہابیہ نے وہان مقیم رہکر مسلمانون کو
اپنے طریقہ کے موجب ہدایت کی اور اس طریقہ کا برتاؤ ہوا حقے اور تسبیح اور تعویذ اور پارچہ
سب سے زبردستی چھین لئے اور اونکو سب کے روبرو آگ مین جلادیا جب نماز کا وقت آتا تو شرعی
لوگ ڈنڈی لیکر نکلتے تھے اور نمازیونکی کثرت سے مسجدین بھر جاتی تھین اور تمام آدمی یکجا با
نماز مسجدین ادا کرتے تھے سعود اور اوس کے ساتھی اپنی جانون کو نمازی اور موحد
قرار دیتے ہین چنانچہ فتح مکہ معظمہ کے حالات مین انکا ایک رسالہ ہے جسکو حمد و نعت
کے بعد ان الفاظ کے ساتھ آغاز کیا ہے **وبعد فانا معاشر غزو الموحدین** اس رسالہ
مین لکھتے ہین کہ اللہ تعالی نے ہمپر یہ احسان کیا کہ ہم مکہ مین ہفتہ کو دوپہر کے وقت ماہ محرم
۱۲۱۸ھ ہجری مین داخل ہوئے اہل مکہ نے اگرچہ ہم سے مخاصمت کی مگر اللہ نے اونکے دلون
مین ہمارا وہ رعب پیدا کردیا کہ آخر کار دبگئے اور اونہون نے امیر سعود سے امان چاہی
ہمنے مکہ مین داخل ہوکر اوس شخص کو امن دی جو حرم مین تھا اور ہم حرم مین لبیک کہتے ہوئے
داخل ہوئے تھے اور ہم مین سے بعضون کے سر منڈے ہوئے تھے اور بعضون کے
بال کترے ہوئے تھے ہمارے لشکر نے حرم شریف کا بڑا پاس و لحاظ رکھا نہ کوئی درخت کاٹا
نہ کوئی جانور شکار کیا نہ کسی ذی روح کو مارا سوا اُنکے ہدی کے یا ان جانورون کے جو اللہ نے
ہمارے لئے حلال کئے ہین جب ہم عمرہ تمام کرچکے تو امیر سعود کے حکم سے میدان احد
مین باشندگان مکہ جمع کئے گئے اور اوسوقت علماے مکہ سے وہ باتین بیان کی گئین

جن کی وجہ سے ہم اون سے کشت وخون کرتے ہین اور اونکو جتایا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان دو باتون کی وجہ سے خلاف ہے (۱) اخلاص توحید اور اقسام عبادات کی شناخت اور یہ کہ کسی سے دعا کرنا اوسے پکارنا یہ بھی اقسام عبادت مین سے ہے اور معنی شرک کی تحقیق جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر جہاد کیا تھا اور شرک کا ترک کرنا باقی چارون ارکان اسلام پر مقدم رکھا گیا تھا (۲) امر معروف ونہی عن المنکر جبکہ اب تم لوگو نمین نام کے سوا اثر باقی نہین رہا ہے سب نے ان باتون کو تسلیم کیا اور اسی وجہ کے ساتھ کتاب وسنت پر بیعت کی امیر نے اون سب کے قصور معاف کردیے اور کچھ مشقت اونپر باقی نرہی اور اونکے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہونے لگا اور اون سب کو جتا دیا گیا کہ ہم وہی بات دین مین قبول کرتے ہین جو کتاب وسنت سے ثابت ہے یا سلف صالح کے آثار سے ظاہر ہوئی ہے جیسے خلفا اور ائمہ اربعہ مجتہدین اور یا وہ لوگ جنہون نے ائمہ اربعہ سے حاصل کیا ہے غرض کہ قرن ثالث تک کی آثار سے جو بات ہمپر ظاہر ہوئی ہے ہم اوسکو قبول کرتے ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی تمام امت سے بہتر میرا قرن ہے پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین اور ہم ہر وقت حق بات کے ساتھی ہین اور جو بات روشن ہے اوسی کی متابعت کرتے ہین اور اس باب مین ہمکو اون لوگون سے مخالفت واقع ہونے سے کوئی پرواہ نہین جو آگے گذر چکے ہین اور ہم نے سب کو یہ سمجھا دیا کہ اموات سے طلب حاجات کرنا شرک ہے اور ہمارے اس قول پر جس نے کوئی شبہہ وارد کیا تھا اوسکو دلائل قاطعہ قرآن و حدیث سے بخوبی رفع کردیا یہانتک کہ سب کو ہمارے اقوال پر پورا یقین حاصل ہو گیا اور انکی خاطر نشین یہ امر ہو گیا کہ جو شخص سوائے اللہ کے کسی اور سے او اسکی مخلوق مین سے دعا کرتا ہے اور اوسے پکارتا ہے یہ کہکر یا رسول یا ابن عباس یا عبد القادر اور

یہ سمجھتا ہے کہ اُنکے پکارنے سے بھی نفع پہونچے گا جیسے شروع ہوگا مریض کو آرام
ہوجائیگا دشمن پر فتح حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ شرک اکبر ہے ایسا شخص مشرک
ہے اوسکا قتل حلال ہے اور ہم نے سب کو یہ جتا دیا کہ قبرون پر جو گنبد بنائے
جاتے تھے وہ اس زمانہ مین منزلہ بت پرستی کے ہوگیا ہے اس سے غرض یہ
ہوتی ہے کہ صاحب مقبرہ سے حاجت طلب کرین گے اور اوس کے سامنے گڑگڑا
زاری کرین گے اور وہ ہماری مشکلات کے آڑے آئیگا جیسا کہ زمانہ جاہلیت مین دستور
تھا ان سب لوگون مین مفتی حنفیہ شیخ عبد الملک قلعی اور حسین مغربی مفتی مالکیہ اور عقیل بن
عمر علوی اور محمد البتی بھی حاضر تھے پس اس کے بعد تمام مقبرے اور گنبد توڑ ڈالے
جن مین لوگ جمع ہوکر دعائین کیا کرتے تھے اور منہدمہ عمارات مین مکان بی بی خدیجہ اور
قبۃ المولد بھی شامل ہے تاکہ مسلمانون کو معلوم ہوجائے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم
ضرور نہین یہانتک کہ اس بقعہ پاک مین ان طاغوت کا نام باقی نرہا اور تمام رسوم جاہلیت
تمباکو پینے کے تمام آلات تلف کرادئے اور منادی کرادی گئی .. کہ حرام ہے
اور بھنگ پینے کے سامان اور اون لوگون کے مکانات جو فسق و فجور مین نامزد تھے جلوادئے اور
حکم عام سنادیا گیا کہ تمام مسلمان ایک جگہہ جمع ہوکر جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کرین اور
ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑہا کرین وہ امام ائمہ اربعہ کے مذہب مین سے کسی مذہب کا
مقلد ہو پس اس کارروائی سے ایک عمدہ حالت توحید کی پیدا ہوگئی اور سب رعایائے مکہ متفق ہوکر
رہنے لگی۔ اور اونپر شریف عبد المعین کو حاکم کردیا اور رعایائے مکہ معظمہ کو رسائل
شیخ محمد دیئے گئے جن مین ان مطالب کو عمدہ تقریرون کے ساتھ قرآن و احادیث
سے ثابت کیا ہے اور ایک رسالہ اون سب رسائل سے منتخب کرکے عوام کے لئے
تیار کردیا گیا کہ اونکی مجلسون اور محفلون مین پڑہا جایا کرے اور علما اون لوگون کو معانی سمجھا دیا
کرین مطالب اوس رسالہ منتخب کے یہ ہین عبادت کا نام اوسوقت تک عبادت

نہین ہوسکتا جب تک توحید کے ساتھ نہو جیسے کہ نماز جب تک طہارت کے ساتھ نہو
نماز نہین کہلاتی پس جبکہ شرک عبادت مین داخل ہوا تو عبادت فاسد ہو گئی جیسے کہ حدث
سے طہارت فاسد ہو جاتی ہے پس جو شخص یا رسول اللہ یا ابن عباس یا عبد القادر
کہے وہ مشرک ہے جب تک توبہ نکرے اوسکا قتل حلال ہے اسیطرح جو اللہ کے
سوا دوسرے کے نام پر ذبح کرے یا اللہ کے سوا دوسرے کی نذر مانے ایسے لوگون
کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا ہے پھر چار قاعدے لکھکر رسالی
کو ختم کرکے کہا کہ حسین بن محمد بن حسن ابریقی حضرمی ثم الحبانی نے امیر سعود اور اوس کے
دوستون سے بہت سے مسئلے دریافت کیے جس کے جواب مین ہمنے اوس سے
بیان کیا کہ ہمارا مذہب اصول دین مین وہی ہے جو اہل سنت وجماعت کا ہے اور
ہم طریقۂ سلف پر چلتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کے مقر ہین کہ آیات و
احادیث مین جو صفات الہی وارد ہوئے ہین وہ اپنے ظاہر ہی پر محمول ہین اور معانی انکی
اللہ جانتا ہے اور خیر اور شر جملہ اللہ کی مشیت سے ہین جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے
بندے کو افعال کے پیدا کرنے پر قدرت نہین بندہ کاسب ہے جسکی وجہ سے اللہ
اوس کو ثواب ازراہ فضل دیتا ہے اور عذاب اوسپر بوجہ عدل کے کرتا ہے اللہ پر کوئی
شئے واجب نہین اور اللہ کا دیدار قیامت مین بلا کیفیت اور بے احاطہ کے ہوگا اور
ہم فروع مین امام احمد بن حنبل کے متبع ہین اور ائمہ اربعہ کے مقلدون کو ہم برا
نہین جانتے ہان جو انکے سوا اسلام مین مذاہب ہین اونکے ہم منکر ہین جیسے زیدیہ
اور امامیہ وغیرہ کیونکہ اونکا مذہب منضبط نہین سو ہم ایسے لوگون کو ائمہ اربعہ کی تقلید
پر مجبور کرتے ہین اور نہ ہم اجتہاد مطلق کو برا جانتے ہین ہان ہم بعض اون مسائل اجتہادیہ
کے مخالف ہین جنکے خلاف ایسی نص جلی قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو نہ
منسوخ ہے نہ مخصص نہ اوس کے معارض کوئی قوی نص موجود ہے پس ایسی صورت مین

ہم مذہب کی تقلید نہین کرتے جیسے ارث جدکا اور اخوت پس ہم ارث جد کو مقدم رکھتے
ہین یعنی میراث جد کو دلواتے ہین بھائی کو نہین دلواتے اگرچہ یہ بات مذہب حنابلہ
کے خلاف ہے ہم اون باتون کے کرنے کے لئے حکم دیتے ہین جو ظاہر شرع
سے مفہوم ہوتی ہین اون باریکیون پر عمل نہین کرتے جو علما نے پیدا کی ہین اور ہم قرآن
کے سمجھنے کے لئے تفاسیر متداولہ معتبرہ سے مدد لیتے ہین اور ایسی تفاسیر ہمارے
نزدیک یہ ہین تفسیر ابن جریر اور اوسکا مختصر جو ابن کثیر شافعی نے کیا ہے۔ بغوی۔
بیضاوی۔ تفسیر خازن۔ تفسیر حداد جلالین وغیرہ اور احادیث کے سمجھنے کے لئے
اونکی شروح ذیل ہمارے نزدیک معتبر ہین عسقلانی وقسطلانی شرح بخاری اور نووی شرح
مسلم اور مناوی شرح جامع صغیر اور ہم کتب احادیث رسول خصوصًا صحاح ستہ اور اونکی
شروح سے زیادہ رغبت رکھتے ہین اور مذاہب مین جسقدر علوم وفنون کی کتب موجود
ہین مثلًا اصول وفروع اور قواعد وسیر ونحو وصرف وغیرہ ہم اونہین اچھا جانتے ہین
انہین سے کسی کے تلف ہونے پر ہماری مرضی نہین ہان جس سے شرک پیدا ہونیکا
اندیشہ ہے وہ کتاب ہمارے نزدیک بری ہے جیسے روض الریاحین یا جس سے
عقاید مین خلل آتا ہے جیسے علم منطق اس کو ہم حرام جانتے ہین اور جو بعض بدون
رعایا نے طایف کی بعض کتابین تلف کردین یقین یہ اونکی حماقت وجہل کی وجہ سے
واقع ہوا نہ ہمارے حکم سے اور ہم نے اونکو اس فعل پر سزا بھی دی اور ہم جنگ مین
عورتون اور بچون کا قتل کرنا جایز نہین رکھتے اور ہم پر لوگ یہ بہتان کرتے ہین کہ ہم حق بات کو
مٹاتے ہین اور لوگون کو داؤن دیتے ہین اسطرح کہ اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتے
ہین اور جسقدر ہمارے فہم کے موافق ہوتا ہے اوسیقدر حصہ حدیث کا لیتے ہین اور اونکی
شرحون کی طرف رجوع نہین کرتے اور ہم انحضرت کے رتبہ کو گھٹاتے ہین اسطرح کہ اونکو
کہتے ہین کہ وہ قبر مین گل گئے ہین اور اونکو رتبہ شفاعت حاصل نہین اور اونکی قبر کی

زیارت کو مستحب نہین اور وہ معنے لا الہ الا اللہ کے نہین جانتے تھے یہانتک
کہ اونپر یہ آیت اوتری فاعلم انہ لا الہ الا ہو یعنی تو جان لے نہین کوئی معبود سوا اوس کے اور ہم
علماء کے اقوال پر التفات نہین کرتے اور مولفات اہل مذاہب کو تلف کرتے ہین
اور سب مسلمین اور ہم اپنے زمانہ کے لوگون کو اور چھٹی صدی کے بعد کے لوگون کو
مشرک ٹھہراتے ہین سوا اوس شخص کے جو ہمارے عقائد پر ہو اور جن سے بیعت
لیتے ہین تو پہلے اوسکو یہ سنا دیتے ہین کہ تو مشرک ہے اور تیرے ماں باپ بھی
اگر مرگئے ہین تو مشرک مرے ہین اور ہم نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی ممانعت
کرتے ہین اور قبور مقصودہ کی زیارات مطلق حرام جانتے ہین اور یہ خیال کرتے
ہین کہ جو ہماری چال ڈھال پر ہے اوس سے ساری تکالیف شرعیہ حتیٰ کہ نماز بھی
ساقط ہوجاتا ہے اور ہم اہل بیت نبوی کا حق نہین سمجھتے اور ہم انکو مجبور کرتے
ہین اسبات کے لیے کہ اپنے غیر کفو سے بھی نکاح کرین اور ہم بعض بوڑھے مردون کو
جبر کرتے ہین کہ اپنی جوان عورتون کو طلاق دیدین تاکہ وہ نوجوان ان سے نکاح کرلین۔
یہ سب باتین دروغ ہین جو ایسی باتین ہماری طرف منسوب کرتا ہے وہ مفتری ہے
جو ہم سے ملے اور ہماری مجلس مین آئے تو اوسے قطعاً یقین ہوجائے کہ ایسی باتون
کی کوئی اصل نہین دشمنان دین نے یہ افترا انکو باندھ لیا ہے تاکہ لوگ ہم سے نفرت
کرنے لگین۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ دائرہ اسلام سے خارج نہین ہوسکتا
اور نہ مخلد فی النار ہوگا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت مین شرک نکرتا ہو اور ہمارے
پیغمبر علیہ السلام کا رتبہ تمام خلائق الٰہی سے افضل و اعلیٰ ہے اور وہ اپنی قبر مین حیات
ہین اور انکی حیات شہدا کی حیات سے ابلغ ہے اس لیے کہ وہ سب سے افضل
ہین اور وہ سنتے ہین سلام اوس شخص کا جو انپر سلام بھیجے اور اونکی زیارت مسنون ہے
مگر خاص اوسی کے قصد سے سفر کرنا نچاہئے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت اور اوس مین نماز

پڑھنے کا قصد کرنا چاہیئے اور جب مسجد کے قصد کے ساتھ اونکی زیارت کا بھی قصد کیا جائے تو مضایقہ نہیں اور جو کوئی اونپر درود بھیجنے مین مشغول ہوتا ہے یہ اوس کے لئے نہیں سعادت ہے اور ہم کرامات اولیا کے منکر نہین ہمارے نزدیک وہ حق ہے ۱۰ اولیا پر اللہ کی ہدایت اور مہربانی ہوتی ہے جب کہ وہ طریقۂ شرعیہ کی بھی پابندی رکھتے ہین مگر اورون کو اونکی حیات اور ممات مین اونکی عبادت کرنا جایز نہین اور اونکی زندگی مین اونکی دعا لیسنا چاہیئے اور ہم اسبات کو ثابت رکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاد ملائکہ اور اولیا اور اطفال قیامت مین شفاعت کرینگے اور مخلوق مین سے کسی کی عظمت مثل اللہ تعالی کے سمجھکر اوس کے نام کے ساتھ قسم کھانا اور اوس قسم کو قایم مقام اللہ کا سمجھنا شرک اکبر ہے اور جو کوئی قسم کسی کی تعظیم کی راہ سے نکالی جائے بلکہ یون ہی اوس کی زبان سے سرزد ہوجائے تو یہ شرک اکبر نہین مگر گناہ ہے اسکا مسے اسکو روکنا چاہیئے اور درگاہ الٰہی مین کسی کو اپنا وسیلہ بنانا اسطرح کہنا اللھم انی اتوسل الیك بجاہ نبیاك محمد یا بحق نبیك یا بجاہ عبادك الصالحین یا بحق عبدك فلان یہ بدعت مذموم ہے اور ہمارے نزدیک اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنا ضرور ہے کیونکہ یہ حکم قرآن وحدیث مین آیا ہے ہان اسلام نے سب انسانون مین مساوات قایم کردی ہے اور اوس نے تو یہ بتایا ہے کہ جو زیادہ متقی ہی وہی زیادہ محترم ہے جب اہل بیت مین یہ وصف موجود ہو تو وہ بدرجۂ اولی تعظیم و تکریم کے مستحق ہین اسیطرح اور علما بھی اس کے مستحق ہین اور کسی کے ہاتھ پر بوسہ دینا اگر اس لحاظ سے ہے کہ یہ شخص سفر سے آیا ہے یا اوستاد ہے یا مدت کے بعد ملا ہے تو مضایقہ نہین اور تعظیم کی راہ سے جیسا کہ جاہلیت مین دستور تھا ممنوع ہے اور اعتقاد کی راہ سے ایسا کرنا شرک مین داخل ہے اور نکاح فاطمیہ عورت کا غیر فاطمی مرد کے ساتھ اجماعاً جایز ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

اپنی بیٹی[1] کا نکاح کیا تھا اور سکینہ بنت امام حسین کی شادی چار شخصون سے ہوئی تھی کہ اونمین سے بعض ہاشمی بھی نہ تھے بلکہ نکاح غیر کفو کے ساتھ بھی جایز ہے دیکھو زید کے ساتھ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے زینب ام المومنین کا نکاح ہوا تھا جو قریشی عورت تھین حالانکہ اہل مذاہب جانتے ہین کہ غلام حرہ کا کفو نہین اور معاویہ اور اونکے ہمراہی جناب امیر کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے سے خطاوار ہوئے اس پر اجماع ہے اور ہمیشہ اسی خطا پر رہے اور اسی پر مرے مگر سلف نے کسی کو کافر نہین جانا اور نہ اونکو فاسق کہا بلکہ اجتہاد کا اجر اونکے لئے ثابت کیا ہے یہی اہل سنت ہے اون لوگون کا جنکی دیانت صحیح ہے اور اونکی نیکی و پرہیزگاری مشہور ہے اور عادت اچھی ہے اور مسلمانون کو نصیحت کرتے ہین اور علوم نافع سکھاتے ہین اور ایسے علوم مین کتابین بناتے ہین اور پھر کسی مسئلہ مین خطا کرتے ہین اور ہمارے نزدیک جو چیز قرون ثلثہ کے بعد نئی بات نکلی ہو وہ ہی مطلقا مذموم ہے بدعت حسنہ و قبیحہ کی تقسیم درست

[1] ان صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھا اور خاص حضرت فاطمہ کے بطن سے تھین شیعہ نے اس معاملہ مین بہت سی توجیہات کی ہین کسی نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے کوئی ام کلثوم کی بنت مرتضے ہونے کا منکر ہوا ہے کوئی کہتا ہے کہ جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم کی حضرت عمر کے پاس آتی تھی اور وہ ہمخواب ہوتی تھی کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلی درجہ کی صبر کا نتیجہ کہا ہے کسی نے اسکو تقیہ پر حمل کیا ہے بہر صورت کتاب شافی و تنزیہ الانبیا و الائمہ مولفہ سید مرتضی علم الہدی اور ازالۃ الغین اور مجالس المومنین مولفہ نور اللہ شوستری اور مسالک شرح شرایع مولفہ شارح ابو القاسم قمی اور تہذیب اور مصائب النواصب مولفہ نور اللہ اور استغاثہ اور کافی وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے اور ام کلثوم ۱۴ برس تک حضرت عمر کے جیتے جی اونکے گھر مین رہین اور ایک بیٹا زید بن خطاب نام اور ایک بیٹی بھی اون سے پیدا ہوئی اور بعد اونکے وفات کے عون بن جعفر طیار کے ساتھ اونکا نکاح ہوا اور بعد اونکے محمد بن جعفر نے نکاح کیا اونکے بعد عبد اللہ بن جعفر نکاح مین لائے اور زید بن خطاب بالغ ہو کر مر گئے ۔ ۱۲ منہ

نہیں ہاں اگر یون جمع کرنا ممکن ہو کہ حسن سے مراد وہ ہے جس پر سلف صالح تھے
اور وہ شامل ہے واجب اور مندوب اور مباح کو اور اوس کو بدعت مجازاً کہتے
ہین اور قبیح سے مراد وہ ہے جو اوسکے خلاف ہے اور شامل ہے محرمات اور
اور مکروہات کو تو اس طرح جمع کرنے مین مضایقہ نہین ہم جن کامون کو بدعت مذموم جانکر
ہین اور اون سے منع کرتے ہین یہ ہین کہ مقامات اذان مین اذان کے بعد زور سے
اور کوئی چیز پڑہنا چاہیئے خواہ وہ قرآن کی آیات ہون یا نبی علیہ السلام پر درود
وغیرہ وغیرہ اسیطرح جمعہ کی رات کو یا رمضان مین یا عیدین مین کیونکہ یہ سب بدعات
مذموم ہین سب نے ایسی باتین سارے ملک مین سے مٹادی ہین اور علماے مذاہب نے
بھی انکی بدعت ہونے کا اعتراف کر لیا ہے اور وقت محفل میلاد کے لئے مقرر کرنا
یا یہ اعتقاد کرنا کہ ذکر مولد رسول عبادت ہے یہ بھی بدعت مذموم ہے ہان اگر سیرت
رسول پر اطلاع حاصل ہونے کی نیت سے ذکر مولد رسول کیا جائے تو مضایقہ نہین اور
تسبیح رکھنا بھی بدعت ہے اور مشایخ و اولیا کے عرس کرنا اور زور سے وہان
کچھ پڑہنا یا فاتحہ خوانی آواز بلند کے ساتھ کرنا ایسی باتین شرک اکبر ہین ایسے لوگون کے
ساتھ ہم قتال کرتے ہین اور جسقدر علماے درود وظایف مین رسائل قرآن و احادیث سے
استنباط کر کے لکھی ہین انکا پڑہنا مضایقہ نہین کیونکہ یہ اللہ تعالی کا ذکر و شغل اور پیغمبر
علیہ السلام پر درود بھیجنا ہے اور چلا چلا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین اشعار پڑہنا
بھی ہم جایز نہین رکھتے اور نماز تراویح سنت ہے اور اوسکو جماعت سے ادا کرتے ہین
مضایقہ نہین اور ماہ رمضان مین آخری جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد پانچون وقت کی نماز
بہ نیت قضاے عمری پڑہنا ممنوع ہے اور جنازے کے ساتھ زور سے ذکر کرنا بھی ممنوع
ہے اور طبل جنگ کے سوا سارے باجے لہو و لعب مین داخل ہین اور بیاہ مین دف بجانا مضایقہ
نہین اور پنجگانہ نماز کے بعد مشایخ کے لئے فاتحہ پڑہنا بدعت ہے اور ہمارے نزدیک ابن

قیم اور اونکے اوستاد ابن تیمیہ اہل سنت کے امام ہین مگر ہم ہر مسئلہ مین اونکے مقلد نہین
کئی مسائل مین ہم اونکے مخالف ہین جیسے ہمارا یہ مذہب ہے کہ تین طلاق ایک لفظ سے ایک
ہی مجلس مین واقع ہوجاتی ہین اور وقف صحیح ہے اور نذر ماننا جایز ہے اور جو نذر گناہ نہو
اوس کا پورا کرنا واجب ہے اور ان دونون کا یہ مذہب نہین یہانتک اوس رسالہ کا بیان تھا
اب سننا چاہیے کہ جب سعود مکہ مین اپنی کارروائی کامل کر چکا اور پورا پورا تسلط ہو گیا
تو اس نے سلطان روم کو اپنی کامیابی کا خط اس عبارت سے لکھا از جانب سعود بن سلطان
قسطنطنیہ کو ظاہر ہو کہ مین تاریخ ۴ محرم سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین مکہ معظمہ مین داخل ہوا باشندون مین
امن رکھی مینے تمام وہ چیزین اس مقام متبرک سے دور کین جنکی پرستش بتون کی مانند
یہان کے لوگ کرتے تھے مین نے تمام محصولات جو خلاف شرع تھے دور کیے مین نے
اوس قاعدے کو حسب احکام نبوی کل مقرر کیا جسکو تمنے مقرر کیا تھا مین چاہتا ہون کہ
تم حکام دمشق و قاہرہ کو حکم دو کہ شہر مین وہان کے لوگ ڈھول و قرنا بجاتے نہ آوین
کہ ان چیزون سے مذہب کو کچھہ فایدہ نہین ہے خدا تمپر ہمیشہ اپنا فضل و کرم رکھے بعد
اس کے سعود نے جدہ کا محاصرہ کیا شریف غالب بن مساعد بن سعید بن سعد بن زید
کہ وہان موجود تھا جواب دیتا رہا سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین عبد العزیز حالت نماز مین ایک جیلان کے
باشندے کے ہاتھہ سے جسکا نام عبد القادر اور مذہب شیعہ تھا مقتول ہوا سعود جدہ کا محاصرہ
اوٹھا کر درعیہ کو چلا گیا اور باپ کا قایم مقام ہوا شریف غالب نے میدان خالی پاکر مع فوج
سلطانی جو شریف پاشا کے ماتحت تھی مکہ کو کوچ کیا اور وہان برابر سر لو قبضہ کرکے جو وہابی
موجود تھے اونکو نکال دیا مگر وہابیون کے قبضہ مین طایف بدستور رہا جہان پر عثمان مضایفی
اونکی طرف سے منتظم تھا سعود درعیہ سے اپنی فوج لیکر حرمین کی طرف روانہ اور تبع تمام حکومت

لہ ترجمہ النا ظرین سفیر مسعد الاولین والاخرین تالیف جعفر بن اسمٰعیل حسنی مدنی مین ہے کہ وہابی حجاز پر سنہ ۱۲۲۳ مین مسلط ہو گئے تھے ۱۲ منہ

شریف پر قبضہ کرکے سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین پھر مکہ کا رخ کیا اور اوسکا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ باشندگان
مکہ بھوکون مرنے لگے کتے حلال کرکے کھانے لگے آخرکار شریف غالب نے مجبور ہوکر
ذیقعدہ سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین سعود کی اطاعت کرلی پھر وہابیون نے فتوحات مدینہ منورہ مین حاصل
کین اور ایسی کامل کارروائی کی کہ کسی چیز کو اپنا تسلط کئے باقی نہ چھوڑا اور اولیا کی قبور کے
گنبد توڑوا ڈالے اور حجرہ مبارک کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا سعود نے چاہا کہ مرقد
حضور رسول مقبول سے چادر اوٹھالی مگر خواب مین بشارت ہوئی اور حضور رحمت گنجور نے فرمایا
کہ خبردار اس حرکت سے باز رہنا تب یہ باز رہا اور اپنی طرف سے مدینہ منورہ کی باشندون
مین سے ایک شخص کو جسکا نام مبارک بن مضیان ہے مدینہ کا ناظم مقرر کردیا ان مقامات
مین نو برس کامل اس سعود وہابی کی حکومت رہی عثمانیہ سلطنت سے انکا انتظام اسلیے
نہو سکا کہ وہ نصاریٰ کی جنگ مین مصروف تھی اور نہایت کمزور ہو رہی تھی فوج وہابی
اس قدر کثیر و زبردست ہوگئی کہ سلطان ترکی کو اپنی سلطنت جاتی رہنے کا خوف پیدا ہوا تب
محمد علی پاشا والی مصر کو سلطان نے حکم دیا کہ وہابی بغویات کو مقامات متبرکہ سے دور کرنے
کے واسطے زبردست فوج سے چڑھائی کیجائے بموجب حکم سلطانی پاشائے مذکور نے
فوج جمع کی اور اوسے اپنے بیٹے طوسون پاشا کی ماتحتی مین بھیجا مگر صفرا اور حدیدہ کے مقام
پر اس لشکر نے عربون سے جو وہابیون کی مدد کو جمع ہوئے تھے ذیحجہ سنہ ۱۲۲۶ مین ایسی
شکست فاش پائی کہ بہت کم لوگ بچکر گرتے پڑتے مصر کو واپس ہوسکے اور تمام مال و
اسباب وہابیون کے ہاتھ لگا پھر محمد علی پاشا نے دوسرا لشکر تیار کرکے بذات خود سنہ ۱۲۲۷
مین وہابیون پر چڑھائی کی اور یہ فوج تمام مقبوضات وہابیہ کو فتح کرتی ہوئی صفرا
اور حدیدہ تک پہونچ گئی اور اوسے بھی ماہ رمضان مین نہایت حسن تدبیر کے ساتھ عربون کو
ملا کر بلا مقابلہ فتح کرلیا سپہ سالار لشکر وہابیہ کو ایک لاکھ ریال رشوت مین دئے اور دوسرے
افسرون کو اٹھارہ اٹھارہ ہزار ریال دئے اور اونکے واسطے وظیفے مقرر کئے یہ سارا کام

شریف غالب کی پیروی اور کوشش سے ہوا شریف مذکور بظاہر وہابیون کے ہمراہ تھا مگر درپردہ
یہ کارروائیان کرکے اونکی بیخ کنی کرتا تھا پھر عسکر سلطانی ماہ ذیقعدہ مین مدینہ مین داخل ہوا
اور اوائل محرم سنہ ۱۲۲۸ مین دریا کے رستے سے جدہ پہونچکر اوس پر قبضہ کرلیا یہ سارے
کام خفیہ طور پر شریف غالب کی رائے سے ہوئے پھر وہ چھپکر فوج وہابیہ سے نکلکر سلطانی
لشکر مین چلا گیا اور مکہ اور جدہ مین سلطانی فوج کے داخل ہوتے ہی عثمان مضایفی
وہان سے فرار ہوگیا مگر آخرکار گرفتار ہوکر قسطنطنیہ بھیجا گیا اور وہان قتل ہوا میر محمد علی
پاشا نے تمام وہابیوں کو حجاز مین سے چن چن کر قتل کرایا ماہ جمادی الاولے سنہ ۱۲۲۹ ہجری
مین ۶۸ برس کی عمر مین سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود مرا تو درعیہ مین اوسکا بیٹا عبد اللہ
جانشین ہوا یہ اگرچہ جری تھا مگر جنگی داؤن گھات سے محض بے خبر تھا محمد علی پاشا نے اپنے
بیٹے ابراہیم کو اوس کے تباہ کرنے کے لیے فوج دیکر روانہ کیا اس نے سنہ ۱۲۳۲ مین
درعیہ پہونچکر متواتر لڑائیون کے بعد ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ مین عبد اللہ ابن سعود کو مع امرا قید کرلیا جو قسطنطنیہ
مین بحکم سلطانی قتل ہوا اس کے بھتیجے ترکی عبد اللہ کو خمیسال حکومت ہوا مگر دبدبۂ سیاست
سلطان محمد خان والی قسطنطنیہ سے نجد کو بھاگا اور مارا گیا بعد اوس کے بیٹے فیصل نے
نجد مین اپنی حکومت قایم کی سنہ ۱۸۶۳ع مین پالگریو سیاح اور سنہ ۱۸۶۵ مین سر لوئس پلی انگریز سے
ملاقی ہوئے سنہ ۱۸۶۶ مین فیصل نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا عبد اللہ قایم مقام ہوا ہرچند کہ وہابیوں کی
فوجی قوت نابود ہوگئی تھی تاہم محمد ابن عبد الوہاب نے جو اصول قایم کیے تھے بعض
مذہبی رہنما اوس کی تقلید کرتے تھے اگر کوئی شخص ملک ہندوستان سے حج بیت اللہ
کو جاتا اوس کو وہابی حالات کے مولوی ملتے تھے چنانچہ سید احمد صاحب ساکن رائے
بریلی سنہ ۱۲۳۶ مین بعد الفراغ حج ہندوستان کو آئے تو ارادہ کیا کہ شمالی ہندوستان کا اسلام
درست کرین لوگون نے سادات جانکر تعظیم کی اور اپنا مقتدا تسلیم کیا یہ تمام شمالی ہند
مین اپنے مقلدین بنانے کے لیے پھرتے تھے پٹنہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور وہ دہلی پہونچے

مولوی محمد اسماعیل اسکے بہت بڑے معتقد ہوئے سید احمد صاحب واعظ نہ تھے وعظ مولوی
محمد اسماعیل صاحب سنتے تھے جنکی نصیحتوں سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک ایسا ولولہ اثر پیدا
ہوجاتا تھا جیسا کسی بزرگ کی کرامت کا اثر ہوجاتا ہے ایک مرتبہ وہ کلکتہ میں سکھوں پر جہاد
کا وعظ کر رہے تھے اثنائے وعظ میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزوں پر
جہاد کرنے کا وعظ کیوں نہیں کہتے جو [illegible] جس میں مولوی اسماعیل
صاحب نے فرمایا کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو ایذا نہیں ہوتی اور چونکہ ہم انکی
رعایا ہیں اپنے مذہب کی رو سے ہمپر فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم
کبھی شریک نہوں [illegible] سید احمد صاحب نے ۱۸۲۳ء اور ۱۸۳۰ء کے درمیان سکھوں پر جہاد
اس خیال سے کیا کہ وہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ ستاتے اور دق کرتے تھے سنہ ۱۸۲۶ء میں
وہ پشاور کی سرحد پر یوسف زئی قوم میں پہنچے اور وہاں سکھوں پر جہاد کا اشتہار
دیا کوہستانی قومیں سب سنّی مذہب رکھتی تھیں اور بہ نسبت ہندوستان کے سارے
مسلمانوں کے اونکو اپنے مذہب کا عقیدہ زیادہ [illegible] اور وہ اون مسلمانوں
سے کہ اونکا سا عقیدہ نہیں رکھتے ہیں [illegible] ان قوموں کو مذہب ان
وہابیوں کا پسند نہ تھا اونکے مسائل کو ناپسند کرتے تھے مگر سبب یہ کہ وہ سکھوں کے
جور و ستم سے نہایت تنگ و حیران تھے وہابیوں کے اس ارادے میں شریک ہوگئے
کہ سکھوں پر حملہ کیا جاوے اور اونہوں نے ان قوموں کی مدد سے پشاور کو فتح کرلیا اور بعد فتح کے
دوست محمد خان والی کابل کے بھائی سلطان محمد خان کو حوالہ کردیا مگر سلطان محمد خان نے فریب
سے تھوڑے عرصے کے بعد پشاور کو گورنمنٹ سکھ کو دیدیا جب اسطرح سنہ ۱۸۲۹ء میں سکھوں کے
ہاتھ پھر پشاور لگ گیا اور پٹھانوں میں آپس میں فساد عظیم برپا ہوا اور ان وہابیوں کے بہت سے حاکم جنکو
اونہوں نے قتل کر ڈالا تو وہ مجبور ہوکر پہاڑوں کو چلے آئے اسوقت سید احمد صاحب اور مولوی
اسماعیل صاحب دونوں کے دل چھوٹ گئے اور اونکے پیرووں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں اونکو

معلوم ہوگیا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے باعث ہم سے دلی عداوت رکھتے ہین
اب ہمکو اون سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکھنی چاہئے اور ہماری یہ قلیل جماعت کسیطرح
سکھون پر کامیاب نہین ہوسکتی اور اون سے مقابلہ نہین کرسکتی اسوجہ سے اونہون نے
کہا اب ہمارے مذہب کے موافق جہاد جایز نہین رہا ہے ہندوستانیون مین خود اختلاف آ گیا ہے
کہ آیا سید صاحب ہمارے امام ہونیکی قابلیت رکھتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر
کی تو یہ رائے تھی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا
مگر مولوی اسماعیل صاحب نے اس حالت مین بھی ان جھگڑون کے دفعیہ کے واسطے
حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم منصب امامت لکھی جو ۱۲۶۵ھ ہجری مطابق
۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تھی لیکن انکی یہ تمام کوششین بے فائدہ ہوئین سید احمد صاحب
کے پیرو بہت ہی کم ہو گئے اور آخر کار ۱۲۴۶ھ ہجری مطابق ۱۸۳۱ء مین خادی خان کی دغا
سے سکھون کے مقابلہ مین جسکا سپہ سالار شیر سنگہ تھا ذکر سید احمد صاحب میدان جنگ مین کام
آئے سید احمد صاحب نے شاہ عبد القادر صاحب سے علم حاصل کیا تھا مگر علم صرف و نحو اور قرأت پڑھکر تصوف کی طرف متوجہ ہوئے
علم ظاہر مین سید صاحب کو پوری قدرت حاصل نہ تھی کہ بعض کتب اور حدیث حصن حصین وغیرہ پڑھی تھین مگر علم باطن مین محنت کی تھی مولوی
اسماعیل صاحب بھی انکی ہمراہ شہید ہوئے تھے اور مولوی عبد الحی اس واقعہ سے قبل کابل کے راستے مین جا رحمت حق سے لرزہ سے فوت ہو چکے تھے سید
صاحب کی شہادت کے بعد بہت لوگون نے جہادیون کا ساتھ چھوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تھامنے کے لئے مصلحتاً یہ خبر مشہور کر دی کہ
سید احمد ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامت غایب ہو کر کسی پہاڑ کی کہہ مین پوشیدہ ہو گئے ہین مگر آخر کار جب اس ہوکا کا حال کھلگیا تو سید احمد
کے پیرو اپنے گھرون کو ہندوستان واپس چلے آئے اور کچھہ تھوڑے سے مسلمان
پہاڑون مین جا کر ستانا مین آباد ہوئے یہ گاؤن سید اکبر شاہ کا تھا جو سید احمد صاحب کا مشیر
اور خزانچی تھا اور اخوند سوات نے وادی پشاور کا حاکم بھی مقرر کیا تھا انمین سے اکثر مسلمان پٹنہ
اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تھے مولوی عنایت علی اور مولوی ولایت علی انکے
سرگروہ تھے یہ دونون پٹنہ کے رہنے والے تھے ۱۸۵۷ء مین باغیون کی وجہ سے

انکی تعداد اور بڑھ گئی انگریزی سرکار نے جنگ انبیلا مین انکو شکست دی آخر سنہ ۱۲۸۰ ہجری تک
بمقام ملکا قریب ۲۰۰ کے آباد تھے اور وہی شیخ عبد اللہ انکا عالم تھا اس حاکم کی دختر کی شادی
امام محمد بازار پشاور سے ہوئی تھی تاکہ وہابی لوگ نجد اور ہندوستان مین رہین

سعود نجدی اور سید احمد صاحب نے جو کام تلوار سے نہین کیا تھا وہ بوجہ ارزانی چھاپہ کے لوگون
نے قلم سے کیا مولوی محمد اسماعیل صاحب نے جو صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان مین لکھا ہی
اوسکا اثر لوگون پر پڑتا ہے سالہا سال سے آمین بالجہر کا باب بیچ دونون فریق کے
جھگڑے پیش آتے ہین جو مختلف شہرون ہندوستان و پنجاب لاہور - امرتسر - لودہیانہ
میرٹھ - جیپور ضلع [illegible] وغیرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون دیوانی - فوجداری
مین پیش ہو چکے ہین کسی عدالت سے ان مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا
جو قطعی اور حکم اخیر سمجھا جاتا اور وہ ان مقدمات کا دروازہ بند کر دیتا دلی کے اندر دونون
فریق کے طرفدارون نے مسائل فرعیہ مختلفیہ مثلاً نجاست آب اور نماز مین آمین بالجہر
رفع یدین اور رفع سبابہ وغیرہ مین تنازعات برپا کئے بعض نے انکو حرام سمجھا اور بعض نے
شرک غرض مسئلہ جادۂ اعتدال سے گذر گئی ہر فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل
سنت وجماعت تقریر و تحریر مین کہنے لگا اور طرح طرح کے اشتہار اور رسائل مشتہر
ہوئے بیان کے فساد سے اور شہرون اور قصبون کے مسلمانون مین بھی نزاع وتکرار واقع ہوئی اور نوبت
بہ فوجداری پہونچی اسلئے صاحب کمشنر دہلی نے ایک معاہدہ علماے اہل حدیث (غیر مقلدین)
اور علماے فقہ حنفیہ سے لکھوا کر کمشنری قسمت دہلی مین داخل کرایا جس کی نقلین تمام ہندوستان
مین مشتہر ہوئین اس پر دہلی لکھنو عظیم آباد وغیرہ کے ۳۸ علما کی مہرین اور دستخط مین جنمین
مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی بھی ہین یہ معاہدہ ۲۶ ذیقعدہ روز
جمعہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری کا لکھا ہوا ہے خلاصہ مضمون اس کا یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے
کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے

سکے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جایز ہے پس جو شخص کرے اوسکو منع نکیا جاوے
اور اوس کے پیچھے بلا شبہ نماز پڑھنی چاہئے اور جو نکرے اوس پر اعتراض نہو اور
فاعل افعال مذکورہ اوس کے پیچھے نماز پڑھے ہے کوئی کسی کو برا اور بدمذہب نجانے
مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین مین سے مانع اور مزاحم نہو عامل بالحدیث اپنے
طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجا لانے
کا مجاز و مختار ہے پس ہم سب کو ایسا اشتہار دیتے ہین کہ ہر واعظ اپنے وعظ مین
دلائل تکراری و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نکرے البتہ وقت تدریس حدیث شریف
کے اوس کے دلائل اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اوس کے دلائل بیان کئے
جاوین اور طعن و تشنیع نکیا جاوے علی ہذا القیاس ہر موقع تحریر پر سوائے دلائل کتب
کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے
مضمون کی شایع کرے جسمین مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین شرعی ہو
اوس کی تدارک کی حکام سے استدعا کیجاوے الی آخرہ اس گروہ کے سرگروہ مولوی سید
محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین جب بعزم حج حرمین کو گئے تو وہان انکو
بعض ہندوستانیون نے عقیدۂ وہابیہ کی وجہ سے گرفتار کرا دیا انہون نے سید عثمان
پاشا گورنر حجاز و کمانڈر انچیف عربستان کے اجلاس مین جسمین مکہ مکرمہ مین وہابیت
سے جسکو اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ انکار کیا گورنر حجاز نے ترکی زبان
مین انکے انکار کی تصدیق مین ایک روبکار محافظین مدینہ منورہ کے نام جاری کیا جسکا
ترجمہ یہ ہے بجناب محافظین مدینہ منورہ سعادت مآب حضرت صاحب من ہندوستانی
مولویون مین سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگردون سے ان دونون پر انکے ہم وطنون
کی طرف سے جو معتزلہ (وہابی) ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی اس سے لئے (ان دونون
پر مواخذہ کرکے ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت سے ان دونون کا بری ذمہ ہونا

ثابت ہو اوہان بھی اگر انکے حق مین اس قسم کا کوئی الزام لگایا جاے تو اس سے انکی برائت ذمہ معلوم ہونے کے لئے یہ تحریر کی جاتی ہے ازنکہ تاریخ ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۷ ہجری نواب مولوی سید محمد صدیق حسن خان بن سید اولاد حسن بریلوی مولد قنوجی موطن بھی اس طریقے کے بہت معاون سمجھے گئے ہین یکشنبہ ۱۹ جمادی الاولے سنہ ۱۲۴۸ ہجری مین پیدا ہوئے اور چہارشنبہ ۲۹ جمادی الاخرے سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین بعارضہ استسقا مقام بہوپال مین انتقال کیا اور سنہ ۱۲۸۸ ہجری مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس بہوپال کے ساتھ عقد نکاح ہوجانے سے مرتبۂ نوابی و امارت کو پہونچے۔ جب یہ بیگم صاحبہ کو اپنے ہمراہ خانہ کعبہ کو لے گئے تو باوجود دولت و ثروت اور کافی جمعیت کے مدینہ منورہ کو نہ گئے اور جب مسلمانان ہندوستان مین اس بات کے چرچے ہونے لگے تو تاج الاقبال وغیرہ تواریخ بہوپال مین بیگم صاحبہ کی طرف سے یہ الفاظ معذرت کے لئے لکہدئے از بلوۂ شورش بدویان راہ مدینہ منورہ پر خطر بود ارادۂ آنجا بمجبوری موقوف داشتہ سنہ ۱۳۰۱ھ مین بیگم صاحبہ کی استدعا کی موجب مولوی صدیق حسن خان کا خطاب نواب دولہ مرحوم برٹش گورمنٹ نے منظور کرکے حکم دیدیا کہ تمام تحریرات قلمرو بہوپال اور برٹش گورمنٹ کے مراسلات مین بہی خطاب لکہا جایا کرے۔ انہون نے علم حدیث و تفسیر و عربیت وغیرہ مین بزبان عربی و فارسی و اردو بہت سی تالیفات کین اور لاکہون روپیہ کے صرف سے چہپواکر اونکو شایع کیا اور علمانے اونپر تقریظین لکہین ہندوستان بلکہ عرب و روم و مصر مین کوئی ایسی جگہہ نہوگی یا کم ہوگی جہان کوئی اہل علم یا علم کا ذکر واشہر ہو اور اونکی کوئی تالیف وہان نہو اسیوجہ سے اونکو بعض علمانے جو اس طریقہ کے پابند ہین اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے مگر باوجود اس کمال کے نواب صاحب کی تصانیف مین بڑی خرابی یہ ہے کہ اونکو اپنی تصانیف مین تحقیق و تدقیق کا التزام نہین صرف جمع و

لہ نواب صاحب کو پایۂ تحقیق نہ حاصل ہونے کی بڑی دلیل یہ بات رہی کہ کتاب البلغہ فی اصول اللغہ مین جو قسطنطنیہ

تالیف اونکو پیش نظر رہتی تھی لہذا وہ ہر قسم کے مسائل کو محقق ہون خواہ غیر محقق مناسب
و ضروری ہون خواہ غیر مناسب و غیر ضروری اپنی تصانیف مین درج کردیتے تھے یہی
وجہ ہے کہ اونکے ہم عصرون اور ہم چشمون (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی وغیرہ علما)
نے انکی تصانیف پر نکتہ چینی کی ہے اور اونکے بعض مسائل مین غلطی تحقیق سے مخالف
ایسی ثابت کر دکھائی ہے کہ اسکو نواب صاحب نے بھی مان لیا ہے اور صاف لکھدیا ہے
کہ ہم صرف ناقل ہین ہمکو اس سے بحث نہین کہ فلان امر مین حق و صحیح کون قول ہے نواب
صاحب کی غرض مضامین کو اپنی کتاب مین درج کرنے سے غالباً اپنی جمعیت اور ہمہ دانی
اور ہر مسئلہ مین حاضر جوابی کا اظہار تھا۔ جس زمانہ سے نواب صاحب نے بیگم صاحبہ کے
کاروبار مین شرکت یا مددگاری کی تھی گورنمنٹ کے افسر برابر خوش انتظامی کے مداح رہے
اور گورنمنٹ نے بیگم صاحبہ کی تحریک سے اونکے لیئے خطاب نواب والا جاہ امیر الملک
اور توپ سلامی وغیرہ اعزاز مقرر کیے ۱۸۸۵ء مین سرلیپل گریفن ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل
انڈیا نے لارڈ ڈفرن ویسرائے ہند کے سامنے نواب صاحب کو گورنمنٹ کا مخالف
اور مخالفین گورنمنٹ کا خیر خواہ ثابت کرکے نواب صاحب کا خطاب نوابی اور سارے
اعزاز جو گورنمنٹ نے اونکو دیئے تھے سلب کرائے مگر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے جنکو اپنی
طرف سے عطائے خطاب نوابی کا اختیار حاصل ہے اپنے یہ خطاب واپس
نہین لیا اور اس سلب اعزاز اور واپسی خطاب کا سبب یہ الزامات مین جو نواب صاحب پر
لگائے گئے تھے (۱) اول خرابی انتظام ریاست (۲) عام رعایا پر ظلم (۳) ملازمت مین
مذہبی حمایت (۴) مذہب رعایا (ہنود و شیعہ و حنفیہ) سے بیجا تعرض (۵) بندوبست
مین بیجا تشدد (جسکے سبب سے سات ہزار آدمی جلاوطن ہوگئے) (۶) وہابی مذہب کی تائید

امیر عالی مقام سردار والا احتشام سخن سنج معنے شناس کرم گستر فیض اساس نواب عالی جناب اعجاز خان
بہادر خلف نواب ذوالفقار الدولہ ذوالفقار خان بہادر و لا درعنایہ سے جمع کیا گیا۔ ۱۲ منہ

(۷) مسمی دین محمد کی معرفت مہدی سوڈانی کو روپیہ بھیجا دہ (۸) مجموعہ خطب - ہدایۃ السائل - ترجمان وہابیہ (۹)
اقتراب الساعۃ دیکھو کتابوں میں گورمنٹ کی مخالفت میں مضمون لکھنا اور ان میں گورمنٹ سے
جہاد و بغاوت کی ترغیب دینا وغیرہ وغیرہ - گورمنٹ کی اس کارروائی سے خوف زدہ
ہوکر اگرچہ بھوپال دہو کے ہم مشربان نواب صاحب نے نواب صاحب کو خصوصا اور تمام وہابیوں کو
عموماً گورمنٹ کے نزدیک اپنی سلطنت کا خیر خواہ ثابت کرنے کے لئے گورمنٹ انگلشیہ کی
جہاد کی ممانعت میں رسائل و تحریرات شایع کرنا شروع کیں مگر انکے مخالفین نے تو اس کو
تاڑ لیا کہ یہ سب صرف آجکل کسی مصلحت یا حکمت عملی کی نظر سے کیا جاتا ہے اور نواب صاحب کے
مخالفین نے یہ بات اخبارات میں شایع کرادی کہ جب ۱۸۸۱ء میں جنرل ڈیلی وغیرہ کی معرفت
گورمنٹ پر کھل گیا کہ نواب صاحب کی ایسی کتابیں جنمیں انگریزوں سے جہاد کی ترغیب ہے
شایع ہوئی ہیں اور اوس وجہ سے گورمنٹ کا نواب صاحب پر عتاب ہوا تب سے
نواب صاحب نے اپنی سابق تصنیفات کے برخلاف گورمنٹ سے جہاد کی ممانعت میں کتابیں
تصنیف کیں نواب صاحب کا تحریرات مانع جہاد کا شایع کرانا اس موجودہ سزا کے خوف
سے تھا جس کے سامنے ہونے کا دس برس پیشتر اونکو یقین ہو گیا تھا مگر نواب صاحب
کے دوستوں نے نواب صاحب کے ایما سے ان الزامات کے جوابات اکثر دیسی اور بعض
انگریزی اخبارات میں درج کرائے ہیں نواب کے معتبر مصاحبوں سے یہ خبر پہونچی ہے
کہ جب گورمنٹ نے نواب صاحب پر یہ عتاب کیا تو انہوں نے اپنی بہت سی قلمی کتابیں جو طبع
ہو چکی تھیں اور گورمنٹ کے کان تک اونکے الفاظ مخالفانہ نہ پہونچے تھے جلوا دیں -

الغرض وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث اور اہل سنت اور محدث اور عامل بالحدیث اور موحد
سمجھتے ہیں کیونکہ انکو یہ گھمنڈ ہے کہ ہمارا طریقہ سراسر علم قرآن و حدیث ہے رای و قیاس
سے بالکل دور ہے اور ادلہ کتاب و سنت سے بہت نزدیک ہے اور اپنے مخالفوں
ومقلدوں کو بدعتی کہتے ہیں وہابی کبھی دفع الوقتی کے لئے بطور تقیہ کے عبدالوہاب نجدی سے

بیزاری ظاہر کرتے ہین نوابصاحب نے بھی عبدالوہاب نجدی کو برا کہا ہے اور اپنے رسالہ حطہ فی احوال الصحاح الستہ مین جو ۱۲۸۴ ہجری مین طبع ہو کر شایع ہو چکا ہے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کا حال بیان کرکے لکھا ہے اسکے بہت مشہور خصلتین جنکو برا سمجھا جاتا ہے دو خصلتین ہین اول لوگون کو بلا دلیل کافر کہنا دوسرے سیدے گناہ خون بہانا نوابصاحب ترجمان وہابیہ مین جسکو اونہون نے ۱۸۸۴ء مین چھپوایا ہے صفحہ ۲۷ پر کہتے ہین یہ لوگ اس لقب سے کمال نفرت رکھتے ہین اور انکار کرتے ہین اور انکو وہابی کہنا ایسا برا لگتا ہے جیسے گالی دینا جب ہم اپنے تئین کسی اگلے بڑے امامون کی طرف منسوب نہین کرتے اور نہ اپنے تئین حنفی اور شافعی کہتے ہین اور حنبلی اور مالکی کہنے سے راضی ہوتے ہین تو پھر محمد ابن عبدالوہاب کے پیچھے چلنے اور اونکے طریقے مین اپنے تئین داخل کرنے پر کب راضی ہونگے اور سر سید احمد خان رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین کہتے ہین کہ یہ لوگ لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا سمجھتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی کو اس گروہ کا قدیمی خطاب اہل حدیث ہے جس سے وہ زمانہ تقرر مذاہب اربعہ مین مشہور تھے غرض انکی اس سے یہ ہے کہ لفظ وہابی اور غیر مقلد کا اطلاق اس گروہ سے اوٹھ جاوے اور یہ ثابت ہو جاوے کہ جو لوگ آجکل وہابی سمجھے جاتے ہین یہ اونہین اہل حدیث کی چال ڈھال پر ہین جنکا کتب اہل سنت مین مذہب حنفیہ و شافعیہ کے مقابلہ مین ذکر کیا جاتا ہے وہ لوگ یہ ائمہ ہین یزید بن ہارون یحیی ابن سعید احمد بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ عبدالرحمن بن مہدی۔ عبدالرزاق۔ ابوبکر بن ابی شیبہ۔ مُسَدَّد۔ ہناد۔

فضل بن دکین علی بن مدینی وغیرہ اور انکے بعد کے طبقے کے جیسے امام بخاری۔ مسلم۔ ابوداود۔ عبد بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابو یعلی۔ ترمذی۔ نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم بیہقی۔ خطیب بغدادی۔ دیلمی۔ ابن عبدالبر وغیرہ۔ ۱۹ جنوری ۱۸۸۶ء کو گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے علم نافذ ہوا کہ سرکاری کاغذات مین لفظ وہابی کے استعمال

کو مسدود کیا جاوے مگر اس حکم کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس فرقہ کو بجائے لفظ وہابی لفظ غیر مقلد سے مخاطب کیا جاوے مگر اس گروہ کے مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب ممالک غربی شمالی اودہ بمبئی مدراس بنگال ممالک متوسط کی تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان اشخاص کو یہ ظاہر کرنے پر کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا جانتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی کو گورنمنٹ ہمکو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی معاف رکھے اور ہمکو بجز اہل حدیث کے کسی لفظ سے مخاطب نکرے جسکا اثر و نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک لفظ غیر مقلد بھی ویسا ہی دل آزار سمجھا گیا جیسا کہ لفظ وہابی سمجھا گیا اور اس گروہ کو اس کے استعمال سے معاف رکھا گیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب ممبر کونسل واضع قانون نے ایک رسالہ لکھکر اسمین ان لوگون کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا تھا اس رسالہ سے بہت سے افسران گورنمنٹ نے دہوکا کھایا اور یہ سمجھ لیا کہ وہابی گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے یا گورنمنٹ سے بغاوت وہابیون کا کام ہے جسکو سید احمد خان نے عمدہ تفصیل سے اوٹھایا اور خوب ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ فرقہ جسکو وہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف نہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے ناواقفی کے سبب دہوکا کھایا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ آجتک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہین گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی مین یہ فقرہ لکھا دیکھا ہے کہ چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹھہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہین اور اکثر عثمان زئی اور ناصر اللہ کی اولاد جو گڑہی اسمٰعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار ہین۔ **تذکرہ** - تعریبات الشافیہ مین لکھا ہے وفی ذلک القرن الاخیر ظہر بالیمن شیخ کبیر یقال لہ الشیخ المکرمی فصنع مذہبا الیہ ینتہی وکان ظہورہ مقارنا لظہور مذہب الوہابیۃ ببلاد النجد والدرعیۃ - یعنی جس

زمانہ میں وہابیوں کا نجد میں ظہور ہوا تھا تو قریب قریب اوس کے ملک یمن میں ایک بڑی
شیخ نے جسے شیخ مکرمی کہتے تھے ایک نیا مذہب اپنی طرف سے پیدا کیا تھا۔

فرقہ ہفتم بابی

یہ فرقہ باب کی طرف منسوب ہے جسکا اصلی نام علی محمد ہے اور مہدویت کا دعوے کیا
تہا اس کا باپ جسکا نام مرزا رضا ہے شیراز کا تاجر تھا دستور کے موافق باپ سے بھی علم
فارسی پڑھی اور اس کے بعد عربی کی چند ابتدائی کتابیں دیکھیں بعدہ کہ پھر فراغت تحصیل
کرکے زہد میں شہرت حاصل کری پھر کربلا میں سید کاظم مجتہد کے حلقہ درس میں جا شریک
ہوا اوس کے انتقال کے بعد اوس کے بہت سے شاگرد ساتھ لیکر کوفہ کی مسجد میں جا پہنچا
اور بہت ریاضتیں کرکے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا پہر سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں اپنے عقیدت
کیشوں سے اس امر کا اظہار کیا کہ جس مہدی صاحب الامر کا انتظار کیا جا رہا تھا
وہ میں ہی ہوں اور اس کے ثبوت میں بعض احادیث جنمیں مہدی موعود کے آثار بتلائے
گئے تھے پیش کیں اور کہا جو آثار اس مہدی میں بتلائے گئے ہیں وہ مجھمیں پورے
طور سے موجود ہیں جب اس کے ثبوت میں معجزہ طلب کیا گیا تو باب نے جواب دیا کہ میری
تحریر و تقریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑھکر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی دن میں ہزار شعر
مناجات میں تصنیف کرتا ہوں اور پھر اپنے قلم سے لکھتا بھی ہوں اور چند مناجاتیں پیش
کیں جنمیں اعراب تک درست نہ تھا جب اسپر اعتراض ہوا تو آپ کیا جواب دیتے ہیں کہ علم نحو
ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے ابتک غضب الٰہی میں گرفتار تھا اب میں نے
خدا کے حضور میں اسکی شفاعت کی جس سے اس کی خطا معاف ہوئی اور حکم ہو گیا کہ نحوی
غلطیوں کا کوئی مضایقہ نہیں اور آیندہ سے اگر کوئی غلطی کرے تو کچھ حرج نہیں عوام کو مطیع
کرنے کے لئے ایک اچھی تدبیر سوجھی اور حکم دیا کہ چونکہ میرے وجود سے غرض تمام ادیان
کا متحد ہو جانا ہے جسکی وجہ سے میں آیندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف خروج کرونگا اور

جلد روئے زمین پر قبضہ کرونگا لہذا جب تک تمام ادیان ختم ہو جائین اور تمام دنیا میری مطیع ہو جائے تمام تکالیف شرعیہ ملتوی ہیں پس اب اگر میرے مریدون مین سے کوئی شخص منہیات شرعی کا مرتکب ہو یا احکامات شرعی ادا نکرے تو اوس پر کوئی مواخذہ نہین اسوجہ سے بہت سے عوام اوس کے مطیع ہو گئے اس کے مذہب مین حقیقی بہن سے بھی مبتلا ہونا زنا مین شمار نہین کیا جاتا تھا اور ایک عورت کا نو آدمیون کو نکاح مین لانا جائز تھا کسی مذہب کا وہ پابند نہ تھا اگرچہ پہلے آپ کو مسلمان کہتا تھا اس کے متبعین مین علانیہ فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا عورتین بے پردہ مجلسوں مین شریک ہوتین اور شراب پلاتین اور باب نے سمجھدار لوگون کو آئندہ کی بہبودی و ترقی کی امید دلائی اور وعدہ کیا کہ جب سارے روئے زمین پر میرا قبضہ ہو جائے گا تو تمہارے حقوق سب سے مقدم سمجھے جائین گے غرضکہ ایک اچھی خاصی جماعت باب کی مطیع ہو گئی باب نے اپنے مریدون کو چند احکامات بھی دئے تھے جو بطور اشعار ادا کئے جاتے تھے اور وہ یہ تھے (۱) چونکہ تمام دنیا کا میرے زیر نگین ہونا اس غرض سے ہے کہ تمام دنیا ایک مذہب ہو جائے ضروری ہے لہذا مین آئندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف سارے جہان پر حملہ آور ہونگا کہ دنیا میرے تحت تصرف مین آجائے اور وہ تمام اغراض جو میرے وجود سے مقصود ہین پورے ہو جائین اور اس سے ضرور ہے کہ اعدائے خدا کی جانین جسم سے جدا ہونگی اور ہزارون خون کی ندیان جاری ہونگی پس جملہ مریدین باصفا کو حکم دیا جاتا ہے کہ بطور ایک علامت و شگون کے اپنے خطوط کو سرخ کیا کرین (۲) السلام علیک کی عوض مرحبا ایک سلام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے (۳) اذان مین میرا نام بھی داخل ہو۔ اور اسکا یہ قول بھی تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی نے مجھ سے بیعت کی اور یہ کہ اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی الگ الگ اور جدا جدا تھے مین ان دونون کا جامع ہوا اور اسیوجہ سے میرا نام بھی علی محمد ہے اس کے اقوال مین سے ایک یہ بھی تھا کہ جب

طرح کوئی آدمی بغیر باب یعنی دروازے کے گھر کے اندر نہین جا سکتا ہے اسیطرح شخص
اس کے کہ مجھے دیکھین اور مجھہ سے اجازت حاصلکرین خدا اور دین خدا تک نہین پہونچ
سکتے مریدین نے جب اس قول کو سنا تو اوسکا لقب ہی **باب** کردیا اور باب نے بوشہر
مین پہونچکر بعض مرید بطور منادی کے شیراز بھیجے تاکہ وہ لوگون کو باب کے مہدی موعود
ہونے کا یقین دلائین اور جو لوگ اوس کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کرین ان سے
بیعت لین اپنا تصنیف کیا ہوا کلام بھی جسمین سے کسی کا نام قرآن کسی کا نام مناجات رکھا گیا
تھا انکو دیا گیا تاکہ وہ اوسکو لوگون کے روبرو پیش کرین اور وہ بجاے قرآن مجید اور صحیفہ
سجادیہ کے کہ امام سجاد کی تصنیف کردہ مناجاتین ہین پڑہا کرین بعض مورخین کا قول ہے کہ
باب کا خلیفہ ملا حسین بشرویہ ہوا اور قرۃ العین نام ایک خوبصورت عورت نائب بنی یہ عورت
عربیت مین دستگاہ رکھتی تھی کچھہ عبارتین لکھکر کہا یہ جواب کلام اللہ ہے اور دعوت طریقہ باب
کی جانب کہ تصوف مین چھپ رہا تھا شروع کی جوق جوق مخلوق شیعہ وغیرہ مین سے
اوس عورت کے حسن و جمال اور کلام کی فریفتہ ہوکر گمراہ ہوگئی بلکہ جلاء العینین مین لکھا
ہے کہتے ہین کہ بعض یہود و نصاریٰ نے بھی مذہب باب کی اتباع کی اوسوقت فارس کا
گورنر نظام الدولہ تھا جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً باب کی گرفتاری کا حکم دیا کسیقدر
پولیس بھی خفیہ طور سے بھیجی پولیس نے باب کو گرفتار کرلیا اور پا بجولان اوس کے وطن اصلی
شیراز مین لاکر اس کے اصلی مکان مین محبوس کردیا پھر مجمع عام مین لاجواب کرواکے قتل کرنے کی
غرض سے باب کے حاضر ہونے کا حکم دیا باب حاضر ہوا تو نظام الدولہ نے اوس کی بڑی تعظیم
وتکریم کی اور یون اوس کے گرفتار کئے جانے پر افسوس کیا پھر یہ ظاہر کیا کہ میری راے کا دفعتہ
یون بدلجانا ایک خواب کی دیکھنے کی وجہ سے ہے اور اخیر مین یہ بھی کہدیا کہ اب میری آرزو بھی ہے
کہ میرا جان و مال آپ پر فدا ہو اور یہ تمام فوج و توپخانہ وغیرہ جو میرے ماتحت ہے آپ کی تائید مین
کام آئے یہ تمام تقریر کچھہ ایسی بیباکی سے کی گئی تھی کہ مکار باب نے بھی اوس کو صحیح خیال کیا

اور نظام الدولہ کی بہت سی تعریف و توصیف کی اور اوس سے کہا کہ تم اس ایمان لانے کے
صلے مین جب ساری دنیا میری مطیع و ماتحت ہوجاویگی ترکی سلطنت کے حاکم مقرر کیے جاؤ گے
اسکا جواب نظام الدولہ نے دیا افسوس آپنے میری نیت پہچاننے مین غلطی کی مجھے اس
دنیاے دون کی کوئی طمع و خواہش نہین ہے جس سے مین ترکی سلطنت کا حاکم بنائے
جانے سے خوش ہوسکون میری تو تمام آرزو یہی ہے کہ آپ کے روبرو آپ کی امداد و حمایت
کرتے شہید ہوؤن اور جاودانی سلطنت کا مالک بنون غرض اسی قسم کی بہت سی باتین کین
جس سے باب بالکل مطمئن ہوگیا اب اسوقت نظام الدولہ نے کہا کہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے
کہ پہلے علما پر حجت تمام کردی جائے جس سے عوام کا مطیع ہونا آسان ہوگا باب نے جو نظام الدولہ
کی باتون کو صحیح سمجھتا تھا اس امر پر اپنی رضامندی ظاہر کردی نظام الدولہ نے مجلس مناظرہ قائم
کی جسقدر شیعی علماے شیعہ شیراز مین موجود تھے جمع ہوئے باب نے بڑی ہی مستقل طور سے
علما کو مخاطب کرکے یون تقریر شروع کی کہ اے حضرات جب میرا قرآن اس قرآن سے
جو بالفعل آپکے پاس ہے کئی حصہ بہتر ہے اور وہ دین جسکو مین آپ لوگون کے لیے پیش
کرتا ہون اس دین سے جسپر آپ عمل کرتے ہین کئی درجہ اچھا ہے تو میری سمجھ مین نہین آتا کہ
کیون آپ لوگ میری مخالفت کرتے ہین اور کیون نہین میرے مطیع ہوجاتے ہین مین صرف
آپ لوگون کی بہتری کے لیے قبل اس کے کہ بزور شمشیر آپ کو ماننا ضروری ہو اس دین کے
قبول کرنے کے لیے کہتا ہون اگر آپ کو اپنی جانون پر رحم نہین آتا تو کیون اپنے ساتھ اپنے
کنبے اولاد مال و متاع سب کی تباہی کے درپئے ہو للہ اپنے پر رحم کیجئے خدا کے لیے
سوچیے اور اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالیے باب یہین تک تقریر کرنے پایا تھا کہ نظام الدولہ
نے بات کاٹ کر کہا مرحبا سبحان اللہ خوب آپ نے تقریر فرمائی مین اپنے دخل دینے کا
معافی خواہ ہون مگر ساتھ ہی یہ بھی عرض کرونگا کہ قبل اس کے کہ آپ تقریر فرمائین بہتر ہوگا کہ
چند سطرین اپنی قرآن کی لکھدیجیے تاکہ یہ حضرات اسکو دیکھ بھی لین اور اچھے طور سے اتمام حجت

ہو جائے باب نے وہین بیٹھکر چند سطرین عربی تحریر کین اور انہین پیش کیا لوگون نے جب
انکو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان مین اعراب تک درست نہین اسوقت نظام الدولہ نے باب کو
مخاطب تو دو سطرین صحیح نہین لکھ سکا تو پھر یہ کیا ہرزہ سرائی کر رہا ہے کیا قرآن دو سطرون
سے بہتر احکام خدا کے کلام سے بھی بڑھ گیا اب تیری یہی حالت ہے بجز اس کے کہ تیرے تازیانے
کا حکم دون اور کیا کر سکتا ہون مگر قبل اس کے کہ تیرا حکم دیا جائے مناسب ہے کہ تیری خوب
تادیب کیجائے حکم کی دیر تھی کہ باب پر مار پڑنے لگی اور ایسی سخت مار پڑی کہ اوسی دن سے عاجز ہو
باب چالاکی سے پکارنے لگا توبہ کردم توبہ کردم مگر نظام الدولہ نے اوس کا منہ کالا کر کے
اور تمام شہر مین گشت کروانے کے بعد شیخ ابو تراب کی مسجد مین لیجا کر توبہ کروائی اور بعد
اس کے احتیاطاً باب کو قید بھی کر دیا اصفہان کا گورنر معتمد الدولہ صوفیون فقیرون کی صحبت
کا زیادہ مائل رہا کرتا تھا اس نے باب کو درویش کامل سمجھکر رہائی دلوا کر اپنے پاس
بلا لیا معتمد الدولہ نے بھی ایک مجلس مناظرہ قائم کی مگر اس مقصد سے نہین جو نظام الدولہ
کی تھی کہ باب کو لاجواب کرے بلکہ اس کے برعکس اس لئے کہ باب دوسرون کو لاجواب
کرے مجلس مناظرہ مرتب ہوئی اور اس مین اہل شیعہ کی طرف سے مرزا سید محمد اور آقا محمد
مہدی اور میرزا محمد حسن مباحثہ کے لئے مقرر ہوے مجلس جمع ہوئی چونکہ پہلے تجربہ
ہو چکا تھا لہذا باب نے یہان پہلے تقریر کرنا مناسب خیال نکیا اور اجازت دی کہ فریق
مخالف تقریر کرے تو سب سے پہلے آقا محمد مہدی نے باب سے سوال کیا۔

آقا مہدی جتنے لوگ یہان اسوقت موجود ہین یا تو مجتہد ہین جو خود ہی مسائل کو احادیث
سے استخراج و استنباط کرتے ہین یا وہ لوگ ہین جنہین اتنی لیاقت نہین ہے جس سے
وہ احکام و مسائل کا استخراج کر سکین لہذا کسی مجتہد کی تقلید کرتے ہین آپ ان دونون مین کس
کس مین شامل ہین۔

باب مین کسی کی تقلید نہین کرتا اور نہ قیاس سے کام لیتا ہون جیسے کہ مجتہد کرتے ہین بلکہ

ویسا کرنا ہمارے نزدیک حرام و ناجائز ہے۔

آغا مہدی آپ کہتے ہیں کہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مجتہد ہیں لیکن آپ کو مجتہد ہونے سے انکار ہے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ جن مسائل پر آپ کا عمل ہے اور جنکا آپ حکم دیتے ہیں وہ قیاسی نہیں بلکہ یقینی ہیں لیکن چونکہ ہمارے نزدیک باب علم مسدود ہے اور خدا کی حجت غائب ہے لہذا جب تک امام آخر الزمان کا ظہور نہو جائے اور ان سے ملاقات نہ کرے اور خود اونکی زبان سے مسائل نہ سنے کوئی شخص اس امر کا دعوی نہیں کر سکتا کہ اس کے صحیح مسائل یقینی ہیں پس آپکو اس کے یقینی ہونیکا ثبوت دینا ضروری ہے

باب تو ہمارا ہوا ہی تعلم ہے مجھ سے شخص کی ساتھ جسکا مقام قلبی ہے کس طرح سے مباحثہ کر سکتا ہے ایسی باتوں میں جہاں تیری عقل کچھ بھی کارگر نہیں ہو سکتی بس بجائے اس کے ایسی فضول باتیں کرنے کے اپنی جائے پر خاموش بیٹھا رہ۔

مرزا محمد حسن شاید آپ کو بھی اس امر سے انکار نہو گا کہ جو شخص مقام پر پہونچ جاتا ہے تمام چیزیں اس کے روبرو ہو جاتی ہیں اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی جو بات پوچھے اسکا جواب ملتا ہے جب آپ بھی اس مقام کو پہونچ گئے ہیں تو جو بات پوچھی جائے گی اوسکا جواب ملجائے گا۔

باب (نہایت ہی جرأت کے ساتھ) بے شک آپکی رائے ٹھیک ہے جو آپ چاہتے ہوں پوچھئے میں اسکا جواب دونگا۔

محمد حسن حضرت جواد علیہ السلام کی نسبت یہ منقول ہے کہ وہ ایک ہی قدم میں مدینہ سے طوس پہونچ گئے تھے عقلاً یہ محال و ناممکن معلوم ہوتا ہے آپ کے نزدیک یہ واقعہ کسطور پر ہوا اور یہ بیان کیجئے کہ حضرت علی کی نسبت جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی رات ایک ہی وقت میں چالیس آدمیوں کے مہمان ہوئے تھے صحیح ہے تو اسکو دلائل عقلی سے ثابت کیجئے ایسے ہی چند امور کی نسبت جو عقلاً محال ہیں سوال ہوا اور کہا گیا کہ اونکو عقلی طور سے ثابت کیجئے۔

باب یہ باتین نہایت دقیق ہین آپ اگر مناسب سمجہین تو مین اونکو مفصلاً لکہہ دیتا ہون

محمد حسن آپکی مرضی لکہہ دیجیے۔

اتنے مین کہانا تیار ہوا اور سب لوگ کہانا کہانے لگے اس عرصہ مین باب نے چند سطرین لکہین اور جسوقت کہانا کہاکر لوگ جانے لگے تو اوسوقت مرزا محمد حسن کو باب نے اپنی تحریر دی مرزا محمد حسن نے دیکہکر کہا کہ یہ تو ایک خطبہ ہے جسمین کسیقدر حمد ہے اور نعت اور باقی مناجات ہے لیکن تم سے جن امور کی نسبت سوال کیا تہا اونمین سے ایک کا جواب بہی نہین بہت سے لوگ تو پہلے جا چکے تہے اور جو رہ گئے تہے وہ بہی چلتے پہرتے نظر آئے اور مباحثہ یون ہی ناتمام رہگیا اس مباحثہ سے باب کی وقعت جو معتمد الدولہ کی دل مین تہی ذرا بہی کم نہوئی بلکہ اور زیادہ ہو گئی مشکل یہ آپڑی کہ باب کی علانیہ تائید کرنے مین مجتہدین کو جنہین ایران مین بہت بڑی قوت حاصل ہے بدگمانی پیدا ہوتی ہے سبب معتمد الدولہ کو خود اپنی جان بچانی مشکل ہو جاتی آخر کار مناسب سمجہا گیا کہ باب مخفی رکہا جاے اور لوگون سے اس امر کا اظہار کر دیا کہ وہ خارج البلد کر دیا گیا چند مہینے تک اسی طرح باب اصفہان مین رہا اور اپنے مریدون کو اطراف و جوانب مین دعوت کے لیے بہیجتا رہا اور یون پوشیدہ ہی پوشیدہ ملک مین باب کا اثر پہیل رہا تہا اتفاق سے چند ہی روز کی بعد معتمد الدولہ مر گیا اور اس سے باب کا ایک بڑا حامی دنیا سے جاتا رہا معتمد الدولہ کے مرنے کے بعد جب لوگون کو معلوم ہو گیا کہ باب خارج البلد نہین کیا گیا ہے بلکہ یہان موجود ہے تو اوسوقت لوگون نے دربار ایران مین عرضی بہیجی کہ باب یہان موجود ہے اب اسکی نسبت جو حکم ہو اوس کی تعمیل کیجاے اسیر حاجی مرزا آقاسی نے جو اوس وقت وزیر اعظم تہا یہ حکم بہیجا کہ اصفہان سے لیجاکر آذربائیجان کے قلعہ چہریق مین محبوس کر دیا جاے ادہر تو باب قلعہ چہریق کی ہوا کہا رہے تہے اور ادہر اون کے مریدون نے فساد مچایا اور متواتر کامیابیان حاصل کین اور ایک بہت بڑا گروہ اوس کے مریدون کا پیدا ہو گیا جسکی تعج

آخر ۱۲۶۳ہجری مین یعنی باب کے ادعاے مہدویت کی تین سال بعد محمد شاہ والی ایران نے
اپنے ولیعہد ناصرالدین شاہ کو جو اوسوقت آذربائجان کے وزیر ایسے تھے اس امر کا حکم
بھیجا کہ باب قلعہ چہریق سے بلوایا جائے اور اوس سے بحث مباحثہ ہو حاجی مرزا آقاسی نے
بھی ایک چٹھی ناصرالدین شاہ کو لکھی جسمین شاہ ایران کے حکم کی تعمیل کرنے پر بڑا زور دیا گیا تھا
جب انکو فرمان پہونچا اور اوس کے ساتھ وزیر اعظم کی چٹھی بھی تو انہون نے فوراً باب کی
تبریز مین حاضر ہونے کا حکم دیا جب باب تبریز مین آیا تو اوس سے اتنی رعایت کی گئی کہ
بجائے جیل خانہ کے کاظم خان داروغہ فرش کے مکان مین اوتارا گیا دوسرے روز ملا محمود
جو تبریز کا مجتہد اعظم تھا اور جس کا خطاب نظام العلما تھا اور ملا احمد مقانی اور نیز بہت سی
مجتہد جمع ہوئے اور باب بھی بلایا گیا اور مباحثہ شروع ہوا یہ باب کا اخیر مناظرہ تھا
نظام العلما (باب سے مخاطب ہوکر) قرآن شریف اور صحیفہ سجادیہ کے نام سے
جو کتابین آپکی طرف سے شایع کی گئی ہین کیا وہ فی الواقع آپ کی لکھی ہوئی ہین۔
باب یہ کلمات خاص خدا کے ہین۔
نظام العلما اس مجلس مین یون سمجھے کی طرح پر گفتگو کرنی ذرا بھی مفید نہین جو کچھ کہئے صاف
صاف کہئے۔
باب (نظام العلما کی گفتگو سے غصہ مین آکر) ہان ہان یہ میری لکھی ہوئی کتابین ہین
نظام العلما آپ نے اپنا نام اس مین شجرہ کے طور پر لکھا ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ خدا کا قول ہوتا ہے۔
باب (کچھ دیر بعد) بے شک آپکی راے درست ہے۔
نظام العلما آپ کے مریدون نے جو آپکو باب کا لقب دیا ہے کیا آپ نے اسپر اپنی
رضامندی ظاہر کی ہے۔
باب مجھے میرے مریدون نے یہ لقب نہین دیا بلکہ خاص خدا نے یہ لقب مجھکو عطا

فرمایا ہے کیونکہ میں آج کے دن باب علم ہوں۔

نظام العلما حضرت امیر جو باب علم تھے اونہوں نے اجازت دیدی تھی کہ جس کسی کو جو کوئی بات کسی علم دین پوچھنی ہو وہ مجھ سے پوچھے میں دریغ نکرونگا۔ چونکہ آپ بھی باب علم ہونے کے مدعی ہیں لہذا میں اپنے شکوک وشبہات آپ پر پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اسکو حل کریں۔ سب سے پہلے علم طب کے متعلق سوال کرتا ہوں۔

باب میں نے طب نہیں پڑھی ہے۔

نظام العلما۔ اچھا خیر علم دین ہی سہی لیکن چونکہ علم دین بغیر قرآن وحدیث سمجھے کو نہیں آتا اور قرآن وحدیث کا سمجھنا صرف۔ نحو منطق۔ وغیرہ پر موقوف ہے لہذا میں سب سے پہلے علم صرف کے متعلق سوال کرتا ہوں۔

باب میں نے علم صرف بچپن میں سیکھا تھا جو اسوقت میرے پاس حاضر نہیں۔

نظام العلما خیر ذرا اس آیت کی تفسیر کر دیجئے۔ **ھُوَ الَّذِی یُرِیکُمُ البَرقَ خَوفًا وَطَمَعًا** اور نیز اس کی ترکیب نحوی بیان کیجئے دوسرے سورۂ کوثر کا شان نزول بیان کیجئے اور یہ بھی کہئے کہ اس سورت سے پیغمبر کی کیا تسلی ہوئی جسکا سورت میں ذکر ہے۔

باب (متفکر ہوکر) ذرا مہلت دیجئے۔

نظام العلما یہ تو قرآن کے متعلق ہوا اب حدیث کو لیجئے اس حدیث کے معنی بیان ہوں جو مامون اور حضرت امام ثامن رضا علیہ السلام کے درمیان گذری تھی۔ **قال مامون ما الدلیل علی خلافۃ جدک علی ابن ابی طالب قال ایۃ انفسنا قال لولا نساءنا قال لو لا ابناءنا فسکت مامون**۔

باب یہ حدیث نہیں ہے۔

نظام العلما ولو فرضنا اگر حدیث نہیں تو آخر ایک عرب کا مقولہ تھا ہے پس اسکا مطلب فارسی میں بیان کیجئے۔

باب — نے اس کے لئے بھی مہلت مانگی۔

نظام العلما اب فقہ کو لیجئے علامہ حلی کے اس قول کا مطلب کیا ہے۔ اذا دخل الرجل فی الخنثی والخنثی علی الانثی وجب الغسل علی الخنثی دون الذکر والانثی۔

نظام العلما اب البعث کے متعلق صرف اسقدر کہدیجئے کہ رسالت و بعثت کی کیا تعریفیں ہیں اور ان دونوں منصبوں میں باہمی کیا نسبت ہے۔ منطق کے متعلق بھی کہدینا شکل اول کیوں بدیہی الانتاج ہے۔ آپکی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

باب نے ایک کا بھی جواب نہ دیا اور سب کے واسطے مہلت مانگی۔

نظام العلما اب ایک اور بات باقی ہے وہ یہ کہ جو شخص باب علم ہونے کا مدعی ہو اوسکے پاس ضرور ہے کہ کوئی کرامت بھی ہو کیا آپکے پاس بھی کوئی کرامت ہے۔

باب (دلیرانہ انداز سے) کہئے کون کرامت آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔

نظام العلما اعلیٰ حضرت محمد شاہ کے پیر میں درد ہے اوسکو دور کر دیجئے۔

باب یہ تو نہیں ہو سکتا۔

ناصر الدین شاہ نظام العلما بڈھا ہو گیا ہے جسکی وجہ سے وہ ہر وقت ہمارے پاس حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس کے بڑھاپے کو زائل کر دیجئے۔

نظام العلما (شاہ مرحوم سے) یہ شخص جملہ علوم سے عاری ہے کسی چیز سے اسکو مطلق مس نہیں۔

باب (غصہ میں آکر) میں وہ ہوں جسکا ہزار سال سے انتظار کیا جا رہا تھا۔

نظام العلما آہا آپ صاحب الامر ہیں۔

باب بے شک۔

نظام العلما — صاحب الامر شخصی یا نوعی۔

باب صاحب الامر شخص ہے۔

نظام العلما تیرا اور تیری باپ کا نام کیا ہے اور تیرا مولد کون شہر ہے اور تیری عمر کیا ہے

باب میرا نام علی محمد ہے اور میرے باپ کا نام میرزا رضا ہے اور میری جائے پیدایش شیراز ہے اور میری عمر ۲۵ سال کی ہے۔

نظام العلما صاحب الامر کا نام محمد اور اونکے والد کا حسن اور اونکا مسقط الراس سرمن رائے اور اونکی عمر ہزار سال ہے تو صاحب الامر نہین ہوسکتا۔

باب مین اپنی ایک کرامت تم سے کہتا ہون کیا تم لوگ میری بات کا یقین کروگے۔

سب لوگ کہنے کہئے۔

باب میری کرامت یہ ہے کہ مین ایک ہی دن مین ایکہزار بیت لکھتا ہون۔

سب لوگ اگر یہ بات سچ بھی ہو تو بھی یہ تیری کرامت نہین ہوسکتی کیونکہ زود نویس کاتب اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے۔

ملا محمد ممقانی تو نے اپنی قرآن مین لکھا ہے۔ اول من امن بربی نور محمد و علی اس سے کیا تیرا یہ مطلب ہے کہ مین ان دونون سے بہتر ہون۔

باب سوچنے لگا اور کچھ جواب ندیا۔

ایک مجتہد خدا نے آیۂ خمس مین قرآن مین فرمایا ہے فان للہ خمسہ تم نے اپنے قرآن مین بجائے خمس کے ثلث لکھا اس سے معلوم ہوا کہ آیت بالا منسوخ ہوگئی اگر یہی بات ہے تو اوسکی منسوخی کا ثبوت آپکے ذمہ ہے۔

باب ثلث اسوجہ سے کہ وہ خمس کا نصف ہے (سب لوگ ہنسنے لگے)

ملا محمد ممقانی فرض کیا کہ ثلث خمس کا نصف ہے لیکن اس سوال کا جواب نہین نکلتا وجہ بتلایئے کہ کیون ثلث دینا چاہیئے جبکہ خدا نے خمس فرمایا۔

(وہی خاموشی جواب ندارد)

باب (تھوڑی دیر کے بعد) میری دوسری کرامت یہ ہے کہ مین فی البدیہہ خطبہ پڑھتا ہوا اور پڑھنے لگا الحمد للہ الذی رفع السموات والارض
(ت کو فتحہ اور ض کو کسرہ) (سب لوگ ہنسنے لگے)

ناصر الدین شاہ نے فرمایا کہ باین حالت دعوے صاحب الامری چونکہ تو ایک دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے لہذا مین تیرے قتل کا حکم نہین دیسکتا ہان صرف تنبیہہ تادیب کا حکم دیتا ہون تا کہ لوگون کو ثابت ہو جائے تو صاحب الامر نہین ہے حکم کی دیر تھی کہ مار پڑنے لگی جیسے نظام الدولہ کے پاس یہ شخص مار پڑنے کے وقت توبہ کرم کرم پکارنے لگا تھا ایسا ہی یہان بھی توبہ کرم کے نعرے مارنے لگا غرض اس دفعہ کچھہ مفید نہین ہوا جب اچھی طرح مار پڑچکی تو پھر قلعہ چہریق مین قید کر دیا۔

آیتہ العین اور حاجی محمد علی زنجانی اور ملا حسین شیرویہ معروف بہ سید علی اعظم اور سید یحیی بن سید جعفر دارابی الملقب بہ کشاف وغیرہ اوس کے بڑے بڑے داعی تھے جنہون نے سلطنت ایران مین ہلچل ڈالدی کیونکہ یہ لوگ علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے امور حرب سے بھی واقفیت رکھتے تھے اسوجہہ سے اعیان دارکان سلطنت کی یہ رائے قرار پائی کہ باب کو قتل کرا دینا چاہئیے جب تک یہ زندہ ہے آئے دن فتنہ وفساد پیدا ہوتے رہین گے اور علما نے بھی اوس کے واجب القتل ہونے کا فتوی دیدیا اس لئے باب پھر قید خانہ سے تبریز مین لایا گیا ایک شب حشمتہ الدولہ نے اوس سے کہا کہ تمہارا یہ دعوے ہے کہ مجھپر وحی اترتی ہے اور میرا قرآن اس قرآن سے فصیح ہے اگر اس دعوے مین سچے ہو تو اس چراغدان بلوری کے حق مین دعا کرو تا کہ کوئی آیت نازل ہو باب نے فوراً آیت نور کا ٹکڑا کچھہ آیت ملک سے ملا کر مہمل کیا اور پڑھ دیا حشمتہ الدولہ نے وہ کلمات لکھا لئے پھر باب سے کہا یہ آیت وحی آسمانی ہے اوس نے کہا جی ہان حشمتہ الدولہ نے کہا کہ وحی کبھی دل سے فراموش نہین ہوتی اگر واقع مین یہ وحی سے ہے تو دوبارہ تو پڑھو جب باب نے دوبارہ پڑھا تو دوسرے طور پر پڑھا

آخرکار اوس کے قتل کا حکم صادر ہوا مگر مجمع عوام سے پوشیدہ اوسکے قتل کرانا مناسب
نہ سمجھا گیا کہ عوام دھوکے مین پڑجائینگے اور یہ سمجھینگے کہ اوس نے غیبت اختیار
کرلی ہے پس تبریز مین پیر کے دن ۲۷ شعبان سنہ ۱۲۶۶ ہجری کو ملا محمد علی زنجانی کے ساتھ وہ
مرزا کے حکم سے نشانے سے باندھا گیا اور دو قیدی آدمیون کو جو اسی مذہب سے
پھر گئے تھے یہ لوگ اون کے مریدون کے قصون اور فسادون سے خوب واقف
تھے بیان اونکا لیا گیا مگر ملا محمد علی کے نصیب مین ... آیا اور اوس نے مرتے
وقت باب سے کہا کہ آپ اب بھی راضی ہوئے اور جان دیدی باب سپاہیون سے
پکار کے کہنے لگا کہ تم میری کرامات دیکھتے ہو کہ گولیون کی اتنی بوچھاڑ سے بھی میری کوئی کوئی
نہین ٹوٹی اور عضا باقی ہین بلکہ ایک گولی باب کی رسی مین لگی تو وہ کٹ گئی اور نکل کر بھاگا اور ایک
سپاہی کی کوٹھری مین جا چھپا اور کہنے لگا اے لوگو یہ میری کتنی بڑی کرامات ہے کہ ایک
گولی بھی مجھ کو نہ لگی ملکہ مین رہ گیا پہ تو یہ حال ہوا کہ کوئی اوس کی طرف کوئی نہین چلاتا تھا لیکن مجمع عوام
دوسرا اوس کے گرد اوس میدان مین جمع ہوکر چلاتے اور غل مچاتے تھے مگر آخرکار
سپاہیون نے پھر اوسے پکڑ لیا اور کئی گھونسے مارے اور گولی ماردی گئی اور لاش
اوس کی گلی کوچون مین پھرواکر شہر کے باہر ڈلوادی باب کے قتل کے بعد شیخ علی نامی ایک
بابی نے امیر سلیمان کو اپنا ہم مذہب بنا کر اسبات پر آمادہ کیا کہ ناصر الدین شاہ والی ایران
کو قتل کر دینا چاہئے اوس نے دس بارہ آدمی اپنے ہم مشرب ساتھ لیکر ہنگام سواری مین
شاہ پر حملہ کیا اگرچہ زخم پورا لگا مگر جان سے بچگئے تحقیقات کے بعد سلیمان اور شیخ علی
اور وہ ہمراہی مروا دیے گئے اور جو بقیہ بابی ہاتھ لگے وہ ایران سے نکلوادیے گئے مرزا یحیی
صحیفہ باب اللہ جسکا لقب باب نے صبح ازل مقرر کیا تھا اور مرزا حسین جسکا خطاب
بہاء الحق ہے بھاگ کر قسطنطنیہ پہونچے اور وہان بہت سے آدمی اپنے طریقہ مین ملا لیے
وکیل ایران نے سلطان عبدالعزیز خان سے یہ سارا ماجرا بیان کیا سلطان نے صبح ازل کو

توخیر یہ قید میں ہیں اور بہاء اللہ کو شہر عکہ میں بھیجدیا اور حکم دیا کہ وہاں سے کہیں ٹلنے نپائیں نواب صدیق حسن خان مرحوم حظیرۃ القدس میں لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں بہاء کا ایک ... ہندوستان کو آیا اور علاؤ الدین احمد خان رئیس لوہارو کو اپنا معتقد کرلیا اور طریقہ بابیہ کے ہمائیں ایک رسالہ لکھکر ذکر الاسرار فی معارج الاسفار لمن یریدان یتعارج الی المقصد ... نام رکھا ... اپنا نام اوس رسالہ میں جمال الدین ہروی الاصل قسطنطنی المسکن ظاہر کیا اور رسالہ بہائیہ کے ساتھ اوس رسالہ کو ملقب کیا کیونکہ وہ مرید تھا بہاء اللہ کا مضامین اوس رسالہ کے وحدۃ الوجود وغیرہ کے قبیل سے ہیں اس شخص کو ہمنے بھی دیکھا ہی رامپور میں آیا تھا اور یہاں کئی آدمی شطل میں ہوا ایک دو پیسے فی قشن کے امیر بھی اس کے معتقد ہوگئے تھے اور بڑے ٹھاٹ سے ساتھ رہتا تھا بعضوں کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص انگریزوں کا مخبر ہے تاریخ گلزار شاہی اور کشکول محمد علی شیرازی میں فرقہ بابیہ کا حال مجمل اور ناسخ التواریخ میں مفصل مرقوم ہے اور سید علامہ خیر الدین نعمان آلوسی زادہ مفتی حنفیہ بغداد نے کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین میں جو بیان کیا ہے ولذا الفرقۃ المعروفۃ بالبابیۃ وھم اتباع محمد حسین واخیہ اللذین ادعیا انھما الباب یعنی فرقہ بابیہ محمد حسین اور اوس کے بھائی کے متبع ہیں جنھوں نے دعوی کیا ہے کہ ہم باب ہیں یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ فرقہ ان دونوں کی طرف منسوب نہیں یہ تو باب کے داعی ہیں اور باب اصل میں خطاب اوسی علی محمد کا ہے جس کے سارے بابی متبع ہیں۔

یکم مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران محمد رضا بابی کے ہاتھ سے مارے گئے اور اوسکے فرزند مظفر الدین شاہ تخت نشین ایران ہوئے۔

فرقہ نیچری

یہ فرقہ ہندوستان میں سید احمد خان سے خاص آب و تاب کے ساتھ پھیلا ہے اور وہی اس فرقہ کے سرغنہ سمجھے جاتے ہیں۔ سید احمد خان ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے

انکے دادا سید ہادی ہرات سے ہندوستان مین آئے تھے انکے جد عالمگیر ثانی کے عہد مین
پانسو سوار اور ایکہزار پیدل پر افسر تھے اور سید احمد خان کے پرنانا دبیر الدولہ امین الملک
خواجہ فرید الدین خان مصلح جنگ دہلی مین عہدۂ وزارت پر ممتاز تھے سید احمد خان کے باپ
محمد تقی خان بہادر شاہ کے وقت مین دہلی کے وزیر ہوئے مگر اسوقت دہلی کا آفتاب اقبال
غروب ہونے کو تھا سید احمد خان ابتدا مین مولوی مخصوص اللہ صاحب نبیرۂ حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی کی خدمت مین حاضر ہوکر کسیقدر صرف و نحو سے آشنا ہوئے اور تعویذ
گنڈے بھی سیکھے لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا بیس سال کی عمر مین
انگریزی ملازمت حاصل کی پہلی مرتبہ عدالت صدر امین کے سررشتہ دار ہوئے تین سال کے
اندر نائب سررشتہ دار کمشنری مقرر ہوکر کے آگرے بھیجدئے گئے اور سال بھر سے کچھ ہی زیادہ
زمانہ گذرا تھا کہ فتحپور سیکری کے صدر الصدور ہوئے پانچ برس کے بعد اسی عہدے پر دہلی
بھیجدئے گئے اور اس عرصہ مین سید صاحب پکے وہابی متبع مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم
ہوگئے ۱۸۴۶ء مین ایک کتاب جسکا نام آثار الصنادید ہے لکھکر شہر دہلی کے اہل علم و فضل مین
شہرت اور عزت حاصل کی بلکہ یہ کتاب عام طور پر ایسی مقبول ہوئی کہ فرنچ زبان مین بھی ترجمہ
ہوگیا اور اسی کتاب کے صلے مین رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلستان کے فیلو بنائے گئے
۱۸۵۵ء مین رہتک بھیجے گئے اور پانچ برس کے بعد بجنور آئے ۱۸۵۷ء مین غدر ہوگیا اور سید صاحب
اپنی خیرخواہی اور حکام رسی کے ذریعہ سے بڑی ترقی کر گئے اور اس خیرخواہی مین دوسو روپیہ ماہوار
کی خاص پنشن انکی اور انکے فرزند کلان کے لئے تاحین حیات منظور ہوئی ۱۸۵۸ء مین سید
صاحب نے حالات غدر کا ایک رسالہ شایع کیا بعد اوس کے ۱۸۵۹ء مین ایک کتاب
لکھی جسکا نام ہندوستان کے وفادار مسلمان رکھا مقصود سید صاحب کا انکی تحریر سے مسلمانوں کی
طرف سے انگریزون کے خیالات کی کدورت کا نکالنا تھا اب سید صاحب کا کام زیادہ ترقی
کرنے لگا اور خوش بیانی اور عالی دماغی کی وجہ سے انگریزون مین بڑے فاضل فلاسفر

یا فارم بانے گئے اور اونہون نے مسلمانون کی طرف سے گورنمنٹ کو اطمینان دلانے اور اپنی ترقی اور خیرخواہی کے لیے ایک کتاب تبیین الکلام بائبل کی تفسیر مین لکھکر عیسائیون اور مسلمانون کو باہم ملانا اور ایک بنانا چاہا لیکن اس امر محال کے وقوع مین سید صاحب ناکام رہے ۱۸۶۹ء مین سید صاحب مع سید محمود و سید حامد ولایت انگلستان گئے اور جب تک ولایت مین رہے علاوہ فرلو کے ۔ ۲۵۵ پونڈ سالانہ ملتا رہا ۱۸۷۵ء آخر مین ہندوستان واپس آئے ۱۸۷۸ء مین کونسل واضعان قانون کے ممبر مقرر ہوئے اور ۱۸۸۱ء مین دوبارہ لارڈ رپن نے وہی خدمت انکے سپرد کی ۱۸۸۲ء مین ایجوکیشنل کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے اور چند سال کے بعد کے سی ایس آئی کا خطاب گورنمنٹ نے اور ایڈنبرا یونیورسٹی نے ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی ۔ سید صاحب نے جو کلکتہ مین برہموسماج

سلہ راجہ رام موہن نامی ایک بنگالی ہندو نے اہل اسلام اور پادریون کی کتابون سے واقف ہوکر ایک نیا مذہب اسلام سے اخذ کیا اور یورپ کے ملحدون کے خیالات اور کچھ عیسائیون کی عبادات کو ملاکر ایک نیا مذہب بنایا اور برائے نام اوس کو قدیم مذہب ہنود کا عطر کہکے براہم دہرم نام رکھا اس مذہب کے اصول مین آسمانی کتاب قرآن یا بید یا توارت کوئی نہین بلکہ آسمانی دو کتابین ہین اول طبیعی خیالات دوم روحانی صداقتین جو اخلاق خدا اور بقا کی بابت ہین انبیا علیہم السلام سے نہ معجزہ ممکن ہے نہ کبھی سرزد ہوا ہی اور نہ اون سے خدا نے بطریق وحی یا الہام کلام کیا ہے نہ اس قسم کے ثبوت کی کچھ ضرورت ہے بلکہ عقل کافی ہے انبیا اپنے وقت مین بزرگ اور ناصح اور امورات دینی مین فائدہ بخش تھے مگر معصوم نہ تھے نہ اونپر دینی ترقی کا خاتمہ ہوگیا بلکہ ہرزمانہ مین ایسے لوگ پیدا ہونگے اس مین حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد و نانک و کبیر سب شریک ہین یعنی نبوت کے جو معنی اہل اسلام اور اہل کتاب کے ذہن مین ہین سیداوس کے منکر ہین اس مذہب مین ہندو مسلمان عیسائی مجوسی جو ان باتون کے معتقد ہین سب شریک ہین مرنے کے بعد صرف عمدہ کمالات کی خوشی کا نام جنت ہے اور برے ملکات سے تاسف کرنے کا نام جہنم ہے وسیلہ نجات عبادت ہی ۔ اور عبادت کے چار رکن ہین ۔ حمد الٰہی ۔ روح الٰہی کا اپنی روح مین مراقبہ کرنا ۔ خالق کا ہر دم شکرگزار رہنا اور اوسی سے دعا مانگنا ۔ ۱۲ منقول از تفسیر حقانی ۔

مذہب کو ہونہار دیکہا اور اوس کے اصول کو یورپ کے فلاسفرون اور ایشیا کے معتزلہ
کے مطابق خیال پاکر اوس کو از حد پسند کیا اور جو دل مین مراد تہی اوسکو بلا محنت و مشقت
پایا لیکن یہ بات نہ تہا اونکے مقصد بلکہ اونکی شان کے بہی خلاف تہی کہ وہ بحکم کہلا اسلام
کو ترک کرکے ایک بنگالی بابو کے مرید اور امت کہلاتے پس دلمین یہ سوچا کہ برائے
نام تو اسلام ہو مگر اوسکو برہمو سماج مذہب کے مطابق کیجیے لفظی او ملائکہ اور جبرئیل و جنت
و دوزخ و وحی و الہام و شیطان بلکہ سارے جن کو تو بحال خود رہنے دیجیے اور ہر مسلمان سے
کہئے کہ مین ان چیزون پر ایمان رکہتا ہون تاکہ مسلمانون کو مجال تکفیر نہ ہو اور ان الفاظ کے
معانی بالکل پلٹ دیجیے نبی صرف ریفارمر ہے کہ جسمین بڑہئی لوہار کے کام کے مانند اوس قوت
کو دی کا ملکہ ہو اور نبوت ہر زمانے مین پائی جاتی ہے بلکہ ہر قوم اور پیشے مین دیکہو نظامی اور
جامی کو پیغمبران سخن کہتے ہین اس زمانے مین دیانند سرستی اور بابو کیشب چندر بنگالی بہی
نبی ہین اور انگلستان مین بہی فلان فلان شخص نبی ہو گئے ہین نبی ہونے کیلئے معجزہ یا کرامت جسکو خرق عادت
کہتے ہین شرط نہین یہ صرف پرانے خیالات ہین بلکہ خرق عادات ممکن ہی نہین الہام
یا وحی خیالات فطری کا جوش ہے اور جبرئیل جو اوس کو لاتا ہے کوئی شخص خاص نہین وہ
اوس نبی کی قوت ہے جو فطرت کے موافق فوارے کی طرح اچہلکر اوسی پر گرتی ہے اور
یہی معنے نزول کے ہین ملائکہ اشخاص متحیزہ بالذات نہین قرآن مین جو لفظ ملک یا ملائکہ یا
جبرئیل آیا ہے اوس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے جسطرح شیطان سے قوت بہیمیہ
حضرت آدم کے قصے مین سجود ملائکہ سے قوائے ملکیہ کا انسان کے تابع ہو جانا مراد ہے
اور شیطان سے قوت حیوانیہ یعنی قوائے بہیمی و سبعی مراد ہے جو سبب شہوات اور غضب کا ہے
جنکا منشا یعنی محل تولد نار یعنی حرارت ہے ابلیس کے نار سے پیدا ہونے کے یہی
معنے ہین اور جن سے ایک جنگلی قوم کہ جو لوگون سے پوشیدہ رہتی تہی مراد ہے اور جنت و دوزخ
صرف خوشی و غمی کا نام ہے باقی حورین اور نہرین اور میوہ جات جو قران اور نبی اسلام نے بیان

بیان فرمائے ہین وہ محض رغبت اور خوف دلانے کو اسکو خوشی وغم کی ان چیزون کے
ساتھ تفسیر یا تشریح کردی ہے ورنہ کچھ نہین آسمان سے مراد بلندی وعلو ہے اور چونکہ یہ بعد
غیر متناہی اور متصل ہے کئی ابعاد دیکھے ہے اس لیئے اسکو سبع سموات کے ساتھ تعبیر کیا ہے
اور قرآن کے من اللہ ہونے کی یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ ویسا فصیح کلام کوئی بشر نہین کہہ سکتا
اور نہین کہہ سکا بہت کلام انسانون کی دنیا مین ایسے موجود ہین کہ اونکی مثل فصاحت وبلاغت
مین آجتک دوسرا کلام نہین ہوا اگرچہ وہ من اللہ تسلیم نہین ہوتے اور جو اس قسم کی آیتین
ہین مثلاً **فاتوا بسورة من مثله** یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کے مانند تم بھی بنا لاؤ اونمین
کوئی ایسا اشارہ نہین جس سے ثابت ہو کہ فصاحت وبلاغت مین معارضہ چاہا گیا بلکہ صاف
پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہے اوس مین معارضہ چاہا گیا ہے اور رویت
الٰہی ناممکن ہے اور کہتے ہین حضرت موسی علیہ السلام نے جو رویت الٰہی کا سوال کیا تو
اوس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسی اپنے شوق کے سبب سے جسمین انسان کو ذہول ہو جاتا ہے
بھول گئے کہ خدا ان آنکھون سے دکھائی نہین دے سکتا اور جب بنی اسرائیل نے اپنی حماقت
سے چاہا کہ ہم علانیہ خدا کو دیکھ لین تو حضرت موسی اونکو بجز اوسکی قدرت کاملہ کے ایک عظیم
الشان کرشمے کے اور کچھ نہین دکھا سکتے تھے پس وہ اونکو کوہ طور کے قریب لے گئے جو
اوس زمانہ مین آتش فشان تھا پس اوس کی آتش فشانی اور گڑگڑاہٹ اور زور وشور کی آواز
دہکتے پتھرون کے اور جلنے کے خوف سے وہ بیہوش ہوگئے یا مردے کے مانند ہو گئے
خدائے تعالی اون تمام کامون کو جو اوس کے قانون قدرت سے ہوتے ہین خود اپنی طرف
منسوب کرتا ہے اسیطرح ان واقعات عجیبہ کو بھی اوسنے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور علم آدم
الاسماء کلہا یعنی سکھائی آدم کو تمام اسماء اسمین آدم کے لفظ سے وہ ذات خاص مراد نہین جسکو
عوام الناس اور مسجود ملائکہ وابو آدم کہتے ہین بلکہ اوس سے نوع انسانی مراد ہے اور قرآن
مین جو ہے کہ جناب حضرت سلیمان کے حکم کے موجب قلعہ اور تصویرین تیار کرتے تھے سو

صاحب کہتے ہین کہ صرف چند لہار یا کاریگر یہ کام بناتے تھے اور کہتے ہین کہ حضرت سلیمان
غبارہ پر سوار ہوتے تھے جو دخان یا ہوا کے زور سے چلتا تھا اور کوئی معجزہ کی بات نہ تھی
اور حضرت موسیٰ جو بنی اسرائیل کو لیکر شہر مصر سے نکلے اور فرعون نے مع اپنے
لشکر کے تعاقب کیا تو راتون رات حضرت موسیٰ بنی اسرائیل سمیت دریا سے پار اوتر گئے
معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت سبب جوار بھاٹے کے جو سمندر مین آتا رہتا ہے اوس مقام
پر کہین خشک زمین نکل آتی تھی اور کہین پایاب رہجاتی تھی بنی اسرائیل خشک اور پایاب راستے
سے راتون رات دریا مین اوتر گئے اور یہ کوئی معجزہ کی بات نہ تھی فرعون نے جب تعاقب
کیا تو وہ وقت پانی کے بڑہنے کا تھا دریا مین پانی بڑھ گیا جیسے اپنی عادت کے موافق
بڑھتا ہے اور ڈباؤ ہو گیا جس مین فرعون اور اوسکا لشکر ڈوب گیا غرض کہ سید صاحب نے ایک
جدید اسلام کی بنیاد ڈالی چنانچہ پرچہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری صفحہ ۴ سے ۱۰۰ و ۲۴
مین یون فرماتے ہین الاسلام ہو الفطرۃ و الفطرۃ ہو الاسلام یعنی اسلام جو ہے وہ فطرت ہے
اور فطرت جو ہے وہ اسلام ہے اور فطرت اسلام کا دوسرا نام ہے لامذہبی بھی درحقیقت اسلام ہے
کیونکہ لامذہب بھی درحقیقت کوئی مذہب رکھتا ہے اور وہی اسلام ہے الخ اور وہی عین فطرت
و نیچر ہے جو آدمی نہ کسی مذہب کو مانتا ہو اور نہ کسی اوتار کو اور نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو
مذاہب مین فرض اور واجب سے تعبیر کئے گئے ہین بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو
وہ آدمی کسی مذہب مین نہین ہے اور جو لوگ خدا کے بھی قائل نہین ہین وہ بھی مسلمان ہین کیونکہ
اسکے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا انتہی اسکی تائید مین سید صاحب ابو ذر کی حدیث
کو پیش کرتے ہین کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین اون سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہین ہے کوئی بندہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا پھر اوسی پر مر گیا مگر داخل ہو گا جنت مین
ابو ذر کہتے ہین مین نے عرض کیا گو اوس نے زنا کیا چوری کی ہو فرمایا گو اوسنے زنا کیا ہو چوری کی پھر یہی کہا اور آپ
وہی جواب دیا چوتھی بار مین فرمایا و ان زنی و ان سرق علی رغم انف ابی ذر یعنی اگرچہ زنا اور

چوری کرے اور خاک آلودہ ہونے ناک ابوذر کے یعنی اس بات کو اگرچہ وہ اچھا نہ جانئے
سید صاحب نے اکثر مضامین خلاف عقائد اہلسنت کے اپنی تفسیر مین درج کئے
ہین بلکہ تفسیر لکھنا اونکے ایک سینہ زوری تھی اونکو قرآن احادیث کے ساتھ کوئی ممارست
اور مزاولت نہ تھی یہی وجہ ہے کہ قرآن کے الفاظ مین تصحیف وتحریف بھی کہین کہین کرگئے
ہین ایک مقام اونہون نے اپنی تفسیر مین بیضاوی کی عبارت نقل کی ہے اوسمین بجائے
ذوقوا ما کنتم تعملون کے ذوقوا ما کنتم تعلمون نقل کیا اور اوس کا ترجمہ بھی یہی کیا کہ چکھو جو تم جانتے
تھے حالانکہ صحیح ذوقوا ما کنتم تعملون تھا اور اوس کا ترجمہ یہ تھا کہ چکھو جو تم عمل کرتے تھے پس
نہایت افسوس ہے کہ جس شخص کو قرآن سے اتنی مناسبت بھی نہو کہ غلط آیت لکھکر
اور غلط اوسکا ترجمہ کردے وہ قرآن کی تفسیر کا ارادہ کرے اور تحریف عمل مین لائے
شاید سید احمد خان کی پارٹی کا کچھ اثر ایسا ہی ہے مولوی شبلی صاحب جو مولوی ارشاد حسین صاحب
مرحوم رامپوری کی بھی شاگردی کرچکے ہین سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۶۵ مین لکھتے ہین امام
ابوحنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ خدا نے طلاق کا جو طریقہ بتلایا ہے وہ اس آیت پر محدود
ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمَّا اِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ لِتَسْرِيْحٍ بِاِحْسَانٍ یعنی طلاق دوبار کرکے پھر یا تو
بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یعنی رجعت کرلینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے
مولوی صاحب نے آیت مین ایک عاطفہ یعنی اما اور تسریح پر لام زیادہ کردیا ہے خیر لام کی
نسبت تو کہہ سکتے ہین کہ کاتب کی غلطی ہے مگر اونہون نے اما کا ترجمہ بھی کرلیا ہے
ورنہ صحیح فامساک بمعروف ہے جسکا ترجمہ یہ ہے طلاق دوبار تک ہے پھر دستور کے مطابق
رکھنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کردینا[۱] خطیرۃ القدس مین لکھا ہے کہ فرقہ نیچریہ

[۱] اگر مولوی شبلی صاحب نفظ ترجمہ مین حرف تردید بڑھا دیا ہوتا تو صناعت اور تفسیر معنے کی خیال سے غیر ضروری نہ تھا مگر آیت مین کسی لفظ کا زیادہ کرنا اور اوس کے ساتھ علامت تفسیر نہونا مناسب نہین جن مفسرین نے زبان عربی مین تفسیرین لکھی ہین اونہون نے لفظ اما امساک کے ساتھ نہین بڑھایا کشاف بیضاوی جلالین روح البیان تفسیر ابوالسعود وغیرہ مین اسکا پتا ہی نہین اگر بڑھاتے تو وہ بڑھاتے کہ تفسیرین عربی مین لکھی ہین اس کے زیادہ

ابہی تک اسی پر قانع ہے کہ زبانی دعوت کرتا ہے اور بیان کے ذریعہ سے لوگون کو بہکاتا ہے
ابہی اونکو یہ قدرت اور موقع نہین ملا اور انکی جمعیت اتنی فراہم نہین ہوئی کہ ہتہیار اوٹہا کر اہل اسلام
کے ساتھ کشت وخون کرین کتاب الملل والنحل مولفہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی مطبوعہ
مصر کی جلد اول کے صفحہ ۴۰ مین بعض اہل اہوا کا یہ عقیدہ لکہا ہے کہ انکے نزدیک سوائے عالم محسوس
کے اور کوئی عالم نہین انکا ہر بات مین اپنے ذہن رسا اور فطرت سلیمہ پر جسکو عقل [illegible]
کہتے ہین اعتماد کلی ہے اور اس گروہ کا نام طبعیہ دہریہ ہے اور انہین جو لوگ کسیقدر ترقی
یافتہ ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شریعت اور اوس کے احکام حرام وحلال مصلحت عباد اور
رفاہ بلاد کے لئے ریفارمر لوگون نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کر دیئے ہین اور وہ جن
روحانی چیزون کی خبر دیتے ہین جیسا کہ لوح وقلم عرش وکرسی ملائکہ وغیرہ سو وہ درحقیقت ونکے
خیالات ہین کہ جنکو وہ جسمانی صورتون کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین اور اسیطرح آخرت
کے احوال جنت اور حور وقصور اور نہر ومیوہ جات جو وہ بیان کرتے ہین مقصود عوام کی طبیعتون …
کو رجوع کرنے کی باتین ہین اور اسیطرح دوزخ اور اوس کے عذاب طوق وغیرہ لوگون
ڈرانے کے لئے بیان کرتے ہین کہ اون سے ڈر کر اون امور مصلحت پر کہ جنکا وہ [illegible]
واجب فرض بتایا ہے چلین اور جن نامناسب چیزون سے کہ مصلحت وقت جانکر
منع کیا اور حرام اور مکروہ کہا بچین ورنہ عالم آخرت مین جو کہ عالم علوی ہے صور جسمانی
اور اشکال جسمانی کہان انتہی اس بیان سے سید احمد خان اور اونکے ہم خیالون کی

بقیہ صفحہ ۴۵۹

کرنے کی ضرورت کیا ہے جبکہ حرف فا موجود ہے جلد دوم تفسیر لباب مین ابو حفص عمر ابن عادل حنبلی نے
لکہا ہے کہ حرف فا اس جگہہ تعقیب کے لئے ہے یا شرط کا جواب ہے اور ان دونون وجہون کی تفسیر
معنے کے ساتھ صاحب لباب نے لفظ اما کو نہین زیادہ کیا ہے ۱۲ منہ

نیچری کہلانے کی وجہ معلوم ہوگئی موجودہ زمانہ مین چونکہ سید صاحب نام برآوردہ تھے اسلئے ایسے خیالات والے انہین کے متبع کہلاتے ہین اور مذہب نیچریہ کے بانی بھی سمجھے جاتے ہین اور حق بھی یہ ہے کہ ہندوستان کے اندر انہین کے قلم و قدم کی بدولت یہ عقائد پھیلے ہین سید صاحب نے علیگڈہ مین ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ع یکشنبہ کی رات کو ۱۰ بجے انتقال کیا سید مرحوم کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے تکفیر کا فتوی دیا تھا جسکو مولوی علی بخش خان مرحوم جو اوس زمانہ مین حج کے لئے گئے تھے اپنی ہمراہ لائے تھے اسکی نسبت سر سید ایک موقع پر تہذیب الاخلاق مین کہتے ہین جو صاحب ہماری تکفیر کے فتوے لینے کو مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے اور ہمارے کفر کی بدولت اونکو حج اکبر نصیب ہوا اونکی لائے ہوئے فتوے کے دیکھنے کے ہم بھی مشتاق ہین ؂ ببین کرامت بتخانہ مرا اے شیخ ✽ کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد ✽ سبحان اللہ ہمارا کفر بھی کیا کفر ہے کہ کسی کو حاجی اور کسی کو غازی اور کسیکو کافر اور کسی کو مسلمان بناتا ہے ؂ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ✽ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ✽ سر سید کی اون تصانیف مین جو انہون نے اپنی درمیانی عمر مین کین اور انکی آخری عمر کی زمانہ کی تصانیف مین زمین و آسمان کا فرق ہے آخری زمانہ کی تصانیف مین پرانی تعلیم کے اثرات صاف صاف ملتے ہین اور نیز اونکی آخری عمر مین نشست و برخاست اور بسر زندگی کے طریقون مین بہت سے وہ پرانے رسمین ملتی تھین جنپر تہذیب الاخلاق کے زمانہ مین خاک کے اڑائے گئے تھے وجہ اس کی صرف یہی ہے کہ کمزور ہوجانے کے بعد انسان اپنی سوسائٹی سے مقابلہ کرنیکی ہمت جب نہین پاتا ہے تو اونکو راضی کرنے کے واسطے وہی افعال کرنے لگتا ہے جسکا رواج ہوتا ہے۔

خاتمہ مہدیون کے بیان مین

اہل سنت کی کتب حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم امام مہدی موعود کے ذکر سے ساکت ہین دوسری

طبقہ کی کتابون مین جو اس مضمون کی حدیثین پائی جاتی ہین وہ جرح سے خالی نہین قاضی ابن
خلدون حضرمی نے جو اعتقاد آمد مہدی سے منکر گذرے ہین اپنی کتاب العبر و دیوان المبتدا
والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر مین ان احادیث کو ایک ایک کرکے رد کیا ہے اور
بہت سے علما نے انکا جواب دیا ہے مہدی کے حق مین جو حدیثین آئی ہین باوجود اختلاف
روایات بہت ہین جمہور کے نزدیک وہ مسلم ہین فقط ایک ابن خلدون نے احادیث مذکورہ
مین کلام کیا ہے اونکے ظہور کا ضعف ثابت کیا ہے اولیا کے مکشوفات پر بھی انکی
حق مین جرح کی ہے احادیث مہدی اگرچہ صحیحین مین نہین مگر ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ
حاکم۔ طبرانی۔ ابویعلی موصلی وغیرہ کے نزدیک مسلم ہین بعد بخاری و مسلم کے یہی کتابین معتبر ہین خصوصاً
جبکہ کوئی حدیث کسی باب مین شیخین کے نزدیک نہو تو پھر بھی احادیث کتب سنن وغیرہ حجت
مستقل ہین پس یہ احادیث مہدی کی ایسی ہین کہ بعض تقویت بعض کی کرتے ہین اونکے
لیئے شواہد اور متابعات بھی علیحدہ ہین ان حدیثون مین بعض حدیثین صحیح بعض حسن بعض
ضعیف ہین کافۂ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آخر زمانہ مین ضرور ایک شخص
اہل بیت نبوت سے ظاہر ہوگا جو دین کی تائید کرے گا عدل ظاہر فرمائیگا مسلمان اوس کے
تابع ہوجائین گے اوس کو ممالک اسلامیہ پر غلبہ حاصل ہوگا اوسکو مہدی کہین گے
حضرت عیسی اوس کے سامنے اترین گے دجال وغیرہ علامات قیامت کا ظہور اوسی
کے سامنے ہوگا۔ اب تک بہت سے لوگون نے دعوی کیا ہے کہ ہم مہدی ہین لیکن
بعضون نے تو اس لفظ سے معنی لغوی مراد لیے ہین یعنی مقصود اونکا یہ تھا کہ ہم ہدایت
کرنے والے ہین اسمین تو کچھ گفتگو کی جگہ نہین اور بعضون نے دعوے کیا کہ ہم وہی مہدی
ہین جن کے ظہور کی قیامت کے قریب پیغمبر خدا نے خبر دی ہے اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے
کہ یہ مہدی ابتک پیدا نہین ہوئے مکہ مین ظہور کرین گے۔

شیعہ کے **بعضے** فرقون نے بھی اپنے ائمہ کے مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا چنانچہ

غلاۃ مین سے مغیرہ بن سعید عجلی کی نزدیک جسکا فرقہ مغیریہ کہلاتا ہے مہدی موعود زکریا
بن محمد بن علی بن امام حسین بن علی بن ابیطالب ہین اور وہ زندہ ہین کوہ حاجر مین مقیم ہین
جب حکم ہوگا تو اوس سے برآمد ہونگے اور بعض مغیریہ کے نزدیک خود مغیرہ امام منتظر
ہے اور جناحیہ کے نزدیک عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابوطالب
امام منتظر ہین اور وہ اصفہان مین کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہین عنقریب نکلنے والے ہین اور
کیسانیہ مین سے کربیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ امام منتظر اور مہدی موعود ہین وہ
جب نکلین گے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا - اور اسماعیلیہ اسماعیل بن جعفر صادق
کو مہدی منتظر مانتے ہین اور انہین مین سے قرامطہ کہتے ہین کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق
مہدی ہین اور وہ زندہ ہین اور مبارکیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور فرقہ مہدویہ کا یہ
اعتقاد تھا کہ عبید اللہ جو خلفائے مصر کا مورث اعلی تھا مہدی موعود ہے یہی وجہ ہے
کہ ابو یزید خارجی نے جسکا بیان خوارج مین صفریہ کے ذکر مین گذر گیا قائم محمد پر خروج کیا
اور اوسے اسماعیلیہ دجال کہتے تھے اور امامیہ مین سے باقریہ کے نزدیک مہدی محمد بن
علی باقر ہین اور ناؤسیہ کے نزدیک جعفر بن محمد صادق اور ممطوریہ کے نزدیک موسی بن جعفر
اور فرقہ محمدیہ نے کہا کہ مہدی محمد نفس زکیہ بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن سبط
ہین اور عسکریہ کے اعتقاد مین مہدی موعود حسن عسکری ہین جو دوبارہ دنیا مین آئین گے اور
اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود حسن عسکری کے فرزند محمد ہین اور وہ مرے
نہین بلکہ لوگون کی نظرون سے مخفی ہوگئے ہین اور وہ امام زمانہ ہین اپنے وقت پر ظاہر ہونگے
محمد بن یوسف گنجی نے کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان مین کہا ہے کہ آخر زمانہ تک
زندہ ہین گے فتوحات اسلامیہ مین صواعق محرقہ وغیرہ کے حوالہ سے لکہا ہے کہ بعض
کہتے ہین کہ مہدی حضرت عباس عم رسول علیہ السلام کی اولاد مین سے ہونگے اور بارون
الرشید کے باپ محمد مہدی بن عبداللہ منصور کو مہدی موعود قرار دیتے ہین اور

بات پر استدلال اوس حدیث سے کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ مہدی اولاد عباس عم رسول علیہ السلام سے ہونگے اس محمد مہدی کو اس لئے مہدی خیال کرتے ہین کہ وہ تمام خلفائے عباسی مین بہتر تھا جسطرح تمام بنی امیہ مین سے عمر بن عبدالعزیز بہتر تھے اور اسی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ ایک فرقہ نے عمر بن عبدالعزیز کو مہدی بتایا ہے ممالک ایران مین علی محمد باب نے مہدویت کا دعوے کیا تھا اوس کا بیان فرقہ بابی مین ہو چکا اور محمود بھی اپنی ذات کو مہدی موعود جانتا تھا جسکا ذکر فرقہ واحدیہ مین گذر چکا۔

(۱) ہندوستان مین سید محمد جونپوری نے علانیہ مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا حنفی المذہب تھے ہدیہ مہدویہ مین کتاب مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ و روایات ثقات معتبرین سے یون لکھا ہے کہ محمد جونپوری کی جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین اسید الدین سے کہ شہر جونپور مین انکی والد جنکا نام سید خان تھا رہتے تھے اون سے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہی شیخ موصوف ہین ولادت انکی شہر جونپور مین ۸۴۷ھ ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی اغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک لیکن متاخرین مہدویہ نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور محمد جونپوری کے باپ اور انکے بھائی والے مرگئے تو مصلحت دعوے مہدویت کے محمد کے باپ کا نام بدل کر میان عبداللہ مشہور کردیا بلکہ صاحب شواہد الولایت[۱] نے مان کا نام بھی آمنہ ٹھہرادیا حالانکہ مطلع الولایت[۲] والا کہ اوس سے مقدم ہے اونکی مان کا نام بی بی اغا ملک لکھتا ہے اور کہتے ہین سید محمد اولاد

---

[۱] کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہے ۱۰۵۲ھ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی ہے ۱۲

[۲] کتاب مطلع الولایت تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہے سنہ ۱۰۱۶ھ مین تصنیف ہوئی ہے ۱۲ ۱۲ منہ

ست امام موسی کاظم کی ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کی بارہ پشت
ہین کہ اوسکی تفصیل یہ ہے سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن
سید موسی بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیے بن
سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم حالانکہ سید نعمت اللہ
امام موسی کاظم کے کسی بیٹے کا نام نہہا اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب و عرف ہے اور اونکے
مہدی ہونے کبھی یہ دعوے نکیا کہ میرے باپ سید عبد اللہ تھے کتاب الضافات نامہ کے
باب اول مین لکہا ہے کہ محمد جونپوری سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہے
یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ (یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ موافق ہوگا نام
مہدی کا میرے نام کے اور نام اوسکے باپ کا میرے باپ کے نام کی) اور تمہارے
باپ کا نام سید خان ہے تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ کیا خدا تعالی اسبات پر قادر نہین ہے
کہ سید خان کی بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے
بیٹے کو کیون مہدی کیا اور بعضون کو یون جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے
بیٹے کو کیون مہدی بنایا القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی ہوئی سید خان نے
اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ
مشایخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو اونہین کے حوالے کیا چنانچہ ہمراہ
اپنے برادر کلان میان احمد کی اونکے پاس جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے
تھے چونکہ طبیعت اور ذہن دل پسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ
ہوکر تعقیب کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی
مین دلیر او بے مثل تھے شیخ دانیال جونپوری اور علمائے دانا پور نے انکا لقب اسد العلما
مقرر کیا اباً و اجداداً اونکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے
ہین بلکہ یہ کہتے ہین کہ اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے اونکو ذکر خفی وغیرہ

تک زندہ رہا اور بی بی الہدیتی زوجہ کلان سید محمد کی بہین فوت ہو گئی اور اس کے انتقال کے
بعد سے طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت وغیرہ بدین کے وہان
سے برہان پور کی راہ سے دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ
کی زیارت کر کے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہان احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ
نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت مین بھی آیا اور
معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوس کے جانشین وہی ہوا
اور معتقد اس فرقہ کا تھا اسی واسطے سید محمد کے بعد انکے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام و دلاور
وغیرہ کی گجرات سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی سید محمد کے پوتے سیدان جی
بن محمد بن سید محمد مہدی کو عقد نکاح مین دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا
القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کر کے شہر بیدر پہونچے عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن قصبہ بیدر
اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوئے پھر وہان سے سید محمد گلبرگہ
کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے روانہ ہو کر قصبہ رائے باگ ہوتے
ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ ہوئے
اور بعد طے منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے متعلق
رکن و مقام کے درمیان بیعت کرے گی اسواسطے سید محمد نے بھی اوس مقام مین دعوی
مَنِ اتَّبَعَنِی فَهُوَ مُؤْمِن کا کیا اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا وصدقنا
بول کر جھٹ بیعت کر لی تا کہ یہ ٹوٹکا بھی ادا ہو جائے اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور
سنہ ۹۰۱ھ مین یہ دعوی ہوا تاریخ فرشتہ مین مقالہ سوم کے روضہ سوم مین اسمعیل بن برہان نظام
ثانی کے حالات مین غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ سنہ ۹۰۰ ہجری کے اواخر مین سید محمد جونپوری
نے مہدویت کا دعوی کیا تھا۔ الغرض یہان سے سید محمد حضرت آدم کی زیارت کو گئے
اور کہا کہ بیٹے باوا آدم نے معانقہ کیا اونہون نے مجھ سے کہا کہ خوش آمدی صفا

علما نے مایوس ہو کر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمدآباد میں تھا اطلاع دی بادشاہ نے حکم اخراج
صادر فرمایا چنانچہ وہاں سے بھی نکلکر مع اپنے مریدوں کے جانب ملک سندھ کے روانہ
ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر میں حق پر تھا تو کیوں اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا
کیوں قتل نہ کیا اسواسطے کہ یہاں جاونگا تعلق گردہ کرونگا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرضکہ
وہاں سے شہر جالور میں پہنچے وہاں کے بہت لوگ مرید معتقد ہوئے پھر وہاں سے نگر
[illegible] پہنچے اور وہاں بیان کیا فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا شد وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ شد
وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ شد وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا ماندہ است انشاء اللہ خواہد شد بعد اسکے
وہاں سے روانہ ہوئے اور ملک سندھ میں شہر نصرپور میں داخل ہوئے وہاں سے میاں
سید اور میاں خوندمیر کو گجرات جانے کی رخصت دی اور ایک جماعت کثیر انکے
اصحاب کی اس [illegible] سے بیزار ہو کر ترک صحبت کرکے روانہ گجرات ہوئی
پھر [illegible] رہے کہ تم منافق ہو [illegible] ہو ایک نے بھی نہ سنا اور
سید [illegible] گجرات کا ایسا ہی شکر [illegible] پھر وہاں سے دارالسلطنت
سندھ شہر ٹھٹہ میں پہنچے اور وہاں [illegible] کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگوں نے تصدیق
مہدویت کی جب یہ حال و قال انکا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہاں تک
کہ تھوڑی آدمی سید محمد کے رفقا و اصحاب میں سے مارے فاقوں کے مر گئے سید محمد نے
اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے
القصہ بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ اس درویش کو مع تمام مریدوں کے قتل کرو لیکن دریاخان
امیر بادشاہ مذکور نے اپنی عرض و معروض سے حکم قتل کا ملتوی کروا کے مملکت سندھ سے
نکلوا دیا سید محمد مع اصحاب کے ساتھ خراسان کو روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ قریب
نو سو آدمیوں کے انکے ہمراہ تھے اور ان میں سے تین سو ساٹھ اصحاب و مہاجرین تمام
کہلاتے تھے غرضکہ بعد [illegible] ہمراہی و بربادی افتاں و خیزاں یہ قافلہ وارد قندھار ہوا جب

وہان بھی انکی اسس قیل وقال کا چرچا ہوا حاکم قندہار مرزا شہ بیگ نے حکم کیا کہ سید مہدی کو جمعہ کے روز مسجد جامع مین علماے اسلام کے سامنے حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوس کے دوڑے اور چیرا و تہر آکر بند سید کا پکڑ کر اسس عجلت سے لیجلے کہ جوتا بھی پہننے ندیا اور مریدون نے جب ارادہ ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پہونچی جب سید محمد داخل مسجد ہوے علما وغیرہ نے ہجوم کر کے سخت سست کہنا شروع کیا سید محمد نے تحمل کر کے وعظ بیان شروع کر دیا شہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا اسکے بیان پر فریفتہ ہو گیا اسس سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور سید محمد نے اونکے ہاتھ سے نجات پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی بازپرس پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر سید محمد اور تمام ہمراہیون کے ہتیار چھین لیئے اور گوشہ کمان سب کے سر پر رکھکر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے بعد اس کے امیر ذوالنون حاکم شہر واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال وجواب شروع کیئے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھکر روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیئے چنانچہ علماے مذکورین نے آکر مباحثہ کیا جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر آباد سے اپنے وطن کو واپس گیئے تھے اور میان محمود فرزند سید محمد کہ شہر نہروالہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر تلاش نوکری کے ارادہ سے شہر چاپانیر کو جاکر سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص فراہ کو آئے اور یہ یا ذکر کہ مردم گجرات نے سید محمد کے واسطے میان نعمت کو ہمراہ روانہ کیئے تھے راہ مین میان محمود فرزند سید محمد نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لائین میان نعمت نے کہا کہ مین

پیرانی امانت مین خیانت کرنے نہ دونگا میان محمد نے خفا ہو کر نماز کے واسطے نکلنا
چھوڑ دیا ناچار خوندمیر نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے جو اونکے ہمراہ تھین جب
سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے برآمد ہوئے جب کہ فراہ پہونچے
مسئلہ امانت مین سید محمد نے طرفداری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا مثل گجرات کی یاد نہ تھی
کہ ڈھکٹ کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اس کے سید محمد نے وہ امانتین میان
نعمت سے طلب کین اونسنے جواب دیا کہ طالبان خدا کہ اثنائے راہ سے آپکی طرف
روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا سید محمد نے کہا کہ ان لوگون کو کس نے طالب خدا
بنایا یہ کلام سنتے ہی طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ جنکا لقب
مقراض بدعت ہے جوش مین آکر سید محمد کی صحبت سے بیزار ہو کر مع اہل وعیال
روانہ ہوئے سید محمد نے ایک گوجری مثل بولکے اونکی فہمایش کی کہ تو مجھہ لوڑ نہ تور
سہاگن ہون جھہ تور ہار یعنی مجھکو چاہ نچاہ مین تیرا چاہنے والا ہون اور بہت دلاسا
کرکے واپس لائے چنانچہ تفصیل اوسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہے اور فرزند
مذکور کے حق مین کہا کہ جسکا پوت ہو کر آوے اوسی کا ہے خوشی ہوئی غرضکہ ان
لوگون کے آنے کے بعد سید محمد چھہ مہینے اور زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے
ہے اور اکثر بشارات واشارات اپنے اور اپنے مریدون کے فضائل مین انکی صحبت
مین بیان کئے ہین القصہ بعد نو مہینے کے ترسٹھ برس کی عمر مین مقام فراہ مین پنجشنبہ
کو ۹۱۰ھ ہجری مین انتقال کیا کہتے ہین انتقال سے پہلے جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ نماز
وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی کیونکہ حضرت رسالت پناہ نے بھی قبل رحلت
بعد نماز جمعہ کے وتر ادا کئے تھے شواہد الولایت کے باب ۲۵ مین لکھا ہے کہ سید
محمد بروز انتقال اپنی زوجہ بی بی بون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین میخین واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کی گاڑی تھین جب اون میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک

بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس روز حسب
ساباط میں پہونچا فرمایا کہ مجھکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی ملکان وہان حاضر
تھی اوس نے عرض کیا کہ آپ پر سختی ہے اور مین خود یہان حاضر ہون اور مین نے
اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہین رہو اور یارون نے بہی یہی مضمون بکمال اصرار عرض
کیا میران نے جواب دیا کہ خوب ہے تمنے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالے
نے حکم کیا ہے کون شخص بخش سکتا ہے بعد اوس کے پھر دو تین بار بی بی ملکان
وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نہ کیا اور کہا کہ برادر لوگ ہماری
رعایت کرتے ہین اور شرع محمدی کی رعایت نہین کرتے ۔ الغرض نماز اور بی بی ملکان
کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پہونچایا انتہی الغرض انتقال کے بعد سید محمد کے جنازہ
کی نماز پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑہکر ایک جگہہ مین کہ فراہ اور موضع رح کے درمیان ہے
دفن کیا اور میان اللہ دین حمید نے سب کے سامنے چند مرثیئے قبر پر پڑہے کہ اوسمین
یہ شعر بھی تھا ع فضلش کہ جمیع بہ میر شد از خدا ؛ بادا بروز حشر شفاعت گر از خدا ؛ اور
۹۸۰ھ مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن یکان سلطان حاکم فراہ
نے اوس کی تکمیل کی غرضکہ بعد وہم کے میان خوندمیر اپنے وطن گجرات کو چلا گیا
اور نہر والہ مین متوطن ہوا اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا
تو قصبہ سلطان پور مین آکر رہا اوس نے اپنی اس تعجیل معاودت کا یہ عذر بیان کیا تھا کہ
میران کی روح نے مجھکو کہا ہے کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے
ایکسال فراہ مین صبر کر کے کہا کہ مجھکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے
وہ بھی گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوا اور خوندمیر بھی اوس کے قرب وجوار
کے واسطے موضع بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلہ پر بھلوٹ سے متوطن ہوا
پھر وہان سے موضع جھنجھی واڑہ مین رہا اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین سید

مہدی جونپوری کی رجوع ہوئی اس سبب سے اسکا شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق سنگی تعجب
مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم ہوئی بھاری زنجیر پاؤن
مین ڈلواکر قید کیا اکتالیس روز کے بعد راجے سون دیلے مرادی خواہر ان
بادشاہ کی سفارش سے کہ میران کی معتقد تھین رہائی پائی لیکن زخم زنجیر سے پاؤن
سڑ گیا اور اڑہائی مہینے کے بعد اسی وجہ سے پچاس سال کی عمر مین سنہ ۹۱۹ھ مین اپنے
والد کی وفات سے نو برس کے بعد مقام پھلوٹ پٹن تعلقہ کے بعد انتقال محمود کے
میان خوندمیر فرقہ مہدویہ کا رئیس ہوا اس نے دعوت اس مذہب کی شروع کی
عوام الناس اسکے مسخر ہونے لگے ستائیس بار مقامات سے اسکو مہم کیا گیا
سلطان مظفر گجراتی نے انکی زیادتی کا حال سنکر کچھ فوج اس فرقہ کی تباہی کے لیے عین الملک
کی ماتحتی مین موضع کھانیل کو بھیجی لشکر بادشاہی نے اس قوم کے تمام مکانات جلا دیے
ساٹھ سوار اور پیاس پیادونکی جمعیت سے مہدویہ نے مقابلہ کیا اکتالیس آدمی انکے کام
آئے اور احمد میر زخم تبر سے نابینا ہوگیا شرف الدین مہدوی کہی اسی سواروں کے ساتھ
انکی مدد کو آگیا تھا تمام مہدویہ مع اصل و کمک کے کھانیل سے موضع سدراسن کی
طرف چلے گئے فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین پہنچکر جنگ دوم
مین میان خوندمیر اور اونکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ
آدمیون کو قتل کیا یہ واقعہ سنہ ۹۳۰ھ مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے منہ
سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ
عَلَی السَّمٰوٰتِ الآیۃ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے مراد
میان خوندمیر ہین گو کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا
لیکن مہدویہ اپنے ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے
چنانچہ سنہ ۹۵۲ھ مین شیخ علی متقی نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب

سے کے نکہ معظمہ سے بادشاہ گجرات کے پاس بھجوائی کہ یہ مہدویہ کافر ہوگئے ہین اگر یہ لوگ
اس مذہب باطل سے توبہ نکرین تو انکو قتل کرنا بادشاہ اسلام پر واجب ہے شاہ مظفر بادشاہ
گجرات نے فتووں پر عمل کرکے گیارہ آدمیوں کو پکڑکر قتل کیا اور شاہ نعمت
خلیفۂ مہدی سے گرفتاری کے عوض مین سید علی فرزند مہدی نے اپنے آپ کو گرفتار
کرادیا اور مقتول ہوا اور شاہ نعمت موضع لوہ گرمین معہ سولہ آدمی ہمراہی کے مارا گیا اور
ملک الہداد اور خوندمیر کے شکست پانے کے بعد سدراسن سے نکلکر رفتہ رفتہ ملک
ماڑواڑ مین پہونچکر موضع پاڑکر مین دائرہ باندھکر رہنے لگا وہان اسقدر مہدویہ پر سختی پیش
آئی کہ انکے رفقا فاقون کے مارے مرنے لگے لیکن اسمین ہر ہر شخص اپنے اپنے
احوال و مقامات باطنیہ کا بیان و دعوے کرتا رہتا تھا یہ لوگ اسیطرح ملک بملک
متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دام زہد و ترک کا کہ مقبول خاص و عام ہے بچھاکر خلق
کو اپنی تسخیر مین لاتے رہے اور رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبر آباد کے حضور مین بھی
پہونچا چنانچہ منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ سلیم شاہ بن شیر شاہ کے
عہد مین شیخ علائی بن حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے شیخ عبد اللہ افغان نیازی کی ہدایت سے
طریقۂ مہدویہ اختیار کرلیا اور سید محمد جونپوری کی مہدویت کا قائل ہوگیا یہ شخص بیانہ
مین رہا کرتا تھا اور اسکی بدولت صدہا آدمی اس طریق پر آگئے شیخ علائی نماز کے
وقت قرآن کی تفسیر کیا کرتا اور ایسے پر اثر معانی بیان کرتا کہ اوسکی مجلس مین جوق
جوق مسلمان حاضر ہونے لگے اور جو اسکے پاس حاضر ہوتا وہ یا تو بالکل اہل و عیال
سے قطع تعلق کرکے پیشہ اور مال و اسباب چھوڑکر مہدوی ہوجاتا یا گناہون سے
توبہ کرکے سید محمد جونپوری کی مہدویت کا معتقد ہوتا اور جو کچھہ دھندا کرتا اوس مین سے
دسوان حصہ اللہ کی راہ مین نکالتا اسطرح کی بہت سی آدمی جمع ہوگئے کہ باپ بیٹے
سے بیٹا باپ سے جورو خاوند سے بھائی بھائی سے چھوٹ گئے اور فقر و فنا کا

کا طریق اختیار کر لیا شیخ علائی کو جو کچھ نذر و فتوح میں حاصل ہوتا سب کو اوس میں علی السویہ
شریک کرتا اور اگر کچھ نہ ملتا تو یہ لوگ دو دو تین تین روز تک فاقہ سے بیٹھے رہتے مگر
کسی سے سوال نہ کرتے اور شیخ علائی ہتیاروں سے ہر وقت مسلح رہتا گلی کوچوں میں پھرتا
کسی مسلمان کو نامشروع کام کرتے دیکھتا تو اول ملائمت سے سمجھاتا جب نہ مانتا تو سختی
سے پیش آتا جو حکام وقت اوس کو اپنا مقتدا سمجھتے اوس کی مدد کرتے جب یہ
سختی بہت بڑھ گئی اور فساد پیدا ہونے کا احتمال ہوا تو شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو سفر حجاز
کے لئے آمادہ کیا اور تین سو ستر خاندان اوسی بے سروسامانی کی حالت میں ہمراہ ہوئے
خواص پور واقع سرحد جودھپور میں یہ قافلہ پہونچا تو خواص خان نے استقبال کیا اور معتقد ہو گیا
لیکن تھوڑے عرصہ میں مذہب مہدویہ کی برائی اوس پر ظاہر ہو گئی شیخ علائی نے یہ
بات سمجھ کر خواص خان سے تعلق توڑ دیا اور یہ بہانہ کرکے کہ امر معروف اور نہی منکر میں
میری اطاعت نہیں کرتا اوس سے رنجش ظاہر کرکے خواص پور سے اپنا قافلہ اوٹھا دیا
اور حج کا عزم فسخ کر کے بیانہ کو واپس چلا گیا سلیم شاہ اون دنون آگرہ میں مقیم تھا شیخ علائی
کا دل سے آرزومند [illegible] دربار میں طلب کیا جب شیخ دربار شاہی میں داخل ہوا تو آداب شاہی بالکل
ترک کر کے صرف سلام علیک مسنون طریق پر کہا سلیم شاہ نے [illegible] جواب دیا علیک السلام
مقربین [illegible] سخت ناگوار گذری ملا عبداللہ سلطانپوری [illegible] مخدوم الملک نے شیخ علائی
کی مخالفت کی اور اوس کے قتل کا فتوے بھی دیدیا اور [illegible] کہا کہ یہ شخص
خود بھی مہدویت کا مدعی ہے سلیم شاہ نے میر رفیع الدین انجو اور ملا جلال بھیم [illegible] دانشمندان
ملا ابوالفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کرکے اس قضیہ کی تشخیص [illegible] کے حوالہ کی سلیم شاہ کی
حضور میں مجلس مباحثہ منعقد ہوئی شیخ علائی علما سے مغلوب ہو گیا [illegible]
قرآن کی آیات کے معانی بیان کرنے لگا کہ اس کی تقریر نے بادشاہ کے دلمین
اثر کر لیا اور بادشاہ نے شیخ سے کہا کہ اگر تم اس دعوے باطل مہدویہ کو ترک کر دو تو مین تمکو

اپنی تمام قلمرو کا محتسب بنا دون اور تم اب تک میرے بے حکم امر معروف کرتے رہی
محتسب ہو جانے کے بعد میرے حکم سے یہ کام کروگے مگر شیخ نے سلطان کی بات
کو منظور نہ کیا سلطان نے اوسے قتل کرانا چاہا دکن پر ایک شہر ہے ہنڈیہ وہان
بھجوا دیا وہان کا حاکم بہادر خان سلیم شاہ کے امرا مین سے تھا تمام لشکر سمیت شیخ علائی
کا معتقد ہو گیا مخدوم الملک نے کہا بات کو ایک برے پیرایہ مین بادشاہ سے عرض
کر کے شیخ علائی کو وہان سے واپس طلب کرایا اس مرتبہ بھی سلیم شاہ نے علما کو جمع کیا
اور اس قضیہ کی تشخیص مین بہت کچھ توجہ کی مخدوم الملک نے بادشاہ سے کہا شیخ علائی
خود بھی مہدی ہونے کا مدعی ہے اور مہدی تمام روئے زمین کے بادشاہ ہونگے سارا
لشکر آپکا اور آپکے اکثر عزیز بھی در پردہ اوس کے معتقد ہو گئے ہین آپکی سلطنت مین فتور
پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے مگر بادشاہ کا مزاج شیخ علائی کے قتل پر آمادہ نہوا بہار مین شیخ
بڑہ ایک نہایت دانشمند شخص رہتا تھا شیر شاہ اوس کا بڑا معتقد تھا یہانتک کہ اوس کی
جوتی اپنے ہاتھ سے سیدہی کرتا تھا سلیم شاہ نے شیخ علائی کو اوس کے پاس بھیجدیا کہ
جو کچھ اس کے حق مین شیخ بڑہ لکھدے وہ کیا جائے شیخ بڑہ نے بھی مخدوم الملک کے فتوی
کی تقلید کی اس زمانہ مین مرض طاعون کا بڑا زور تھا شیخ علائی بھی اس مرض مین مبتلا ہو گیا جب
بادشاہ کے حضور مین شیخ بڑہ کے فتوے کے ساتھ پیش ہوا تو اسوقت بولنے تک کی
اس مین طاقت نہ تھی سلیم شاہ نے آہستہ اوس کے کان مین کہا کہ اگر تم میرے
سامنے یہ کہدو کہ مین مہدوی نہین ہون تو مین تمکو رہا کردون مگر اوس نے نہ مانا سلطان نے
حکم دیا کہ اس کے کوڑے مارو تیسری کوڑی مین اوسکی جان نکلگئی یہ واقعہ سنہ ۹۵۵ ہجری کا ہی
جمال خان مہدوی کی ہدایت سے نظام شاہی خاندان کے چھٹے بادشاہ اسمٰعیل بن برہان
نظام شاہ ثانی نے بھی یہ مذہب اختیار کر لیا تھا فرقہ مہدویہ کو اسوقت مین بڑی رونق ہو گئی
تھی انکے کارنامے تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم کی روضہ سوم مین مفصل مندرج ہین علاقہ

سے جسے پھر کہ جسکو ڈھونڈار کہتے ہین وہان اس قوم کی آمد کی ابتدا یون ہوئی کہ امرائے افغان
کابلی کو اطراف مین سلاطین لودی اور شیرشاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین
اکبر شاہ نے شیرشاہ کی طرفداری کی وجہ سے اونکا اخراج کیا یہ لوگ مغلوب ہوکر گجرات
کو چلے گئے اور وہان علمائے مہدویہ زد و کشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکی پناہ
مین آئے جب اختلاط پیدا ہوگیا کچھ افاغنہ نے یہ مذہب اختیار کرلیا اور کچھ اپنے تسنن پر
باقی رہے جب ان پٹھانون کی صفائی راجہ بیجے پور نے اکبر سے کرادی تو یہ لوگ لوٹ کر جیپور
کے علاقہ مین آگئے لیکن مذہب مین ویسے ہی دو رنگ رہے چنانچہ ابتک وہی رنگ
ہے کہ مہدوی [illegible] چند فرقے ہین اور دوسرے فرقے قوم بنی وغیرہ مہدوی
ہین ان دیہات سے علاوہ دکن مین بھی مہدویہ جابجا باکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت
بھی ہین سرنگاپٹن مین سلطان ٹیپو کے پاس بھی بہت سے افغان مہدوی نوکر تھے ایکبار
عدول حکمی کرنے پر فوج سلطانی کے ہاتھ سے کئی سو مارے گئے باقی وہان سے نکلوائے
گئے سردار خان غرض سے زئی مہدوی ملازم باجی راؤ والی پونا نے خلاف حکم اپنے آقا کے
چھاؤنی انگریزی پر حملہ کیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا باجی راؤ کو انگریزون نے ۱۲۳۲ھ
مین گرفتار کرکے بٹھور پہونچا دیا پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر
مہدوی حیدرآباد دکن مین آگئے اور وہان وہ کثرت اور عزت راجہ چندو لعل پیشکار کی بدولت
پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بتفاوت بیش قرار نوکر ہوئے بعضے دولتمند انکے
گروہ مین [illegible] ہوئے اور یہان اپنی کثرت و ثروت کے غرور مین مقدمات مذہب مین ہر ایک
سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی یہانتک کہ ۱۲۳۷ ہجری مین مولوی عبدالکریم کو بحث
[illegible] جمع ہوکر مہدیون
کے مکانون پر یورش کی اور فساد نے اتنا طول کھینچا کہ شام تک بہت سے مہدوی اور سنی
باہم لڑ کر مارے گئے نواب سکندر جاہ مسند نشین تھے اونہون نے انگریزی فوج کی مدد سے

انکو ملک سے نکالدیا دربدر شہر بشہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرنے لگے ایک مدت دراز اسیطرح گذری اور نواب سکندر جاہ کا انتقال ہوا اور نواب ناصر الدولہ مسند نشین دولت آصفیہ کی ہوئے اور بسبب انقراض عہد اور بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض وطیش کم ہوگیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین نذرانے اور رشوتین دے دیکر ایک ایک دو دو مہدوی آکر گھسنا شروع ہوئے اور راجہ کی نظر عنایت سے پھر انکا جماؤ ہوگیا۔

مہدویہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین ایک صدیق تھے تو میران کے دربار مہدویت مین دو تھے سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفائے راشدین چار تھے تو یہان پانچ تھے سید محمود خوندمیر میان نعمت میان نظام میان دلاور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ تھے پانچ مذکورین اور باقی کے نام یہ ہین امین محمد اور ملک معروف اور عبد المجید اور ملک جی اور یوسف اور ملک گوہر اور ملک برہان الدین اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چوہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدۂ خوندمیر پر ہے ناجی ہے باقی غیر ناجی اور سید محمود پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدلہ مہدی بھی کہتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اونکے بدلے مین اونہون نے کیا اوس کو خنگ بدر ولایت کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہے اور انکے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسۂ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا پنج فضائل مین منقول ہے اور اونکی مان فاطمۂ ولایت ہین اور مہدی کی سب بیبیان امہات المومنین ہین اور مہدی کے نواسے سید محمود نامی کو حسین ولایت قرار دیکر امام حسین شہید کربلا علیہ السلام کی برابر یا اون سے بہتر جانتے ہین اور سید محمود کی شہادت اسطرح تراشی ہے کہ ایکروز سید محمود بعد نماز تہجد کے جانماز

پر بیٹھا تھا کہ یزید کی روح کتے کی صورت مین وہان داخل ہوئی محمود نے اپنے ہاتھ سے اوسکو ہانکا اوس نے اوس کے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوس کے درد سے ۴۴ روز کے بعد پندرھوین محرم کو انتقال کیا جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہے شاید ایسا ہوا ہوگا کہ محمود کے کسی کتے نے کاٹا ہوگا اور یہ اوس کے زخم سے مر گیا حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنے کے لیے یزید لعنت تھا محمود کربلا کا بانی لیا مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تصدیق مہدویت سید محمد جونپوری کی فرض ہے اور انکار انکی مہدویت کا کفر ہے اور ۹۰۵ ہجری سے کہ اونہون نے اس سنہ مین دعوی مہدویت کا کیا تھا اسطرف جسقدر اہل اسلام عالم مین گذرے ہین اور گذرین گے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین مسلمان صرف مہدوی ہین اور سید محمد اگرچہ داخل امت محمدی ہین لیکن افضل ہین امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان ذوالنورین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے اور سید محمد جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیا مرسل سے افضل ہین اور سید محمد جونپوری اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پورے تابع تھے لیکن رتبے مین دونون برابر ہین دونون مین سرمو کمی بیشی نہین جو احادیث رسول خدا کی اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسے ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن سید محمد کے بیان واحوال سے مقابلہ کرکے دیکھنا مطابق اونکے احوال کے ہوین تو صحیح جاننا ورنہ غلط اور سید محمد بالذات مفترض الطاعت ہین اور سید محمد کے قول مخالف بدیہیات بھی حق جاننے کی قابل ہین اگر وہ سنگریزے کو جواہر بے بہا کہین تو بھی حق ہے اور سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو شخص تو پوری مسلمان ہین اور سوائے انکے حضرات انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین چنانچہ پنج فضائل مین ہے کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوین گے پورے مسلمان ہو جاوین گے

اب آدھے مسلمان ہین اور مہدویہ کے نزدیک تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہے اور
اوس کی انکی اصطلاح مین یہ معنے ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیائے
بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات آدم سے اس دم تک سید محمد کے حضور مین
پیش کیجاتی ہین اور یہ انکا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالیٰ کا اون ارواح کو
حکم ہوتا ہے کہ تسے جس خزانہ سے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو
اور جو شخص یہان مقبول ہو وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہان مردود ہو وہ عند اللہ
بھی مردود ہو اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہے اور جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم
دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہے مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق
سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہوکر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار
کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہووے ایسے شخص کے حق مین بھی مہدی
نے حکم ایمان کا کیا ہے چنانچہ عقیدہ خوندمیر مین جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد کہتے
ہین مذکور ہے غرضکہ یہ چار ترتیب کے لوگ مومن ہین اور باقی سب انکے نزدیک کافر ہین اور
مہدی کا قول ہے کہ تین پہر خدا کا ذکر کرنے والا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک
ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل
ہے پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہے کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب
مین یاد الٰہی متعذر ہے اور انکے عقاید سے یہ بھی ہے کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال و
صالح ہون مگر اوسمین مشغول رہنے والا بلکہ اوس کا ارادہ رکھنے والا کافر ہے جیسا کہ
انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہے
چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور
اوس ارادہ مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہے اگر کوئی شخص اوس کے ساتھ صحبت

رکھی یا اوس کے گھر کو جاوے یا اوس کے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آن سے نہین
ہے اور آن محمدی سے نہین ہے اور آن خدا سے نہین ہے انتہی اور انکے نزدیک
ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی
چنانچہ شواہد کے باب سی و سوم مین مرقوم ہے اور جو شخص کہ اس ہجرت و صحبت کو بجا
نہ لاوے وہ منافق ہے مہدویہ کے نزدیک مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی
اور کام اور مقصود ایک ہے جیسا کہ شواہد کی تیرہوین باب مین لکھا ہے اور انکے نزدیک
سید محمد علم و عمل دونون مین معصوم ہین ہر ایک عمل اور بیان مہدی کا اللہ کی تعلیم سے جاننا
اور اونپر احکامات تازہ بتازہ نو بنو خدا کی طرف سے اترنے کا یقین رکھنا انکے نزدیک فرض
ہے پس اگر کسی مجتہد یا مفسر کا قول موافق حکم و بیان مہدی کی نہووے تو وہ قول خطا ہے
اور احادیث احاد مین سے جو حدیث انکے قول و فعل کے مخالف ہو تو وہ نبی صلی اللہ علیہ
و سلم سے نہین بلکہ کسی راوی کی غلطی ہے غرضکہ سید محمد کے افعال و اقوال سب معصوم
ہین اور عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ و تاویل بھی درست ہے یہان تاویل و توجیہ مطلقا کفر ہی
چنانچہ آخر رسالہ فرایض سے معلوم ہوتا ہے سید محمد نے سواے نمازون فرض
کی ایک اور نماز ششم فرض ٹھہرائی ہے کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رمضان کا ہے اور
سواے زکوٰۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہے
یعنی اللہ تعالے نے زکوٰۃ باین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولہ
چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہوکر
ایک سال کامل اس پر گذرے تب چالیسوان حصہ اسکا فقرا کو دینا اوس پر فرض ہی
اور سید محمد نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب کسی قدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوس
کا دسوان حصہ خیرات کرنا اوس پر فرض ہے یہ عبادت مالی ہے برابر زکوٰۃ کے چنانچہ کتاب
زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن اسحق بن عبد الحی مہدوی مین مذکور ہے غرضکہ یہ

عشر وہ عشر نہین ہے جو کہ محاصل زمین سے شرع مین مقرر ہے بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہے اور دوگانہ مذکور السابق کے فرض ہونیکی کیفیت سید مصطفےٰ مہدوی نے اپنی کتاب تالیف ۱۲۸۲ھ مین لکھی ہے کہ رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھو جب اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتین حور و قصور کے ساتھ آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے فرمایا کہ یہ شب قدر ہے اللہ تعالی کا حکم ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون اے سید محمد اسوقت مین دو رکعت نماز پڑہا کر جیسا کہ حضرت آدم نے نماز فجر پڑہی تھی۔

اور ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑہی تھی۔ اور عیسیٰ نے نماز مغرب پڑہی تھی اور موسی نے نماز عشا پڑہی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر پڑہی تھی اور تو اے سید محمد شب قدر مین اس نماز کو پڑہا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کرکے نماز دوگانہ ادا کی رکعت اول مین سورہ ضحیٰ اور رکعت دوم مین سورہ قدر پڑھکر بعد ادائے نماز یہ دعا پڑہی اللھم احینا مسکینا و امتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامة فی زمرة المساکین ٥ برحمتك یا ارحم الراحمین اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللھم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه برحمتك یا ارحم الراحمین مہدویہ مین وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہے آنحضرت کے وقت سے آجتک تمام اہل اسلام اسپر متفق ہین مطلقا ممنوع و موقوف ہے مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سید محمد خاتم الولایت ہین جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الولایت ہین اسی لئے مہدیکو خاتمین بصیغہ تثنیہ کہتے ہین اور انکے نزدیک عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق خدا کی نہین ہین بعضے انمین سے کل وجہ سے غیر مخلوق ہین جیسے جوہر اول اور روح حقیقی اور ولایت محمدی اور تمام کتب اور صحائف اور بعضے من وجہ مخلوق اور من وجہ

غیر مخلوق ہین اور ایسی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری ہین انکے سوا جو کچھ ہی
وہ مخلوق ہے جیسا کہ رسالہ جو سہ نامہ مین مذکور ہے شواہد الولایت کی ستیسوین باب مین
لکھا ہے کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالے کا ہوتا ہے کہ اولی الالباب
الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم الآیۃ اے سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ
کی شان مین ہے پھر کہا میران نے جیسا کہ قوم موسے کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا
خطاب نصارے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہے ہماری قوم
کا خطاب اولوالالباب ہے انتہی اور ستر ہوین باب مین لکھا ہے کہ میران نے دعوی
کیا کہ حق تعالے سے مینے معلوم کیا کہ قرآن مین اٹھارہ آتین بعضے حق ذات
مہدی مین اور بعضی اونکے گروہ کے حق مین ہین اور وہ مہدی مین ہون سیندرہوین باب
مین لکھا ہے کہ میران نے خوندمیر کو کہا کہ تمہاری خبر حقتعالی نے اپنے کلام مین دی ہے
چنانچہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ سے مراد سینۂ خوندمیر ہے فیہا
مصباح سے مقصود تجلی حقتعالی ہے المصباح فی زجاجۃ سے مطلوب دل خوندمیر ہے
اور الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد شجرہ ذات سید محمد ہے کہ
چوتھے آسمان پر میرا نام سید مبارک ہے تنبیہ الغافلین مین ملا علی قاری کہتے ہین
کہ سنا گیا ہے کہ مہدویہ اپنے جھونپڑے برابر برابر بناتے تھے اور ہر ایک جھونپڑے
مین روزن ہوتا تھا تا کہ ہر ایک شخص دوسرے شخص کے افعال پر مطلع ہوتا رہے یہانتک
کہ اگر ایک مہدوی اپنی عورت سے صحبت کرتا تو دوسرا اسے دیکھتا رہتا اور اس تانک
جھانک کو یہ لوگ برا نہین جانتے تھے انکا قول یہ تھا کہ ہم سب مرد آپسمین بھائی ہین اور ہماری
عورتین باہم بہنے ہین ہمارا آپسمین دیکھنا کچھ برا نہین انتہے۔ میان نعمت و خوندمیر
نے خلاف آیات قرآن کے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اوس کے وارثون کو نہ دیکر مہاجرین
اغنیا پر بالسویہ تقسیم کرنا چاہیے چنانچہ انصاف نامہ کے باب ہشتم سے ظاہر ہے

سید محمود ہین خوندمیر کہ مہدی جونپوری کے نواسے اور مہدویون کے خاتم مرشد اور
تعیین ولایت ہین انصاف نامہ کے باب ہفدہم مین لکھا ہے کہ انہون نے معاملہ
مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
کہ حساب خلق کا کرو اونہون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس خوندمیر
حساب تمام عالم کا کرتے ہین ایضا اوسی باب مین لکھا ہے کہ ثانی میان محمود نے
دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مین نے اس عالم سے عروج کیا اور عرش کرسی سے گذر گیا
وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالے کے سامنے بعض اصحاب مہدی کی اپنے سر کے
بال کھولے ہوئے ناچ رہے ہین اور دست کمین بجا رہے ہین اوس جگہہ جو کچھہ رسول خدا
کو دکھلایا تھا مجھکو بھی دکھلایا کقولہ تعالی ولقد راٰہ نزلۃ اخرے الے ملخصا انتہی
اسیطرح انکے نانا مہدی نے بھی دعوے کیا تھا کہ ایکرات ثلث شب کے وقت
یہ بندہ مع سید سلام اللہ کے افلاک پر چڑھتا چلا گیا اور قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا
اور یہ عبارت وحی ہوئی یرضی عنک الرحمن انک ماحی البدعۃ والطغیان ومحی السنن والایمان
من یراک لہ الامن والامان ومن آمن بک حب علیہ الغفران ومن اٰذاک حقت لہ
النیران سید مصطفے نے اپنی کتاب اثبات مہدویت مولفہ سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین طول طویل
عبارت مین اس معراج کا حال بیان کیا ہے سید محمد جونپوری کو جو وحی ہوتی تھی وہ
کبھی عربی زبان مین ہوتی تھی کبھی ہندی مین اور کبھی گجراتی زبان مین منجملہ اونکے ایک
یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا تھا اے سید محمد دعوے مہدویت کا کھلا کہو وے تو
کھلا نہین تو ظالمان مین کا کرون چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہے اور اونکی
وحی ادعائی مین سے یہ عبارت عربی بھی ہے جو ابتدائی رسالہ ام العقائد مین لکھی ہوئی ہے
قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم قل انی عبد اللہ
تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ

دلشریعت والعصران پنج فقہ مائل مین لکھا ہے کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم و مہدی نوری ہاتھی
پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود اہوگا اور گرد اوسکے انبیاء و رسل اولوالعزم اور اولیا
و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے ہونگے اور دلالت اس ہاتھی کی
اسقدر لمبی ہونگی کہ اوسپر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرضکہ میدان حشر مین کہ خلق اپنے
حال مین مبتلا ہے گشت کرکے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اور جلوہ ساتھ بی بی مریم اور
بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اس کے مقامات مین آکر دونون شفاعت کرینگے۔

شواہد الولایت کی چوبیسوین باب مین کہا ہے کہ مہدی نے کہا ہے کہ مجھکو حق تعالی نے
تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہے اور اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت
مین لکھا ہے کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے
کی برابر فرمایا ہے اور اوسپر یہ اصل حدیث بیان کرتے ہین هُمْ اِخْوَانِیْ بِمَنْزِلَتِیْ
یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور تعجب یہ ہے کہ مہدویہ دعوے تسویہ یعنی
برابری مہدی کا حضرت خاتم المرسلین کے ساتھ ہی کرتے ہین۔

(۲) سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیا مغلوب الحال سے ہین اونہین ایک گروہ مہدی موعود
جانتا ہے حالانکہ صاحب معارج الولایت کہتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک روز
حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ انت مہدی یعنی تو مہدی ہے
انہون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے آخر جب
حج کو چلے اثنائے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی باین معنے ہون کہ ہدایت یافتہ ہون
رہنمائے خلق مین طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس دعوے سے
باز آکر مریدون اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا
باقی مریدون کو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پائی بعد اوس کی
ہمراہیون نے غائبون کو یہ خبر پہونچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد

پیدا ہوئے ہے۔ (۴) ملا علی قاری اپنے اوس رسالہ مین جو اونھون نے سنہ ۹۶۵ ہجری
مین مہدی موعود وغیرہ کے باب مین مکہ مین لکھا ہے کہتے ہین کہ ایک شخص نے جسے
اویس کہا کرتے تھے سلطان بایزید کے عہد مین روم مین مہدویت کا دعوے کیا اسکے
اسّی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجھکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون
تم بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو جو کچھ تمپر ظاہر ہو میرے سامنے بیان کرو خلفا
ایکمدت تک متوجہ رہکر اس کے پاس آئے اور کہا ہمپر یہ ظاہر ہو گیا کہ تم حق پر ہو جب سلطان
کے حضور مین یہ واقعہ عرض کیا گیا سلطان بڑا دیندار تھا اوس نے سنکر کہا بہتر ہے تم
اگر خروج کرو مین تمہارے ساتھ موجود ہون اور تمہاری ہر طرح مدد کرونگا بعد چند روز کے
جب باطن کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطان تھا اوس
عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا۔

(۵) سلطان محمد چہارم کے عہد مین سنہ [illegible] ہجری مین ایک مسلمان نے کردستان مین مہدی
موعود ہونے کا دعوے کر کے ہزارون کردون کو اپنا معتقد بنا لیا اور اوسی زمانہ مین
ایک یہودی امام سباتھائی نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کر کے یہودیون مین عام تحریک
پیدا کر دی تھی اور اس اجتماع غریب سے عام مسلمانون کو قرب قیامت کا یقین ہو گیا
احمد کوبرلی وزیر اعظم نے مسیح کاذب کو گرفتار کر کے قید خانہ مین بھیجدیا سلطان نے سباتھائی کو
کہا کہ اگر تو تائب ہو کر مسلمان ہو جائے تو مین تیرے جرم سے درگذر کر جاؤنگا سباتھائی
بڑی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ کردستان کے مہدی صاحب کا حشر بھی بعینہ مسیح صاحب
کی برابر ہوا موصل کے پاشا نے سباتھائی کے مسلمان ہونے سے چند ماہ بعد اوسی
گرفتار کر کے سلطان کی خدمت مین بھیجدیا ظل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ مہدی
آخر الزمان کے دعوے سے دست بردار ہو گیا مگر چونکہ اوس نے سلطان کے
سوالات کے جواب نہایت معقولیت اور عقلمندی سے دئے سلطان نے خوش ہو کر

اوس کی خطا معاف کر دی اور سید موعود یا مسیح موعود کی طرح اوسے بھی اپنی ملازمت مین لیکر
خزانہ سلطانی کے محافظین مین داخل کر دیا۔ اور تاریخ بہادریہ مین مذکور ہے کہ ازبک
نامی ایک شخص نے بھی جھوٹے دعوے پر اپنا لقب مہدی کہلا مشہور کر کے پہاڑون کی طرف نکل کر
ایک بڑی جماعت کو اپنا تابعدار کیا آخر اوس پر [illegible] سے امیر احمد خان [illegible] فوج
کشی کر کے اوس کو قتل کیا اور اوس کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور اوس کے بھائی
[illegible] کو گرفتار کر کے راہ راست پر لایا۔

ثامن و ہم۔ عبید اللہ خلفائے مصر کے مورث اعلیٰ کے سوا ملک مغرب مین اور بھی کئی شخص
ایسے گذرے ہین جنہون نے مہدویت کا دعوے کیا۔ انکی تفصیل یہ ہے
(۱) ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن تومرت
تومرت کوہ سوس [illegible] جو بلاد مغرب کے منتہی مین ہے ۴۸۵ ہجری مین پیدا ہوا تھا یہ
مدعی مہدویت [illegible] اپنی نسبت مشہور ہے کہ امام حسن بن حضرت علی علیہما السلام کی نسل
سے ہے جوانی مین طالب علمی کے لئے مشرق کی سمت گیا تھا امام غزالی علیہ الرحمۃ سے
بھی کچھ پڑھا تھا مدت تک [illegible] رہا علم حدیث و فقہ وغیرہ علوم شریعت مین دستگاہ حاصل
کر کے زہد و عبادت مین مصروف ہو گیا تھا دنیاداری کی سامان مین سے اوس کے پاس
سوا عصا اور ایک لوٹے کی کچھ اور نہ تھا امر بمعروف اور نہی منکر مین نہایت سخت اور پابند تھا زبان
عربی اور مغربی نہایت فصاحت سے بولتا تھا اگر کسی سے کوئی ایذا اوس کو پہنچتی تو وہ
بکشادہ پیشانی برداشت کر لیتا مگر مین کوئی دشواری اسکو لاحق ہوئی تو مصر کو چلا گیا اور جب کہ
مخالفت شرع دیکھتا اوس کے مٹا دینے کی بیحد کوشش کرنے لگتا لوگون کی عداوت
کی وجہ سے مختلف باتین کرنے لگا اور اپنی جان کو اونپر دیوانہ ثابت کرنے لگا مصر سے
اسکندریہ کو آیا وہان سے جہاز مین سوار ہو کر اپنے وطن کو روانہ ہوا اوس نے اکثر
بیشتر یہ خواب مین دیکھا تھا کہ دریا کا سارا پانی پی گیا ہون اہل جہاز کو بھی وعظ و نصیحت کیا کرتا

قرآن پڑھتا رہتا تھا سنہ ۵۰۵ مین شہر مہدیہ مین پہونچا بعضے کہتے ہین سنہ ۵۱۱ مین مصر سے فقہا کے لباس مین نکلا مہدیہ مین پہونچکر مسجد غلق مین ٹھہرا یہ مسجد سر راہ تھی اوسمین بیٹھکر راستے کی طرف نگرانی رکھنے لگا اگر کسی شخص کے پاس کوئی خلاف شرع چیز پاتا یا کسی کے پاس شراب کا برتن دیکھتا تو اوسے توڑ ڈالتا مسلمانون نے اوسکا حال سنا تو اوس کے پاس آنے لگے اور کئی دینی کتابین اوس سے پڑھین امیر یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس کو اوسکا حال معلوم ہوا تو فقہا کی جماعت کے ساتھ اوسے بھی اپنے حضور مین بلایا جب امیر کی اوس سے ملاقات ہوئی اور اوسکی بات چیت سنی تو بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا آپ میرے حق مین دعا کیجئے کچھ دنون مہدیہ مین اور رہکر بجایہ کو چلا گیا یہان بھی اوس نے اپنا وہی حال رکھا یہان کے آدمیون نے اوسے شہر سے نکال دیا موضع ملالہ مین چلا گیا اور یہان اسکی ملاقات عبد المومن بن علی قیسی سے ہوئی ملوک مغرب کے حالات مین ایک کتاب ہے اوسمین لکھا ہے کہ ابن تومرت کتاب جفر سے واقف تھا جو علوم اہل بیت مین سے ہے اوس کتاب ہیئت اسمین سے نے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ایک آدمی اس صورت کا سرزمین کائنات کی اولاد مین سے ہوگا اور وہ آدمیون کو راہ خدا کی طرف دعوت کریگا اور اوس کا مدفن ملک مغرب مین اوس مقام پر ہوگا جس کے یہ حروف ہین - ت - ی - ن - م - ل - اور یہ بھی اوس کتاب مین دیکھا تھا کہ اوس کے اصحاب مین سے ایک آدمی ہوگا جس کے سبب سے اوس کے کام کو قوت ہوگی اوس کے نام کے یہ حروف ہین - ع - ب - د - م -
و - م - ن - اور پانچوین صدی مین اوسکا ظہور ہوگا ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے شخص کے ظاہر ہونے کا اب وقت قریب ہے اسلئے عبد المومن کی تلاش مین پھرنے لگا جس جگہ جاتا وہان اور جس شخص سے ملتا اوس کا نام دریافت کرتا اور حلیہ اوس کا عبد المومن کے حلیہ سے جو اوس کے پاس موجود تھا ملاتا بالاخر ایک

شخص سے ملاقات ہوئی اوس سے نام دریافت کیا جواب دیا مجھے عبدالمومن کہتے
ہین حلیہ ملایا تو موافق پایا بہت خوش ہوا پھر ابن تومرت نے عبدالمومن سے
دریافت کیا تم کہان رہتے ہو اور اب کہان کا قصد ہے عبدالمومن نے کہا کومیہ کا
باشندہ ہون مشرق کو تحصیل علم کے لئے جارہا ہون ابن تومرت نے کہا کہ شرف
اور علم تمنے پا لئے میرے ساتھ چلو یہ سب تمکو حاصل ہوجائیگا عبدالمومن ابن تومرت
کے ساتھ ہو لیا پھر ابن تومرت نے اپنا تمام راز اوس سے کہا ابن تومرت کی ملاقات
ایک اور شخص سے ہوئی جسے عبداللہ الونشریشی کہتے تھے یہ شخص فقیہ وجیہ فصیح لغات
عرب واہل مغرب کا بڑا ماہر تھا ابن تومرت نے اسے بھی اپنے راز سے آگاہ کرکے
موافق کرلیا اور تینون نے مقصود اصلی کے حاصل کرنے پر غور کیا ابن تومرت نے عبداللہ سے
یہ کہا کہ تمکو یہ چاہئیے کہ اپنی فصاحت وبلاغت کو چھپا لو ہکلا کے باتین کرنا شروع کرو اور
ایسے طور پر باتین کرو کہ جس سے لوگون پر تمہارا جہل ثابت ہو پھر یکایک اپنے فضائل
اور فصاحت لسانی کو ظاہر کرنا کہ لوگون کو تمہارا معجزہ ثابت ہو اور جو کچھ مین لوگون سے
کہون اوسپر یقین کرین اس مشورے کے بعد ابن تومرت اہل مغرب سے ملا اور
اونکو موافق کرنا شروع کیا چھ آدمی اس کے ہمراہی اور رفاقت کو آمادہ ہوئے اور یہ تمام
جماعت مراکو کو روانہ ہوئی اسوقت یہان کا حکمران ابوالحسن علی بن یوسف بن تاشفین
تھا جو المرابطین یا ملثمین سے ہے اور نہایت حلیم عادل متواضع تھا مالک بن وھب کو
ابن تومرت کی بات چیت معلوم ہوئی تو اوس نے سلطان سے کہا کہ مین دیکھتا ہون
کہ ایک ایسا دروازہ کھلنے والا ہے جسکا بند کرنا مشکل ہوگا مناسب یہ ہے کہ ابن تومرت
اور اوس کے ساتھیون کو علما کے مجمع مین بلا کر اونکی باتین سنو ابن تومرت ایک ٹوٹی
ہوئی مسجد مین شہر کے باہر ٹھہرا ہوا تھا سلطان نے اوسے دربار مین بلایا اور علماے
شہر کو بھی جمع کرکے اون سے کہا کہ اس شخص سے دریافت کرو کہ تمہارا کیا مدعا ہے

قاضی محمد بن یوسف نے ابن تومرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ سلطان عادل حلیم اللہ تعالیٰ
کے احکام کا پابند ہے اپنی خواہشات نفسانی پر اللہ کی فرمان برداری کو ترجیح دیتا ہے مگر اس
سلطان کے حق میں تمہاری زبانی بعض باتیں اس کے خلاف سننے میں آئی ہیں ابن
تومرت نے کہا جو کچھ باتیں سلطان کے حق میں میری زبانی تم تک پہونچی ہیں وہ واقع
میں میں نے کہی ہیں اور ابھی بہت کچھ کہونگا قاضی صاحب نے جو یہ کہا کہ یہ سلطان اللہ کے
احکام کا پابند ہے اپنی ہوا و ہوس پر طاعت الٰہی کو ترجیح دیتا ہے یہ قول تمہارا معتبر
نہیں تمہارے انہیں خوشامدانہ الفاظ نے سلطان کو دھوکے میں ڈالدیا ہے یہ تمکو خوب
معلوم ہے کہ اکثر ناجائز کام اس کی قلمرو میں ہوتے ہیں لوگ شراب علانیہ بیچتے ہیں منکر
علی الاعلان پاتے میں یتیموں کا مال لیتے ہیں اسیطرح کی اور کئی باتیں ابن تومرت نے
بیان کیں سلطان وزیروں نے اوسکا کلام سنکر خجالت سے سر جھکالیا اور روتے اکثر حاضرین
نے سمجھ لیا کہ یہ شخص سلطنت کی طمع رکھتا ہے سلطان پر اوس کی باتوں کا اثر پیدا ہوگیا کہ
تاہم سلطان اوس کے رعب کی وجہ سے خاموش رہے مالک بن وہیب نے اوسوقت سلطان
سے عرض کیا کہ میں جو کچھ آپ سے کہتا ہوں اوس پر اگر توجہ کیجائے گی تو انجام اسکا بہتر
ہوگا ورنہ ایک بڑی سخت مصیبت میں پھنس جانے کا اندیشہ ہے آپ اوسکے اور اوس
کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیجئے اور ایک دینار روزانہ اونکے خرچ کے لئے مقرر کر دیجیے
تاکہ یہ کوئی فتور پیدا نہ کر سکے اگر ایسا انتظام آپ نے نکیا تو پھر ایسا وقت آئے گا کہ تمام
خزانہ خرچ کرنے سے بھی اسکا تدارک نہو سکے گا سلطان نے یہ بات کرنا چاہی مگر وزیر
نے عرض کیا کہ ایسا مناسب نہیں ابھی تو آپ اس کی بات پر آمادہ ہوگئے تھے اور
ابھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں یہ ایک محتاج آدمی ہے کیا کر سکتا ہے سلطان نے ابن
تومرت کو رخصت کر دیا اور اس سے [illegible] تمکو یہاں سے [illegible] کہا کہ اس مقام پر تمہارا
ٹھہرنا مفید نہیں مالک بن وہیب ہماری مخالفت پر آمادہ ہے یہاں ٹھہرنا خلاف

مصلحت سے شہر اغمات مین ایک فقیہہ عبد الحق بن ابراہیم نامی میرا دوست ہے اوسکے پاس چلکر مشورہ کرین ابن تومرت اور سب ہمراہی وہان پہونچے اور عبد الحق سے ساری سرگذشت بیان کی اوسنے کہا کہ تمہارا یہان رہنا بہتر نہین یہان سے ایک منزل کے فاصلہ پر تینمل نام پہاڑ مین ایک موضع ہے تم وہان جا کر رہو اوس جگہ تمہاری حفاظت بخوبی ہوگی جب یہ جماعت تینمل گئی اور نہایت زہد و تقوے اور فقر وفاقہ کے ساتھ بسر اوقات کرنے لگے مسلمانون کو انکے ساتھ حسن عقیدت پیدا ہوگئی ابن تومرت کی اس ضلع مین بڑی شہرت ہوگئی مقدس اور مذہبی پیشوا مانا گیا اطراف سے لوگ اوس کی پابوسی کو آنے لگے ابن تومرت کے پاس جو کوئی آتا یہ اوس سے یہی کہتا کہ مین سلطان مرابطین پر خروج کرونگا تم بھی میری شرکت کرو جو شخص قبول کرتا اوسے اپنے اصحاب مین داخل کر لیتا جو انکار کرتا اوس سے اعراض کرتا بہت سے نوجوان اوسکے ساتھ ہوگئے دور اندیش لوگ انکو سمجہاتے تھے اس انتظام کو زیادہ عرصہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا مین مرجاؤن اور یہ سارا انتظام ناتمام رہے یا سلطان ان کو میون کو کچہ دے دلا کے مجھے انکے ہاتھ سے نقصان پہونچواوے اس لئے خروج کے لئے حیلہ ڈھونڈھنے لگا ان پہاڑیون کے بعضے بچے سرخ و سفید نیلی آنکھہ والے اور اونکے باپ سانولے سیاہ چشم دیکھکر اوسنے دریافت کیا کہ اولاد اور مان باپ مین اس اختلاف رنگ کا کیا سبب ہے اونہون نے بھید نہ بتایا اس نے اصرار کیا تو جواب دیا کہ سلطان کے غلام ہر سال خراج وصول کرنے کے لئے اس پہاڑ پر آتے ہین اور ہمارے مکانون مین ٹھہرتے ہین اور ہماری عورتون سے صحبت کرتے ہین ہم لوگ اوس بادشاہ کے مدافعہ کی قدرت نہین ابن تومرت نے کہا کہ ایسی زیست سے موت بہتر ہے تم جیسے شجاع تیغ و نیزہ کے چلانے والے ایسی بیحیائی پر کیسے راضی ہو اور ان لوگون نے جواب دیا کہ ہمکو ضرورت نے مجبور کیا ہے ابن تومرت نے کہا کہ اگر کوئی

بقیہ حاشیہ: سے زیادہ ... کی ... ایسے شخص ... ابن حجر مکان

تمہاری حمایت اور سرپرستی کرے تو کیا کرو گے سب نے جواب دیا کہ اوس کے تئے
اپنی جانیں نثار کردینگے دشمنون کو مارینگے اور مرینگے مگر ایسا آدمی کہان ہے
ابن تومرت تو اس بات کی تلاش مین تھا اون سے وعدہ کیا کہ مین تمہارے ساتھ ہون
اونہون نے اس کی سرداری منظور کی ابن تومرت نے سب سے معاہدہ کرکے کہا کہ
تیار رہو جب سلطان کے غلام یہان آوین اور تمہاری عورتون سے ہم بستری کی خواہش
کرین تو تم شراب انکے پاس رکھدینا جب وہ پیکر نشے مین متوالے ہوجاوین تو مجھے مطلع
کرنا غرضکہ وہ غلام حسب معمول آئے اور پہاڑیون نے اونہین مست کرکے ابن تومرت
کو خبر کی اوس نے حکم دیا سب کو قتل کرڈالو حکم کی تعمیل ہوئی ایک غلام حبشی کسی ضرورت سے
باہر چلا گیا تھا وہ بچکر بھاگ گیا اور سلطان کو سب حال سے مطلع کیا سلطان کو ابن تومرت
کی اس کارروائی سے تاسف کیا اور اب خیال ہوا کہ مالک بن وہب کی تجویز اسکی
نسبت بہت مناسب تھی سلطان نے سوارون کی فوج کو باغیون کی سزادہی کے لئے
روانہ کیا ابن تومرت نے پہاڑیون سے کہا کہ بلند مقامات اور درون مین چھپکر سوارون پر
اتنے پتھر برساؤ کہ اونکے منہ پھر جاوین اس سخت مقابلہ سے تمام سوار بھاگ نکلے
سلطان نے سمجھ لیا کہ اب پہاڑیون پر قابو حاصل کرنا مشکل ہے اور فوج تسخیر کو بھیجی
اس موقع پر ابن تومرت نے عبداللہ سے کہا کہ اپنے فضل و کمال کو ظاہر کرو
اور ہکلانا چھوڑدو اوس نے ایسا ہی کیا اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ کلام
کرنے لگا اور لوگون کے سامنے بیان کیا کہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے
آسمان سے اترے ہین جنہون نے میرے سینہ کو شق کرکے اوسمین قرآن کے
تمام علوم اور حکمت بھردی تمام آدمی اوس کی اطاعت کرنے لگے ابن تومرت نے
اوس سے کہا کہ اے بزرگوار یہ تو بتادے کہ مین سعید ہون یا شقی عبداللہ نے جواب دیا
کہ اے ابن تومرت تو مہدی قایم بامراللہ ہے جو تجھ سے موافقت کرے گا وہ سعید ہے

اور جو میرے ساتھ مخالفت کرے وہ شقی ہے اپنے سب یارون کو میرے سامنے
پیش کر کہ تجھکو یہ بتادون کہ فلان دوزخی ہے اور فلان بہشتی اس حیلہ سے ابن تومرت
کے سارے مخالف قتل کرادیئے گئے اور جسقدر دوستان صادق باقی رہے اور مقتولون
کے اہل وعیال سب کو جنتی ہونے کا مژدہ دیا اور یہ خوشخبری اونکو سنائی کہ قلمرو مراکو تمہاری
تسبیض و تصرف مین آجائے گا اور تم سلطان کے تمام خزانے اور ہتیارون کے مالک
ہوگئے تمام آدمی اس پیشین گوئی اور مژدہ سے بہت مسرور ہوئے اب ابن تومرت نے
دس ہزار آدمیون کی فوج جمع کر کے مراکو کے محاصرہ کے لئے بھیجی اعلی افسران کے عبد المومن
اور وہی عبد اللہ تھے اور خود ابن تومرت پہاڑ پر رہا ایک مہینے تک مراکو کا محاصرہ رکھنے
کے بعد اس سپاہ نے شکست پائی بہت سے آدمی کام آئے مقتولون مین عبد اللہ کا
شامل تھا عبد المومن کے ساتھ یہ تمام مفرور سپاہی ابن تومرت کے قیام گاہ کو واپس آئے
مگر انکے واپس پہنچنے سے پیشتر ہی ابن تومرت کا ۵۲۴ھ ہجری مین انتقال ہوگیا تھا
شکست کی خبر اوسکو اپنی حیات مین ہو چکی تھی اس لئے اوس نے حاضرین کو سمجھا دیا
تھا کہ ایسی شکست سے دل نہ چھوڑین لڑائی مین یہی ہوتا ہے کبھی آپ فتحیاب ہوتے ہین
کبھی مخالف فتح پاتا ہے صبر اور استقلال رکھنے سے ہر طرح کامیابی حاصل ہوگی ابن
تومرت نہایت اولوالعزم صابر شجاع تھا اس کے ظہور کی ابتدا ۵۱۴ھ سے ہے متوکل اتنا
بڑا تھا کہ جب اوسکو فتوحات حاصل ہوئین اور اس کے ساتھیون نے ٹھاٹ امیرانہ بنانا
چاہا تو اس نے لوٹ کا تمام مال جمع کر کے جلوا دیا اور سب سے کہدیا کہ جو شخص دنیا کے
مزے چاہتا ہے وہ میرے پاس سے چلا جائے یہان آخرت ہے جسکا نفع اللہ
تعالے کے پاس ہے ابن تومرت نے اپنے فرقہ کا نام موحدین رکھا تھا اس تمام
بیان اور کتب تواریخ کی تحقیقات سے اتنا حال ضرور تحقیق ہوگیا کہ ابن تومرت کا دعوے
یہ نہ تھا کہ مین مہدی موعود ہون بلکہ غرض اوس کی اس لفظ سے ہدایت کرنے والے

سکے معنے تھے جو اوس کو مہدی موعود ہونے کا مدعی سمجھتے ہین وہ کوچہ تحقیق سے دور ہین ابن تومرت کی وفات کے بعد عبد المومن بن علی اوسکا خلیفہ ہوا اوسنے تا بدو حیدین نے علی سلطان مراکو کے ساتھ بہت جنگ کی اور پہلے پہلے شکست کھاتے رہے بالآخر عبد المومن نے علی ابن یوسف کو سنہ ۵۳۹ ہجری مین اور اوس کے بھائی اسحاق کو سنہ ۵۴۲ ہجری مین قتل کیا اور المرابطین کی حکومت اسی برس کے بعد ختم ہوگئی اور موحدین نے تمام مغرب پر قبضہ کرلیا اور بالآخر اندلس کے بقیہ اسلامی سلطنت پر بھی قابض ہوگئے

(۲) فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص متصوفہ کی جماعت مین سے تھا اوس نے شہر سوس مین جو مغرب مین واقع ہے اور سوس الاقصے کہلاتا ہے ظہور کیا پھر مسجد ماسہ مین آیا اور دعوے کیا کہ مین فاطمی او مہدی منتظر ہون اور لوگ چونکہ حوادث کے ظہور کی وجہ سے مہدی موعود کے ظہور کے منتظر ہو رہے تھے اس لئے اوسکا بیعہ تھم ہاتھ آگیا اور اون سے کہا کہ مہدی کی دعوت یہین سے اول شروع ہوگی بربریہ کی بہت سی رعایا نے اوس کے اس دعوے کی اجابت کی یہان کے سرداروں نے فتنہ بر بیجا نے کے خوف سے ایک آدمی کو اوس کے قتل کے لئے مامور کیا جس نے گھات سے اوسے سوتے ہوئے کو مار ڈالا اور یہ شورش رفع ہوگئی۔

(۳) ہدیہ مہدویہ مین لکھا ہے کہ ایک کیمیا گر سید محمد نامی نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کی طرف سے نکلکر دعویٰ مہدیت کا کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگون کو مطیع کرلیا آخر دروغ اوس کا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا۔

(۴) اوسی مین لکھا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نامی نے سنہ ۹۱۷ ہجری مین اطراف مصر مین مہدی بنکر ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا تھا آخر کو اوسطرف کے حکام کے ہاتھ پر قید ہوکر توبہ کی۔ (۵) ملا علی قاری سلیمنے اوس رسالہ مین جو مہدی کی باب مین سنہ ۹۶۵ ہجری مین تالیف کیا ہے کہتے ہین ایک غریب آدمی نے بلاد مغرب مین مہدویت کا دعوے کیا

جنبوب کو گیا جسکو کبھی یورپین سیاح نے نہین دیکھا تھا ۱۸۵۵ء مین شیخ سنوسی نے
سلطان سے فرمان حاصل کر کے ایک زاویہ بنایا جسکے آس پاس کھجور کے درخت تھے
اور ایکہزار کے قریب اوس کے پیرو وہان جمع ہوگئے اوس کے عقاید مذہبی بڑی تیزی
کے ساتھ شمالی اور وسطی افریقہ مین پھیل گئے اوسکا بڑا دعا یہ تھا کہ اسلامی ممالک کو مغربی
تہذیب کے پیش قدمی اور عیسائی طاقتون کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک
سد سکندری بنا جائے اسی لئے وہ اون نئے تمام دستورون کا جنہین ترکی یا مصری
حکومت نے یوروپین تہذیب کی تقلید مین اختیار کیا تھا سخت مخالف تھا اوس نے
ایک سو کے قریب عبادتگاہین جراکوا اور مکہ کے درمیان کی ضروری مقامات مین بنائین اور
داعی جنکو کہ مقدمین کہتے ہین اسلامی ہر ایک حصہ مین مقرر کئے اس کے فرقہ کو
سنوسیہ کہا کرتے ہین اور طرابلس مین محمد سنوسی کے پیرو **اخوان** کہلاتے ہین
فرقہ سنوسیہ کے قایم کرنے سے سید محمد کی غرض یہ تھی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور
اسلام کی اشاعت کیجائے سید محمد جنہون نے ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا اور محض اپنی لیاقت
کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی ہوئے جسکا انتظام
خدا کے ہاتھہ مین ہے اور جس کی رعایا دل سے اوس کی خدمت گذار ہے فرقہ سنوسیہ
پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اونکی پابندی مین
سر مو فرق نہو صرف خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی بیجا
تعظیم اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین قہوہ اور تمباکو نہ پینے اور یہودیون اور عیسائیون
سے کسی طرح کی رسم پیدا کرنے کا حکم اونکو ملا اور ہر شخص پر فرض تھا کہ اگر وہ ہمیشہ اس فرقہ
کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نرہ سکے جس کے ساتھ اہل یورپ
کے اثر سے بچنا بھی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت کے فائدے
کے لئے دیا کرے سید محمد کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا علی بن سنوسی قایم مقام ہوا

یورپین سات سنوسی اور مسلمان شیخ المہدی کہتے ہین اس کے وقت مین جغبوب کی زاویہ
کو بہت ترقی ہوئی ممالک حجاز تہامہ مین بھی اس فرقہ کے اب بہت سے زاویہ قایم ہوگئے
ہین اور افریقہ کے علاوہ اس نواح مین بھی اس کی طاقت روز افزون ترقی کر رہی ہے عثمانیہ
حکومت نے شروع شروع مین اس تحریک کو نظر اشتباہ دیکھا اور بانی طریقہ اور اوس کے
اول جانشین کے خیالات بھی سلطان عبد المجید اور سلطان عبد العزیز کی اور دیگر چند قابل افسوس
زردیون کے وجہ سے عثمانیہ سلطنت کی نسبت اچھے نہ تھے لیکن موجودہ سلطان عبد الحمید
سے شیخ طریقہ اور اونکے لاکھون مریدان کو بھی عقیدت ہے وسط افریقہ مین والی فرمانروا
سنوسی طریقہ کا سچا معتقد اور پیرو ہے جسقدر حجاج شمالی افریقہ سے بورنیو اور سہارا مین سے
آتی ہین وہ اونکے پاس حصول برکت کے لئے جاتے ہین اونکے پاس ہاتھی دانت
اور شتر مرغ کے پرون سے لدے ہوے قافلے کے قافلے اندرونی ممالک کے سلاطین
کی طرف سے آتے ہین اور بہت سے نامعلوم الاسم ساحلون سے ہتھیار اور گولی بارود
کا سامان اونکے پاس آتا ہے یہ فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکون مین پھیلا ہوا ہے اوسکی
خانقاہین مصر مراکو اور ٹونس الجیریا اور طرابلس اور سنیگیمبیا اور ارض سومالی اور سوڈان
کے شاداب قطعات مین جابجا موجود ہین جغبوب کا گاؤن جو مصر اور طرابلس کے درمیان
صحرائے لیبیا مین واقع ہے فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام ہے اسوقت اس کے تابع ۱۲۱
زاویے مختلف علاقون مین موجود ہین جغبوب کے مذہبی مدرسہ مین سات سو طالبعلم
ہین جنکو صرف یہی نہین سکھایا جاتا ہے کہ اسلام مین جو خرابیان پڑ گئی ہین اونکی اصلاح
کی کوشش کرین بلکہ اسلام کی اشاعت کی تدبیر کرین اور دعوت اسلام کے طریقے بھی
سکھائے جاتے ہین اور ہر سال وہان سے سیکڑون طلبا فارغ التحصیل ہوکر اسلام کی
اشاعت کے لئے شمالی افریقہ کے تمام حصون مین پھیل جاتے ہین اشاعت اسلام
مین اس فرقہ کو اسقدر کامیابی ہوئی کہ افریقہ کی اکثر قومین جو بت پرست یا برائے نام مسلمان

ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہونچتے تو یہ سب قبیلے اسلام کی نہایت پابند ہو گئین مذہب کے پھیلانے کے لئے یہ لوگ مدرسے کھولتے ہین او صحرا کے شاداب مقامات پر بستیان آباد کرتے ہین غلامون کو خرید کرکے وہ مسلمان کر لیتے ہین خاصکر واوی کی قوم میں انہون نے اس طریقے سے مسلمانون کی تعداد بڑہائی ہے جغبوب مین ان غلامون کو تعلیم و تربیت دیجاتی ہے اور جسوقت وہ سنوسیہ کے تمام باتون سے واقف ہو جاتے ہین تو آزاد کرکے وطن بھیجدیے جاتے ہین تاکہ اپنے بھائی بندون کو مسلمان کرین اس فرقہ کے لوگ عراق عرب مجمع الجزائر اور ملایا مین بھی نظر آتے ہین جیسے ہو ڈیمے شمالی مغربی علاقہ مین سنوسی نہایت مستعدی سے کام کر رہے ہین سلسلہ کی مجلس وقتاً فوقتاً جغبوب مین منعقد ہوتی ہے ان اجلاسون مین تمام خانقاہ کے مقدم یعنی مہتمم اپنی کارگذاری کی رپورٹ پیش کرتے ہین اور آیندہ کے لئے احکام حاصل کرتے ہین مقدمون کو اپنے علاقہ مین ان لوگون پر بھی جو سلسلہ مین شامل نہین بہت اقتدار حاصل ہے اسطرح سے شیخ کو ایک شاہانہ منزلت بھی حاصل ہو گئی ہے اشاعت مذہب کے لئے سنوسی پہلے مقتدر اشخاص پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہین اور بچون کی تعلیم وہ بہت توجہ سے کرتے ہین درویش کا خطاب اوسے ملتا ہے جس نے اپنی رائے اور خودی کو بالکل دور کر دیا ہو اور اپنی جان کو شیخ طریقت کے کامل تصرف مین کر دیا ہو یہ نتیجہ طویل شاگردی اور با احتیاط نگرانی و تربیت سے حاصل ہوتا ہے اس سلسلہ مین نہایت زبردست صوفیانہ اور اتحادی عنصر موجود ہے۔

(۷) سوڈان مین محمد احمد نے مہدیت کا دعوے کیا شیخ احمد دحلان نے فتوحات اسلامیہ کی جلد دوم صفحہ ۲۴۶ مین لکھا ہے کہ محمد احمد کے دعوے مہدیت کے باب مین اختلاف ہے بعضے آدمی یہ کہتے ہین درحقیقت دعویٰ کیا تھا کہ مین مہدی منتظر ہون اور بعضے کہتے ہین کہ مہدویت کا دعوے نہین کیا تھا بلکہ کہتا تھا مین اس لئے کھڑا

ہوا ہون کہ حق کو ظاہر کردن شریعت محمدی کو قایم کردن مصر سے انگریزون کو نکالدون اور بہت سے آدمی یہہ کہتے ہین کہ محمد احمد نہایت نیک پابند شرع آدمی ہے اور بعضے اوسکو برا کہتے ہین اور اس کے خلاف باتین اوس کے لئے ثابت کرتے ہین کہتے ہین اوس کے لشکر نے بڑے بڑے ظلم کئے اونکی غرض قتل کرنا اور لوٹ مار ہے جب رد کردفان اور خرطوم وغیرہ پر فتحیاب ہوئے تو ایک بہت بڑی جماعت مسلمانون کی ناحق ہلاک ڈالی گئی علما اصلحا اور عورتین بچے بعضے کہتے ہین کہ یہ مظالم اوس کے لشکر کے بعض مفسدون نے کئے مہدی کے نہ حکم سے ہوئے نہ اوس کی خوشی سے ابھی ابھی ایک تقریر عبد اللہ خلیفہ مہدی کے اخبارات مین ہماری نظر سے گذری جو اوس نے اپنے لشکر کے ساتھ بیان کی تھی اوس مین تصریح ہے اسباب کی کہ مہدویت ... اور ... اصطلاحی سے بہر صورت محمد احمد کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ عرب نہ تھا بلکہ اصل باشندہ تھا اور مقام ہبک مین دریائے نیل کے تیسرے آبشار کے قریب ۱۸۴۳ء مین پیدا ہوا تھا اور بموجب دوسری روایت کے جزیرہ نیٹ اطی مین جو آرد دیا ڈنگولا کی حدید کے محاذی اور اوسی نام کے ایک صوبہ کا دار الحکومت ہے اور دریا سے قریب پچاس میل کے فاصلہ واقع ہے پیدا ہوا تھا جب اس شخص نے اس امر کا اعلان کیا کہ مین وہی مہدی ہون جسکے پیدا ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اوسوقت عمر اسکی چالیس برس کی تھی یہ شخص بچپنے سے اپنے مین ملہم غیب ہونے کے آثار ظاہر کرتا تھا اور بارہ برس کی عمر مین اوس نے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا یہ مہدی ارکو نکی طرح شکایہ مین جو سنار کے محاذی مین ایک جزیرہ ہے اپنے چچا شرف الدین کے پاس رہتا تھا اور کشتی بنانے کا کام سکھتا تھا ایکدن اوس کے چچا نے اوسے خوب مارا اور وہ بھاگ کر خرطوم کو چلا گیا اور وہان درویشون کے مدرسہ مین داخل ہوا اس مدرسہ مین ایک عالم تھا درویشون کا پیشوا شمار کیا جاتا تھا یہ مدرسہ ہوقالی نام قریہ مین قریب شہر کے جاری تھا اس مدرسہ مین محمد احمد نے عرصہ

تک رکہکر دینی تعلیم پائی مگر دنیاوی معاملات نوشت وخواند مین اوس نے کوئی ترقی
معقول حاصل نہ کی بعد اس کے وہ یہان سے بربر کو گیا اور وہان پہونچکر ایک دوسرے
مدرسہ مین داخل ہوا یہ مدرسہ شیخ غنوبوس کے اہتمام مین تھا اور مثل مدرسہ اول الذکر کے
ایک مزار کے متعلق تھا اس مدرسہ مین داخل ہونے سے اوسکی غرض یہ تھی کہ علوم مذہبی کی
تکمیل حاصل کرے چنانچہ اس کے بعد وہ اردوب کو جو کانا کے جنوب مین واقع ہے گیا
اور شیخ نورالدین کا مرید ہوا اور شیخ نے اوسے درویش کا لقب عطا کیا وہ [illegible] روایت
اس کی نسبت لوگ یون بیان کرتے ہین کہ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ اور مان کا
نام آمنہ تھا اور اوسکا باپ کشتی بناتا تھا جب عبداللہ مرگیا تو مہدی کے بڑے بھائیون نے
جو نیل ابیض پر کشتی سازی کا کام کرتے تھے - یہ خیال کرکے کہ محمد احمد مین [illegible]
علم کا زیادہ شوق ہے اوسے تعلیم کے لئے ملا عبدالرحیم اور الغروبی کے سپرد کیا جو قریب خرطوم
کے رہتے تھے اون مدرسون کی تعلیم جہان محمد احمد نے تربیت پائی مخصوص [illegible] نوشت
وخواند و حفظ آیات قرانی پر تا حد امکان تھی اور انمین جو لوگ عالم ہوتے وہ قرآن مجید کی تفسیر
بھی کرتے تھے اس تعلیم مین علاوہ تعلیم مذہب کے فقہ اسلامی کی بھی تعلیم ہوتی تھی اور ان واعظون
کی ہر جگہ سے لوگونمین جنمین وہ وعظ کہتے تھے بہت وقعت ہوا کرتی تھی اغلباً اس ایک
صفت کا ہونا ان درویشون مین تو اشد ضروری ہے کہ وہ چند آیات قرآنی تختی پر لکھہ سکین
جسے لوگ بطور تعویذ پہنین جسکی وجہ سے ہر قسم کی بیماری او نیزہ اور گولی کے زخم سے محفوظ
رہین اور عورتین بھی اوس کے پہننے والون پر فریفتہ ہوجائین اور اس تعویذ کا اثر
لکھنے والون کے تقوے و پرہیزگاری پر منحصر تھا اور نوبیا والون کا تو یہی عقیدہ ہے کہ ایک
درویش کامل کا ہوا اور ابر پر بھی اختیار ہے چنانچہ ایسے عقیدے والے کسیطرح درویش
کی مخالفت نہین کرتے اور انکی قدرت ہائے مخفیہ سے بہت ترسان رہتے ہین اور یہ درویش
بھی شراب خواری اور حقہ کشی سے قطعاً پرہیز کرتے ہین اور اکثر اوقات اپنی تلاوت قرآن

شریعت وتفسیر مین صرف کرتے ہین الغرض جب محمد احمد کو لقب درویشی حاصل ہوگیا
تو اس کے بعد اس نے جائے سکونت اپنی جزیرہ آبا کو جو خرطوم سے شمال کے جانب
نیل ابیض پر واقع ہے قرار دیا اور زمین مین ایک غار کھود کر اوس مین اکثر مدت تک
کہ عادی ہوکر گھنٹون تک وہان بیٹھکر ایک اسم کا ورد کرے چنانچہ [illegible]
خوشبو جلاکر ایک اسم کا ورد کرتا تھا لوگ بیان کرتے ہین کہ بہت سے سال پورے اوسی
ہی شغل مین گذاری محمد احمد کی نیکنامی بوجہ اوس کے تقدس و اتقا کے دور تک پھیلگئی
اور اوس نے شخص مالدار بنکر بہتیرے مرید اپنے گرد جمع کرلیے اور بہت سی عورتون کو اپنے
نکاح مین لایا شادی کی غرض سے عورتون کا انتخاب بہت احتیاط سے کرتا تھا یعنی
خاندانی شخصون مین سے بڑے بڑے صاحب رعب وداب شیخون کی لڑکیون سے
عقد کرتا تھا [illegible] کہ چار سے زیادہ تعداد ازواج کی جیسا کہ قرآن مین حکم ہے
نہو جاوے اوس [illegible] کی عادت تھی کہ زوجون کو طلاق دیدیتا تھا اور مطابق [illegible]
اون سے تعلقات [illegible] رفتہ رفتہ اوس نے بوجہ اپنے تقدس کے [illegible]
بڑی نیکنامی حاصل کی اور بہت سے لوگ اسی قسم کے متعصب اوس کے پیرو ہو
ہوگئے مدیر یعنی حاکم فشودا نے جس کے تحت مین مقام غبا بھی تھا چاہا کہ اور گورنران سوڈان
کی طرح جیسا کہ وہ لوگ اون لوگون کی رعیتون سے جبر حکمرانی کرتے تھے مال اوس نے بھی
[illegible] بھی کچھ حاصل کرون چنانچہ اوس نے اس غرض سے محمد احمد سے بھی ایک معقول
ٹیکس کا مطالبہ کیا اوس نے اس ٹیکس کے دینے سے انکار کیا اسپر مدیر نے کہلا بھیجا کہ اگر
تم اس ٹیکس کو نہ ادا کروگے تو مین تمکو گردن بستہ فشودا مین پکڑوا بلاؤنگا اور اپنے سپاہی
تعینات کرونگا جو اوس جزیرے سے تمہاری اس تہدید وتخویف کا دفعیہ کردینگے غرضکہ
جسوقت وہ سپاہی مدیر نے وہان تعینات کئے وہ سب قتل ہوگئے اور خبر دور تک
منتشر ہوکر بہت بڑے فساد کا باعث ہوئی محمد احمد نے اپنے موقع وقت پر لحاظ کرکے

مہدی کا ظہور تیرہوین صدی مطابق ۱۸۸۳ء مین ہونے والا ہے یہ ٹھہرایا کہ اس موقع کو ہاتھ سے ندو اور اس حیلہ سے پیش کرو جسے باعتبار حالت موجودہ سوڈان کے لوگ بہت اچھی طرح تسلیم کرینگے چنانچہ ماہ مئی ۱۸۸۱ء مین اپنے بھائی پیرو درویشون کو اوس نے یہ لکھنا شروع کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مہدی موعود کی نسبت پیشین گوئیان کی تھین وہ مجھی سے مراد تھی اور مین ہی ہون اور مجھی کو خداوند عالم کی طرف سے سفارت عطا ہوئی ہے کہ اسلام کی اصلاح کرون اور تمام عالم کو عدل و داد سے بھردون تمام عالم مین ایک ہی شرع اور ایک ہی مذہب اور ایک ہی بیت المال قایم کرون اور کوئی شخص عام اس سے کہ وہ نصارے ہو یا مسلمان یا بت پرست مجھپر یقین نہ لاوے اوسے فنا کرون ماہ صیام مین اوس نے عام طور سے اپنے مذہب کا اظہار مقام ابیہ مین جو قصبہ ابا کے قریب تھا کیا مہدی کا قول تھا کہ ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہین جیسا کہ تم زندگی کو موت ہمکو زندگی سے زیادہ پیاری ہے اور سب سے زیادہ عزیز چیز ہمکو موت ہے مہدی کے ان الفاظ مین کچھ ایسا برقی اثر تھا کہ کچھ دنون مین ہزارون آدمی فوراً اوس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے ماہ جولائی مین رؤف پاشا کو خرطوم مین مہدی کے مضمون خط کی اطلاع ہوئی چنانچہ شروع اگست مین اوس نے ایک نقیب ابو سعید نامی کو باین حکم روانہ کیا کہ وہ محمد احمد کو خرطوم مین لے آئے ابو سعید نے مقام ابا مین پہونچکر مہدی کو بہت ہی پایہ برتر پر پایا ابو سعید کے سوال پر کہ آپکی غرض ان کارروائیون سے کیا ہے مہدی نے جواب دیا کہ مین خداوند عالم کی جانب سے مہدی موعود ہون ابو سعید نے کہا کہ اس ملک کا حکمران بھی مثل آپ ہی کے مسلمان ہے جسکا جواب مہدی نے یہ دیا کہ نہین ہرگز ایسا نہین ہے اس لئے کہ حکمران نے کرسٹانون کو مجاز کیا ہے کہ وہ گرجے اپنے اس ملک مین قایم کرین اور امن مین رہین علاوہ اس کے [illegible] مین ابو سعید کی اس نصیحت پر کہ

آپ گورنمنٹ مصر سے مخالفت ترک کریں اپنے آپکو گورنمنٹ مصر کے حوالہ کر دین تسلیم اس
کے نہ کرنے مین وہ گنہگار ہو گا کیونکہ اب مقامات قریب سرکاری اور بندوق و توپ و جہاز جنگی
دخانی کی آمد ہے اس مین مہدی نے نہایت بہادرانہ طور سے یہ جواب دیا کہ اگر فوج مصری
مجھے یا میرے مریدون کو گولیان مارے گی تو ان سے کسی کو ضرر نہ پہونچیگا اور
یہ جہاز جنگی ہمارے مقابلہ کو آئین گے سب ڈوب جائینگے غرض کہ
ابو سعید ناکامیاب خرطوم کو واپس آیا غوردن پاشا نے مہدی کی سزا کے لئے تین
سو سپاہی دو توپ ایک دخانی جہاز کے ذریعہ سے مہدی کے مقابلہ کے لئے
بھیجے اور اس کی فوج کو فوج کے سردار علی افندی قریہ آبا سے تھوڑے فاصلہ پر اُترے
علی افندی نے اترنے کے بعد دیکھا کہ ایک شخص جس کے گرد بہت سے مریدین
ہاتھون کو چوما کرتے ہین سمجھا کہ یہی شخص مہدی ہے اور فوراً چاہا کہ ایک ہی حملہ مین اوسکا
کام تمام کرے چنانچہ نہایت تیزی سے اوس شخص کے سر پر پہونچکر کہا تو کیون ضلع مین
ایسے فساد برپا کر رہا ہے اور بلا انتظار جواب پانے کے اوسکے گولی ماردی مگر مقتول
مہدی نہ تھا ایک دوسرا شخص تھا چند منٹ کے بعد علی افندی مع اپنے ہمراہیون کے
قتل ہوگیا بقیۃ السیف بحیثیت مجموعی حملہ آور ہوئے لیکن آخر کو سب نے مہدی پر
بندوق چلانے سے انکار کیا مگر سرداران مہدی بدستور حملہ کرتے رہے قریب ایکسو تیس
سپاہیون کے اونہون نے قتل کئے باقی لوگون نے اپنے ہتھیار ڈالدیے اور مفرور
ہوگئے اسوقت وہ جنگی جہاز بھی قریہ کے پہلو مین پہونچ گیا تھا چنانچہ افسر توپخانہ کو حکم
دیا گیا کہ وہ مہدی پر گولہ اندازی کرے اس لئے کہ اس مقام سے مہدی چند گز دور
کے فاصلہ پر سوار نظر آرہا تھا مگر وہ شخص محض مہدی کے صورت مقدس دیکھکر گھبرا
گیا اور پہلے تو عذر کیا کہ گولہ بارود نہین ملتا بعد اسکے ہوائی گولے اور اڑانے
لگا مہدی بھی بے تکلف اور بہ آرام تمام سوار ہو کر چلتا ہوا اور ابو سعید جو اوس فوج کے

بمرز ہتاجہان بچاکر مع باقی ماندہ فوج کے مفرور ہوا اور خرطوم مین شکست خوردہ پہونچا اس
سرکاری فوج کی شکست کا یہ نتیجہ ہوا کہ مہدی کے مرید اور بڑہے اور شہر خرطوم مین
ایک قسم کا تردد پیدا ہوگیا پہر محمد سعید یا دوسرا افسر دوسرے لشکر سے مہدی کے مقابلہ
کے لیے متعین ہوا مگر یہ بہی ناکامیاب رہا پہر رشید بے سالم فشودا چار سو قواعد دان
سپاہی اور ایک ہزار حبشیان شیلوک کو ہمراہ لیکر بطور خود بدون رؤف پاشا حاکم خرطوم
کے مہدی سے مقابلہ کو روانہ ہوا ۸ دسمبر کو لڑائی ہوئی اور یہ بہی بقارا والون کے غضبناک
نیزون سے چہد گئے جو مہدی کی اعانت کو جمع ہوئے تہے بعد اس کے بہت سی
ریمنگٹن بندوق اور مصالحہ جنگ درویشون کے ہاتہہ آیا اور اسوقت بغاوت
جہاد و نصرت کی ہوا تمام پہیل گئی اور درویش شیوخ عرب کے یہان جاتے اور جہاد
کے لیے وعظ کرتے پہرتے تہے اور بہت سے قبیلے نیل ابیض و اسود کے اس وقت
سر بسر شورش تہے ۔ رؤف پاشا قبل اس سے کہ کوئی اور تدبیر اس آفت کے ٹالنے
کے سوچے ۱۸۸۲ء مین عہدہ گورنری سے معزول ہوگیا اور عبد القادر پاشا گورنر جنرل
سوڈان مقرر ہوا مریدان مہدی نے پے درپے حملے کرکے قریب کل ملک سنار پر
قبضہ کرلیا اور تمام ملک کردفان جوش وخروش سے بہرگیا خاص شہر العبید مین
جو پایہ تخت کردفان کا تہا بغاوت چارون طرف پہیلگئی اس زمانہ مین محمد طاہا نامی ایک
شریف ستے جو اپنے کو مہدی کا نائب ظاہر کرتا تہا متواتر سخت لڑائیان مصری فوج
سے ہوئین اور وہ مارا گیا عربی پاشا کی بغاوت کی وجہ سے عبد القادر کی عمدہ تدابیر مین
مین ضعف پیدا ہوگیا شروع ستمبر ۱۸۸۲ء مین مہدی ساٹہ ہزار ہمراہیون کی جماعت سے
جنمین خاصکر قبیلہ بقارس و جہینہ کے لوگ بکثرت تہے العبید کے مقابل مین جو
کردفان کا صدر مقام ہے پہونچا ماہ دسمبر مین عربی پاشا کی بغاوت زائل ہونے کے
بعد ایک جدید فوج مصر کی سوڈانین آئی ۵ جنوری ۱۸۸۳ء کو بارہ پر اور ۱۹ جنوری کو العبید پر

مہدی کا قبضہ ہو گیا اور وہ بڑی شان و شکوہ سے شہر مین داخل ہوا تمام مصری سپاہی
افسر اور اہلکار اوس کے مطیع ہو گئے شہر کے ۴ عیسائی تاجرون نے اسلام قبول
کیا انگریزون کیتھلک کے پادریون نے تبدیل مذہب سے انکار کیا اسلئے وہ
لوگ قید سخت مین رکھے گئے اس زمانہ مین مہدی کردفان کا مالک ہو گیا ابتک وحشی
لوگ صرف نیزہ و شمشیر سے لڑتے تھے اور انکا یہ معتقد تھا کہ آتشین حربے لغو
ہین لیکن آخرکار جب مصری سپاہی گروہ کے گروہ مہدی سے جا ملے تو
اونکے پاس بندوقین بکثرت تھے اور اب وہ لوگ اون بندوقون کو نفرت کی
نگاہ سے نہ دیکھتے تھے عبدالقادر جبکہ ملک سنار مین کامیابیان حاصل کر رہا تھا
دفعۃً قاہرہ کو طلب ہو گیا اور علاؤالدین پاشا جو مخالف اوسکا تھا بجائے اوس کے
گورنر جنرل مقرر ہوا اور ملک سنار کے سپاہ کا سپہ سالار حسین پاشا ہوا مگر ماہ فروری
۱۸۸۳ع مین انگریزی امیر البحر ہوٹ جسنے سواکہ (سواکن) کے پاس کچھ فوج عسکر
انگریزی کی اوتاری تھی جنگ کے لئے حسین پاشا کی جگہہ مقرر ہو گیا اسی اثنا مین جنرل
ہکس جو کہ برٹش فوج مقیم ہندوستان کا ایک پنشن یافتہ افسر تھا خرطوم کی افواج مصری
کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا گیا اور ہکس پاشا کے نام سے مشہور ہوا مارچ ۱۸۸۳ع مین
جنرل ہکس دس ہزار فوج کے ساتھ جس مین نو یوروپین افسر تھے خرطوم پہونچ گیا تاکہ
وہان سے العبید کو روانہ ہو جو کہ مہدی کے محاصرہ مین تھا مہدی کے مخبر خاص
خرطوم مین بغاوت پیدا کرنے کی تدبیر کرنے لگے مصری سپاہی مہدی کے مقابلے
مین بے سود تھے اس لئے کہ وہ لوگ کسیطرح جنگ پر راغب نہین ہوتے تھے
ماہ نومبر مین العبید سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہکس مع تمام فوج کے مہدی کے لشکر
کے مقابلہ مین مارا گیا عثمان دقنہ جو ایک ترکی سوداگر کا پوتا تھا جو بردہ فروشی بھی کرتا تھا
اوسکا بھائی احمد اگست ۱۸۸۳ع مین مہدی کا شریک ہو گیا مہدی نے اوسے مشرقی

سوڈان انہین اپنی طرف سے امیر مقرر کردیا بعد تباہی لشکر ہکس کے ہندلوینے ایک جدید فوج
جنرل ویلنٹائن بیکر پاشا کی ماتحتی مین مہدی کے مقابلہ کو روانہ کی مصری افسران فوج
جو کھلی جانے سے انکار نکر سکتے تھے یہ حکم سنکر کہ انہین سوڈان جانا ہوگا رونے لگے
مہدی کے لشکر نے سواکم (سواکن) کی طرف پیش قدمی کی ۱۸ دسمبر ۱۸۸۳ء کو بیکر پاشا
قاہرہ سے روانہ ہوا اور مع ۳۷۰۰ فوجی آدمیون کے سواکم سے [illegible] مین ترنکیٹ
مین جہاز سے اوترا اور ۴ فروری ۱۸۸۴ء کو آگے روانہ ہوا اسوقت یہ فوج الطیب
کے قریب پہونچی عثمان دغنہ نے ۱۲۰۰ درویشون کے ساتھ حملہ کیا اور شکست فاش
دی مصری فوج ایک وحشیانہ طور سے مارے گئے ۴ کرپ توپین پانچ لاکھ کارتوس اور
تین ہزار بندوقین عثمان دقنہ کے ہاتھ لگین انگریزی افسر جو اس فوج کے ساتھ تھے تمام کام
آئے اور باقی ماندہ فوج کے ۱۴۰۰ آدمی سواکم کو لوٹ آئے بیکر پاشا اور اونکے خورد فوج
کے واپس آنے کا قاہرہ سے حکم جاری ہوا اسوقت تمام انگلستان کی آنکھین سواکم
پر لگی ہوئی تھین اور یہ کوشش تھی کہ بیکر پاشا کی شکست کا دہبہ مٹاکر سواکم کو مہدی کی
دست درازی سے بچایا جائے اور طوقار (توکر) کی فوج کی پناہ دہی اور امداد کے لئے جو
ابھی تک گھری ہوئی تھی ..... افواج انگریزی مقیمہ مصر کی روانگی کا بندوبست کیا گیا جنرل
لڈ گراہیم کی ماتحتی مین یہ مہم جس مین چار ہزار گورون کی فوج تھی بھیجی گئی - جس نے الطیب
اور تمائی مین عثمان دقنہ کی فوج پر فتح حاصل کی اور جو توپین بیکر پاشا کی شکست کے بعد
درویشون کے ہاتھہ لگی تھین وہ واپس چھین لین ہکس پاشا کی فوج کی بربادی کے بعد
قاہرہ مین نہایت مہلک نتائج نمایان ہونے لگے تھے اور چونکہ گورمنٹ مصر مین بغاوت کے
رفع کرنے کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزی سپہ سالار مقیمہ مصر اور شریف پاشا وزیر اعظم
مصر نے یہ تجویز کی کہ سوڈان کے مختلف حصون سے فوج واپس کر لی جائے حفاظت مصر
کے لئے دریائے نیل پر خرطوم تک قبضہ رکھنا چاہئے اور بحر احمر سے مشرقی سوڈان کا

حصہ گورنمنٹ اٹلی کے سپرد کردین انگریزون نے اس راستے رضامندی ظاہر
کی اور یہ بات تجویز ہوئی کہ ایک انگریزی افسر اعلی باختیارات کامل خرطوم کو اس غرض سے
روانہ کیا جاوے کہ وہ فوج کو سوڈان سے واپس بھیجے اور حتی الامکان آیندہ کے لئے
واسطے عمدہ انتظام نیابت حکومت و ملک کے لئے کرے اور جنرل گارڈن اس
کام پر مقرر ہوکر ۱۸ جنوری ۱۸۸۴ع کو خرطوم کو بحیثیت اعلی کمشنر برٹش گورنمنٹ کی
اور خدیو مصر کی طرف سے گورنر جنرل سوڈان مقرر ہوکر روانہ ہوا ۱۸ فروری کو گارڈن نے
خرطوم مین پہونچکر ایک اشتہار آزادی سوڈان کا جاری کیا اور نصف محصول بھی معاف
کردیا اور علی العموم لوگون کے قصور بخشدے بلکہ یہانتک کیا کہ باشندگان سوڈان
کو یہ اختیار دیا کہ وہ لونڈی اور غلام رکھین اور اسی اشتہار کے ذریعہ سے مہدی کو سلطان
دارفور داخل مقرر کیا اور کچھہ تحفے بھی اوسکے بھیجے مگر مہدی نے انکار کیا اور گارڈن کو
مسلمان ہونے کی درخواست کی اور مہدی نے گارڈن کے لئے ایک لباس درویشی
کہ ایک پیوند لگا ہوا کپڑا پیراہن تھا بطور تحفے کے بھیجا تھا وہ گارڈن نے واپس کردیا
تو مہدی نے بھی وہ تحفے جو گارڈن نے اوسے بھیجے تھے واپس کردئے جنرل گارڈن
کی کارروائیون مین جو امن وامان پر مشتمل تھین رفتہ رفتہ کمی آنے لگی بوقت الطیب اور
تمانی کی لڑائی جنرل گریہم سے ہوئی تھی جنرل گارڈن کو خرطوم مین پہونچے ہوئے بہت
تھوڑا زمانہ ہوا تھا مارچ ۱۸۸۴ع کو تمانی کی فتح کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ جنرل گارڈن کی امداد
کے واسطے جنرل گریہم کی فوج کا کچھہ حصہ بربر کو بھیجا جائے مگر اس ارادہ کو ترک کرنا پڑا کیونکہ
سواکم سے بربر تک تمام علاقہ درویشون کے قبضہ مین تھا اور اوس علاقہ مین ہوکر امن و
کامیابی کی ساتھ گذرنے مین بہت کم امید تھی مہدی کی فوج نے مئی ۱۸۸۴ع مین بربر
کو فتح کیا قاہرہ کو جو تار کا سلسلہ جاتا تھا وہ کاٹ ڈالا اور آیندہ جنرل گارڈن اور
انکی فوج کے حالات پر پردہ ڈھک گیا مہدی کی فوج نے بربر فتح کرکے ڈنگولہ پر اپنا قبضہ

کرلیا اور جنرل گارڈن جو خرطوم مین گھر گیا اور اوس کا وہان سے واپس چلا آنا مشکل ہو گیا
گورنمنٹ انگلستان نے اوسکی کمک کے لئے ایک فوج لارڈ ولزلی کی ماتحتی مین روانہ کی
اصلی غرض اس جدید فوج کشی سے جنرل گارڈن کا خرطوم سے بچا کر واپس لانا تھا
اور اس سے زیادہ کسی اور قسم کی کارروائی مقصود نہ تھی اس لئے کہ برٹش گورنمنٹ کی
یہ راے مقرر ہو گئی تھی کہ سوڈان حکومت مصر مین باقی نرہے اور اگر رہے بھی تو وادی
حلفا تک شروع اکتوبر ۱۸۸۴ء مین لارڈ ولزلی نے وادی حلفا مین پہونچ کر فوج کی روانگی
کا حکم دیا ۲۸ اکتوبر کی صبح کو وہ حلفا سے روانہ ہوا مہدی نے خرطوم کا محاصرہ کرلیا
تھا اوس کی ساتھ عیسائی قیدی لباس درویشی مین فوجی خدمات پر مامور تھے اور مہدی
کے سرداروں سے اور شہر خرطوم والون سے خفیہ صلاح اور مشورے ہونے
لگے شیخ الاسلام اور قاضی اور مفتی اور حاکم اور عربی پاشا کا سکرٹری جو بوجہ جلا وطنی کی وہان
رہتا تھا وغیرہ اشخاص اس صلاح و مشورے مین شریک تھے مگر بوجہ اشتغال
بغاوت مجال دم زدن نہ تھی اور اون لوگون کی سزادہی مین مبادرت نہ ہوسکتی تھی سرکاری
کمک بالکل بے سود ہو گئی کیونکہ لارڈ ولزلی وقت پر خرطوم مین نہ پہونچ سکا اور گارڈن کو
نہ بچا سکا اور مہدی نے ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کو شب کو خرطوم فتح کرلیا شہر کے دروازے
کھل گئے اور ایک سخت قتل عام شروع ہوا جنرل گارڈن بھی مارا گیا اور بہت سے
انگریز بشمول یونانیون کی جو سلاح خانہ پر متعین تھے اور اکثر معزز لوگ قتل ہوئے سفیر اسٹریا بھی
مارا گیا اور سفیر یونان اور ایک ڈاکٹر قتل سے بچ کر قید ہوا عورتوں اور بچوں کے سنہرے اور
روپہلے زیور اور جواہرات چھین لئے گئے اور قبیلہ بشارین کے سوداگرون کے ہاتھ مثل
لونڈی غلاموں کے فروخت کردئے گئے۔ انگریزی اور مصری اور سرکیشیا کی سفید رنگ
عورتین سب کی سب فروخت کر ڈالی گئین بعض تین سو چالیس روپیہ یا زائد پر بعض لڑکیان
سو پر بہ عہت بار اپنے عمر و حسن کے اور حبشی عورتین سو اور اسی اور ستر روپیہ تک بیچ ڈالی

اور اونکے شوہر اور آقا اونکے سامنے قتل کرڈالے گئے دوپہر تک یہ جنگ اور قتل عام
جاری رہا دوپہر کے بعد لوٹ کے لئے جھگڑا اور فساد شروع ہوا اور نماز مغرب تک
سبزکو سمنے اور رید ھادن کے اور کچہ نہ سنائی دیتا تھا نہ موذن نے اذان دی اور نہ کوئی
نماز مسجد مین ادا کی گئی مہدی نے اپنی تابعین سے بھی تاکید کررکھی تھی کہ وہ خاکساری اور
عاجزی سے بسر کرین اور بالکل تارک دنیا رہین کسی قسم کی جائداد اپنے پاس نرکھین اور اپنی
دقیہ نہ بزرگی کے قایم رکھنے کے لئے چیتھڑون کے سلے ہوئے کپڑے پہنین اور پیوند لگا
ئیلین لوٹ مار کے بعد درویشون کی یہ حالت بگڑ گئی اور اونکی مذہبی خیالات کوبھی زوال ہو
لگا اور چیتھڑون کے لباس کے بدلے اب اونھون نے صاف ستھرے اور صنعت کے
کام کی پرتکلیف کپڑے پہننا شروع کئے اور سفید کپڑون کے اوپر رنگین دھجیان لگانے
لگے امفلسی اور ترک دنیائی علامتین باقی نہین رہین پہلے جو سچی دیانت کے ساتھ متعصبانہ
مذہبی جوش پایا جاتا تھا اس کے بدلے اب دنیاداری کی باتین زیادہ پائی جانے لگین
درویشون نے اس خیال سے سوڈان کی تمام جامع مسجدین توڑ ڈالین کہ وہ مال مغصوب کر
تیار ہوئی ہین درویشون نے حبش والون کوبھی شکست دی تھی اور اونکی بادشاہ جان کو مارڈالا
تھا وفات سے قبل مہدی کے قوت اور سطوت مین بہت کچھہ ضعف بسبب قحط اور جنگ
کے آگیا تھا ماہ مارچ ۱۸۸۵ء مین مولوی حسن علی مخالف مہدی نہایت ترک اور احتشام سے
العبید مین داخل ہوا گھوڑے پر سوار اور ایک برہنہ شمشیر ہاتھہ مین لئے ہوئے کہتا جاتا
تھا کہ یہ تلوار مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے قتل کرنے کو اور کافرون کے مصر سے
نکال دینے کے لئے عطا فرمائی ہے اور چند روز بعد اس مولوی کے مقلدین نے پیروان مہدی
کو ایک سخت شکست دی اور اس کے سردارون کو قتل کرڈالا مہدی نے چھہ ہزار آدمیون
کے ساتھ مقام ام درمان مین اپنا ہیڈ کوارٹر قایم کیا تھا اور یہان وہ سفید کرتہ دیا گیا ہے پہنے ہوتا
تھا اور مرصع کار عصا اپنے پاس رکھتا تھا اور مصر پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرتا تھا کہ

۱۹ جون ۱۸۸۵ء کو عارضہ چیچک مین مبتلا ہوا مرتے وقت اپنے پاس سب اپنے تبعین
کو خیمہ کے اندر بلایا اور اپنی تلوار اوسے دی اور اپنا جانشین اوسے مقرر کیا دوسری
روز مہدی کی حالت خراب ہوگئی اور سب اپنے اعزا و اقربا کو الوداع کیا اور یہ وصیت کی
کہ انگریزون سے سلسلہ جنگ برابر جاری رکھنا اوسی روز پانچ بجے قریب شام اوس کا
انتقال ہوگیا اور فوراً ہی دفن کردیا گیا اور جس خیمہ مین وہ تھا جلا دیا گیا۔ عبد اللہ
خلیفہ التعائشی (طیشی یا طائشی) کہ چار خلفا مین سے ہے جسے مہدی نے نامزد کیا
تھا دعویدار اپنی جانشینی کا ہوا لیکن اوسکی اطاعت عام لوگون نے نہ تسلیم کی اور بحث
نزاع واقع ہوئی مہدی کی دفن ہونے کے بعد عبد اللہ ام درمان سے مہدی کی
فوج اور خزانہ جسے اوس نے فراہم کیا تھا چھوڑکر خرطوم چلا گیا اور محل شاہی مین قیام پذیر
ہوا اور فوج جو ام درمان مین تھی اوسے مہدی کا خزانہ دینے سے انکار کیا اور وجہ اوسکی یہ
بیان کی کہ مینے یہ چاہا کہ یہ لوگ کافرون سے متصل جنگ کرین مگر یہ لوگ نہ گئے کچھ
دنون کے بعد قبیلۂ بغارا اور شہر والون مین ایک ہنگامہ واقع ہوا اور کسقدر فوج بھی انکی
مدد کو آئی عبد اللہ یہ قصد کرکے کہ اس ہنگامہ مین چلکر امن قایم کیجئے قرآن ہاتھ مین لئے
ہوئے آیا مگر اوس کی کہنی مین ایک تلوار لگی اور قریب المرگ ہوگیا اسی حالت مین
وہ لوگ محل مین اوٹھالائے الغرض پیروان عبد اللہ نے اپنے مخالفین کو پسپا کردیا
۲ جولائی ۱۸۸۵ء مین لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے مہم سوڈان کا جو جنرل گارڈن
کی مدد کو بھیجے گئے تھے اور مہم سواکن کا جو عثمان دغنہ کا فیصلہ کرنے اور بربر تک ریل بنانے
کے واسطے روانہ ہوئے تھے خاتمہ کردیا اور سوڈان خلیفہ مہدی کے قبضہ مین چھوڑدیا
اسوقت خلیفہ کی سلطنت چارسو میل تک بحر قلزم کے کنارے پر پھیلی ہوئی تھی۔
اور اندرون ملک مین اوسکا علاقہ نیل اور سرحد حبش تک پہونچ گیا تھا اور مغرب کی طرف
صحارے حد فاصل تھا یعنی ایک ہزار میل سے زیادہ وادی نیل مصر کے قبضہ سے

نکلگیا انگلستان اور مصر کے مجموعی قوت درویشون کے مقابلہ مین ناکارہ ثابت ہوئی۔ کسالا اٹلی
جوائی نے قبضہ کرلیا تھا اور یہ مقام درویشون کے قبضہ سے نکلگیا تھا اسپر درویشون کا دخل
تھا ۲۹ فروری ۱۸۹۶ء کو اٹلی کو مقام ادوا مین حبش کے ہاتھ سے سخت ہزیمت پہونچی تو انگلستان
کو خیال ہوا کہ اگر خلیفہ نے کسالا پر قبضہ کرلیا تو پھر سواکن کی طرف بڑھے گا اسلئے سر
ہربرٹ کچنر کو حکم ہوا کہ مصری فوج کو سرحد وادی حلفہ سے آگے بڑھاکر اکاشہ پر قبضہ کرلے اکاشہ
سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر مقام فرکیٹ مین درویشون کی فوج خیمہ زن تھی جون ۱۸۹۶ء مین
لڑائی ہوئی درویشون کو شکست ہوئی ستمبر ۱۸۹۶ء مین ڈنگولا بھی مصر کے قبضہ مین آگیا اور
وادی حلفہ سے ابوحامد تک ریل تیار کرکے مصری فوج نے ابوحامد پر قبضہ کرلیا اور بربر پر مصری
فوج نے بغیر مقابلہ کے قبضہ کرلیا اور اپریل ۱۸۹۷ء مین اتبارا پر درویشون کو شکست دیکر انکے
سردار محمود کو قید کرلیا اور یہانتک ریل تیار کرکے ام درمان پر آخری حملہ کرنے کے
لئے اوائل اگست ۱۸۹۸ء مین اتبارا کے قریب فوج اور سامان جنگ جمع کرنا شروع کیا
اور ۲۴ اگست تک وادی حبشی مین ۲۰ ہزار آدمیون کی ایک فوج نے بسر کردگی جنرل کچنر جمع
ہوکے آگے بڑھنا شروع کیا یکم ستمبر ۱۸۹۸ء کو جمعرات کے روز انگلش مصری فوج مقام اگان
(کنیا) مین داخل ہوئے جو ام درمان سے آٹھ میل ہے اور گنبوٹون نے ام درمان تک
گرداوری کرکے تمام بیرونی قلعون کو گولون سے مسمار کردیا اور تیسرے پہر کو خاص ام درمان
پر گولہ اندازی ہوئی جس مقبرے مین محمد احمد مہدی کی قبر تھی اوس کا گنبد اوڑگیا شام کو یہ
گنبوٹ اگان کو واپس آئے اور کوئی آدمی انگلش مصری فوج کا مقتول و مجروح نہین ہوا درویشون
نے اسدن مقابلہ نہین کیا لیکن جمعہ کے دن علی الصباح خلیفہ کے تمام فوج جسکی تعداد تخمینا
۳۵ ہزار تھی ام درمان سے باہر نکلے اس فوج کی کمان خلیفہ بذات خود کرتا تھا اور نہایت آمادگی
سے حملہ کیا گیا درویشون کی فوج تین چار میل تک تھی اور چھ بجے پندرہ منٹ پر درویش شاخ
پہاڑ پر صف بستہ ہوئے جو کمپ انگریزی کے قریب تھے انگلش مصری فوج بھی کمپ سے

باہر نکلی اور پونے سات بجے انگلش مصری توپخانے نے گولہ اندازی شروع کی درویشوں نے
نہایت آمادگی سے چوطرف سے حملہ کیا اور کوشش کی کہ دونوں جانب سے اس فوج کو
گھیر لیں اور متواتر دھاوے کئے ہر چند کہ توپوں اور بندوقوں سے باڑھیں چلتی تھیں
اور ہزار ہا برگ کاہ کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے لیکن سخت جنگ کی بعد اون کو زک ملی آٹھ
بجے جنرل کچنر ام درمان پر بڑھنے لگا تمام فوج اوس کے ساتھ رہی جب برٹش فوج نشیب
رود نیل سے آگے بڑھے تو درویش خلیفہ کے نشان تلے جمع ہوئے جیسے ہی برٹش
فوج چوٹی پہاڑ پر پہونچی پندرہ ہزار درویشوں نے مصری فوج پر حملہ کیا لیکن اوس کے ساتھ
میکسم توپیں تھیں اور سردار نے خلیفہ کی فوج کے عقب سے کچھہ فوج بھیجکر گولہ اندازی شروع
کی درویشوں نے آمادگی سے حملے کئے لیکن بڑی خونریزی کے ساتھ پسپا کئے
گئے اور دوپہر تک بالکل منتشر ہوگئے دو بجے سردار خلیفہ کا خاص سیاہ نشان چھین کر
ام درمان کی جانب روانہ ہوا اور اڑھائی بجے اوس پر قبضہ کرلیا جب یہ فوج ام
درمان مین داخل ہوئے تو درویشوں نے دوبارہ حملہ کیا لیکن انکو ناکامی ہوئی اور کردفان کی جانب
بھاگ گئے خلیفہ اور اونکے ہمراہی کہ ایک سو تیس آدمی تھے تمام تیز رفتار سانڈنیوں پر
سوار تھے خلیفہ کی فوج جو بھاگ نہ سکی اوس نے سردار کے سامنے ہتیار رکھدئے
درویشوں کے مقتولوں کی تعداد کا تخمینہ دس ہزار آٹھ سو ہے اور سولہ ہزار زخمی ہوئے
اور تین ہزار سے چار ہزار تک قید کئے گئے جبکہ ام درمان پر فوج نے قبضہ کرلیا تو ڈیڑھ ہزار
قیدی جو خلیفہ کے پاس تھے رہا کر دئے گئے جبکہ ایک جماعت [illegible] کا تعاقب
بعد جنگ کے کیا جاتا تھا تو کثیر التعداد شمشیر زن درویشوں سے مقابلہ ہوگیا جو ایک
نشیب مین پوشیدہ تھے اور نظر نہیں آتے تھے درویشوں نے سخت حملہ کیا چند گھنٹہ
تک برابر درویشوں کا تعاقب ہوا سردار نے خلیفہ کا تعاقب کرنا تیس میل جنوب ام درمان
سے ملتوی کیا زخمی درویشوں کو موقع والوں سے لوٹنے کی غرض سے قتل کیا

اور سپاہیون نے بھی ایسی لوٹ مار شروع کی اور کوئی اعتراض نہین کیا گیا جبکہ سوڈانیون
نے صدہا آدمیون کو قتل کیا جو راستے مین ملے اور جو درویش پڑے ہوئے تھے
اونکے گولی ماردی گئی یا وہ اپنی ہی سنگین سے ہلاک کیے گئے جس وقت انگریزی فوج
نے اخیر درویشون کے حملے کو روک دی اور ام درمان پر بڑھ رہی تھی تو سڑکون پر بہت سی
پناہ گزین مع عورتون اور بچون کے اپنے اونٹون اور گدہون اور خچرون کو جن پر مال
لدا ہوا تھا کھینچے لیے جاتے تھے یہ سب خوف زدہ بھاگے جاتے تھے یہانتک کہ
امبولون کے گولہ اندازون کو اونپر گولہ اندازی کا حکم دیا گیا اور نہایت غضبناک گولہ
اندازی شروع کی گئی یہ سات سو اوس سڑک پر تھے جو دریا کو گئے تھے اونپر میکسیم
توپون سے گولہ اندازی کی گئی اور صدہا بلکہ ہزارہا مارے گئے اور سردار کی خاص اجازت
سے مہدی کا مزار کھودا گیا لاش جو معمولی طور پر حنوط کی ہوئی تھی چیر پھاڑ کر دریائے نیل
وغیرہ مین پھینکی گئین سر اور بعض حصے کسی میڈیکل کالج کی نذر کرنے کے واسطے
رکھے گئے قبر مین بارود بھر کر اوسکو اوڑا دیا گیا مسٹر ربلی نے اپنی کتاب جنگ خرطوم
مین لکھا ہے کہ محمد احمد کی مہدویت کی تمام حقیقت کو بالکل مٹا دینے کی غرض سے
یہ بات کی گئی مگر عام لوگ لاش کو دیکھکر اسکا یقین نہین کرتے تھے کیونکہ انمین مشہور تھا
کہ مہدی آسمان پر چلا گیا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آئے گا۔ اس کے بعد سردار
کچنر خرطوم کو گیا جہان اوسکا استقبال بڑی گرمجوشی اور تپاک سے ہوا اتوار کے روز انگلش
اور مصری نشان ایوان [illegible] پر اوڑائے گئے خرطوم [illegible] سے ۲۰۰ میل ہے ماہ اگست
سنہ ۹۹ء مین محمد شریف جو مہدی کے چچیرے [illegible] تھے افسر فوج انگریزی سے [illegible] اور
گاؤن شوکا مین جا کر انکو مہدی کے دونون فرزندون کو بعد جنگ و جدال کے گرفتار
کر لیا اور شریف اس معرکہ مین قتل ہوئے پھر ان تینون قیدیون کے بھی گولی ماردی گئی
اور لاشین انکی ندی مین بہادی گئین اور وہ گاؤن بالکل جلادیا گیا اور ۶۰ آدمی اتباع

واشناع مہدی کے اسیر کیے گئے ماہ نومبر ۱۸۹۹ء مین دشت کردفان کی ایک جگہ
مین کرنیل ونگیٹ نے جو لارڈ کچنر کا معتمد علیہ لفٹنٹ ہے خلیفہ عبداللہ پر دھاوہ کیا
جسمین خلیفہ مارا گیا عثمان وقت اس لڑائی سے بچکر نکلگیا اس لڑائی مین نو ہزار آدمیون
نے اطاعت قبول کی جسمین خلیفہ کے نامی سردار اور امیر شامل تھے یہ سب گرفتار ہو گئے
اور بہت سے لوگ مقتول ہوئے عثمان دقنہ نواحی ٹوکر واقع شرقی سوڈان کی جنگلون مین
بھٹکتا پھرتا تھا ایک عرب شیخ کی غداری سے چند مصری سوارون کے ہاتھ اسیر ہو گیا
غیر مسلح اور بالکل تنہا تھا اسوقت اوسکی عمر ۷۰ برس کی ہے

اشعار خاتمہ

کر چکا جسکا ہری مین اسکو تمام
اس کی تحقیق حال مین کیا کیا
سب جتنے حالات اسمین ہین یک جا
یہی اپنی دعا خدا یا ہے
عام لوگ اس سے فائدہ پائین
دی جگہہ دیدۂ مسلمان مین
حافظ احمد علی شوق کا کام
جنکی ایما سے یہ بہا نسخا
اونکو اقبال و جاہ و دولت دی
خوب مقبول عالم اون کو کر

نام رکھا مذاہب الاسلام
محققین سینے کی ہین صبح و مسا
جامع ایسا نہین کوئی نسخا
دل وجان کو یہی تمنا ہے
علما بھی پسند فرمائین
دل ارباب دین و ایمان مین
ہو ترقی پذیر صبح و شام
منزل اختتام کو پہوچا
عمر مین امد خیر و برکت دے
بطفیل جناب پیغمبر

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله فی البدایة والنهایة علی الهدایة والوقایة الذی شرف النوع الانسانی بانواع التکلیف
وازال عنهم اصر الوزر وآثار التعنیت خلق الاشباح بقدرته وخلق الارواح برحمته وافاد
علی عباده مدارک شریعة الاسلام بوسیلة نبیه علیه الصلوٰة والسلام وسهل مسالکه لئلا یکون
علی الله حجة بعد ذلک لکافة الانام جلت نعمته ودقت حکمته وتقدست له الصفات وتنزه
عن تغییر الحالات وتفرد بالقدم والدوام وتعالی عن مشابهة بالاعراض والاجسام
والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد قطب دائرة المفاخر وبدر سماء المکارم والمآثر الذی حرض علی
تحصیل العلم وتبجیل العلماء وسماهم ورثة الانبیاء۔ ابعد الانبیاء فی الفضل غایة واعظم
معجزة وآیة سید المرسلین خاتم النبیین خیر الخلائق وعلی آله واصحابه تارکی العلائق والعوائق
وبعد فیقول الفقیر لرحمة ربه القدیر **نجم الغنی** صانه الله عن شر کل غبی وغوی۔ هذا تعلیق یحل
مشکلات مسئلة الطهر المتخلل من کتاب شرح الوقایة بخصته من کتب الفقه تلخیصا حسنا
مجتنبا فیه التطویل الممل والاختصار المخل وسمیته **بالقول الفیصل فی تحقیق الطهر
المتخلل** وتیسر لی فیه بفضل الله وقوته من خلاصة تحقیق اصحابنا۔

اعلم ان الحیض دم تنفضه رحم امرأة بالغة وهو قد یکون حکمیا وقد یکون حقیقیا اما الحکمی
فهو الطهر الذی یتخلل فی مدة الحیض بین دمین حقیقیین فان استیعاب دم جمیع المدة الحیض
لیس بشرط والطهر الکامل وهو الذی یکون خمسة عشر یوما او اکثر اذا تخلل بین الدمین کان

فاصلا بينهما اتفاقا يعني انه يعتبر طهرا في الشرع ويعتبر طرفاه دمين على حدتين لا المجموع دما واحدا
متواليا والطهر الناقص اے الذی هو يكون اقل من خمسة عشر يوما قيد باقل من
خمسة عشر يوما احترز الطهر الصحيح الذي يكون خمسة عشر يوما لانه طهر بلا نزاع وانما النزاع في الطهر
الفاسد الذي يكون اقل من خمسة عشر يوما وتصوير الطهر الصحيح ان امرأة رأت ثلثة ايام دما ثم
خمسة عشر طهرا ثم ثلثة ايام دما فالخمسة عشر يوما طهر فاصل بين الدمين بالاتفاق والثلثة الاولى
والثانية حيض فالطهر الذي يكون اقل من خمسة عشر يوما فهو اذا تخلل بين الدمين ٥
اعلم ان احاطة الدم للطرفين يشترط بالاتفاق لكن عند غير ابي يوسف رحمه الله في مدة الحيض
وعلى هذا لا يجوز بداية الحيض وختمه بالطهر لانه ضد الحيض والشئ لا يبدء ولا يختم بضده وعند ابي يوسف
يعتبر في الطهر المتخلل وان لم يكن في المدة وعلى هذا يجوز بدايته وختمه به ومن اصله انه يجعل ما
هو طهر كله حيضا باحاطة الدمين فالطهر الذي يكون اقل من خمسة عشر يوما اذا تخلل بين الدمين فحينئذ
لا يخلو اما ان يكون اقل من ثلثة ايام او اكثر فان كان اقل من ثلثة ايام فهو لا يفصل
بينهما اے لا يعتبر طهرا شرعيا ولا طرفاه دمين على حدتين اتفاقا بل هو مع الدمين المحيطين
كالدم الواحد المتوالي واجمع على هذا الحكم اجماعا منعقدا بين الائمة او بالاجماع وان
كان ثلثة ايام او اكثر منها الى اربعة عشر يوما فهو مختلف فيه فعند ابي يوسف رحمه الله
وهو قول ابي حنيفة رحمه الله قولا آخرا لا يفصل بينهما سواء كان احاطة الدمين له
في المدة او اكثر منها فيعتبر مجموع الطهر والدمين المحيطين به كالدم الواحد المتوالي لان اقل
مدة الطهر الصحيح خمسة عشر يوما فما دونها فاسد وبين صفة الصحة والفساد منافاة والفاسد
لا يتعلق به احكام الصحيح شرعا فيكون الكل كالدم المستمر وعليه الفتوى كذا في خزانة المفتين صورته
رأت يوما دما وثلثة عشر يوما طهرا ثم دما لا يفصل الطهر عند ابي يوسف رحمه الله وهو قول ابي حنيفة
رحمه الله آخرا وان كان ذلك الطهر اكثر من عشرة ايام ايضا وانما قال وان كان
اكثر من عشرة ايام بالوصل مع انه كان مستغنيا من قوله السابق او اكثر توضيحا للمراد ودفعا للتوهم

فالطهر المتخلل حيض وليس بفاصل فلو رأت يوما دما وثلثة طهرا ويومين دما كان المجموع حيضا و
في رواية ابن المبارك عنه اي عن ابي حنيفة رحمه الله يشترط مع ذلك المذكور من اشتراط الطهر
اي مع اشتراط احاطة الدم بطرفيه في عشرة او اقل شرط ثالث ايضا وهو كون الدمين
نصابا اي كون مجموعهما نصابا للحيض وهو ثلثة ايام او اكثر وهذا اخص من القولين السابقين
لاشتماله عليهما مع امر زائد وهو اشتراط النصاب فرواية ابن المبارك اخص عن رواية محمد
ورواية محمد اخص عن رواية ابي يوسف يعني شرط كون الدمين نصابا اي مجموع الدمين شرط ان يكون نصابا
وان لم يكن كل واحد من الدمين نصابا اي لا يشترط ان يكون كل واحد من الدمين نصابا
سواء كان الدم الاول يوما والآخر يومين او بالعكس ثم اعلم انه اذا وجد الشرطان لاحاطة
الدم الطرفين الطهر في عشرة او اقل وكون الدمين نصابا كان الطهر الناقص حيضا في رواية ابن المبارك
وبالاول فقط رواية محمد والا فلا صورته في عشرة ايام ان امرأة رأت يومين دما وسبعة ايام
طهرا ثم يوما دما او بالعكس وفي اقل من عشرة ايام انها رأت يومين دما وثلثة ايام طهرا ثم يوما
دما او بالعكس وعند محمد رحمه الله يشترط مع هذا المذكور من الشرط الثلثة شرط رابع
فهذا اخص من الاقوال الثلثة السابقة لاشتمالها مع امر زائد وهو كون الطهر المتخلل
متساويا للدمين المحيطين او اقل منهما صورته رأت ثلثة دما وثلثة او يومين طهرا وثلثة
دما لا يفصل عنده ثم اذا صار ذلك الطهر المتخلل عنده اي عند محمد دما حكميا
حتى صار باعتبار مجموع الدمين الكائنين نصابا او اكثر والطهر المتخلل بينهما ايضا دما حكميا عنده
فان وجد في عشرة هو سوى ذلك الطهر المتخلل بين الدمين الكائنين نصابا او اكثر
فيهما اي في تلك العشرة طهر متخلل اخر قوله هو فيها صفة لعشرة وقوله طهر آخر فاعل وجد
يغلب الدمين المحيطين به بان يكون ايامه اكثر عددا من ايامهما ان عد الدم الحقيقي
فقط دما لا الحكمي لكن يصير ذلك الطهر الاخير مغلوبا بهما بان يكون اقل عددا منهما ان
عد ذلك الطهر المتخلل الاول الذي هو الدم الحكمي دما وباعتباره عد مجموع الدمين

والطهر يوماً فانه الفاء جزائية والجملة جزاء لقوله فان وجد الخ اي اذا اتفق كهذا فانه اي الطهر المتخلل
الاول يعد دماً حتى يجعل الطهر الاخير ايضاً حيضاً بناءً على صيرورته مغلوباً بهذا على
ما مرّ وهذا الحكم متحقق في جميع الاقوال الا في قول ابي سهيل فقوله الا في قول ابي سهيل استثناء
من قوله فانه يعد دماً فانه عنده وان جاز كون احد الطهرين دماً لكن لا يجوز ان يجعل الآخر
بتبعيته دماً. اعلم ان الاصل عند محمد رحمه الله وهو الاصح وعليه الفتوى ان الطهر المتخلل انما يكون فاصلاً
اذا بلغ ثلثة ايام او اكثر لكن ان استوى الدم والطهر او غلب الدم لا يكون فاصلاً وان غلب
الطهر كان فاصلاً فحينئذ ان لم يمكن جعل كل واحد حيضاً لا يكون شيء حيضاً وان امكن جعله حيضاً
جعل حيضاً متقدماً او متأخراً وان صلح كلاهما لذلك جعل اسرعهما امكاناً حيضاً ولا يكون كلاهما حيضاً اذا
لم يتخلل طهر تام وهو لا يجوز بداية الحيض ولا ختمه بالطهر اصلاً ولا يجعل الطهر حيضاً باحاطة الدمين
فلو رأت مبتدأة يوماً دماً ويومين طهراً ويوماً دماً فالاربعة حيض لان الطهر المتخلل دون الثلث و
لو رأت يوماً دماً وثلثة طهراً ويوماً دماً لم يكن شيء حيضاً لغلبة الطهر على الدمين وان رأت يوماً دماً و
ثلثة طهراً ويومين دماً فالستة حيض لاستواء الدمين والطهر ولو رأت ثلثة دماً وخمسة طهراً ويوماً
دماً فحيضها الثلثة الاولى لغلبة الطهر والدم المتقدم بانفراده صالح للحيض ولو رأت يوماً دماً و
ثلثة طهراً وثلثة دماً فالثلثة الاخيرة حيض لما عرفت ولو رأت ثلثة دماً وستة طهراً وثلثة دماً فحيضها
الثلثة الاولى لانها اسرعهما امكاناً واستواء الدم بالطهر انما يعتبر في مدة الحيض واكثرها عشرة
والطهر فيها غالب في هذه الصورة كذا في النهاية فلو اجتمع طهران معتبران وجعل احدهما لاحاطة الدم
واستوائه بالطهر كالدم المتوالي هل يتعدى حكمه الى الآخر على قول محمد رح قال ابو زيد يتعدى وقال
ابو سهيل لا صورة المسئلة رأت مبتدأة يومين دماً وثلثة طهراً ويوماً دماً فالستة الاولى حيض اتفاقاً
والاربعة بعد الستة الاولى صارت كالدم المتوالي خلافاً لابي سهيل لان طهر ثلثة ايام سقط اعتباره
لاحاطة الدم بطرفيه واستوائه بالدم لكن لا يعتبر هو حيضاً في حق غيره الا ان ما صار حيضاً تبعاً لغيره لا يصير
غيره حيضاً تبعاً له ولا فرق بين كون الطهر الاخر الغالب على الدمين باعتباره المغلوب

بهما باعتبار آخر مقدما على ذلك الطهر الاول المتخلل بين الدمين الكائنين او اكثر كما في
في هذه الصورة - دططط دططططدد او موخرا عنه يعني يجوز في المثال ان يجعل الثلثة الاول
دما حكما ويجعل الثلثة الاول دما حكما ويجعل الثانية كذلك ويجوز العكس ايضا وعند الحسن
بن زياد الطهر الذي يكون ثلثة او اكثر منها يفصل بين الدمين مطلقا اي غير
مقيد باحاطة الدم للطرفين في المدة وكون الدمين نصابا وكون الطهر مساويا للدمين او اقل وهذا
القول قول الاعظم آخرا في طرق المفيض فانه يجعل الثلثة فيما فوقها غير فاصل مطلقا فهذه
الاقوال المذكورة ستة اقوال وحاصل الكلام وتوضيح المقام ان الطهر اذا كان اقل من الثلثة
لا يفصل مطلقا واذا كان اكثر من اربعة عشر يفصل مطلقا واختلفوا فيما اذا بلغ ثلثة ولم يبلغ اكثر من
اربعة عشر على ستة اقوال احدها ان الطهر لا يفصل اذا كان الدمان المحيطان به في المدة كمن
رأت يوما دما وثمانية طهرا ويوما دما رواه محمد عن ابي حنيفة وثانيها ان لا يفصل اذا بلغ نصابا
في مدته مجتمعا او متفرقا كمن رأت يوما وثلثة ولياليها واربعة وليوما وبه اخذ زفر وروى ابن المبارك
عنه وثالثها ان لا يفصل اذا كان الدم نصابا سواء كان في مدته او لا كمن رأت يوما وتسعة و
يومين وبه اخذ ابن المبارك ورابعها انه لا يفصل اذا كان الطهر اقل من الدمين او مساويا لهما كمن
رأت ثلثة واربعة ثلثة او يوما وثلثة ويومين ومذهب الطهر المعتبر اي ثلثة ايام فصاعدا اقلها حتى
طهران معتبران يحيط بكل منهما دما لا يعتبر الطهران معا بل يجعل احد الطهرين المساوي للدمين
دما ثم يتعدى حكمه الى الاخير عند ابي زيد الكبير البخاري وابي علي الدقاق ولا يتعدى عند ابي سهل
كمن رأت يوما وثلثة ويوما وثلثة ويوما فالعشرة حيض عندهما وستة المتقدمة عنده والاول
صح عند مشائخنا وبه اخذ محمد وخامسها انه لا يفصل مطلقا فيجوز ختم الحيض وبدايته كلاهما او احدهما
بالطهر بطهر كلاهما في المعتادة واحدهما في المبتدأة كمن رأت قبل العادة بيوم يوما وعشرة ويوما
ولا يتصور ان يكون كلاهما بالدم الا اذا كان الطهر مع الدمين عشرة او اقل وبه اخذ ابو يوسف و
سادسها انه يفصل مطلقا وبه اخذ الحسن كمن رأت يوما وثلثة واكثر ويوما وقد ذكر ان

عشر یوما حیضا علی روایۃ وھو مبتدأ من قولہ ثم یوما ثمانیۃ وما بعدھا من الایام العشرین
استحاضۃ اما الخمسۃ الاول منہا فلانہا من الشہر الذی حاضت فیہ عشرۃ کاملۃ فلو اعتبرت حیضا
لزم زیادۃ الحیض علی العشرۃ فی شہر واحد واما الخمسۃ عشر الباقیۃ منہا فلانہا من الشہر الثانی و
قد اعتادت المرءۃ فی الشہر الاول بانہا تحیض بعد خمسۃ عشر یوما من الشہر فہی من الاستحاضۃ لکنہا
ان رأت بعدہا دما سواء کان ہناک طہر متخلل اولا کان حیضا علی ما ظہر من عادتہا فی الشہر الاول
وفی روایۃ ابن المبارک عن الامام رضی اللہ تعالی عنہ الیوم الاول استحاضۃ واربعۃ عشر
بعدہا طہر ثم یوم الدم بعدہا استحاضۃ ثم الثمانیۃ بعدہا طہر وما بعدہ من الایام کلہا دم وذلک لان
المروی عنہ بروایۃ شروط ثلثۃ الاولان المذکوران والثالث کون الدمین نصابا ولا یخفی انہ منتف
فی طہر الثمانیۃ وکذا فی الطہر الذی قبلہ فلذا لم یجعلا دمین وتحقق فیما بعدہما من الایام الاحد
وعشرین فیکون کلہا دما ویکون العشرۃ الاول من بین ہما وہی العشرۃ التی بعد طہر ھو ثمانیۃ
ایام حیضا وما بعدہا من الایام الاحد عشر استحاضۃ وعند محمد شروط اربعۃ الثلثۃ المذکورۃ و
الرابع کون الطہر مساویا للدمین او اقل منہما وہو لا یوجد فی طہر ہو سبعۃ ایام وکذا فی ما قبلہ من الطہرین
ویوجد فیما بعدہ من الایام الثلثۃ عشر اما فی طہر الاول من ہذہ الایام فظاہر واما فی الطہر الثانی
منہا فلانہا احد طرفیہ ہو طہر الاول مع طرفیہ والکل دم حکمی عندہ فیکون الطہر الثانی اقل من الدمین
المحیطین بہ فبناء علی ہذا لا یکون الاطہار الثلثۃ الاول دما وما بعدہا من الایام الثلثۃ عشر دم
والعشرۃ الاولی منہا وہی التی بعد طہر ہو سبعۃ ایام حیض وما بعدہا من الایام
الباقیۃ استحاضۃ وعند ابی سہل شروط اربعۃ ایضا لکنہ لا یعتبر الدم الحکمی دما فلا توجد
تلک الشروط الاربعۃ عندہ الا فی الستۃ الاولی من عشرۃ محمد فیکون تلک الستۃ الاولی
منہا اے من العشرۃ التی جعلہا محمد رحمہ اللہ حیضا حیض لا الاربعۃ الباقیۃ لانہ لا یجعل الطہر
الآخر بعد الاول دما حیضا والایام التی قبل ہذہ الستۃ اعنی اثنین وثلثین یوما استحاضۃ والایام
التی ہی بعد ہذہ الستۃ ہی السبعۃ ایضا استحاضۃ وعند الحسن ابن زیاد یشترط

كون الطهر اقل من ثلثة وهو لا يتحقق الا في الاربعة الاخيرة فقط فهذه الاربعة الاخيرة عنده حيض
وما قبلها من الدماء استحاضة ومن الاطهار ليس دما اصلا والحاصل ان الايام التي اعتبرها
المجتهد بحسب الشروط المعتبرة عنده كانت الايام الاول منها حيضا لرجحانها بالاولية وما عدا
الباقي وما سوى ذلك من ايام الدم الحقيقي والحكمي كما ان بقي فهو استحاضة عنده وكان المجتهد
ثم نبه على فائدة اخرى بقوله ففي كل صورة من صور تخلل الطهر الناقص الذي هو ثلثة او اكثر يكون
الطهر الناقص المذكور فاصلا بين الدمين في قول من هذه الاقوال الستة لما عرفت
من الاصول سوى قول ابي يوسف رحمه الله فانه لا يجعل الطهر الناقص فاصلا واذا
كان الطهر الناقص فاصلا عند المجتهد فحينئذ لا يخلو اما ان يكون احد الدمين نصابا او كلاهما نصابا
او لا يكون شيء منهما نصابا فان كان احد الدمين نصابا دون الآخر كصورة رأت ثلثة دما
وخمسة طهرا ويوما دما كان ذلك الدم فقط حيضا عند ذلك المجتهد لغلبة الطهر والدم المتقدم بانفراده
صالح للحيض والدم الآخر استحاضة وان كان كل واحد منهما نصابا كصورة رأت ثلثة دما و
ستة طهرا وثلثة دما فالاول حيض عنده لرجحانه بالاولية والثاني استحاضة وان لم يكن
شيء منهما نصابا كصورة رأت يوما دما وثلثة طهرا ويوما دما فالكل سوى كل واحد من الدمين استحاضة
لا لمجموع الدمين والطهر لان الكلام على مذهب من كان الطهر فاصلا عنده وانما استثنى
قول ابي يوسف رحمه الله من كون الطهر الناقص فاصلا في كل صورة من الطهر المتخلل لان هذا
الحكم اي كون الطهر الناقص فاصلا لا يأتي على قوله في صورة لانه لا يجعل الطهر الناقص فاصلا
كما مر ثم ان قوله ففي كل صورة الى آخره الفاء فيه جزائية وقوله في كل صورة وكذا قوله في هذه الاقوال
متعلق بيكون والجملة جزاء لشرط محذوف وتقدير الكلام انه اذا تقرر هذه الاصول فيكون الطهر الناقص
في كل صورة فاصلا في هذه الاقوال سوى قول ابي يوسف رحمه الله فان قلت [illegible]
جوز تعلق حرف واحد من جنس واحد بفعل واحد فكيف يصح تعلق كلمة في بيكون [illegible]
الثاني بمعنى على البيانية او نقول ان يكون متضمنا لمعنى الوقوع او التحقق فالاول ظرف [illegible]

وتحققها في كل صورة والثاني ظرف لكونه فاصلا فالمتعلق لكل واحد من الظرفين علاحدة بحسب المعنى ويرجع الحاصل الى قولنا فيكون الطهر الناقص فاصلا في هذه الاقوال حال كونه واقعا او متحققا في كل صورة صورة الخ ولا محذور فيه فقد قال لا يصح تعلق الظروف بالافعال الناقصة فكيف يستقيم تعلق الظرفين بيكون اقول هذا مما لا سند له في كلامهم وكيف وانهم قالوا بتعلق الظروف المستقرة بالافعال العامة ولم يخصصوا بما سوى كان ومشتقاته فالقول بانه لا يصح لا يصح هذا وقيل في بعض الحواشي ان قوله يكون جملة وقعت صفة للصورة والعائد محذوف الى فيها والظرف اعني قوله في كل صورة خبر لمبتدأ محذوف وهو قوله التفصيل وقوله فان كان بيان لذلك التفصيل وتقدير العبارة ان في كل صورة كذا التفصيل وهو انه كان احد الدمين الى آخره وانت تعلم انه مع كونه تكلفا قطعا لا يخلو عن خلل في المعنى فانه يلغو حينئذ استثناء قول ابي يوسف رحمه الله بخروجه بالصفة وايضا لا يصح التفريع لان ما قبل الفاء من الاصول المختلفة للمذاهب المذكورة لا يصح علة لهذا التفصيل و انما هو علة لكون الطهر الناقص المذكور فاصلا بين الدمين على قوله من الاقوال الستة سوى قول ابي يوسف رحمه الله كما ظهر بالتامل الصائب والله اعلم هذا بيان الطهر المتخلل في الحيض واما المتخلل في الاربعين من النفاس ففي الخلاصة انه اذا كان اقل من خمسة عشر يوما لا يكون فاصلا بالاجماع وان كان خمسة عشر يوما فصاعدا فكذلك عند ابي حنيفة رحمه الله وعليه الفتوى وكذا في المضمرات ايضا۔ هذا آخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة۔

اللهم اغفر لمؤلفه الذنب والعصيان ✦ والسهو والنسيان

وانظر اليه بالعفو والغفران ✦ والفضل والاحسان

واحفظه عن الكفر والطغيان ✦ وعن جميع الهموم والاحزان

وآمنه من الكذب والبهتان ✦ ومن شر الشيطان

وادخله بحبوحة الجنان ✦ بجودك العظيم الشان

واعطه من السقر الامان ✦ بحق نبيك المرسل الى الثقلان

وبحرمة الصديق والفاروق والعثمان ✦ والمرتضى عليهم الرضوان

فہرست کتب موجودہ فروختنی مطبع احمدی ریاست رامپور (مرادآباد) کوچہ لنگرخانہ

ترجمہ سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی

عربی کے ایک عجیب و غریب سفرنامہ کا ترجمہ ہے اصل عربی نسخہ خود دنیا مین نایاب تھا مگر ۱۸۵۲ء مین ولیم رائٹ نے اسکی تصحیح کر کے لیڈن مین چھاپا مشہور کیا عربی سفرناموں مین یہی سفرنامہ سب سے پہلا ہے جسکے بعد کے سفرنامہ مین اکثر یہی کتاب ماخذ ہے جبیر اندلس کا رہنے والا تھا ۵۷۸ھ مین وہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ اسکندریہ بیت المقدس وغیرہ کی سیر کرتا رہا اور سفرنامہ لکھا۔ مگر اکثر حالات ابن جبیر سفرنامہ سے اخذ کئے ہین۔ قاضی ابو البقا خالد بن عیسیٰ کے سفرنامہ کا نام تاج المفرق ہے۔ ابن خطیب نے اسکو عماد الدین اصفہانی کا سرقہ بیان کیا ہے مگر حقیقت اُس نے ابن جبیر کے سفرنامہ سے سرقہ کیا ہے ابن بطوطہ نے بھی حلب و دمشق کے حالات ابن جبیر ہی کے سفرنامہ سے لئے ہین تقی الدین الفاسی نے شفا الغرام باخبار البلد الحرام مین ابن جبیر کے سفرنامہ ہی سے حالات لکھے ہین۔ ابن جبیر ۵۷۸ھ مین غرناطہ سے سوار ہو کر خلیج صقلیہ سے گزر کر اسکندریہ پہنچا وہان سے مصر کے عجائبات دیکھتا ہوا خشکی کی راہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو گیا قافلون کے ساتھ بغداد کی راہ سے دمشق مین آیا اور سلطان صلاح الدین کے ملنے کو گیا ان دنون جبکہ سلطان صلاح الدین جاری ہین دمشق سے عکہ کو گیا اور وہان سے پھر کشتی مین سوار ہو کر دریائی راہ سے صقلیہ مین پہنچا۔ اس کے داخلہ سے کچھ ہی قبل وہان سے مسلمانون کی حکومت جا چکی تھی۔ اور حکمران ولیم دوم تھا۔ اس وقت وہان کے مسلمانون کی جو حالت تھی اسکو مفصل نقل کرتے ہین۔ یہ وہ حالات ہین جنکا کسی عربی یا انگریزی کتاب مین پتا بھی نہین ہے تین مہینے صقلیہ مین رہکر وہان کے مفصل حالات لکھے ہے اور پھر وہان سے ۵۸۱ھ مین اندلس پہنچا اس دور دراز سفر مین ہر گاؤن ہر قصبہ ہر شہر اور ہر ایک دریا۔ ندی اور جھیل کے بہت مفصل حالات لکھے ہین۔ ہر مقام کی طرز معاشرت۔ طریقہ حکومت۔ رسم و رواج اور پیداوار ملکی۔ عام اخلاق۔ اور عادات غرضکہ جو باتین بالکل نئی کی تاریخون مین لکھی جاتی ہین وہ سب موجود ہین۔ ترجمہ نہایت فصیح اردو زبان مین بامحاورہ کیا ہے کاغذ اعلیٰ قسم کا ہے چھپائی بہت عمدہ ہے قیمت (عہ) علاوہ محصول

معارف لدنیہ

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کی وہ تصنیف جو اب تک کہیں نہین چھپی تھی۔

شہنشاہ جرمنی کا سفر قسطنطنیہ

اکتوبر ۱۸۹۸ع میں یہ پر شوکت سفر دولت عثمانیہ کی
سلطنت میں ہوا تھا۔ سلطان نے جس شاہانہ عزت کے
ساتھ اپنے شاہنشاہ مہمان کی مہمانداری کی اسکی مفصل کیفیت
درج ہے۔ شاہ جرمن نے جس جس مقام کی سیر کی اس کے
تاریخی حالات بھی درج ہیں جسقدر [illegible] ایڈریس
پیش ہوئے وہ سب موجود ہیں جو کچھ شاہ نے غربا
کو یا مساجد میں عطا کیا یا سلطان نے جو سامان شاہ کو
دیا یا امرا نے نذر کیا ہر ایک چیز بہ تعداد و قیمت تفصیل وار
درج ہے گویا یہ تاریخ ہے۔ یہ سفرنامہ در حقیقت سلطنت عثمانیہ کا
ایک بیش بہا تاریخ ہے۔ کاغذ اعلیٰ چھپائی عمدہ قیمت ۱۲

حیات سلطان صلاح الدین

یہ سوانح عمری اس عالی حوصلہ شجاع امیر سلطان مصر و شام
مصر و شام کی ہے جس نے نصرانیوں سے بیت المقدس
کو بچایا اور اس کے مقابلہ میں تمام نصرانی دنیا کی کل قوت
اور کوچہ کوچہ میں پادریوں نے یہ منادی کی ہر کہ ہر ایک مرد پر
سلطان صلاح الدین سے جنگ کرنا اب فرض ہوگیا ہے۔ انہوں نے
کا نام صلیبی لڑائی ہے۔ اسی بادشاہ نے نصرانیوں کی ایک ایک
سلطنت سے مقابلہ کیا اور انکو شکست دی۔ قیمت عہ

سفرنامہ روم و شام مولانا شبلی نعمانی

اسکی نسبت فقط یہی خیال کر لیجئے کہ حضرت مولانا شبلی
نعمانی کا سفرنامہ ہے۔ یہ سفرنامہ مصر و قسطنطنیہ کی علمی حالت
کا ایک ذخیرہ طرز بیان ایسا دلکش کہ ہر ہر فقرہ پر دل کھنچتا ہے
وہاں کے کتب خانوں کی مفصل کیفیت مصر کی جامع ازہر کے
حالات وہاں کے طرز تعلیم کی کیفیت وغیرہ سب ہی کچھ موجود
ہے۔ قیمت عہ

قواعد فارسی

آجتک قواعد فارسی میں اس تحقیق و تدقیق سے کوئی کتاب
نہیں لکھی گئی۔ تمام قواعد میں اردو سے کتب متقدمین کے اقوال
نقل و درج کر دیا ہے تحقیق اسقدر کی ہے کہ اہل زبان فارس کی
وہ غلطیاں ظاہر کی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔
صرف [illegible] ایک [illegible] بیان کی ہیں۔ قیمت ۸ر

معیار الافکار

علم منطق کے وہ اصول ضروری فارسی زبان میں لکھے ہیں کہ طالب
ایک نظر میں دیکھ لیں تو گفتگو کرنے میں بند نہوں قیمت ۲ر

وصال احمدی ترجمہ رسالہ مجددی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے
زمانہ خلافت سے وفات تک کے حالات روزانہ حضرت کے
خلیفہ جناب بدر الدین صاحب لکھتے جاتے تھے انکی کرامات
وغیرہ جمع کرتے تھے یہ وہ رسالہ ہے ایک کالم میں فارسی
اور ایک کالم میں اردو ترجمہ ہے۔ قیمت ۳ر

اعلان
چونکہ جملہ حقوق اس کتاب کے
محفوظ ہیں اس لیے تمام اہل مطابع
و دیگر تاجران کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بلا اجازت
مطبع احمدی کوئی صاحب اسکے چھاپنے یا چھپوانے
کا قصد نہ فرمائیں۔ البتہ جو صاحب
خریدار ہوں وہ قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک
مطبع احمدی ریاست رامپور کوچہ لنگر خانہ
میں بھیجکر طلب فرمائیں۔ زیادہ جلدوں
کی خریداری بذریعہ خط و کتابت
طے ہوسکتی ہے